سلسلۂ دار المصنّفین

(۲)

مکاتیب شبلی

حصّۂ اوّل

(یعنی)

علامۂ شبلی نعمانی مرحوم کے اُن خطوط کا مجموعہ جو وقتاً فوقتاً اُنھوں نے اپنے عزیزوں اور دوستوں کے نام لکھے اور جن میں مُلکی، قومی، مذہبی، علمی، اور اصلاحی خیالات و مسائل کا بڑا ذخیرہ موجود ہے

مرتبہ

سیّد سُلیمان ندوی، ناظم دار المصنّفین

باہتمام

محمد عابد علی خان مالک مطبع

مطبع شاہی لکھنؤ میں چھپکر

دفتر دار المصنّفین اعظم گڈھ سے شائع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ سر سیّد احمد خان کے نام

(از قسطنطنیہ)

(۱)

سیّدی۔

تسلیم۔ مین ۲۲ مئی کو یہان پہونچا لیکن ترددات کی وجہ سے خط لکھنے کی مہلت نہ مل سکی
یہ خط بھی مختصر اور پرائوٹ ہی۔ کچھ کچھ باتین آپ انتخاب فرما کر چھاپ دین تو ممکن ہی۔ مین نے سردست
ایک مختصر سا حجرہ لعہ ماہینہ کرایہ کا لے لیا ہے۔ لیکن کھانیکا صرف یہان بہت زیادہ ہی۔

سب سے ضروری بات یہ ہی کہ آپ دو تین سو یا اس سے زیادہ روپے بھیجدین کہ جو کتاب
جسوقت ہاتھ آئے لے لی جائے۔ یا نقل و کتابت کا انتظام کیا جا سکے۔ کتابین یہان بہت ہین،
اور نادر ہین لیکن کہان تک لکھوائی جا سکتی ہین۔ امام غزالی کی تصنیفین یہان موجود ہین۔ ابو
بو علی سینا کی تو شاید کُل تصنیفات مل سکتی ہین۔ امام غزالی کے خطوط بھی موجود ہین۔ خیر جو ممکن
ہوگا کیا جائیگا۔ یہان اکثر لوگون سے ملاقات ہو سکتی ہی لیکن مشکل زبان کی ہی۔ بعض بڑے کالج

دیکھے مگر زبان کی اجنبیت کی وجہ سے حالات معلوم کرنے مین نہایت دقت ہوتی ہی مین نے ترکی پڑھنی شروع کی ہی اور انشاء اللہ کچھ نہ کچھ بقدر ضرورت واپسی کے وقت تک سیکھ لونگا اسوقت تمام کالجون وغیرہ کی رپورٹ تیار کر سکون گا۔

حالات دلچسپ ہین اور سفر نامہ کیلئے بہت سامان ملجائیگا لیکن اسوقت بلکہ زمانہ قیام تک مطلق فرصت نہین ملسکتی۔ ہر روز تین چار میل کا چکر کرنا پڑتا ہی۔ بہت بڑا شہر ہی اور تمام کتب خانے وغیرہ دور دور واقع ہین۔

روپیہ بھیجنے کا آسان طریقہ یہ ہی کہ کُک کمپنی کے ہان سے نوٹ منگوا کر میرے یہان رجسٹری بھیجدیجیئے۔ مین بھی کُک کے نوٹ ساتھ لایا ہون اور وہ یہان کُک کے کارخانے مین بے تکلف چل سکتے ہین۔

یہان آجکل عینی کی شرح بخاری چھپ رہی ہی۔ ۹ جلدین چھپ چکی ہین۔ بہت بڑی کتاب ہی۔ حنفیونکو اسکی تلاش تھی۔ وہان کسی متصلب حنفی کو درکار ہو تو منگوا سکتے ہین۔

بیروت کے علمانے تمام نصارائے عرب خواہ جاہلیۃ کے ہون خواہ اسلام کے اُن سب کے اشعار کا ایک مجموعہ تیار کر کے چھاپنا شروع کیا ہی ایک جلد چھپ چکی ہی۔ اسی مین اخطل کا دیوان بھی ہی۔ لیکن وہ مستقل تین جلدون مین چھپ چکا ہی یہ آج تک کہین نہین ملسکا تھا۔ یورپ مین بھی اسکی بہت تلاش تھی۔

معتزلہ کی کتابین یہان بھی نہین ہین۔

وہان کے حالات جسقدر تحریر فرمائیگا میری تشفّی کا باعث ہوگا۔ لڑکون کو مین

حضور کے بھروسہ پر چھوڑ آیا ہون - میان حمید کو نگرانی کی تاکید فرمائیگا۔

یہ خط والد قبلہ کو بھیجدیا جائے یا اسکی نقل ۔ متعدد خطوط لکھنے کی فرصت نہین، حالات سفر مین ایک قصیدہ موزون ہو گیا ہے - وہ خط کے ساتھ شامل ہی مطبع مفید عام مین چھاپکر علی گڈھ گزٹ کے ساتھ شائع کر دیا جائے - تو مناسب ہوگا - اسکی چند کاپیان والد قبلہ کو بھی بھیجدیجیئے گا۔

یہان کا اخبار اختر جو فارسی زبان مین ہی اور جسکی اشاعت دو ہزار ہی مین نے آپ کے نام روانہ کرنے کے لیے کہدیا ہی - اُسکی ششماہی قیمت ۲ ہی وہ انہی روپیون کے ساتھ بھیجدیجیئے گا ممکن ہی کہ اس اخبار مین ہمارے کالج کے حالات چھپتے رہین - اور وہ ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ دین گے - یہان اکثر لوگ ہندوستان کے نام سے بھی واقف نہین ورنہ اگر مسلمانونکے تمام حالات اور ضرورتین معلوم ہون تو کالج کو مدد ملنا یقیناً مشکل نہین ہزارون میل تک یہان کے اوقاف کا فائدہ پہونچتا ہے ۔

شبلی نعمانی ۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۲ء
قسطنطنیہ مقام، تختہ خان، قریب خان محمود پاشا،

(۲)

سیدی و مولائی ۔

تسلیم - یہ تیسرا خط ہی جو استنبول سے لکھ رہا ہون - آپ کو اور بزرگان وطن کو میرے خطوط کا انتظار نکرنا چاہیئے یعنی سکوت کی حالت مین قیاس بلکہ یقین کر لیجیئے کہ مین بخیریت ہون باقی حالات سفر اُسکی نسبت مین پہلے لکھ چکا ہون کہ یہان سے کچھ نہ لکھون گا۔

قلمی کتابین یہان نہین ملین۔ مصر مین کبھی کبھی ہاتھ آجاتی ہین اس لئے صرف مطبوع کتابین خریدی جاسکتی ہین لیکن اُنکی تعداد بھی معتدبہ ہی۔ یہان امام غزالی کی تمام کتابین اور رسالے موجود ہین۔ مکاتبات کا نسخہ بھی ہی۔ بوعلی سینا کی اسقدر تصنیفات ہین کہ کہین نہونگی۔ ارسطو وغیرہ کی کتابون کے اصلی ترجمے نہایت قدیم خط مین موجود ہین لیکن کیا حاصل کتابت کی شرح لل‌عہ رجز سے کسی حال مین کم نہین۔ معتزلہ کی کتابین البتہ ناپید ہین۔ عبدالقاہر جرجانی کی تفسیر ہی مگر اُسمین کوئی نئی بات نہین۔

پرسون مین عثمان پاشا سے ملا۔ نہایت اخلاق سے ملے۔ عربی سمجھ لیتے ہین اور دوچار معمولی باتین بھی کرسکتے ہین۔ مین نے اُنکے ہاتھ کا بوسہ دینا چاہا لیکن راضی نہوے بلکہ اُلٹی خود میری تقلید کرنی چاہی۔ رخصت کے وقت فرمایا کہ آپ جب چاہین تشریف لائین۔ بہت خوشی سے ملونگا۔ تمام اور بڑے بڑے پاشاؤن سے بھی ملاقات ہوسکتی ہی لیکن اول تو زبان کی اجنبیت ثانیاً مجکو اور کیسکی ملاقات کا شوق بھی نہین۔

یہان کا ٹائپ بے انتہا عمدہ ہی۔ تمام دُنیا مین اُسکا نظیر نہین۔ علیگڈھ گزٹ کیلئے یا مستقل مطبع کیلئے ضرور خریدنا چاہیئے۔ بیروت و ہالنڈ کے حروف مین بھی یہ نوک پلک نہین۔

افسوس ہی کہ عربی تعلیم کا پیمانہ یہان بہت ہی چھوٹا ہی اور جو قدیم طریقۂ تعلیم تھا اُسمین یورپ کا ذرا پرتو نہین۔ جدید تعلیم وسعت کے ساتھ ہی لیکن دونون کے حدود جدا رکھی گئی ہین اور جبتک یہ دونون ڈانڈے نہ ملین گے اصلی ترقی نہوسکے گی۔ یہی کمی تو ہمارے ملک مین ہی جسکا رونا ہی۔

مین نے کالج کا نتیجہ اکمل الاخبار مین دیکھا اور بے انتہا خوش ہوا بلکہ سچ یہ ہی کہ اُسی عالم مین خط لکھنے بیٹھ گیا ورنہ معمولی باتین روز روز کیا لکھون۔

روپئے فوراً جسقدر کتاب کیلئے بھیجنے ہون بھیجیئے۔ یہان سے مین اُٹھا تو پھر مجکو خط وغیرہ کوئی چیز نہ مل سکے گی۔ یہان کی جو چیزین مشہور ہین وہ آپ کو معلوم ہین اگر کوئی چیز مطلوب ہو تو تحریر فرمایے کہ مین لیتا آؤن مین چاہتا ہون کہ کالج کیلئے چند ترکی زبان کی عمدہ کتابین خریدی جائین جن سے یہان کی علمی ترقی کا اندازہ ہوسکے گا۔

یہ خط والد قبلہ کے پاس بھیجدیا جائے۔ میان حمید کو تاکید فرمائے کہ مجکو نہایت مفصل خط لکھین اور عزیزون کے امتحانات کے نتیجے بھی لکھین۔

میری تصنیفات تیار ہوجائین تو چند نسخے یہان آنے چاہئین۔ لیکن دیر ہوگی تو مجکو نہ مل سکین گے۔ مین انشاءاللہ ۱۵۔ اگست تک یہان رہونگا۔

ہان آج مین حسین حبیب آفندی سے جو بمبئی مین سفیر تھے اور اب یہان پولیس جنرل ہین ملا۔ بے انتہا مہربانی کی۔ گھر کے تمام کمرے دکھائے۔ دعوت کی۔ اور بہت سی مہربانیان کین۔ وہ اُردو بخوبی بولتے ہین۔ آپ فوراً سیرۃ النعمان کا ایک نسخہ جو وہان مین دیکھ آیا ہون اور اُسپر کالج کی مہر نہین لگی ہی بھیجدیجئے۔ ضرور مین اُنکو ہدیہ دونگا۔ وہ اِسی مذاق کے آدمی ہین۔

والسّلام۔

۱۵۔ جون سنہ ۱۸۹۲ء

شبلی۔ قسطنطنیہ

باب عالی۔ ادارہ اختر۔

(۳)

مطاعی۔

افسوس ہے سفر کی رواروی مین ابتک عریضہ نہین لکھ سکا۔ علی گڈھ گزٹ مہینہ بھر کے لئے میرے نام جاری کردیا جاے کہ کالج کے حالات معلوم ہوتے رہین۔

اگست کی تنخواہ بھیجدی جائے۔

غبن کا معاملہ خدا کرے بخیر انجام ہو۔

ہم لوگ بایمان و یقین جانتے ہین کہ اور صیغون مین بھی نہایت ابتری ہے۔ مگر جرارت اظہار نہ تھی۔ کم سے کم سال مین قاعدہ کے موافق جانچ تو ہونی چاہئیے۔ والتسلیم

شبلی۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

اعظم گڈھ

سلہ سید صاحب اس کے جواب مین لکھتے ہین:۔

مخدومی۔

جن صیغون مین آپ کے نزدیک ابتری ہے اُن کے نام بتانے ضروری ہین اُمید کہ اُس سے مطلع فرماوین گے۔ والسلام۔

سید احمد

علیگڈھ۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۵ء

۲۔ محسن الملک نواب مہدی علیخان مرحوم کے نام

(۱)

جناب من۔

آپ[۱] کا خط پڑھکر بے اختیار ہنسی آگئی۔ آپ لوگ مجھکو اسقدر بھولا اور سادہ دل سمجھتے ہین، اسکول[۲] کے لیے میرا یہان رہنا مفید ہوتا تو کیا رہ جاتا۔ لیکن یہان کا روپیہ ہمیشہ یہین خرچ ہوتا ہی۔ باہر نہین جاتا۔ مجھکو سردست صار راہوار سے زیادہ نہین مل سکتے اور یہی یہان کا خرچ ہی پھر جس قدر تنخواہ بڑھتی ہی خرچ بڑھتا جاتا ہی۔ البتہ اگر یہان کی سوسائٹی مین مبتذل۔ بدحیثیت۔ بے وقعت۔ رہکر رہون تو بس انداز ہو سکتا ہی۔ باقی وہان کیلئے یہان کے لوگون سے چندہ یہ کس قدر حماقت کا خیال ہی۔

مولوی صاحب، روپیہ اور دولت کی قدر مجھ سے زیادہ کسی کو نہین۔ مین کچھ ابراہیم ادہم اور بایزید نہین ہون۔ میرا تو رُوان رُوان دُنیا کی خواہشون سے جکڑا ہی۔ لیکن دُنیا کو سلیقہ کے ساتھ حاصل کرنا چاہتا ہون۔ مجھ سے جوڑ، توڑ، سازش، درباداری خوشامد، لوگون کی جھوٹی آؤ بھگت۔ نہین ہو سکتی۔ اور بغیر اس کے کامیابی معلوم۔

---

[۱] خط پر سنہ مرقوم نہین لیکن عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ سنہ ۱۸۹۶ء کا ہی جبکہ کالج چھوڑ کر اعظم گڈھ آگئے ہین، اور حیدرآباد سے مالکا منصب مقرر ہوا ہی "یہان" سے مقصود حیدرآباد ہی۔

[۲] یعنی نیشنل اسکول اعظم گڈھ۔

اس لیئے مین نے گوشۂ عافیت پسند کیا۔

یہان مجھ سے میری خواہش کا استفسار ہوا مین نے کہا موجودہ آمدنی کے ساتھ کالج کے تعلق سے آزادی۔ چنانچہ اسی قدر ماہوار کا منصب مقرر ہوگیا۔ الفاروق کے بعد غالبًا ماہانہ ۵۰ یا ۸۰ ہوجائے روبکار مین بھی اضافہ کا وعدہ درج کردیا گیا ہی۔ گو مقدار کی تعیین نہین۔ بس میری تنہا زندگی کو یہ بہت ہی۔ تاہل کا ارادہ نہین[1]۔ زیادہ دھوم دھام کی خواہش نہین۔ بے زحمت خدا نے اس قدر دیا تو لاکھ شکر ہی اور یون تو ع کاسۂ چشم حریصان الخ رہا قوم کی خدمت کرنی۔ اسکی تدبیر یہ نہین کہ جھوٹی سفارش کرکے دو چار کو نوکری دلوادیجائے[2] ان کو اس قابل بنانا چاہیئے۔ کہ وہ خود اپنی سفارش کرسکین[3]۔

زیادہ نیاز۔ شبلی نعمانی۔

۱۵ ستمبر ۱۸۹۴ء

[1] مولانا نے اس کے بعد تاہل سنہ ۱۹۰۱ء مین اختیار کیا، جس سے ۱۹۰۵ء پھر آزادی ملی۔ [2] یہ نواب صاحب پر تعریض ہی

[3] مولانا علی گڈھ کالج چھوڑ کر، ۱۸۹۶ء مین اعظم گڈھ اپنے وطن مین مقیم ہوے، یہان ایک انگریزی اسکول (نیشنل اسکول) قائم کیا تھا، اعظم گڈھ مین اسوقت الفاروق کی تصنیف کے علاوہ اِس اسکول کا اہتمام و انتظام شغل تھا، اِسی زمانہ مین حیدرآباد گئے تھے کہ کالج سے جو ملتا تھا (مار) اُتنے ہی کا یہان وظیفہ ہوئے۔

نواب صاحب نے شاید یہ لکھا ہے کہ وہ کالج مین دوبارہ قیام کرین، اور نیز یہ لکھا ہے کہ شاید آپ حیدرآباد اس لیئے رہنا چاہتے ہین کہ نیشنل اسکول کو وہان سے فوائد پہونچ سکین۔

جناب من۔

والانامہ ورود فرما ہوا۔ سنٹرل کمیٹی کی ممبری میرے لیئے موجب فخر ہی لیکن مین اس کو پسند نہین کرتا کہ بغیر کسی خدمت اور محنت کے محض فخر کے لیئے اپنا نام اس فہرست مین لکھواؤن۔

مین سال بھر سے بیمار اور ضعیف ہون۔ کوئی دماغی کام نہین کرسکتا تصنیف کا مشغلہ بالکل بند ہی جب کسی کام کرنے کے قابل ہونگا تو نہایت فخر سے اس عہدہ کو قبول کرون گا[1]۔

شبلی۔ اعظم گڈھ

۱۹۔ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء

۳۔ شیخ حبیب اللہ صاحب کے نام[2]

(۱)

قبلۂ ام۔ تسلیم۔

گو میرا قلم خامۂ نقاش کی ہمسری کرے جس سے مین اس عجیب وغریب مقام (نینی تال) کی پوری تصویر کھینچ سکون تاہم مجکو یہ امید نہین کہ اس کوشش سے عزیزان

[1] نواب صاحب اسکے جواب مین لکھتے ہین۔

مکرمی۔

یہ خط واپس ہی منظوری کا عنایت نامہ عنایت ہو خدمتنا ممدوح براہ کرم ضرور منظور فرمائیے مجھپر احسان ہوگا۔

مہدی۔

[2] مولانا کے پدر بزرگوار اعظم گڈھ کے رئیس و وکیل تھے سنہ ۱۹۰۱ء مین وفات پائی۔

وطن کو جو میرے خط پر آنکھ لگائے بیٹھے ہون گے اپنے شوق و انتظار کا صلہ ملجائے گا۔

مین بے تکلف تسلیم کرتا ہون کہ نینی تال ایک عجیب اور حیرت انگیز مقام ہی لیکن اگر "تعجب انگیز" اور "دلچسپ و فرحت زا" ہونا دو جداگانہ چیزین ہین تو مجھ ایسے ایشیائی خیال آدمی سے یہ اُمید رکھنا عبث ہی کہ مین اُسکو "فرحت زا" بھی مان لون گا ہان جو لوگ انگریزون کی ہر ادا پر جان دیتے ہین اُن کا مذہب کیا پوچھنا۔ ع۔ ہرچہ آید در دلم غیر تو نیست۔

اَب حالات سنیئے،

کارٹ گودام تک ریل ختم ہوتی ہی اور پہاڑون کا سلسلہ شروع ہوتا ہی کارٹ گودام سے نینی تال ۱۲ میل ہی مگر تمام راستہ قدرت الٰہی کی نیرنگی و عظمت کا مرقع ہی عرض مین پانچ چھ ہاتھ زمین چھوٹی ہوئی ہی جس پر راستہ چلتا ہی باقی ایک طرف پہاڑ کی وہ ہیبت ناک دیوار ہی جسکی طرف دیکھنے سے نگاہ کانپ جاتی ہی دوسری جانب نہایت عمیق ہولناک غارونکا سلسلہ ہی اور اگر اس پہاڑ مین سخت سردی نہوتی تو یہ غار بڑے بڑے اژدر اور موذی جانورون کے دار السلطنت ہوتے نینی تال جب تین میل رہجاتا ہی تو پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوتی ہی سطح زمین سے اِس مقام کا ارتفاع تین میل سے کم نہین مگر اس پیچ دار پیچ سے راہ نکالی ہی کہ بے اختیار انگریزونکی ہمت پر آفرین کی صدا بلند ہوتی ہی آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو کوٹھا تین میل کا اونچا ہوگا اُس کے زینے کیسے پر پیچ اور دشوار گذار ہونگے کوئی شخص کیسا ہی جیس یا مستقل دل رکھتا ہو یہان پہونچکر ممکن نہین کہ حیرت کے صدمہ سے بچ سکے تال جو ایک میل سے زیادہ لمبا ہی یہ ایک نہایت گہرا غار تھا جسکی تھاہ اَب بھی غیر معلوم ہی

اس مین مدت سے قدرتی چشمون کا پانی گرتا ہی اور اب وہ بھر گیا ہی اور تال کے لقب سے
ممتاز ہی شام کو اس کے کنارے میمون اور مسون کا مجمع ہوتا ہی اور مختلف طرح کے کھیل کھیلتی
ہین سامنے ایک میدان ہی جس مین انگریز کرکٹ کھیلتے ہین یہ سب کچھ ہی مگر چونکہ اس کے
دونون طرف پہاڑ کی نہایت اونچی دیوارین کھڑی ہین مجکو یہ جگہ ہر طرف سے نہایت
بند اور گھٹی ہوئی معلوم ہوئی مجکو یقین ہے کہ جو شخص صحرائیت اور فضائیت کا
دلدادہ ہے میرے دعوے کی شہادت پر فوراً آمادہ ہوگا جس کوٹھی مین مین ہون بہت
بلندی پر نہین ہی تاہم دو دن کی مشق مین نیچے تک پہونچنے اور واپس آنے مین میرا دم
ٹوٹ جاتا ہی اور کئی جگہ ٹھہرنا پڑتا ہی ہر ایک کوٹھی سے انگریزون کی بے روک ہمت اور
پرجوش محنت کی شہادت ملتی ہی یہان جو کچھ آرام ہی صرف یہ ہی کہ کسی وقت یہان آفتاب
کی عملداری نہین ہونے پاتی یہی بات ہی جس کے لیئے انگریزون نے لاکھون کرورون روپے
صرف کر دیے ہین درحقیقت ہم کو انگریزون سے سبق سیکھنا چاہیئے کہ صحت سب چیزون پر
مقدم ہی اور کوئی کام دنیا مین ناممکن نہین رمضان تو خوب گذریگا مجکو اگر کچھ دلچسپی ہے
تو اسی سے جس کوٹھی مین ہون سید صاحب کے حقیقی بھتیجے بھی مع اہل وعیال کے تشریف
فرما ہین اور مجکو بھی مشکل سے جگہ ملی یقیناً اگر میان محمد آتے تو نہایت تکلیف اور سید صاحب پر بار
ہوتا تحریر فرمایئے کہ مدرسہ کے لیے کیا ہوا منشی جی نے رقعہ لکھا یا نہین۔ میرا خط محمد سمیع کو عنایت ہو
تاکہ تمام لوگ یہان کے حالات سے مطلع ہو سکین۔ میرا پتہ یہ ہی نینی تال کوٹھی نمبر ۱۲ ایڈونیسٹو ایار پاٹا

فرودگاہ سید احمد خان۔ ۲۵۔ مئی ۱۸۸۷ء شبلی نعمانی۔

(۲) از قسطنطنیہ

قبلہ ام - تسلیم -

مین بفضلہ اچھا ہون اب مین ایک دوسرے مکان مین اُٹھ آیا ہون جو نہایت خوش منظر اور تمام ضروریات کا جامع ہی کرایہ زیادہ تھا مگر بغیر اس کے چارہ نہ تھا یہان کے حالات خط مین نہین سما سکتے اس لیے اُس کو سرے سے موقوف رکھتا ہون افسوس ہی کہ یہان بجز ترکی زبان کے کسی اور زبان کا رواج نہین تمام چیزون مین دقت پیش آتی ہی اور اکابر کی ملاقات تو بالکل بے معنی ہوتی ہی نہ وہ میری سمجھتے ہین نہ مین اُنکی،

کتابین یہان عجائب و غرائب ہین لیکن حسرت کے سوا کچھ حاصل نہین نہ نقل ہوسکتی ہی نہ حافظہ اُن کے لیے کافی ہی - مین ہر روز دو تین میل پیادہ سیر کرتا ہون کیونکہ کتب خانہ دور دور واقع ہین یہ سیر صحت کے لیے بہت مفید ہی ترکی پڑھنی مین نے شروع تو کی ہی دیکھیے پوری بھی کر سکتا ہون یا نہین یہان بعض بعض ہندوستانی بھی ہین اور سرکاری عہدون پر مامور ہین لیکن تنخواہین کم ہین یہان تنخواہین عموماً کم ہوتی ہین چونکہ مین زیادہ قیام کرنا نہین چاہتا اس لیے خط بھیجنے مین مطلق تاخیر نہ ہونی چاہیے ورنہ مجکو نہین مل سکے گا - ۲۰ - ۲۲ - دن مین خط پہونچتا ہی -

ماموں صاحب سے فرما دیجیے کہ آجکل یہان عینی بخاری کی شرح چھپ رہی ہی - ۹ جلدین چھپ چکین - نہایت عمدہ چھپ رہی ہی مین خیال کرتا ہون کہ بعض تحقیقات اُس مین ایسی ہین جو فتح الباری مین نہین مل سکتین قیمت ابھی متعین نہین ہوئی ایک مشترک کمپنی

ڈیڑھ دو لاکھ سرمایہ کی ہی جس نے ایک عظیم الشان مطبع قائم کیا ہی اُسی مین یہ کتاب چھپ رہی ہی اس مطبع مین تمام کام انجن اور کلون کے ذریعہ سے ہوتا ہی۔

یہان کے کالجون کی ایک بات مجکو بہت پسند آئی ہر کالج کا خاص لباس ہی اور کوٹ پر گریبان کے قریب ہر کالج کا نام لکھا ہوتا ہی مجکو یہ بات نہایت پسند ہوئی۔ ہمارے کالج مین یہ طریقہ کیون نہین اختیار کیا جاتا سید صاحب قبلہ بغیر کسی پس و پیش کے کالج کا ایک خاص لباس قرار دین تو بہت اچھا ہی۔

جناب سُلطان المعظم ہر جمعہ کو مسجد حمیدیہ مین تشریف لاتے ہین اور وہ نہایت عمدہ نظارہ ہی کہتے ہین کہ عید کے دن عجیب سمان ہوتا ہی خدا سے اُمید ہی کہ مین دیکھ سکون مین یہان دو تین مہینے سے زیادہ ٹھہرنا نہین چاہتا اسکے بعد انشاءاللہ طرابلس اور دمشق کی سیر کر کے قاہرہ جاؤن گا اور وہان چند روز قیام کرون گا۔

اگرچہ میری اُمیدین مسلمانونکی ترقی و قوت کی نسبت بالکل برباد ہو گئی ہین کیونکہ یہان کی حالت وہان سے کچھ اچھی نہین تاہم سفر بے شبہہ ضروری تھا جو اثر اس سفر سے میرے دل پر ہوا وہ ہزار کتابون کے مطالعہ سے نہین ہو سکتا تھا۔ مجکو معلوم ہوا کہ انسان جبتک دُنیا کے بڑے بڑے حصّہ نہ دیکھے انسان نہین ہو سکتا افسوس ہی اُن لوگون پر جنکی تمام عمر ایک مختصر سی چار دیواری مین بسر ہو جاتی ہی۔

میرے نام اِس پتہ سے خط بھیجنا چاہیئے۔ قسطنطنیہ۔ باب عالی ادارہ اخستر لیکن لفافہ پر انگریزی اور عربی دونون خط مین ہونا چاہیئے۔ میرے تمام احباب و اعزہ کو سلام و نیاز

میان محمد اسحٰق[1] کا نام معلوم نہین کہ درج اُمیدواران منصفی ہوگیا یا نہین جواب خط مین کالج کے نتیجہ امتحان کی تفصیل ضرور رہے یہ خط یا اسکی نقل سید صاحب قبلہ کو بھیجدی جائے۔ جناب موصوف کی خدمت مین عرض ہو کہ علیگڈھ گزٹ میرے نام جاری کردین۔ والسّلام۔

قسطنطنیہ۔ جامع باب عالی معرفت ادارۂ اختر۔ ۵۔ جون سنہ ۱۸۹۲ء

شبلی نعمانی۔

(۴)

قبلۂ ام۔

ایک خط خدمت عالی مین روانہ کرچکا ہون سید صاحب کو آج کی ڈاک مین ایک خط لکھا ہو وہ بھی آپ کو ملے گا۔

مین حسین آفندی سے جو پہلے سفیر بمبئی تھے اور اب یہان محکمہ پولیس کے افسر کل مین ملکر نہایت خوش ہوا اُن کے اخلاق نے مجکو نہایت گرانبار کردیا ہو اور مین کسی قدر سُبکدوش ہونا چاہتا ہون اس لیے عرض ہو کہ نہایت اہتمام نہایت تلاش اور جدوجہد کے ساتھ نظام آباد[2] کے برتن ارسال فرمایے کسی ہوشیار شخص کو نظام آباد بھیجیے جو وہان کسی رئیس کی معرفت فرمائشی بنواکر لائے یہان ہندوستان کے ظروف گلی آتے ہین مگر اچھے نہین آتے اگر یہ ممکن نہ ہو تو لکھنؤ کی چکن کا ایک تھان مگر نہایت عمدہ فردی بوٹیان ہون

---

[1] مولانا کے بھائی مسٹر اسحاق بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ تھے۔ بمقام الہ آباد سنہ ۱۹۱۴ء مین وفات پائی۔

[2] نظام آباد ضلع اعظم گڈھ کے مٹی کے برتن مشہور ہوتے ہین۔

نہایت باریک اور نازک کام ہو اور ۵؎ سے کم قیمت کا نہو خواجہ عزیز الدین صاحب[1] کی معرفت اگر خرید ا جائے تو غالبًا اچھا ہوگا - مین یہان آخر اگست تک رہونگا اُسوقت تک آجائے - یہ بھی نہو تو مراد آباد کا کوئی برتن مگر نہایت عمدہ - غرض کوئی نادر چیز ضرور بھیجیئے -

والتسلیم

قسطنطنیہ - ادارۂ معارف - باب عالی -

شبلی - ۱۵ - جون ۱۸۹۲ء

(۴)

قبلۂ ام -

آج مین نے عجیب دلاویز خواب دیکھا ہی عجیب اس لئے کہ دوپہر کا وقت تھا اور آنکھین بیدار تھین اور دلاویزی کی یہ کیفیت ہی کہ جاگے ہوئے مدت ہوچکی ہی اور ابتک آنکھون مین وہی سمان پھر رہا ہی - مفصل سنیئے - آج جمعہ کا دن تھا اور معمول کے موافق موکب سلطانی کا نظارہ گاہ تھا مین بھی ہمہ تن شوق بنکر گیا جامع حمیدیہ مین داخل ہوا سلطان المعظم بڑی شوکت و شان سے آئے لیکن مین کچھ نہ دیکھ سکا کیونکہ یہ سیر صرف اُن لوگون کو نصیب ہو سکتی ہی جو گذرگاہ سلطانی پر پہلے سے موجود ہوتے ہین اور پھر نماز کے ختم ہونے تک جگہ سے حرکت نہین کر سکتے -

محل سلطانی سے تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک نہایت پر تکلف جامع مسجد ہی

---

[1] خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز، پروفیسر کیننگ کالج لکھنؤ، ہندوستان کے مشہور فارسی شاعر مصنف قیصر نامہ مولانا کو ان سے اور ان کو مولانا سے نہایت خلوص تھا -

جو سلطان کے نام سے حمیدیہ مشہور ہی اِس گذرگاہ مین ایک مکان ہی اور دور دور
ملکون سے آئے ہوئے معزز سیّاح یا عہدہ دار جو موکب ہمایونی کی سیر کرنا چاہتے ہین وہ کسی
معزز شخص کے ذریعے سے اجازت حاصل کرتے ہین اور اس مکان کی چھت پر بیٹھکر
یہ تماشا دیکھتے ہین اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین ہی کیونکہ سواری کے وقت دور تک
چارون طرف فوج کا دائرہ ہوتا ہی اور کوئی شخص اُس کے اندر داخل نہین ہو سکتا
حسین حبیبؔ[1] آفندی (سابق سفیر بمبئی) نے مجکو اجازت دلانے کا وعدہ کیا تھا مگر اتفاق
سے وہ دیر مین آئے اُدھر سواری کا وقت قریب آگیا اور طنطنہ تو اور دورباش کی
صدائین بلند ہونے لگین مجبوراً مین مسجد مین داخل ہوا اور صف اوّل مین جاکر
بیٹھا سُلطان کی گاڑی زینہ تک آتی ہی اور وہ اُتر کر فوراً مسجد کے بالائی حصّہ پر جہان
نہایت مقرب اور مخصوص لوگون کے سوا کوئی نہین جا سکتا تشریف لیجاتے ہین وہان ایک
مقصورہ ہی جس کا دروازہ ممبر کے بائین طرف ہی یہ سلطان کی نماز کی جگہ ہی جب سلطان
تشریف لاتے ہین تو اطلسی پردے چھوڑ دیے جاتے ہین اور کوئی شخص اُنکو دیکھ نہین سکتا
خطیب نے جب سلطان کے مقصورہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر بڑے جوش سے یہ کہا کہ اَللّٰھُمَّ
اُنْصُرْ مَوْلَانَا السُّلْطَانَ الْغَازِیْ عَبْدَ الْحَمِیْدْ خَانْ تو میرے بے اختیار
آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور دیر تک دل کا یہ حال تھا کہ اُمڈا چلا آتا تھا خطیب نے
پہلے صحابہ کا نام پڑھا اور سلطان کا نام آیا تو ایک زینہ اُتر آیا تاکہ ظاہر ہو کہ سُلطان اگرچہ

---

[1] جنگ روم و روس مین مولانا نے چندے اِنھین کے ذریعے سے قسطنطنیہ بھیجے تھے یہی ذریعۂ تعارف تھا۔

آج ظل اللہ ہین تاہم اُن کا رتبہ حضرت صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ نسبت نہین رکھتا۔ نماز کے بعد حسین حبیب آفندی نے اتفاقاً مجکو دیکھ لیا اور مسجد کے صحن مین جہان پاشا اور سرداران فوج حلقہ باندھے کھڑے تھے لیجا کر کھڑا کر دیا اور لوگون سے کہدیا کہ ان سے کوئی تعرض نکرے سُلطان مقصورہ سے اُترکر زینہ کے قریب پردہ کے اوٹ مین بیٹھے اور فوجین سامنے سے گذرنی شروع ہوئین، دو گھنٹہ کامل ایک عجیب تماشا نظر آتا رہا، قریباً دس ہزار فوج تھی مختلف رسالے اور ہر رسالے کے تمام ساز و سلحہ جُدا جُدا تھے مین کیا کہون، ترکی جوانونکی دلیرانہ مورتین، چمکتے ہوئے اسلحہ، موزون اور باقاعدہ رفتار گھوڑونکی جست و خیز، پاشاؤنکا زرکار لباس، جگمگاتے ہوئے تمغے، عجیب سمان تھا جو کسی طرح بیان نہین کیا جا سکتا اخیر مین دونون شہزادے آئے بڑے کی عمر نو دس برس کی ہی لیکن جس شان و شوکت سے وہ گھوڑے پر سوار تھا بڑے بڑے دلیرونکے وہ تیور نہین ہو سکتے فوجین گذر چکین تو سُلطان گاڑی پر سوار ہوئے اور ہمارے سامنے سے گذرے سواری مقابل آئی تو تمام حلقہ نے رکوع کے قریب جھک کر سلام کیا سُلطان دونون ہاتھون سے اُس کا جواب دیتے تھے یورپ کے اکثر معزز اشخاص یہ تماشا دیکھنے آئے تھے حالانکہ یہ معمولی چیز ہی اور ہر جمعہ کو ہوتی ہی عید کے دن کہتے ہین کہ قیامت کا سمان ہوتا ہی خدا وہ دن بھی دکھلائے۔

۱۹ جون ۱۸۹۲ء شبلی نعمانی

قسطنطنیہ

۴- شیخ عجیب اللہ[۱] صاحب کے نام

(۱)

جناب من

خط آیا لڑکون نے اکثر نمبر پائے ہین - دریافت فرمائیے کہ اب کیا شکایت ہی کیا مدرسین خوب نہین پڑہاتے یا پڑہا سکتے ہی نہین مین نہایت مستعدی سے علاج کر رہا ہون تبخیر کی شکایت ہی -

جرمنی مین اگلی سال ایک عظیم الشان مجلس منعقد ہوگی جو صرف عربی و فارسی وغیرہ پر تحقیقات جدیدہ کے دفتر پیش کریگی حمید اللہ خان[۲] کو گورنمنٹ انگریزی نے وہان سفیر کرکے بھیجنا چاہا ہی اُن کا خط آیا ہی کہ مجکو بھی مجلس مذکور مین کوئی مضمون پڑھنا چاہیئے حمید اللہ خان نے یہ اعتراف کرکے کہ وہ اِس کام کو بالکل انجام نہین دیسکتے سید احمد خان صاحب کو لکھا ہی کہ وہان کے علماء سے کچھ لکھوا کر ارسال فرمائیے بالخصوص میرا نام لکھا ہی مضمون وہ اپنے نام سے نہین پڑہین گے بلکہ جسکا لکھا ہوگا اُسی کے نام سے افسوس ہی کہ میری طبیعت صحیح نہین آپ کو خط لکھ رہا ہون اور سر پھرنے لگا فرصت بھی کم رہگئی ہی شاید نہ لکھ سکون آپ دیکھین گے کہ عربیت اب بھی موجب شہرت و عزت ہی اگر آج حمید اللہ خان عربی سے واقف ہوتے تو نہ صرف لندن بلکہ تمام یورپ مین اُن کی

---

۱ مولانا کے عم محترم ۲ حمید اللہ خان سربلند جنگ پسر سمیع اللہ خان حیدرآباد دکن مین جج تھے۔

نام آوری کا پھریرا اُڑتا۔

ایک عرض ہی اگر قبول ہو ابکی تعطیل مین والد قبلہ جنید[1] و حامد[2] کو لیکر علی گڈھ تشریف لائین گے نہایت عمدہ موقع ہی آپ اور سمیع بھی ضرور تشریف لائین، دیکھیے لیت و لعل کے حال مین نہ رہجائیگا۔

سیّد محمود صاحب کی نسبت کچھ طے نہین ہوا یہ خبر غلط ہی کہ منیجری[3] مجکو ملی ہی مین ہمیشہ اس عہدے سے پہلو بچاتا رہا ہون جی تو چاہتا ہی کہ ایسی باتین کئے ہی جاؤن مگر اب کوئی بات نہین رہی۔ اور یون تو،

در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است	صد سال می توان سخن از زلف یار گفت

جواب جلد لکھیے مگر خدا کیلئے وہن یا ایکطرح مختصر نہ ہو سمیع کو یہ خط دکھائیگا وہ آپ کو علی گڈھ آنے کے لیے شاید اُبھارین۔ جناب مکرم حافظ حبیب اللہ خان صاحب کی خدمت مین تسلیم و نیاز۔

شبلی نعمانی۔ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۸۸۶ء

(۲)

مکرمی۔

تسلیم۔ نامۂ عالی آیا علالت کے حال سے سخت افسوس ہوا مگر تعجب ہی کہ آپنے

---

[1] مسٹر جنید۔ بی۔ اے ایل ایل بی منصف کانپور برادر اصغر مولانا [2] مسٹر حامد (علیگ) نائب تحصیلدار گورکھپور فرزند مولانا

[3] سید محمود صاحب کی نسبت خیال تھا کہ لکھنؤ کی ججی ان کو ملیگی [4] علیگڈہ کالج کی منیجری مقصود ہی۔

ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا حاشا کہ اِن امراض مین ڈاکٹر کا کچھ بس چلتا ہو حکیم حفیظ اللہ صاحب
اگرچہ خوشامدین کرائین گے مگر علاج اگر جی لگا کر کرین تو خدا کے فضل سے اُمید ہو کہ صحت
ہو جائے۔

کلکٹر کے دستخط اگر جلدی مین نہو سکے تو اب کیا مانع ہو؟ والد قبلہ کو مجبور کیجیے کہ وہ کلکٹر سے
مدرسہ کا ملاحظہ کراکے اُس سے رپورٹ لکھوائین، اِس کام مین تعویق مناسب نہین،
مجکو بخار خفیف رہتا ہو۔ مولوی سید محمد صاحب کا علاج ہوتا رہا مگر کچھ مفید نہ ہوا پرسون
دہلی جاتا ہون سید حامد صاحب خلف سید احمد خان صاحب وہین ہین اُنھون نے
بھی میرے آنے کی تحریک کی ہو اور امید ہو کہ اطبا توجہ کرین گرمیون مین سید صاحب
نینی تال جائین گے مین بھی اُن کے ساتھ جانیکا قصد رکھتا ہون۔ آپ نے رذیل[لہ] قومون
کی نسبت دریافت فرمایا ہو ایک گشتی خط کے ذریعہ سے ممبرون سے دریافت کیجیے
جو رائے سب کی ہو اُسپر عمل کرنا چاہیئے۔

لہ یعنی ہنود مدرسہ مین تعلیم کی دیجا سکتی یا نہین۔

سید محمود لکھنؤ گئے ہین الہ آباد ہائی کورٹ کی ایک شاخ لکھنؤ مین قائم ہو گی امید
کیجاتی ہو کہ سید محمود صاحب وہان جج مقرر ہون تنخواہ اور اختیارات وہی ہونگے
جو ہائی کورٹ الہ آباد کے ججون کے ہین ابکی ایک اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ
عزیزی مہدی[لہ] ایک اور امتحان مین پاس ہوئے اگرچہ بڑے نمبرین آئے یعنی درجہ چہارم
مین پاس ہوئے محمد رؤف[۲لہ] امتحان داخلہ بارسٹری مین کامیاب ہو گئے محمد سمیع کی

لہ مسٹر مہدی مرحوم بی اے بیرسٹر برادر مولانا۔ ۲لہ آنریبل عبدالرؤف صاحب بیرسٹر الہ آباد۔

مختصر نویسی نے اب اُن سے قطع تعلق کرایا گھر کا اتنا ٹرا تو مقدمہ اسکو ایک ڈبل کے کارڈ پر نالا خیر مین نے تو اُن سے خط کتابت ترک کرنا چاہا ہی۔

ملکۂ معظمہ نے اپنی تصنیف دو کتابین کمیٹی مدرسۃ العلوم کو تحفۃً بھیجی ہین پرسون اُس کے شکریہ کا عظیم الشان جلسہ تھا معلوم نہین داروغہ چنگی کا کیا انتظام ہوا؟ مدرسہ کے مفصل حالات تعداد طلبہ اور کیفیت خواندگی تحریر فرمائیے یہ خط والد قبلہ کو دکھا دیجئے گا۔ آپ سے تو قطع امید کرنی پڑی دیکھئے اور کون یہان آنیکی ہمت کرتا ہی سمیع آئین مگر اُنکے ساتھ تو کسی ضامن کی ضرورت ہی اگرچہ وہ خود دونون کے ضامن ہین۔ اگر آپ کو یہ احتمال ہو کہ والد قبلہ میری علالت کی خبر سے گھبرا اُٹھین گے تو اُن کو یہ خط نہ دکھائیے گا کیونکہ مین اچھا ہون اور بخار تو آج کل یہان اسقدر عام ہی کہ ایک فرد بشر نہین بچا ہی اور ہر شخص آئے دن بیمار ہو جایا کرتا ہی۔

شبلی نعمانی ۲۵۔ اگست ۱۸۸۶ء

(۳)

عم مکرم۔

تسلیم و نیاز۔ مدت سے قدمبوسی نہین ہوئی اور بہت جی چاہتا ہی۔ میرا تو آنا نہین ہو سکتا اس لیئے امید کرتا ہون کہ آپ ہی قدم رنجہ فرمائین۔ ۱۱ دسمبر سے یہان نہایت عمدہ جلسہ اور سیرین ہونگی اور ۱۹ دسمبر تک کالج ایک تماشا گاہ بنا رہیگا۔ پھر بیچ مین وقفہ ہو کر ۲۷۔ دسمبر سے کانفرنس شروع ہو گی۔ بہتر یہ ہی کہ آپ ۱۱ تاریخ تک

تشریف لائین۔ بیچ مین دلّی اور آگرہ کی سیر بھی ہو سکے گی اور آپ نہایت محظوظ ہونگے
برادرم علی احمد و میان سمیع کو بھی ضرور ساتھ لائیے گا۔ اس سے عمدہ موقع علی گڈھ آنے کا
نہین مل سکتا۔

منجھلے چچا صاحب کو بھی تکلیف دیتا لیکن وہ علی گڈھ دیکھ چکے ہین اس لئے
شاید آنے مین تامل فرمائین۔ بہرنوع اگر وہ بھی تشریف لائین تو سبحان اللہ مجکو نہایت
مسرت ہوگی۔

زیادہ تسلیم۔ ۶۔ دسمبر ۱۸۹۱ء

شبلی نعمانی

۵۔ ماموں کے نام

(۱)

جناب عالی۔

تسلیم۔ مدت ہوئی آپ کا نامۂ مبارک آیا۔ تاخیر جواب کی معافی چاہتا ہون۔ آپنے
مکان پر آنے کو تحریر فرمایا تھا۔ کیا عرض کرون۔ مین عجب کشمکش مین رہتا ہون جس کا
حال صرف مین ہی جانتا ہون۔ اور اسوجہ سے میری ...[1]....... لوگون کو
غلط معلوم ہو .... عنقریب حاضر ہوتا ہون .... حت وغیرہ
کے باب مین .... عرب سے کم نہین۔ افسوس ہی کہ آپ نے ہنوز

[1] کرم خوردہ

ے روصول نہین کرا دیے مگر وعدہ کے موافق تو آپ ذمہ دار ہین۔ معلوم نہین وہان انتظام پردہ مین اب کہانتک کوشش کیجاتی ہی۔ ضرور قدغن رکھیے گا اگر یہ بات چلگئی تو آپ کا گاؤن مجتہد ہوگا اور دوسرے مقلد[۱] یہین ایک مختصر سی تصنیف[۲] مین مشغول ہون۔ شاید وہان آنے تک بہت کچھ ہو جائے۔ اور غالباً آپ کو پسند آئے۔ باقی خیریت ہی

والسلام۔ شبلی نعمانی۔

۱۲۔ دسمبر ۱۸۹۵ء

(۲)

ماموں صاحب قبلہ

لوگون سے معلوم ہوا کہ آپ کو میری تقریر[۳] سے ملال ہوا جسکی وجہ یہ تھی کہ آپ نے میرے مبہم طعن آمیز فقرون کو اپنے اوپر محمول کیا۔ میری عادت غلط بیانی کی نہین ہی۔ اگر مین نے ایسا کیا ہوتا تو مین ہرگز انکار نہ کرتا۔ لیکن مین سچ کہتا ہون کہ میرے کسی فقرہ سے آپ مقصود نہ تھے اور نہ حاضرین نے آپ کی طرف اسکا اشارہ سمجھا۔

مین وہین تک کسی شخص کی نسبت کچھ کہتا سنتا ہون جب تک وہ وعدہ یا امید کا سلسلہ قائم رکھتا ہی۔ ورنہ جب کوئی شخص صاف انکار کردیتا ہی تو اسکی نسبت ایک حرف بھی جلسہ مین نہین کہتا۔ بلکہ ایسا کہنا نہایت بد اخلاقی اور بے تمیزی سمجھتا ہون۔ بھائی سعید

---

[۱] مولانا پردہ کے سخت مؤید تھے، اسی لیے مسٹر امیر علی کا جواب لکھا، بعنوان پردہ اور اسلام، [۲] غالباً کتبخانہ اسکندریہ ہوگا

[۳] نیشنل اسکول کے چندے کے لیے تقریر کی تھی جسمین چندہ نہ دینے والون پر عتاب تھا،

مدت سے اسکول کو کچھ نہین دیتے۔ لیکن میری تقریر مین ایک حرف بھی ان کے متعلق نہ تھا۔ اسی طرح شیخ عبدالحق وغیرہ کے متعلق۔

بہرحال آپ کے متعلق میرا ایک حرف بھی نہ تھا۔ اور نہ لوگون نے ایسا سمجھا۔ واللّٰہ علی ما اقول شہید۔

والتسلیم۔ شبلی ۱۳- اگست

(۳)

مخدومی۔

آپ معاملہ[1] مذکور مین اسقدر کیون متردد ہین۔ مین نے آپ سے پہلے کہہ دیا ہے کہ مجھکو اسباب مین انکار سے رنج نہوگا۔

میرا اصول یہ ہے کہ انسان ہر کام کی نقص و ہنر کا خود فیصلہ کرسکتا ہے۔ اسکے بعد لوگون کے اور خصوصًا عوام کے کہنے کی کچھ پروا نہین کرنی چاہیئے۔

جو عیب ہے وہ صغرسِن کا ہے اس کے لیے مین یہ خود گوارا کرتا ہون کہ گویا دو برس تک لڑکی کو اور بٹھا رکھون یعنی فقط عقد پر اکتفا کیا جائے کسی قسم کا آنا جانا کچھ نہو۔ دو برس کے بعد پھر کوئی نقص نہین رہیگا۔

تاہم ہر شخص کے حالات جدا ہین۔ مین جس قسم کا ہمیشہ اپنی رائے پر فیصلہ کرتا ہون اور لوگون کی کچھ پروا نہین کرتا۔ یہ ہر شخص کی حالت نہین ہے۔ اس لیئے آپ

[1] اپنی دوسری شادی کے متعلق لکھتے ہین۔

پس و پیش نکرین - مین آپ کے کسی فعل اور تجویز سے اسباب مین ناراض نہونگا۔

شبلی۔

۶ مسٹر محمد اسحاق صاحب[1] بی اے ایل ایل بی کے نام

(۱)

برادر عزیز۔

کانگریس نیشنل اور توقع سے زیادہ کامیاب ہوئی۔ افسوس کہ تم نہین تھے۔ مین نے تمکو نہین لکھا مگر اکبر حسین سے تاکید کی تھی کہ تمام حالات سے تمکو اطلاع دین گے - میرا مضمون علیحدہ چھپ رہا ہی - چھ جز کی ضخامت ہوگی۔ قصیدہ اس مضمون اور روید اد دونون کے ساتھ چھپے گا۔ اسوقت ایک نہایت ضروری امر کیلئے لکھتا ہون۔

مولوی محمد عمر صاحب کا ایک خط کے ساتھ ہی اور مین جانتا ہون کہ اسکا روئے خطاب تم سے بھی اُسی قدر ہی جس قدر مجھ سے - تم اپنی پختہ رائے سے جو کامل غور کے بعد قائم کرو مجھکو مطلع کرو - تمکو خاص اِن پہلوؤن پر لحاظ رکھنا چاہیئے۔

---

[1] مولانا کے سنجھلے بھائی، الہ آباد کے مشہور و ممتاز وکیل تھے علی گڈھ مین انگریزی کی تعلیم پائی تھی مہدی مرحوم کے بعد مولانا کو ان سے بیحد محبت تھی، موروثی جائداد کا تمام کاروبار انھین سے متعلق تھا، مولانا کی وفات سے چند مہینے پیشتر اگست سنہ ۱۹۱۴ء مین بعارضہ تپ محرقہ الہ آباد مین انتقال کیا، مولانا نے ایک نہایت پر درد مرثیہ لکھا ہی، ان خطوط مین جس اسکول اور چندہ کا ذکر ہی وہ نیشنل اسکول اعظم گڈھ سے متعلق ہی[2] محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا نام پہلے کانگریس تھا

(۱) نیشنل اسکول کا قائم رکھنا کیون ضروری ہی۔

(۲) کیا بلحاظ حالات موجودہ اور توقعات آئندہ کی وہ مستقل طور پر قائم رہ سکتا ہی۔

(۳) ہماری قوم کے تعلیم یافتہ نوجوان جنھین تم بھی ایک بلند پایہ پر ہونے کا حق رکھتے ہو اسکول کے کچھ کام آسکین گے۔

یہ امر بھی لحاظ طلب ہی کہ تمکو بی اے کے بعد کہان بیٹھکر ایم اے یا قانون کیلئے طیار ہونا چاہیئے غالبًا اگر تم اعظم گڈھ کو پسند کرو تو اسکول کو خود تقویت ہوگی۔ اعظم گڈھ مین رہکر تم اگر اپنا ماہانہ صرف والد قبلہ سے وصول کرتے رہو (جسکا ذمہ مین کرسکتا ہون) تو الہ آباد کے قیام سے وہان کا قیام مناسب تر ہوگا۔ کیونکہ تم اُن روپیون کو اپنے خاص مذاق اور علمی کتابون کے خرید کرنے مین صرف کرسکو گے۔ شاید تمکو معلوم ہوگا کہ مین لوگون سے تمھاری نسبت کسی قدر علمی زندگی بسر کرنیکا تذکرہ سنتا ہون۔

اب اسبات پر خیال کرو کہ یہ اسکول ہم لوگون کے خیالات اور حوصلون کا ایک عمدہ مشغلہ ہی۔ ہم توقع کرتے ہین کہ ہم اپنی زندگی کی علمی ترقی کے ساتھ اُسکو بھی ترقی دیتے جائین گے۔ آخر وہ کیا چیز ہی جس کو محسوس صورت مین ہم ایک قومی کام کہسکتے ہین۔ ہم مین جو لوگ قومی مذاق پیدا کرتے جائین گے۔ اُن کے لیے اپنی قومی فیاضی کے صرف کرنیکا اِس اسکول سے عمدہ تر کیا موقع ہوگا۔

سردست میرے نزدیک ابھی وہ ایک حقیر صورت رکھتا ہی۔ لیکن ایک لوہار کی اُس میلی چمڑی سے کم حیثیت نہین ہی جس کو اُس نے مدت تک اپنے پانون کے

محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کیا تھا۔ اور جو بعد کو ایک معمولی علَم پر چڑھکر تین ہزار برس تک درفش کاویانی کے فخر آمیز لقب سے پکارا گیا۔

خیر جو تمھاری رائے ہو اُس سے مطلع کرو۔ اور اُس کی نسبت جن اُمیدونکا خیال ہو لکھو۔ والسّلام

شبلی نعمانی

۱۴۔ جنوری ۱۸۹۹ء

(۲)

برادرم

خط ملا۔ مین خود تمکو خط لکھنے والا تھا کہ تم نے اسکول کے لیے کیا کیا۔ جس قدر چندہ میرے نام تجویز کرو مین بھیجدونگا۔ البتہ لوگون سے دلانا مشکل ہی۔ ماموں عبدالحق کا نام تو برائے بیت ہی۔ میان احمد علی کا یہ حال ہی کہ سیّد صاحب کی فرمائش سے سرکہ کی بوتلین مانگی تھین تین مہینے ہوچکے۔ اُن کا جواب یہ ہی کہ ابھی طیار نہین۔ حافظ حبیب اللہ صاحب و حافظ حسن علی صاحب کو خط لکھا ہی۔ حافظ حبیب اللہ کی مالی حالت اچھی ہو گی تو دریغ نکرین گے۔ لیکن حافظ حسن علی صاحب ع۔

زر می طلبید سخن درین است

ہان اس پہلو کو سوچ لو کہ مکان مدرسہ اپنا مکان ہی اس لئے اُس پر پبلک کا روپیہ لگایا جاے اور آئندہ مدرسہ کہین اور اُٹھ جاے تو لوگون کو کہنے کا موقع ہوگا۔

نام چندہ سے اپنا مکان بنوایا گیا۔ اعظم گڈھ مین ایسے ہی بدگمانون کی زیادہ آبادی ہو۔ سب سے مقدم بورڈنگ ہو۔

چندہ مین مولوی محمد حسین بی اے۔ مولوی مرزا سلیم۔ مولوی سلیم تندادی۔ مولوی محمد نعیم۔ وغیرہ کو چھوڑنا نچاہیئے۔

کمیٹی کی روئداد میرے پاس نہین آئی۔ والسلام۔

۲۔ جولائی ۱۸۹۱ء

شبلی۔ علیگڈھ

(۳)

حیاک اللہ۔ مین نے سرسری طور سے اقرار نامہ کو دیکھا اور کچھ امور ما فوضاحت کو اُس کے متعلق لکھے۔ اب دوبارہ اُسپر نگاہ ڈالتا ہون تو وہ بالکل ایک مہمل اقرار نامہ معلوم ہوتا ہو۔ اسوقت مولوی عبد اللطیف صاحب سیدپوری قائم مقام منصف کاسگنج میرے بنگلہ پر ہین وہ بھی مجھ سے متفق ہین۔ تعجب ہے کہ تم نے کیونکر اُسکو جائز سمجھا۔

اول تو یہ بحث ہو کہ والد نے والدہ کو جو ہبہ کیا تھا وہ محض بے سر و پا چیز ہو اُسکا تذکرہ کیا حاصل۔ اولاً تو اُسکا کوئی ثبوت نہین۔ ثانیاً وہ تمام کارروائی اُس اقرار نامہ سے باطل ہو چکی جو والد اور اعمام مین ہوا۔ اُسکی بنا پر کسی بات کو مبنی کرنا بناء الفاسد علی الفاسد ہو بلکہ بدگمانی پیدا کرنے والا ہو۔ اب بحث یہ ہو کہ ہملوگ

اسوقت تک کسی جائداد کے مالک نہین ہین۔ کیونکہ والدہ کا ہبہ محض فضول ہی
اور تقسیم نامہ اخیر مین ہملوگون کو خود کچھ نہین دیا گیا بلکہ رات عاشقان پر شاخ آہو ہی
ہبہ مفروضہ والدہ کا حوالہ دیا گیا ہی۔ جب ہملوگ کسی جائداد کے مالک نہین ہین تو
دست برداری کیسی اور معاوضہ کیسا۔ ارباب چھاؤنی کی دست برداری کے مقابلے
مین ہماری طرف سے کیا معاوضہ ہی اور اگر نہین ہی تو یہ کس قسم کا معاہدہ ہی جس کا
کوئی بدل نہین۔

اصل یہ ہی کہ اگر والد قبلہ کو اور زیادہ ترکانٹون مین اُلجھانا ہی۔ تو وہ جس قدر
چاہین اُلجھائین۔ لیکن اگر صفائی سے کوئی معاملہ کرنا ہی تو اُسکی صرف یہ تدبیر ہی کہ
جسقدر حصہ زائد فریق سوم کو دیا گیا ہی وہ بذریعہ بیع کے فریق دوم کی طرف رجوع کرے
اور فریق دوم کا اصلی حصہ بذریعہ ہبہ نامہ منتقل کے منتقل کیا جائے اس کے سوا اور
سب تدبیرین سبز باغ ہین جس کو مین بہت دیکھ چکا ہون یہ مین جانتا ہون کہ یہ تدبیر
نہ والد قبلہ کو منظور ہی نہ ارباب چھاؤنی کو اور سب سے زیادہ میان مہدی کو۔ لیکن یہ
حالت ہی تو نمائش سے کیا فائدہ۔ جو ہو چکا ہو چکا۔ فریق دوم کچھ نالش فریاد نہین کرتا
بے فائدہ فکر کیون کی جاتی ہی۔

اس قسم کی مہمل دستاویزون سے جو کچھ ہو ہڑ کی کھیر سے بڑھکر ہین کیا حاصل ہی۔
باقی تم جانو اور تمھارا کام۔ یہ خط ماموں مولوی محمد تسلیم صاحب کو بھی دکھا دینا۔

۱۱۔ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء
شبلی

(۴)

برادرم

حیاک اللہ۔ والد قبلہ کا خط کل، اور تمھارا آج ملا۔ میان مہدی کی علالت سنکر افسوس ہوا خدا اُن کو صحت دے۔

افسوس ہی کہ تم نہ آسکے۔ دسمبر مین شاید آنیکا قصد اس لئے ہی کہ کانفرنس دہلی مین شریک ہوسکو لیکن میرا قصد خود شرکت کا نہین ہی۔ کانفرنس ابکی غالبًا پھیکی ہوگی۔ مولوی حشمت اللہ و مرزا حیرت کی بڑبہت سُن چکے۔ مولوی حالی صاحب کا کوئی پارٹ نہین ہی۔ مولوی نذیر احمد بھی غالبًا چپ رہین اور بولین بھی تو اُنکا طرز اجیرن ہوچکا۔

لڑکون نے یہ غضب کیا کہ نہ آئے۔ نہ عرضی و فیس بھیجی۔ نتیجہ یہ کہ اُن کا نام خارج ہوگیا۔ ان کے ساتھ فیس و رقم داخلہ عہ ادا کرنی ہوگی۔ مجھکو یہان نئی اکثر چیزین خرید کرنی یا درست کرنی پڑین۔[1]

سفرنامہ کے لئے عام اصرار ہی اور تمام اطراف سے مانگ آنی شروع ہوگئی ہی۔ لیکن میرا ارادہ ابھی تک لکھنے کا نہین ہی جس کے متعدد اسباب ہین۔

والد قبلہ کی خدمت مین آداب۔ جناب ماموں صاحب و حافظ حبیب اللہ خان صاحب و مولوی محمد عمر صاحب کی خدمت مین تسلیم و نیاز و شوق خدمت اس سفر کے حالات اسقدر ہین کہ اگر مین وہان ہوتا تو مہینون کی گرمی مجلس کیلئے سامان ہوسکتا تھا۔ لیکن مجبوری ہی۔ اعظم گڈھ میری قسمت مین نہین ہی اور اب مجھکو

[1] سفر قسطنطنیہ سے واپس آکر

وہ لگاؤ بھی نہین رہا۔ گھر جاؤ تو تمام بزرگون کی خدمت مین سلام نیاز عرض کرو۔

والسّلام۔ شبلی نعمانی

۲۴۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء

(۵)

برادرم

مین نے کئی دفعہ اس بات پر غور کیا اور جانچا کہ تم پانچ روپیہ مہینہ اسکول مین دے نہین سکتے یا تمھارے دل پر اسکی ضرورت کا اثر نہین ہی۔ مین نے وقتاً فوقتاً تمھارے مصارف پر نظر ڈالی معلوم ہوا کہ تم جس قدر گھر کے بچون کے فضول کھیل تماشہ کی چیزونکو ضروری سمجھتے ہو۔ اسکول کو اسقدر بھی نہین سمجھتے۔

تم کبھی کبھی مجکو کبھی مظفر کو کبھی شیخ کو کوئی چیز بھیجدیتے ہو یا ساتھ لاتے ہو۔ اگر تم اسکول کو ذرا بھی ضروری سمجھتے تو بجائے اُن غیر ضروری مصارف کے وہی رقم اسکول مین دیدیتے جس سے دو ایک مہینہ کا چندہ ہو جاتا۔ ماہوار خرچ کی فہرست مین پانچروپیہ کی رقم ایک ہفتہ سے بھی کم ہی۔ لیکن تمکو اسکول کا خیال نہین۔ شفیع کو درد نہین۔ میان شوکت کو ہمدردی کی کوئی وجہ نہین۔

درچمن از کہ مراعات ادب داری چشم
بُلبُلان مست و صبا بے خود و گل بے پروا

اسکول کا کام بالکل رُک گیا ہی۔ مین بیمار ہون اور اب بے اثر بھی۔ اسکول

کا خدا مالک ہے۔ والسلام

شبلی نعمانی

اعظم گڈھ ۱۶۔ فروری

(۶)

برادرم

مین جانتا ہون کہ تمھارا بار بار کا تقاضا جوش محبت کی وجہ سے ہی مگر کیا کرون۔ کیفیت یہ ہی کہ طبیعت دو چار گھنٹے بھی یکسان نہین رہتی۔ بلکہ دو چار مرتبہ بہت خراب حالت ہوگئی۔ اور خدانخواستہ ایسی کیفیت کہین سفر مین پیش آگئی تو جان کا خطرہ ہی۔ اس لیے سفر کرنا ایسی حالت مین سخت مخدوش ہی۔ اگر تمھین تشخیص طبیعت کے لئے اسقدر اصرار ہی تو حکیم صاحب کو یہان بھیجدو۔ اور بہرحال بنارس کی ریل کھلنے کا تو انتظار کرنا ہی چاہیئے۔

والسلام

شبلی نعمانی۔ اعظم گڈھ

۲۲۔ مارچ ۱۸۹۸ء

(۷)

برادرم

واقعی میان حمید کے حالات کا انتظار تھا۔ تم نے اطلاع دی خوب کیا۔ انکو لکھو کہ وہان کون کلاسین ان سے متعلق ہین اور کون سبجکٹ ؟

تم نے عرضی دی یا نہین؟

مین الفاروق کے چند اجزاء کانپور مطبع نامی مین چھپنے کے لئے دے آیا۔ تین خط جاتے ہین۔ ایک بے ٹکٹ ہی۔ اسپر ٹکٹ لگا کر ڈاک مین دلوا دینا۔

چند اوراق مطبوع ہین۔ انکو پیکٹ کر کے بیرنگ میر ولایت حسین صاحب کے نام بھیجدو۔ اور راوپر میرا نام لکھدینا۔

کلکٹر صاحب نے ایڈ کی درخواست خود بورڈ مین پیش کر کے منظوری اضافہ کرالی۔ لیکن ابھی تعداد نہین معین ہوئی۔

والسّلام

شبلی۔ ۲۳- جون ۱۸۹۷ء

(۸)

پانچ چھ دن سے طبیعت اچھی ہی۔ نواب محسن الملک میری عیادت[۱] کو یہان آئے اور میرے بنگلہ مین تین دن رہے۔ انکی آؤ بھگت مین مجھکو بہت چلنا پھرنا پڑا لیکن مین اسکی برداشت کرسکا۔

گرمی کی وجہ سے بدن مین طاقت معلوم ہوتی ہی تم آنے مین جلدی نہ کرو۔ میری اسقدر ضرور خواہش ہی کہ کوئی ماہر طبیب یا ڈاکٹر اعضائے رئیسہ کی تشخیص کرلیتا۔

شبلی۔ اعظم گڈھ

۱۸۹۸ء

[۱] مراجعت کشمیر کے بعد کی بیماری مین

(۹)

برادرم۔

آج کل مجھکو اس قدر کام کرنا پڑا کہ صحت مین بھی اسیقدر کرسکتا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے مدت سے یہ کر رکھا تھا کہ اپنی تنخواہ بڑھاتے جاتے تھے۔ اور دوسرون کی زبان بندی کے لئے اور مدرسین کی تنخواہین بھی بڑہاتے رہے۔ یہان تک کہ تین چار مدرسون کی تنخواہین دوگنی سے بھی زیادہ کردین۔ اس پر یہ ناانصافی بھی کہ بعضون کی تنخواہین یک حبہ کبھی نہین بڑہائی۔

اضافہ تنخواہ سے سنہ ۹۳ء مستقل خرچ آمدنی سے بڑھگیا۔ اسکو وہ قرض وغیرہ سے پورا کرتے رہے۔ اب جو الگ ہوئے تو پورا مالعہ، قرضہ چھوڑکر۔ اور وہ سو ماہوار کی کمی علاوہ۔

مین نے بڑی محنت و جانفشانی کے بعد جمع خرچ برابر کیا۔ اب بقایا کی فکر ہے کیونکہ اسکی وجہ سے تنخواہین رک گئین اور ایک عام واویلا ہے۔ اسکی دو تدبیرین اختیار کین۔ (۱) ممبرون سے بقایا چندہ وصول کرنا۔ (۲) غیر ممبرون سے ڈونیشن لینا۔ ابھی تک وصول کچھ نہین ہوا۔ آج فکر ہے کہ کسی مہاجن کے ہان سے قرضہ منگواکر تنخواہین ادا کردیجائین۔ پھر آمدنی سے قرضہ ادا کیا جائے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

شبلی

اعظمگڈھ

۲۲ جولائی سنہ ۹۹ء

(۱۰)

برادرم

اسکول کے جمع خرچ مین بڑی ابتری ہی۔ ہر مہینے مین کمی پڑتی جاتی ہی اب ماسٹر کا تقاضا ہی جو تمھارے پاس درخواست کی صورت مین جائیگا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مسلسل سازش کا نتیجہ ہی۔ بہرحال تم تمام کاغذات اور سرکیولر سررشتہ تعلیم اسکول سے منگوالو۔ اور دو باتون کو دیکھکے جمع خرچ برابر کردو۔ ٹائم ٹیبل کے لحاظ سے ایک ماسٹر زائد ہی۔ بشرطیکہ ہر اُستاد کے ۵ گھنٹہ رکھے جائین۔

تنخواہون مین جو اضافہ کیا ہی۔ اسکو مناسب طور پر گھٹا دیا جائے۔ مین نے یہان اسکی تحقیقات شروع کردی ہی جس کے نتیجہ سے تمکو اطلاع دیجائے گی۔ تمھارے بھیجے ہوئے ماسٹر کو افسوس کہ واپس جانا ہوگا۔

شبلی۔ ۵۔ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۱)

برادرم۔

اس قدر تکلیفین اُٹھائی ہین کہ کچھ حد نہین۔ چار دن سے دن دن بھر تجسے مکان پر جاکر رہتا ہون اور تمام دن بک بک مین گذرتی ہی۔ یہان تک کہ تپ بھی ہونے لگتی ہی۔ باوجود اسکے ابھی تک تنخواہون کا معقول بندوبست نہین ہوا۔ ساہو سے قرضہ کے لئے مین نے اور ماموں صاحب نے رقعہ بھیجا۔ اُنھون نے روپیہ دینے سے

انکار کیا۔ اب تنہا مجھ پر پڑی۔ ادھر اُدھر سے قرض وام لیکر آج ما ے مدرسہ مین بھیجا۔ اور تنخواہ ادا ہوئی۔ اتنی بات البتہ اچھی ہوئی کہ جمع خرچ برابر کر دیا گیا۔ اور اب ماہ بماہ ادا ہوگی۔ اسکی رپورٹ تمھارے پاس جائے گی۔ اب اس رقم کی وصولی کی یہ شکل ہی کہ ممبرون سے بقایا چندہ وصول کیا جائے۔ یہان کے ممبرون کے ہان ہم لوگ جائین گے۔ میان حمید کو تم لکھو۔ انکے ہان شاید ۲۰۔ ۲۵ روپے باقی ہین۔ تمھارے ذمہ بھی شاید للعہ باقی ہین۔ یہ سب رقمین آئین تو قرضہ ادا کیا جاے ادھر اسکول کی عمارت گرتی جاتی ہی۔ اسکا تمام بار تنہا میرے اوپر ہی۔

افسوس ہو کہ برسات نکلنے نہین دیتی ورنہ مین ضرور آج کل یہان سے نکل جاتا ورنہ میری صحت کو خطرہ ہی۔

کل خط مین لکھدیا ہو کہ رجب خان کی ضرورت نہین۔

شبلی۔ ۱۴ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۲)

برادرم۔

اپنی پریشانیون نے بہ سو نکی فکرین پیش نظر کر دین۔ تعطیل کے ساتھ مکان پر آؤ تو بہت سے اہم اُمور پر غور کرنا ہو۔ نیشنل اسکول کی ایڈ جنوری تک پھر ٹل گئی۔ مشکل یہ ہو قحط اور وبا کی وجہ سے فیس مین صہ ماہوار کی کمی آگئی جسکی وجہ سے تنخواہین رُک گئین۔ ماسٹرون نے واویلا کی۔ اس لیے چندہ روزہ چندہ سب پر برقرار پایا۔ صہ ماہوار

تمھارے نام بھی لکھا گیا۔ یہ رقم فوراً بھیجدو، حامد کے ہر قسم کے مصارف بجز خوراک کے یہان سے جاتے ہین۔ اس تخفیف کی وجہ سے غالباً تمھارے بجٹ مین ۵۰ کی جگہ نکل آئے گی۔

والسّلام

شبلی۔ ۱۱۔ اگست سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۴)

برادرم۔

کاغذات مطلوبہ جس قدر مل سکے کل بھیجے جاچکے۔ کام سب خیال مین ہین، لیکن مشکل یہ ہی کہ کوئی آدمی نہین ملتا۔ نصراللہ نہین آئے۔ نہ اور کوئی آدمی کام کا نظر آتا۔ محمد علی کا حال معلوم ہی۔ والد بیحد محبت کرتے ہین لیکن آخر پیر ہوچکے۔ جو ہدایتین اس خط مین تم نے لکھی ہین ان کی کوشش ہوگی۔ اس قدر غنیمت ہی کہ بھائی سعید کو لاگ ہوگئی ہی۔

محمد علی سے والد لکھوانے مین اس لیئے کوتہی کرتے ہین کہ خرچ بڑھتا جاتا ہی،

حامد کی نسبت تمام دنیا کے برخلاف میرا ہی خیال صحیح تھا۔ اسکے مفصل حالات عندالملاقات معلوم ہون گے۔

شفیع ماسٹر اسکو جاکر لے آئے لیکن جس لباس مین اسکو دیکھا وہ گیروا کرتہ اور گیروا تہمد تھا۔ اسنے فقر اختیار کیا اور صرف اسوجہ سے یہان آنے پر راضی ہوا کہ اسکے پیر نے اطاعت والدین پر مجبور کیا۔ وہ پھر جانے کے لیے مُصر ہی اور کسیطرح نہین ٹھیرتا۔

فقر عمدہ چیز ہی۔ لیکن وہ جو گیا نہ قالب مین جانا چاہتا ہی۔ اور اسمین کوئی ریاکاری
نہین۔ صرف دماغ کی خرابی کا قصور ہی۔ اور اصل چیز میری خوبی قسمت۔

والسلام ۵۔ مئی سنہ ۱۹۰۰ء شبلی۔ اعظم گڈھ

(۱۴)

مولوی عبد الرحمن ڈپٹی کلکٹر الہ آباد مین آئے یا نہین۔ آئے تو چندہ عمارت
کیون نہین طلب کیا جاتا۔

لوئی کے ہسٹری آف فلاسفی مین لکھا ہی کہ "اگر احیاء العلوم کا ترجمہ فرنچ مین
ہو چکا ہوتا تو ضرور یہ گمان کیا جاتا کہ دیکارٹ کا فلسفہ اخلاق غزالی سے ماخوذ ہی"
دوسری کسی کتاب مین (اسکا ذکر تم نے کیا تھا) ہی کہ "کتاب مذکور کا ترجمہ فرنچ مین
ہو گیا تھا، ان دونون عبارتون کا ترجمہ لفظ بہ لفظ بھیجدو۔ بہت ضرورت ہی۔

والسلام۔ شبلی۔

اعظم گڈھ۔ ۸۔ جون سنہ ۱۹۰۰ء

(۱۵)

برادرم۔

جنٹ صاحب (بو تراب) نے جو میرے باغ مین مقیم ہین بنگلہ کے گرد مکانات
اور اصطبل خانہ وغیرہ بنوایا ہی وہ بناتے ہین اور مین شرمندہ ہوتا ہون۔
ان کے پاس اور سب چیزین امیرانہ ہین۔ صرف گاڑی خراب ہی جسکی وجہ

معلوم نہین۔مین نے اپنی گاڑی کا ذکر کیا تو بولے کہ اگر آجاتی تو ساتھ ہواخوری کا لطف ہوتا۔

مصارف متوقعہ کے لحاظ سے توقع نہین کہ تنہا مین گاڑی کے مصارف اُٹھا سکون۔اِس لیے اگر گاڑی آجائی تو چند روز مین بھی مفت بگی نشین بن جاتا۔ تم لکھتے ہو کہ ۵؎ ابھی اور درکار ہے۔مین نے کل ۵؎ بھیجے ہین۔کیا یہ رقم اس پر مستزاد ہے اگر ہے تو بہت گران پڑی۔بہر حال فوراً طیار کرا دو۔ ۵؎ روپیہ تم نے اخیر طیاری کے لیے طلب کیا تھا۔وہ کہین سے مہیا کر کے بھیجدو۔

والسّلام شبلی۔

۱۰ جون سنہ ۱۹۰۰ء اعظم گڈھ

(۱۶)

استقلال و متانت کی حد ہوگئی۔والد کی حالت بیم و امید کی ہو چکی ہے۔بلکہ بیم کا پہلو غالب ہے۔تمام اطراف کے آدمی روزانہ اُن کے دیکھنے کو آتے ہین۔مستورات سب آئین۔خود والد ہر وقت تمکو پوچھا کرتے ہین۔اور تمھارا یہ حال کہ نہ کارڈ۔نہ خط۔نہ پوچھ نہ گچھ۔مین نے خط پر خط لکھے جواب ندارد۔

تمسے پوچھا تھا کہ بنک سے کیونکر روپیہ وصول کیا جائے۔اسکا بھی کچھ جواب نہین۔بہت ضرورت ہے۔فوراً مطلع کرو۔

والسّلام

شبلی۔ اعظم گڈھ ۱۰۔نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

(۱۷)

برادرم -

مولوی مہدی علی کی سخت تقاضے آرہے ہین - چونکہ کانفرنس رامپور مین ہی
اس لئے میری شرکت پر انکو اصرار ہی -

دسمبر مین معاملات کا طے ہونا ضروری تھا - اس لئے یہان سے ٹلنا گران ہی -
بہرحال اگر مجبوراً گیا تو معذور رہون - اگر خاص کوئی وجہ قیام پر مجبوری کی ہو تو لکھو
کہ صاف جواب لکھ دون -

دیوارہ مین اگر تقسیم کا انتظار کروگے تو اس سال کی تحصیل بھی غارت
جائے گی میری دانست مین مناسب ہے کہ ابھی سے اپنا خاص کارندہ مقرر کردو
جو اس سال کے اپنے حصہ کی تحصیل کرے اور اسامی بٹ کے طور پر کاغذ بھی درست
کرتا رہے - باقی علاقجات - کادن پٹی - جگدیس پور - ڈبکی - بلریا وغیرہ ٹھیکہ دیدینا
چاہیئے - مصارف سیر مشاہرہ ملازمان - خرچ مقدمات - خرچ ڈیوڑھی بندول
کا ایک موازنہ بناکر مجھکو بھیجدو تاکہ ماہ بماہ اسکے مہیا کرنے کا بندوبست کرسکون -

والسلام - شبلی - ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء اعظمگڈھ -

(۱۸)

یہان کے حالات سنو - سیر کا خرچ کل غلام محمد قرضہ سے کر رہا ہی - سو سے زائد
ہوچکا - نوکرون کی تنخواہ مبلغ للعہ مین نے کل اپنے وظیفہ سے تقسیم کی صرف کلنڈر

کی قیمت کے مولوی عمر کو ادا کیئے۔ مظفر کی تعلیم کیلئے مین نے اُن مولوی صاحب کو جو میرے ہان پہلے لکھتے تھے مقرر کیا، انکی تنخواہ ۵؎ دیدی گئی۔

مقدمہ مین اسم نویسی گواہان کا خرچ تو تھا ہی۔ آج تحصیلدار صاحب کا آدمی پہونچا کہ شیخ صاحب[1] پر بابت سال گذشتہ ۵؎ ٹکس تھا۔ وہ فوراً ادا ہونا چاہیئے۔ مین نے تمھارے آنے تک مہلت طلب کی۔ کہلا بھیجا کہ ۲۔ کو سال تمام کا حساب بند ہوگا اس لئے نہین مل سکتا۔ یہ رقم کہان سے دیجائے بذریعہ تار کے مطلع کرو۔

بھورو کا مقدمہ جو لڑ رہا ہی۔ اسمین حکام دورہ مین ہین۔ مختار یہان سے جاتے ہین اور ۵؎ فی پیشی لیتے ہین۔ کئی پیشیان ہو چکین یہ تمام فضول مصارف دیوارہ سے لئے جاتے ہین۔ دیوارہ کا حساب مین نے درست کرایا ہی۔ اسی قسم کے مصارف سے زیر بار ہی۔ آؤ تو دیوارہ کو فوراً خاص تحصیل کرو۔ اور مقدمات کا سلسلہ گھٹاؤ چھوٹے چچا بھی نالان ہین کہ مقدمات کی وجہ سے وہان کچھ نہین بچتا۔ گاؤن پٹی کی تحصیل مع دھان، ماموں سلیم صاحب اپنے قرضہ مین لیتے ہین۔ تین سو قرضہ والد پر کئی برس کا ہی۔

جس قدر ممکن ہو جلد آؤ۔ افکار کا ایک گھنگور بادل چھایا ہی دیکھیئے کیونکر چھٹتا ہی۔

والسّلام

شبلی۔ اعظم گڈھ

۲۰۔ دسمبر ۱۹۰۰ء

[1] یعنی مولانا کے والد پر

(۱۹)

برادرم۔

مین نے تمسے مسودہ مختارنامہ ہردو دستاویز یعنی جمودرہ وچھاؤنی مانگا۔ تمنے ابتک نہ بھیجا۔ جلد بھیجو کہ تکمیل کراکے بھیجدون۔

مجھکو جو کچھ دیتے ہین اسمین اسوقت مجھکو ۴۲۵ روپے ماہوار ملین گے لیکن مین نے اس سے انکار کیا۔ چونکہ نواب مدارالمہام اس سے زیادہ کے مجاز نہین ہین۔ اس لیئے حضور مین بڑے زور کے ساتھ تحریری سفارش بھیجی ہی۔ اسکا جواب نہین آیا۔ ادر بہت کم توقع ہی کہ آئے۔ حضور اور مدارالمہام کی ناچاقی بڑھتی جاتی ہی۔ آجکل سخت واقعہ پیش آیا کہ سید علی حسن (مولوی مہدی کے بھائی) جو مدارالمہام بہادر کے سب سے بڑے رکن تھے۔ ان کو دفعۃً حضور نے موقوف کردیا۔ ان کے ساتھ ایک انگریز کو بھی۔ حیدرآباد مین اسوقت ایک زلزلہ پیدا ہوگیا ہی۔ تمام لوگ کانپ اُٹھے ہین خصوصاً ہندوستانی خاص موردعتاب ہین۔

(حاشیہ: یعنی حیدرآباد مین۔)

اب میرا ارادہ سُنو۔

مین نے یہ عزم کرلیا ہی کہ کوئی معقول بات نکل آئے تو میرو ورنہ دُنیاوی خواہشون سے صاف دست بردار ہوتا ہون۔ سو روپے ہین چھاؤنی۔ عالیہ۔ اسکول وغیرہ کے چالیس پچاس نکل جائین گے۔ باقی جسقدر بچے گا اس سے غریبانہ زندگی خاصی طرح بسر ہوسکتی ہی۔ لکھنؤ یا علی گڈھ مین بستر ہوگا۔ اور ندوہ یا کالج کا مشغلہ تنہائی

اور بے تعلقی مین انشاءاللہ قوم کی خدمت اچھی طرح بن اے کی کالج تو میری مدد کا محتاج نہین۔ لیکن ندوہ کام کرنے کی جگہ ہی اور بہت کچھ کیا جا سکتا ہی۔

یہ ارادہ اگرچہ کیسی کی مخالفت یا موافقت سے بدل نہین سکتا تاہم تم اپنی رائے لکھو،

والسلام
شبلی

۱۷۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء حیدرآباد۔

(۲۰)

علالت بڑھتے بڑھتے یہ نوبت پہونچی کہ بدن مین خون نہین رہا۔ بالکل سپید ہوگیا ہون۔ گھر کا ارادہ تھا کہ تمھارا تار پہونچا مجبوراً وقارآباد چلا آیا۔ یہ مقام حیدرآباد کا گویا شملہ ہی یہان آکر ایک ٹانگ مین درد پیدا ہوگیا جس سے سخت تکلیف ہی اور رعشہ بڑھ گیا ہی۔ دن مین بارہ دفعہ پیشاب آتا ہی اور مقدار زائد ہوتی ہی۔

شبلی۔ ۲۶ جون سنہ ۱۹۰۲ء وقارآباد۔

(۲۱)

برادرم۔

استانی بھوپال گئین یا وہین ہین۔

اگلے ندوہ کا جلسہ دلی مین ایسٹر کی تعطیلون مین ہوگا، مین نے بورڈنگ کا ایک کمرہ تمھارے نام سے لکھ دیا ہی یہ یادگار مرحومہ[1] یہ رقم جلسہ مین پیش ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اب بورڈنگ کی تعمیر بھی شروع ہوجائے گی۔ مدرسہ جلد جلد تعمیر ہو رہا ہی۔

[1] زوجہ

میان حمید کو لکھا تھا کہ کچھ ممبری[1] کے ٹکٹ فروخت کردین صدلے برنخاست

تم نے کسی قومی کام کا ذکر کیا تھا کہ تم نے الہ آباد مین شروع کیا ہی، وہ کیا ہی،

مسلمان زیادتی تعداد ممبری پرست تو ہوئے۔ لیکن کرتے کیا ہین؟ ایک گو کھلے

نوشاد و علی محمد، بلکہ عزیز مرزا اور آفتاب پر بھاری ہی۔

شبلی۔ ۱۴- فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(۲۲)

برادرم۔

خوشی محمد[2] خان وہان کے گورنر ہین، ان کو خط لکھکر ملفوف کر دیا ہی۔ لیکن میرے
اصلی دوست اور عنایت فرما اور مرید خاص اور کارکن مرزا غلام مصطفٰے ہین۔ وہ رئیس شہر
ہین، لیکن آجکل وہان کسی علاقہ کے حاکم ہین۔ ان کو علیحدہ خط لکھا ہی کہ اُنکی غیبت
مین کیونکر انتظام ہو سکتا ہی۔ وہ ہر طرح کی مدد دین گے۔ ان کا خط جلد آئیگا، اسوقت
مین تم کو مطلع کرون گا۔

نذیر احمد بی لے میرے شاگرد خاص وہان سب جج ہین۔ بہرحال دو ہفتے کے
اندر تمام اُمور کے متعلق مین تمکو مطمئن کرسکون گا۔

شبلی۔ ۱۳- جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

بمبئی۔ نیو ناگپاڑہ، روڈ،

[1] کونسل کی ممبری مراد ہی جیسا متعلق اس زمانہ مین مسلمانون مین جوش پیدا ہوا تھا کہ عددی شماری کی نسبت زیادہ حق اونکو دیا جائے۔

[2] چودھری خوش محمد خان ناظر گورنر کشمیر، مولانا کے شاگرد، علی گڑھ کے طالب العلم

(۲۳)

برادرم-

بھائی ڈاکٹر وغیرہ اور ان کا علاج محض فضول اور صرف شاعری ہو- مین علاج تو ہرگز نہین کرونگا-

تبدیل آب وہوا بے شک مفید ہی- یہان قاعدہ ہو کہ حضور جب کسی کا منصب مقرر کرتے ہین تو نذر گذرانی پڑتی ہی- عماد الملک نے مجھ سے کہا ہو کہ یہ رسم ادا کرکے جانا ہوگا- حضور اجمیر گئے ہین- محرم کے عشرہ سے پہلے غالبًا باریابی کا موقع نہین مل سکتا، اس لیے مجبوری ہی- مہینہ دو مہینہ رہکر بمبئی جاؤن گا،

شبلی- حیدرآباد- ۷- نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۴)

برادرم-

سب سے بہتر میری زندگی کا خاکہ اعظم گڈھ کا قیام ہی- آب وہوا بالکل موافق، بنگلہ حسب خواہش- سکون وخاموشی- بنگلہ کو پھر مرتب کرلونگا- تصنیف کا کام نہایت اطمینان سے ہوگا- اسٹاف ساتھ ہوگا،

لیکن خدا کے لیے کسی طرح بنگلہ دلوا دو- کنور عبدالکریم نے دائمی قبضہ کرلیا ہو- میرے وہ ارادتمند شاگرد ہین- اس لئے خود ان کو لکھ نہین سکتا- حامد سے یا کسی اور طریقے سے ان کو نوٹس ایک مہینہ کا دلا دیا جائے کہ وہ کوئی اور بندوبست کرسکین-

وہان رہکر اسکول کا بھی تفریحی مشغلہ ہی غرض ہر طرح موزون ہی بنگلہ بنانا چاہیے

شبلی - کاچی گوڑہ - حیدرآباد - ۷ - نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۵)

برادرم -

سلام مسنون - شور وغل فی نفسہ بیہودہ چیز ہی لیکن اسکو کیا کیا جائے کہ کوئی کام دُنیا مین بے اسکے نہین چلتا - انبیا اور رفارمر دونون کی نظیرین دیکھ لو - علی گڈہ کالج صرف شور وغل سے قائم ہوا اور اب تک اسی پر قائم ہی -

تم نے کانفرنس[1] تسلیم تو کر لی لیکن اسکے لیے ایک عمدہ پراسپکٹس انگریزی اور اُردو مین چھپوا کر تمام برادری کے معزز ملازمین سرکار اور رؤسائے دیہات کے پاس بھیجنا ضرور ہی - بڑی ضرورت یہ ہی کہ وکلا، منصف - عہدہ دار جو اچھی حالت رکھتے ہین وہ برادری کی تعلیم پر متوجہ ہون - اب تک یہ گروہ محض بے پرواہی - نیشنل اسکول یا سرائے میر کی ان لوگون کو خبر ہی نہین - تم پرائیوٹ خطوط لکھکر یہ اصرار اور تقاضا ان لوگون کو جمع کرو - مثلاً مولوی عبدالحمید سرحدی - مولوی عبدالحلیم منصف - میان جنید - وغیرہ وغیرہ ان لوگون پر تمھارا ہی اثر پڑ سکتا ہی میرا کہنا تو ان لوگون کے لیے بھی ایک معمولی عام صدا ہوگی،

کانفرنس کا مقام اعظم گڈہ نہین ہوگا - نیشنل اسکول یا بنگلہ مین - اور اگر سرائے میر مین ہوا تو عامی مذاق غالب رہے گا،

[1] اعظم گڈہ محمڈن کانفرنس

میرے لیے یہ مشکل ہی کہ علی گڈھ والون کا سخت تقاضا ہی۔ وعدہ بھی کر چکا ہون،
تاہم زیادہ بلکہ قطعاً یہی ارادہ ہی کہ اعظم گڈھ ہی آؤن،
اعظم گڈھ کانفرنس مین حکام کو بھی مدعو کیا جا سکتا ہی۔ بورڈنگ کو اگر وسعت دیجاے
تو گورکھپور اور جونپور تک کے لڑکے آسکتے ہین۔ غرض ایک نہایت وسیع پیمانہ خیال
مین ہے۔

افسوس ہی قبل از وقت، معذور سا ہو گیا ہون۔ ۲۴ گھنٹہ مین صرف ڈیڑھ دو
گھنٹہ کام کرسکتا ہون۔ یہ غنیمت وقت صرف سیرت پر صرف کرسکتا ہون مصرع

عمر تھوڑی حسرتین دل مین بہت[1]

میان حمید کو بھی یہ خط دکھاؤ اور کانفرنس کا اعلان و پروگرام، دونون صاحب
ملکر لکھوا اور چھپوا کر ہزارون کی تعداد مین لوگون کے پاس بھیجو اور تقسیم کرو۔

شبلی

۷۔ دسمبر ۱۹۱۳ء حیدرآباد۔

(۲۶)

برادرم۔

قابل غور[2] یہ مسئلہ ہی کہ نیشنل اسکول کو ہائی اسکول بنانا چاہیئے یا ایک بورڈنگ
قائم کرنا چاہیئے۔ اسکول ہر شہر مین سرکاری یا مشن موجود ہوتے ہین اور ان کے برابر

---

[1] گویا مولانا نے ایک سال پہلے اپنی موت کی پیشینگوئی کی تھی۔ [2] یہ سلسلہ خط سابق

اسٹاف کا اسکول بنانا آسان نہین، اور بہت قوت اور محنت صرف کرنی پڑتی ہی۔ اب تجربہ کار لوگ اسکو تسلیم کرتے جاتے ہین کہ اسلامی بورڈنگ بنانا زیادہ مفید ہی۔ جسمین اخلاقی اور مذہبی تربیت ہو، باقی تعلیم تو کسی اسکول مین حاصل کرینگے۔ اگر یہ راے صحیح ہو تو شبلی کی عمارت کے قریب بورڈنگ کی بنیاد ڈالنا چاہیے جس کو رفتہ رفتہ بہت ترقی دی جاسکتی ہی۔ بورڈنگ کی وجہ سے بہت زیادہ بچے تعلیم حاصل کرسکین گے۔ اور کفایت شعاری کے ساتھ۔

اگر میرا قیام اعظم گڈھ مین ہوا، تو ایک وکٹوریا فٹن کی بھی ضرورت ہوگی اس لئے اسطرف بھی خیال مائل رکھنا۔ گاڑی یا گھوڑا جو موقع سے ہات آجاے چھوڑنا نہین چاہیے۔

مولوی محمد عمر صاحب اور شمیع سال بھر مین پنشن لے لینگے۔ یہ لوگ بورڈنگ یا مدرسہ کے قیام و ترقی کے متعلق، اپنا کافی وقت دیسکین گے اور ان پر برادری کو اعتماد بھی ہی۔

ایک ماماہیان رکھ لی ہے۔ روزمرہ کے تمام کھانے اچھا پکاتی ہی ساتھ تو نہین لاتا، لیکن ضرورت ہوئی تو بلالون گا۔

شبلی۔ حیدرآباد

۱۰۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ع

مولوی حکیم محمد عمر صاحب کے نام

(۱)

برادر مکرم، با فخر ما۔ مقتدائے ما۔

اسوقت مجھ سے نہ میری طبیعت کا حال پوچھیے، نہ کوئی اور واقعہ۔ آپ سنیے اور مین دل سے اُٹھتے ہوے جوش سے ایک تازہ کیفیت سناؤن۔ یون تو مدرسۃ العلوم کے قواعد مین داخل ہو کہ لڑکے مغرب کی نماز جماعت سے پڑھین۔ مگر ان دنون ہوا کا رُخ ہی بدل گیا ہو۔ لڑکون نے خود ایک مجلس قائم کی ہو جس کو وہ انجمنۃ الصلوٰۃ کہتے ہین ایک بی اے سکرٹری ہو اور بہت سے تعلیم یافتہ اس کے ممبر ہین۔ چار بجے صبح کے بعد ایک نوجوان انگریزی خوان لوگون کو اس پُر اثر فقرے سے چونکا دیتا ہو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم پانچون وقت کی نمازین بجماعت ہوتی ہین۔ اور لطف یہ کہ محض اپنی خواہش سے، بیرونی دباؤ کا نام بھی نہین۔

مغرب کی نماز! سبحان اللہ! کیا شان و شوکت ہوتی ہو کہ بس دل بچھا پڑتا ہو۔ خود سید صاحب بھی شریک نماز ہوتے ہین اور چونکہ وہ عامل بالحدیث ہین آمین زور سے کہتے ہین۔ اُنکی آمین کی گونج مذہبی جوش کی رگ مین خون بڑھا دیتی ہو۔ مین

۱؎ مولانا کے ہم تعلیم و ہم صحبت، اور عہدِ شباب کے دوست، اعظم گڈھ مین محافظ دفتر ہین، اور نیز مطب کرتے ہین، مدرسہ دیو بند مین تعلیم پائی ہو۔

کبھی کبھی اسلام پر لکچر دیتا ہون مسجد بننے کی طیاری ہو۔ سید محمود صاحب کی سرگرمی نے اس کے پیمانہ تعمیر کو نہایت وسیع کر دیا ہو۔ وہ مہتمم خاص ہین اور تین ہزار چندہ خود دینگے مین نے بھی ۵۰ دیے ہین۔ سید محمود صاحب خود ہاتھ مین پھاوڑا لین گے اور مسجد کی نیو کھودین گے، لاگت کا تخمینہ ساٹھ ستر ہزار روپیہ ہو،

مجھکو اس بات کا فخر حاصل ہو کہ اس نئی زندگی کے پیدا ہونے مین میرا بھی حصہ ہو اور اس جوش مذہبی کا برانگیختہ کرنا میری قسمت مین بھی تھا۔ مین اس جوش مسرت مین اور بھی لکھتا۔ مگر مجھکو میرے بھائی خصوصًا میان اسحٰق و عثمان یاد آگئے اور میرا سارا جوش اسطرح ٹھنڈا ہو گیا جس طرح طاؤس کا اپنے پاؤن دیکھنے سے۔

ان عزیزون نے ترقی و لیاقت کا طرۂ فخر صرف لامذہبی کو سمجھا ہو حالانکہ لیاقت بھی کچھ دنیا سے نرالی نہین۔ خیر خدا توفیق دے۔ میرا یہ خط اور احباب کو بھی دکھلائیگا۔

والسلام

شبلی۔ ۲۔ مارچ ۱۸۹۶ء

(۲)

جناب من۔

آپ جانتے ہین کہ کس مجبوری پر مین خط لکھا کرتا ہون اسکا خیال رکھیے اور جو کچھ لکھتا ہون اسکی تعمیل فرمائیے گا۔

امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری کا پہلا حصہ جو قریبًا ۱۴۰ صفحون مین ختم ہو گیا۔ اس

حصہ مین یہ مضامین ہین ۔تمہید۔ کتابین جو امام ابو حنیفہ کے حالات مین قدما ء نے لکھین ۔ امام کی ولادت اور نسب ۔ تابعیت کی تحقیق بوجہ لامزید علیہ ۔ امام کا سن رشد اور تعلیم ۔ انکے شیوخ حدیث کی تفصیل اور مختصر تراجم ۔ تعلیم اور افتاء ۔ بقیہ زندگی اور شاہی تعلقات ۔ وفات اور اُن کی اولاد کی تفصیل ۔ اُن کے اخلاق و عادات ۔ طرز معاشرت اور عام حالات ۔ اُن کے مناظرات دقتاوے اور علمی مجلسین ۔ انکی شہرت اور ان کے ہم عصرونکی انکی نسبت رائین ۔

دوسرے حصہ مین صرف اُن کے علوم ، وترتیب فقہ ، وطریقۂ اجتہاد کی تفصیل ہوگی ، اخیر مین ان کے مشہور شاگردون کا مختصر تذکرہ ہوگا لیکن اُمید ہی کہ دوسرا حصہ پہلے سے ضخامت مین زیادہ ہوگا اور حقیقت مین میری محنتون کا وہی تماشاگاہ ہوگا ۔ اِس کتاب کی تصنیف مین گو بڑی خاک چھاننی پڑی ، بہت سے کتب خانے دیکھنے پڑے تاہم اگر کتاب مرضی کے موافق تیار ہو گئی تو ایک نادر چیز ہو گی اور تمام محنت اور کاوش کا معاوضہ ہو جائے گا ،

آمدم برسر مطلب حصۂ دوم کے لیے جو کتابین درکار ہین اُنمین چند وہ کتابین ہین جو میری کتابونمین اور ماموں صاحب کے کتب خانے مین موجود ہین تفسیر کبیر تمام وکمال ۔ نووی شرح مسلم ۔ نصب الرایۃ ۔ تخریج ہدایہ ۔ فتح القدیر ۔ ہدایہ ۔ شرح مسلم ۔ موطا امام محمد میری کتابون سے لیجیے ۔ اور میزان الاعتدال ۔ معانی الآثار ۔ زیلعی ہدایہ ۔ مقدمہ ابن الصلاح ۔ ماموں صاحب سے لیکر بذریعہ برن کمپنی روانہ فرمائیے

بے شبہ ماموں صاحب کا چند روز کے لیے حرج ہوگا مگر میری طرف سے عرض کیجیے کہ اسکو گوارا فرمائیں، ماہ مئی تک انشاء اللہ کتابیں فارغ ہو جائیں گی۔ اُسی مہینہ میں میں قسطنطنیہ روانہ ہو جاؤں گا جس کے تمام سامان ہو گئے ہیں، اور اس وقت تک باقی بھی ہو جائیں گے۔ وہاں سے آکر الفاروق شروع کروں گا۔

شبلی
۲۷۔ نومبر ۱۸۹۰ء

(۳)

جناب من۔

عنایت نامہ پہونچا۔ واقعی آپ کو جس قدر تردد اور رنج ہو تعجب نہیں۔ لیکن آپکے اس فقرے کو پڑھ کر تعجب ہوا:

"چند امور ضروری تھے جسکی اطلاع آپ کو دینی ضرور تھی مگر میں کچھ نہیں کر سکتا اور نہ مجھ سے ہو سکتا[1]"

اوروں کے جرم میں مجھکو ماخوذ کرنا کیا معنے؟ آپ میرے لئے کیا کرنا چاہتے تھے اور آپ کس جرم کی سزا میں نہیں کر سکتے؟ آپ جیسے محبِّ صادق سے یہ طرز تحریر عجیب ہے۔ باقی میری یہ حالت ہے کہ بجز قومی کاموں کے ذاتی معاملات میں کسی کا ایسا احسان

---

[1] ایک خانگی معاملہ کے نسبت ہے۔

نہین لینا چاہتا۔ آج مین نے چچا کو ایک خط لکھا ہی جسمین اس واقعہ پر اپنا ملال ظاہر کیا ہی اور شیخ عبد الرحمن صاحب کو بھی ملامت کی ہی۔

والتسلیم

شبلی نعمانی

۱۴۔ اپریل ۱۸۹۰ء

مولوی محمد سمیع[۱] صاحب کے نام

(۱)

عزیزمن سلمہ

تمھارے چند خطوط پہونچے۔ خط لکھنا کوئی برا کام نہین اور جب ایسے خفیف امور مین بے اعتنائی دیکھی جاتی ہی تو رنج پیدا ہوتا ہی۔ خیر آئندہ سے عنایت رہے، مدرسہ[۲] کی رپورٹ جو آئی ہی وہ بالکل ناقص، آجتک یہ معلوم نہین ہوا کہ لڑکون نے کس قدر کس علم کو پڑھ لیا۔ ہان محمد شریف پر جو جرمانہ ہوا وہ ضرور وصول ہو ورنہ اسکو مدرسہ مین

---

[۱] مولانا کے ایک عزیز اور ابتدائی شاگرد، مولانا نے اسی زمانہ مین مجلس موازنۂ قومی قائم کیا تھا جسکا مقصد یہ تھا کہ وہ سالانہ اعزۂ باشندگان اعظم گڈھ کی تعلیمی ترقی کا موازنہ پیش کرے مولوی محمد سمیع اسکے سکرٹری تھے مولانا سے ان کو نہایت محبت تھی بلکہ عشق تھا۔ بالفعل وہ جونپور کی کچہری مین محافظ دفتر ہین،

[۲] علیگڈھ کالج جانے کے بعد سے خط شروع ہوتا ہی۔ اس مین جدید فرقہ پر تنقید ہی،

[۳] اِن خطو مین جس مدرسہ کے متعلق باتین ہین وہ نیشنل اسکول ہی۔ اسی ۱۸۸۳ء مین وہ قائم ہوا،

آنے کی اجازت نہو۔ مکرمی جناب مولوی محمد عمر صاحب کی خدمت مین میری یہ عرض پیش کردینا۔ اور شفیع سندولی و فخرالدین پوری کی فیس اگر وصول نہ ہولی ہو تو وہ ہرگز مین نہ جانے پاوے۔ مولوی صاحب موصوف کی اجازت لیکر تم ماسٹر سے کہدو کہ وہ ہرگز ان لڑکون کو آنے نہ دین۔ مدرسہ ہی، ملعبہ نہین ہی،

مجھکو تو آجکل تاریخ بنی العباس[۱] کی پڑی ہی۔ یہان آکر میرے تمام خیالات مضبوط ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ انگریزی خوان فرقہ نہایت مہمل فرقہ ہی، مذہب کو جانے دو، خیالات کی وسعت، سچی آزادی، بلند ہمتی، ترقی کا جوش برائے نام نہین یہان ان چیزون کا ذکر تک نہین آتا، بس خالی کوٹ پتلون کی نمائش گاہ ہی، ہمارے شہر کے نوخیز لڑکے مجھ کو بی اے کی نسبت یہ خیال دلاتے تھے کہ وہ مذہبی باتون کو تمامتر ضعیف ثابت کردینگے لاحول ولا۔ وہ غریب تو زمین کی حرکت بھی سمجھ نہین سکتے۔ سید صاحب نے اکثر مجھ سے فرمایا کہ ہندوستان کے تمام انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانون مین ایک بھی ایسا نہین جو کسی مجمع مین کچھ کہہ سکے یا لکھ سکے، صرف تین شخصون کو مستثنیٰ کرتے تھے وہ فرماتے ہین کہ انگریزی ان کے دماغون مین کچھ تبدیلی نہین پیدا کرتی۔ غزل پھر کبھی[۲] بھیجون گا، ذرا برائے خدا خطوط جلد بھیجو،

---

[۱] سب سے پہلے مولانا کا خیال دولت عباسیہ کی تاریخ لکھنی تھی آخر گھٹکر وہ المامون کی شکل مین رہ گئی۔

[۲] مولانا کا مذاق شاعری کالج جانے کے بعد بھی باقی رہا آخر صبح اُمید سے وہ قومی و تاریخی شاعری کی طرف منتقل ہوگیا،

غزل

تیر قاتل کا یہ احسان رہ گیا — جائے دل سینہ مین پیکان رہ گیا

کی ذرا دست جنون نے کوتہی — چاک آکر تا بدامان رہ گیا

دو قدم چلکر ترے وحشی کے ساتھ — جادۂ راہِ بیابان رہ گیا

قتل ہوکر بھی سبکدوشی کہان — تیغ کا گردن پہ احسان رہ گیا

ہم تو پہنچے بزم جانان تک مگر — شکوۂ بیدادِ دربان رہ گیا

کیا قیامت ہے کہ کوئے یار سے — ہم تو نکلے اور ارمان رہ گیا

دو سرون پر کیا کھلے رازِ دہن — جبکہ خود صانع سے پنہان رہ گیا

جذبۂ دل کا ذرا دیکھو اثر — تیر نکلا بھی تو پیکان رہ گیا

جامۂ ہستی بھی اب تن پر نہین — دیکھ وحشی تیرا عریان رہ گیا

ضعف مرنے بھی نہین دیتا مجھے — مین اجل سے بھی تو پنہان رہ گیا

اے جنون تجھ سے سمجھ لونگا اگر — ایک بھی تارِ گریبان رہ گیا

حسن چمکا یار کا اب آفتاب — اک چراغِ زیرِ دامان رہ گیا

لوگ پہونچے منزلِ مقصود تک — مین جرس کی طرح نالان رہ گیا

بزم مین ہر سادہ رو تیرے حضور — صورتِ آئینہ حیران رہ گیا

یاد رکھنا دوستو اس بزم مین — آکے شبلی بھی غزلخوان رہ گیا

کچھ اور شعر تھے مگر یاد نہ آئے مجبوری تھی پھر کبھی لکھ بھیجون گا۔ شبلی۔ (۲۳ دسمبر ۱۸۹۵ع)

(۱)

اشک خون تھوڑے سے اور لخت جگر تھوڑے سے دوستو نذر ہین یہ لعل و گہر تھوڑے سے

جان من۔

عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی اپنا عزیز کہین باہر ہوتا ہے تو احباب کو اس عزیز کے یاد آنیکے ساتھ ضرور یہ خیال ہوتا ہے کہ کس مکان مین ہوگا کیسے بسر ہوتی ہوگی، کیا شغل ہوگا، دوست احباب کیسے ہون گے، بھائی یہ خیال تمھین ہو یا نہو مگر مین تمھاری طرف سے فرض کر کے اپنی طریق معاشرت کا خاکہ کھینچتا ہون اور امید کرتا ہون کہ تم عبارت کی رنگینی اور شان وشوکت کی تلاش تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دوگے اور سادے فقرون پر قناعت کروگے، مین جس مکان مین رہتا ہون شہر کے کنارے پر ہے، یہ مکان ایک مختصر سا مگر خوش قطع مکان ہے، دکھن کی طرف ایک خوشنما محرابدار چھوٹا سا دالان ہے، اس مین خاص مین رہتا ہون، ایک جانب پلنگ ہے اور زمین پر صاف اور پاکیزہ چاندنی کا فرش بچھا ہوا ہے، صدر مقام کے دائین جانب ترکی جانماز اور سامنے ایک رنگین اور ہلکا سا ڈسک رکھا ہوا ہے، دیوار مین لیمپ جڑا گیا ہے جو شب کو دیر تک روشن رہتا ہے، اسی دالان کے متصل ایک جانب ایک حجرہ ہے جسمین مولوی عبد الغفور صاحب تشریف رکھتے ہین، اسی دالان کے مقابل دوسری جانب ایک گول کمرہ ہے جو عزیزی اسحٰق کی سکونت کی جگہ ہے، اور جو کرسیون اور میز سے آراستہ ہے، کمرہ کے متصل جو حجرہ ہے وہ عزیزی محمد عثمان کے رہنے کی جگہ ہے۔

میرے مکان سے متصل خواجہ محمد یوسف کا مکان ہی اور وہین ایک شاعر مشہور جو سارے شہر کے اُستاد اور واقعی سخن سنج اُردو ہین رہتے ہین مجھ سے اکثر ملتے ہین اور قیس تخلص کرتے ہین، خواجہ محمد یوسف سے لطف کی ملاقات ہوتی ہی،

مولوی سمیع اللہ خان سے بھی ملتا رہتا ہون، اور بفضلہ عمدہ طور سے ملتے ہین میر اکبر حسین صاحب منصف سے تو خوب چھنتی ہی، میرے فارسی اشعار بھی اُنھون نے سنے اور داد دی، مدرسہ کے لڑکے بھی میری جماعت کے مہذب اور سخن فہم ہین۔

افسوس کہ میرے قصیدہ کی متعدد کاپیان نہین، ایک پرچہ جو میرے پاس تھا وہ اسقدر سارے مدرسہ مین ہفتون تک دست بدست پھرا کیا کہ بل ڈل کر پرزے پرزے ہو گیا، اگرچہ بہت لوگون نے اسکی نقلین بھی کرلین مگر چھپا ہوتا تو خوب ہوتا۔

مرثیہ (جو تم بھی دیکھ چکے ہوگے) جن لوگون نے اسکی فارسی دیکھی ہی ازبس پسند فرمائی ہی، میر اکبر حسین صاحب بھی اُن مین داخل ہین،

یہان ایک شخص عبد الحمید نامی اہلمد محکمہ کلکٹری ہین، یہ صاحب دیوان ہین، اور کتابون کے بڑے شائق، بہت سا حصہ انکی تنخواہ کا کتابونمین صرف ہوتا ہی، انکو دعوی تھا کہ کوئی دیوان وغیرہ فارسی کا ایسا نہین جو چھپا ہو اور میرے پاس نہ ہو، مین نے ان کو بہت سی کتابین لکھوا دی ہین اور وہ بہت جلد انکو منگوانا چاہتے ہین، یہ خوب آدمی ہین ان کے ذریعے سے کتابین دیکھنے کو خوب ملتی ہین، یہ بیچارے فخریہ کتابین بھیجدیا کرتے ہین۔

عثمان وغیرہ فارسی وانگریزی پڑھتے ہین، مگر عجیب بات ہے، میرا اسحٰق فارسی مین بھی سب سے فائق رہتا ہے، اور مضامین اشعار سب سے بہتر سمجھتا ہے مگر ہاتھی پھر بھی لاکھ ٹکے کا، ممکن ہے کہ سلمان ساوجی وطالب آملی دیکھنے کو مجھے ملجائے، خیر اچھی گذرتی ہے، اے میان تمنے سنا نہین، مصرع

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

سب لوگ بخیریت ہین اور سلام کہتے ہین،

بارے تمکو تاریخ فرزند کا مادہ پسند آیا، حمید کا خط آ، ہا تھارا ابھی تو تھا جناب حافظ حبیب اللہ خان صاحب کی خدمت مین نیاز اور دست بستہ سلام، اتنی وہ ہے سے اور کیا ہو سکتا ہے، حضرت حافظ حسن علی صاحب اور قبلہ وکعبہ منشی خدا بخش صاحب مولوی احمد اللہ صاحب کو تسلیم۔ لو بھول گیا میان حسن رضا کو سلام شوق، بھائی مرزا کو بھی، اب اور احباب[1] کے کس خدمت کے قابل ہون، خالی خولی سلام ہی سہی، لو تم سے بھی رخصت ہوتا ہون، خط مجبورا بیرنگ ہے، معاف کرنا،

والسلام

تمھارا نیازمند

شبلی نعمانی ۲۸- اپریل ۱۸۸۱ء[2]

---

[1] یہ سب مولانا کے زمانۂ طالب العلمی کے احباب ہین،

[2] اس خط پر سنہ مرقوم نہین، قرینہ سے زمانہ متعین کیا گیا ہے

(۳)

عزیز من-

تمھارا خط پہونچا، مین نے ابھی ایک خط تمکو لکھا ہی، جسمین ایک غزل بھی درج ہی، غالبًا تمکو ہنوز وہ خط نہین ملا ورنہ تم کو طلب عفو کی ضرورت نہ ہوتی۔ جو امور تم نے لکھے تھے انکی نسبت جدا گانہ قواعد پریسیڈنٹ اور چیرمین کے ملاحظہ کیلیئے مرسل ہوے ہان فیس داخلہ کی نسبت مین نے نہین لکھا، اسمین چند مصلحتین ہین (۱) گریش[له] بابو کو ناراض کرنا منظور نہین۔ ہمارے مدرسہ کے لڑکے اوپر کی صفت مین جب آئین گے تو شاید مشن[سه] مین بھرتے ہون گے۔ (۲) ابھی مدرسہ کی یہ حالت نہین کہ دوسرے مدرسون سے چشمک رکھی جائے، خدانخواستہ کوئی امر ہو جائے تو لوگون کو تضحیک کا موقع ہوگا کہ دو دن کے لیے انھون نے بھی مدرسہ کھولا تھا۔ ہان خدا وہ دن لائے کہ مدرسہ ایک مستقل حالت مین ہو پھر لڑکونکی کیا کمی ہوگی، ادمان پرشاد کی نسبت جو لفظ تمنے لکھے ہین انکی تشریح درکار ہی، اور روزیٹر سے غالبًا تمھاری مراد میان ممتاز الدین سے ہوگی بہ تصریح لکھو۔

مین تعطیل سے پہلے کیونکر آسکتا ہون، دسمبر ۱۸۸۳ع کی ۲۱ تاریخ سے تعطیل ہوگی اور اسی وقت انشاء اللہ روانہ بھی ہونگا۔ جہان تک ممکن ہو قوم کے معزز لوگون مین مدرسہ کی وقعت اور اسکی ضرورت کا تذکرہ کرنا چاہیئے اور ان کو شرکت پر آمادہ کرنا چاہیئے۔ اگر چند اہل ہمت ساتھ دین تو مدرسہ ایک مستقل حالت مین

له نیشنل اسکول کے بنگالی ماسٹرون کے نام ہین، سه مشن اسکول اعظم گڈھ سے مراد ہی،

ہوسکتا ہی۔مین نے خوب تحقیق سے معلوم کیا ہی کہ انٹرنس پاس چوتھی یا تیسری جماعت کو بھی انگلش معقول طریقہ سے اچھی طرح نہین پڑھا سکتا پس ٔموجودہ حالت سے کیا تسکین ہوسکتی ہی جو لڑکے مدرسہ مین نئے داخل ہون انکا نام و نسب مجھکو ضرور لکھا کرو اور یہ بھی لکھو کہ انکی فیس بھی داخل ہوتی ہی یا نہین'

مین جس حالت مین ہون اچھا ہون' سید صاحب نے اپنے کتبخانہ کی نسبت عام اجازت مجھکو دی ہی اور اسوجہ سے مجھکو کتب بینی کا بہت عمدہ موقع حاصل ہے۔ سید صاحب کے پاس تاریخ و جغرافیۂ عرب کی چند ایسی کتابین ہین' جنکو حقیقت مین کیا بڑے بڑے لوگ نہین جانتے ہون گے' مگر یہ سب کتابین جرمنی مین طبع ہوئی ہین مصر کے لوگون کو بھی نصیب نہین ہوئین' گبن صاحب کی تاریخ جس کا ترجمہ سید صاحب نے چھ سو روپیہ کے صرف سے کرایا ہی' میرے مطالعہ مین ہے' اور کیا لکھون'

شبلی نعمانی۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۸۳ء۔ علی گڈھ۔

(۴)

عزیزی محمد سمیع سلمہ

بھائی یہ بیخبری تو اچھی نہین' تمھارا خط ہفتہ مین ایک ضرور آنا چاہیئے' ابکی عزیزی مہدی[۱] کی فرمائش تھی کہ راجندر کی تاریخ وفات لکھی جائے' اس خط مین

[۱] مولانا کے منجھلے بھائی مسٹر مہدی حسن مرحوم بی۔اے بیرسٹر ایٹ لا مرحوم نے عالم شباب مین انتقال کیا'

بس اسی پر اکتفا کرتا ہون، تمھارا خط آوے گا تو پھر تفصیلی خط لکھون گا اور رپیڈ لکھونگا اس بار ایک آنہ کا خون گوارا کرلو، اجی جگھان سلامت رہے تو روپیون کا کیا غم ہے، عزیزی حمید کو بھی دکھاتا۔

(از زبان مہدی حسن)

چو راجندر پرشاد در خاک خفت | کہ غافل ز پیچ و خم مرگ بود
مرا بود سرمایۂ زندگی | وفا بامنش تا بہ دم مرگ بود
جہانے ز مرگش غمین شد بہ بین | کہ ہم سال مرگش غم مرگ بود

۱۳۰۰ھ

دیگر

آن گرانمایہ یار من راجندر | از جہان رفت و زیر خاک نہفت
خویشتن از میان رمید و مرا | خان و مان شکیب پاک برفت
چارہ چون نیست جز شکیبائی | خود چہ آید کنون ز گفت و شنفت
از سر[1] وصل او توان بگذشت | گرچہ این حرف خود نیارم گفت
وانگہے سال مرگ او گفتم | کافتابی بزیر خاک نہفت

۱۸۸۳ ۱۸۸۹ع

شبلی نعمانی۔ ۱۲-اپریل ۱۸۸۳ع

---

[1] سرِ وصل یعنی واؤ کا تخرجہ ہو، مصرعۂ تاریخ کا عدد ۱۸۸۹ ہو اسمین سے ۶ کے تخرجہ کے بعد ۱۸۸۳ع حاصل ہوتا ہے۔

(۵)

عزیزی!

امتحان سے آئے، کہو سوالات کیسے تھے جواب کیسے لکھے۔ افسوس کہ جلسہ انعام مین تمھین نہ تھے، مگر مجبوری تھی، کیا کہیے لڑکون نے ماسٹر کو برا بنا دیا ورنہ حکام کو بہت زیادہ نظر لطف تھی۔ ماسٹر کی تلاش مین ہون، دیکھو شب و روز مدرسہ کی فکر رہے ذرا قوم کو اُبھارو۔

آجکل تنہائی کی وجہ سے گھبراتا ہون مگر اتنا ہو کہ اسکی بدولت کبھی کبھی کچھ موزون کرلیتا ہون، رات بیٹھے بیٹھے ایک غزل لکھ ڈالی، دو تین شعر مزے کے ہین، تمھین بھیجتا ہون نظام کا قصیدۂ تہنیت لکھنے کو جی چاہتا ہو مگر لگتا نہین۔

وہان کے کیا حالات ہین، جناب حافظ صاحب قبلہ کو تسلیم، بھئی چندہ کا نام لون گا تو خفا ہون گے، اچھا دوسرے وقت کو اُٹھا رکھتا ہون، مگر اتنا کہ دینا کہ جب ارکان مدرسہ سستی کرین گے تو دوسرون سے کیا اُمید ہے، **مصرع**

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ہان سب سے ضروری بات بھول گیا جنید[۱] وغیرہ کی تعلیم کا خیال رہے، یہ بڑا فرض تم پر ہے، میرے آنے پر اگر کوئی خاص ترقی معلوم نہین ہوئی تو نہ تم میرے نہ مین تمھارا۔

---

[۱] مسٹر جنید بی اے ایل ایل بی، منصف کانپور، برادر اصغر مولانا،

غزل

پوچھتے کیا ہو کہ کیا لائی ہے ... [1] ....
وان جو جاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ ....

کچھ اکیلی نہین میری قسمت
غم کو بھی ساتھ لگا لائی ہے

منتظر دیر سے تھے تم میرے
اب جو تشریف صبا لائی ہے

ق

نکہت زلف غبار رہ دوست
آخر اس کوچہ سے کیا لائی ہے

موت بھی روٹھ گئی تھی مجھ سے
یہ شب ہجر منا لائی ہے

مجھکو لیجا کے مری آنکھ وہان
اک تماشا سا دکھا لائی ہے

آہ کو سوئے اثر بھیجا تھا
وان سے کیا جانئے کیا لائی ہے

شبلی زار سے کہدے کوئی
مژدہ وصل صبا لائی ہے

شبلی - ۱۰ - جنوری ۱۸۸۴ء
علی گڈھ -

(۶)

عزیز من -
تمھارا خط آیا - جزاک اللہ - تم نے یہ نہین لکھا کہ مدرسہ بندول [2] کا ماسٹر کس درجہ کا پاس کیئے ہے -

---

[1] یہ مصرعے پھٹ گئے ہین - [2] مولانا کا وطن، واقع ضلع اعظم گڈھ،

حمید سے مین تعلق نہین رکھتا، اس سے کہدو کہ وہ اپنے کام سے استعفا دیدے اور ساتھ ہی میرے تعلق سے بھی مین اسکی کاہل طبیعت سے بیخبر نہ تھا، ادھر عبدالغفور کا ساتھ، احدیان لکھنؤ کا مجمع ہو گیا، میان حمید کو عفور کی ہمکلامی سے فرصت ہی تو نہین ملسکتی۔ جب کسی قوم مین ادبار پھیلتا ہی تو یون پھیلتا ہی۔ فصبر جمیل، میرا پیغام ضرور اس سے کہدینا ورنہ مجھکو سخت رنج ہوگا۔

میرے نزدیک اگر ہمابیر ص، ماہواری پر تین گھنٹہ مدرسہ مین پڑھایا کرین بطور ٹیوشن کے تو ان کو مقرر کرلیا جائے اور اخیر کی جماعتین انھین کے متعلق کردی جائین، اس کا جواب ضرور دینا چاہیئے۔

مین دو غزلین جو حال مین لکھی گئی ہین تمکو بھیجتا ہون۔ فارسی غزل جو حمید کو بھیجی ہی عمدہ پردازپر لکھی گئی ہی۔ اگرچہ فہم کی توقع نہین ہی، تاہم تم اسے دیکھنا۔

اور باتین تمھارے جواب خط آنے کے بعد لکھونگا، مگر یاد رہے کہ مدرسہ کے حالات اور اس کی نسبت لوگون کے خیالات زیادہ تر لکھنا چاہیئے۔

پوچھتے کیا ہو جو حال شبِ تنہائی تھا	رخصت صبر تھی یا ترکِ شکیبائی تھا
شبِ فرقت مین دلِ غمزدہ بھی پاس نہ تھا	وہ بھی کیا رات تھی کیا عالم تنہائی تھا
مین تھا یا دیدۂ خونناب فشان تھی شب ہجر	ان کو وان مشغلۂ انجمن آرائی تھا
پارہائے دلِ خونین کی طلب تھی پیہم	شب جو آنکھونکو مری ذوق خود آرائی تھا
رحم تو ایک طرف پایہ شناسی دیکھو	قیس کو کہتے ہین مجنون تھا صحرائی تھا

آنکھین قاتل سہی پر زندہ جو کرنا ہوتا — لب مین اے جان تو اعجاز مسیحائی تھا
خون ہر روز رو دیئے بس دو ہی قدم مین چھالے — یان وہی حوصلۂ بادیہ پیمائی تھا
دشمن جان تھے ادھر ہجر مین درد و غم و رنج — اور ادھر ایک اکیلا ترا شیدائی تھا
انگلیان اٹھتی تھین تر گانکی اہی رخ بہیم — جس طرف بزم مین وہ کافر ترسائی تھا
کون اس راہ سے گذرا ہے کہ ہر نقش قدم — چشم عاشق کی طرح اس کا تماشائی تھا
خوب وقت آئے نکیرین، جزا دے گا خدا — لحد تیرہ مین کیا عالم تنہائی تھا
ہمنے بھی حضرت شبلی کی زیارت کی تھی — یون تو ظاہر مین مقدس تھا پہ شیدائی تھا

تیس دن کے لیے ترک مے و ساقی کرلون — واعظ سادہ کو روزونمین تو راضی کرلون
پھینک دینے کی کوئی چیز نہین فضل و کمال — ورنہ حاسد تری خاطر سے مین یہ بھی کرلون
اے نکیرین قیامت ہی پہ رکھو پرسش — مین ذرا عمر گذشتہ کی تلافی کرلون
کچھ تو ہو چارۂ غم بات تو یکسو ہو جائے — تم خفا ہو تو اجل ہی کو مین رضی کرلون
اور پھر کس کو پسند آئے گا ویرانۂ دل — غم سے مانا بھی کہ اس گھر کو مین خالی کرلون
جور گردون سے جو مرنیکی بھی فرصت ملجائے — امتحان دم جان پرور عیسی کرلون
دل ہی ملتا نہین سفلون سے وگرنہ شبلی — خوب گذرے فلک دون سے جو یاری کرلون

جناب مولوی محمد عمر صاحب کی کوتاہ قلمی کی شکایت کیا کرون، کتابون کی رسید تک نہ آئی، خیر میرا اسلام شوق قبول ہو، ہان ایک نہایت ضروری کام تمسے اور ہے

اور وہ یہ کہ میان احمد اللہ کے پاس میرے بہت رجمع ہین، اُسکو لیکر میری طرف سے مولوی محمد حسین آزاد پروفیسر لاہور گورنمنٹ کالج کو بھیجدو اور انکو یہ لکھدو کہ "براے مہربانی آپ سنین الاسلام کی دونون جلدین شاہ اسد علی وکیل الہ آباد کے پاس بمقام خلد آباد بھیجدین، جو خط انکو لکھنا، عمدہ طور سے لکھنا، نیچے میرے دستخط مین یہ عبارت رہے" شبلی نعمانی پروفیسر محمڈن کالج"

شبلی ۲۶- جنوری ۱۸۸۴ء

(۷)

مجلس[1]

حاضران مجلس - مولوی محمد عمر صاحب - محمد سمیع - عبد الغفور، حمید، حافظ حسن علی صاحب - مولوی احمد اللہ،

باہمی گفتگو

بھئی کچھ سنا ہی؟ (محمد سمیع) خیر تو ہی؟ ہان ایک تازہ واقعہ ہی، میان شبلی کا انتقال ہو گیا - (محمد سمیع) ارے سچ، نہین جھوٹ ہو گا، ابھی ہفتہ بھی نہین ہوا، ان کا ایک خط میرے نام آیا تھا (مولوی محمد عمر صاحب) لو تمنے آج سُنا ہی ابھی اسکو تو کئی دن ہوئے اُنھون نے جو کتابین بھیجی تھین اسکی رسید بھی تو مین نے اسیوجہ سے نہین دی، (محمد سمیع) انا للہ! افسوس ابھی مرنیکے کوئی دن تھے، (حمید) ہان واقعی سخت رنج ہی، مگر تقدیر سے کس کا زور چلتا ہی، (اور دبی آواز سے) ارے میان چلو قصہ پاک ہوا آئے دن کی حکومتون سے دم ناک مین آگیا، بھلا روئداد تو خیر ایک بار کا کام تھا لکھ بھی لیا، اب

[1] ایک مکالمہ کی صورت مین یہ خط لکھا گیا ہی،

روز روز مدرسہ مین لڑکون کو مسودہ لکھاتے پھرو، اسپر طرّہ یہ کہ ہفتہ وار مدرسہ کی رپورٹ
لکھکر ان کے پاس بھیجتے رہو، اچھی خاصی بیگاری بھگتا کرو، (عبد الغفور) ارے میان
خیر مرنا تو سب کے لیے ہی ہان ان کے خط کا جواب رہ گیا، مگر یہ بھی کوئی زبردستی ہی
جی نہ چاہے تو مفت کی محنت کون گوارا کرے، (حافظ حسن علی صاحب) لو ابکی انکو خط
لکھتے لکھتے رہ گیا، امتحان کا حال لکھنا تھا، اور جو پوچھو، آدمی تو مزے کا تھا، دو گھڑی
کیفیت رہتی تھی، (مولوی محمد عمر صاحب) بھئی کیا کہئے دل لگی ہی جاتی رہی، اور نو
کس کام کا آدمی تھا، مگر ہان ذرا جی بہل جایا کرتا تھا (مولوی احمد اللہ) اجی جی کیا بہلتا تھا
دُنیا بھر کی شکایتین ہوا کرتی تھین، کبھی انکی نقل کی، کبھی انکا خاکہ اُڑایا اور اسکے سوا
انکا کام ہی کیا تھا، چلو اچھا ہوا،

یار خوش قسمتی سے ایسے ایسے عزیز احباب ہاتھ آئے ہین۔
لوگ کہین گے کہ کیا حماقت کی ہی۔ مگر خدا کی قسم، دل کی چوٹ اور حضرات کی
عنایت کا پورا چربہ ہی۔ تمھین انصاف کرو خط لکھنا کمبخت کون سا کام ہی مگر یہ بھی نہین ہو سکتا،

ش۔ نعمانی۔ ، فروری ۱۸۸۴ع

(۸)

عزیز من۔

آج تمھارا خط پہونچا۔ یہ بھی چشم فلک کو بُرا نہ لگے، کہ عزیزون مین سے ایک شخص تو
میرے حال سے محبت رکھتا ہی۔ زندہ باشی و جاودان باشی۔

میان عبدالحمید صاحب کا خط آیا ان پر تو خدا جانے کیا ستم ہوا ہی جس کا انھون نے بڑا ماتم لکھا ہی عشق کے اکھاڑے مین میرا شیر بھی اُترا ہی خدا ہی خیر کرے لکھتے ہین کہ میرا دل تو خود ہی ستم رسیدہ ہی مین کیسکی بات کی کہان تاب لا سکتا ہون۔ سچ ہی آخر قیس کا کوئی تو وراثت دار ہوتا۔

کچھ اور سُنا، ہمارے حضرت کو گمان ہی کہ چونکہ مین اڈریس خود نہین لکھ سکتا اسواسطے مین نے ان کو تکلیف دی خط مین لکھا ہی "آپ نے یہ کیون یقین کر لیا کہ مجھ سے یہ کام بن آتا ہی، اگر آپ کر سکتے ہون تو مجھپر رحم کیجیے" ذرا اس کر سکنے کے جملہ کو دیکھو خیر شاید ایسا ہی ہو، مگر یہ معلوم نہین کہ ہمارے حضرت کو ابھی سے کیا روگ لگا جس کا دکھڑا گایا جاتا ہی، اگر کچھ ہو تو میری طرف سے مبارکباد دینا، ایسے منحوسون کا دُنیا مین پیدا ہو کر آنا خدا جانے کس غرض سے ہی۔

تعلیم کے متعلق جو شکایت مدرس فارسی کی ہو اسکو مولوی محمد عمر صاحب با سانی مدرس فارسی سے طے کر سکتے ہین، مولوی صاحب سے تم عرض کر دینا۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ جو لڑکے آج تک جدید داخل ہوے ہین، ان مین سے کس شخص نے کس قدر فیس داخل کر دی ہے۔

عزیزی اسحٰق کو ایک خط نظم مین لکھا ہی اُن سے لیلو، اسکی فارسی بھی بُری نہین دو شعر اسمین اور بڑھا لو، وہ یہ ہین ربط کے لیئے ایک اوپر کا شعر بھی لکھتا ہون۔

بنود بزمانہ یادرِ من ۔۔۔ نے خواہر و نے برادرِ من

از جور سپہر خستہ باشم　　در کنج غمے نشستہ باشم
کس را نبود بمن نیازے　　من باشم و درد جانگدازے

لکھو کہ ممبروں مین سے کس کے ذمہ کتنا چندہ باقی ہے؟

ایک اُردو کی غزل ذیل مین پاؤ گے، ایک دن یونہی لکھدی تھی،
مجھے حیرت ہو کہ جو کتاب میان عثمان[۵۱] وغیرہ کے درس مین تجویز کی گئی ہو یعنے
سفرنامۂ ناصر خسرو، وہ جب موجود نہین تو لڑکے پڑھتے کیا ہین اور کیون نہین مجھسے
طلب کرتے۔

میان عثمان کو میرا سلام کہو اگر اُنھون نے اپنی طرز زندگی کی اصلاح کی ہو تو
اس سے بڑھکر مجھکو کوئی خوشی نہین ہوسکتی۔

جناب مولوی محمد عمر صاحب سے اس تغافل کی اُمید نہ تھی، معلوم نہین
مین نے ایسی کیا خطا کی ہو، روئدادین وغیرہ کیونکر مرتب ہوئین کچھ عقدہ ہی
نہین کھلتا۔

تم دو قصیدے مانگتے ہو، دو کون؟ ایک عید کا قصیدہ تو البتہ مین نے لکھا تھا
اور وہ میرے پاس موجود ہو کبھی تم کو بھیجدونگا، میرے ہاتھ کا لکھا ہو اور صاف
لکھا ہو، دوسرا مین نہین جانتا۔ کیا کہئے زمانہ کے موافق نہین ورنہ ابکی پورا قصد تھا
کہ دیوان فارسی مرتب کرون[۵۲]،

---

[۵۱] مولانا کے چچازاد بھائی،　[۵۲] اس کے بعد مرتب ہوگیا، اور اسی سال شائع ہوا،

مین ایک خط تمام طالب العلمون کو اس مضمون کا لکھنا چاہتا ہون کہ وہ نہایت کوشش سے فارسی کی تحصیل کرین ورنہ سب بیکار ہوگا۔ تم بھی بطور خود انکو سمجھالو

میان عبد الغفور و میان نصیر احمد کا حال لکھو،

ہفتہ وار ایک خط لکھا کرو اگر کچھ مضمون نہو تو یہی لکھدو کہ اب کے کوئی مضمون نہین ہی، گھبرانا نہین ٹکٹ کے دام مین بھیجدون گا۔

سید صاحب پنجاب سے واپس آئے اور دس ہزار روپیہ لائے، لوگون نے خوشی مین ان پر وہان پھول برسائے تھے۔

مہدی کے فیل ہونے کا رنج کسکو نہین ہی مگر اتنا فرق ہی کہ مجھکو یہ رنج بہت پہلے ہوچکا تھا، کیونکہ قبل سے ان کا فیل ہونا مجکو معلوم ہوچکا تھا، یہ حضرت بھی بس ہوچکے شاید تین مہینے کے بعد یہ لوگ پھر امتحان دیسکین گے، ان سے کہو ذرا اب ہوش سنبھالین اگرچہ امید نہین ہی، یون کسی قوم پر ادبار آتا ہے۔

میان عبد الرؤف و فضل اللہ بھی اسی عارضہ مین ہلاک ہوئے۔ فصبر جمیل۔

غزل

یار کو رغبتِ اغیار نہونے پائے ۔۔۔ گلِ تر کو ہوسِ خار نہونے پائے

اسمین در پردہ سمجھتے ہین وہ اپنا ہی گلہ ۔۔۔ شکوۂ چرخ بھی زنہار نہونے پائے

فتنۂ حشر جو آنا تو دبے پاؤن ذرا ۔۔۔ بخت خفتہ مرا بیدار نہونے پائے

ہائے دل کھولکے کچھ کہہ نسکے سوزِ دروں ۔۔۔ آ بلے ہم سخن خار نہونے پائے

چپکے وہ آتے ہین گلگشت کو ای بادِ صبا
سبزہ بھی باغ مین بیدار نہ ہونے پائے

پھر کہین جوش مین آجائین نہ یہ دیدۂ تر
سامنے ابر کہسار نہ ہونے پائے

باغ کی سیر کو جاتے ہو تو پر یاد رہے
سبزہ بیگانہ ہی دوچار نہ ہونے پائے

جمع کر لیجیئے غمزونکو مگر خوبیٔ بزم
بس وہین تک ہے کہ بازار نہ ہونے پائے

آپ جاتے تو ہین اس بزم مین لیکن شبلیؔ
حالِ دل دیکھیے اظہار نہ ہونے پائے

والسلام

شبلی نعمانی۔ ۸۔ فروری ۱۸۸۴ء

(۹)

عزیزمن۔

سید صاحب نے مصطلحات الشعراء طلب کی ہی، اسواسطے ضرور ہی کہ فوراً کتاب مذکور عزیزی محمد عثمان سے لیکر یا جہان کہین ہو تلاش کرکے بذریعۂ ڈاک روانہ کرو، سید صاحب کی نہایت تاکید ہی،

اُمور ذیل کا جواب اسی کارڈ پر لکھو۔ (۱) تمام لڑکے خصوصاً پانچوین صف کے بقدر امکان انگریزی بولتے ہین یا نہین۔ ٹیچرون نے اس طرف توجہ مبذول کی ہی یا نہین (۲) چھوٹے لڑکے مشق خط کرتے ہین یا نہین، اور مسودہ لکھایا جاتا ہی یا نہین (۳) ممبران باقی دار نے کچھ بھی زرچندہ ادا نہین کیا یا سہ ماہی و ششماہی۔ (۴) جمعرات کے دن

انگریزی ہوتی ہی یا امتحان (۵) مین نے کہا تھا کہ ہر ایک لڑکا کاپی رکھے گا جس پر مدرس فارسی کے بتائے ہوئے نوٹ روزمرہ لکھے گا، آیا ایسا ہوتا بھی ہی اور اگر نہین ہوتا تو تم مطلع کردو،(۶) مخدومی مولوی محمد عمر صاحب نے مڈل کی طیاری شروع کردی یا امروز فردا ہی (۷) اگر آملی یا آصفی یا ایسے ہی کسی اور اہل زبان کا دیوان مے تو تم خریدنا چاہئے ہو۔(۸) صاحب جج کب تشریف لیجائین گے۔

کیون تم کو ٹکٹ کے بار سے سبکدوش کردیا گیا یا نہین - اچھا السلام علیک

شبلی نعمانی- ۲۲- فروری ۱۸۸۴ء

(۱۰)

عزیز من-

(۱) مین نے حضرت مولوی فاروق صاحب[1] سے عرض کیا تھا کہ میرا فارسی کلام کسی قدر چھاپا جائیگا- اسواسطے اگر آپ اسکو دیکھ لین تو بہتر ہو، حضرت موصوف نے منظور فرمالیا ہی،

میرے پاس یہان جو کلام ہی وہ مین بھیجدون گا، مگر فارسی کے نامے اور غزلین وغیرہ جو تمھارے پاس ہون، نہایت جلد مولانا کے پاس اس نشان سے بھیجدو- بلیا عدالت منصفی- اِن دنون مین نے ایک واسوخت لکھی ہی، مجھے خود حیرت ہی کہ مین

---

[1] مولانا محمد فاروق صاحب چریاکوٹی، مولانا کے استاد، تقریباً ۱۹۰۹ء مین وفات پائی، اسوقت بلیا مین عدالت منصفی کے وکیل تھے، دارالعلوم کے چند سال تک مدرس اعلی رہے تھے آخر آغاز سیری مین پھر وکالت شروع کی تھی،

کیونکر اسکو لکھ سکا ہون، واقعی نہایت پُر درد ہو،

سنینٌ الاسلام جلد اول جناب ماسون عبد الکریم صاحب کے پاس ہو، اُسکو بذریعۂ عبد الحمید لیکر فوراً مجھکو بھیجدو۔

واسوخت اور ایک اُردو نامہ جو قابل دید ہین خود اپنی زبان سے سناؤن گا اس لیے بھیجتا نہین،

۲۰ مارچ سنہ ۱۸۸۲ع

(۱۱)

(۱) مدرسہ مین جو لڑکے نئے داخل ہوئے ہین ان کے نام و نشان سے واقف کرنا تھا (۲) قصیدے جدید کون سے ہین واسوخت البتہ مگر اس کے سننے کا لطف میری ہی زبان سے ہو (۳) حزین تمھارے کس کام کی اسکے اجزا اب الیف اے مین بھی داخل ہوگئے ہین۔ (۴) حمید کو یہ خط دکھادو، اور اُن سے یہ کہ دو کہ اتنا تو مجھ سے آزردہ نہون کہ میری ہی کتاب مجھکو واپس نہ ملے، (۵) مولوی محمد عمر صاحب کو بھی خط لکھ چکا ہون، تم کو برابر لکھتا رہتا ہون، اب کس کو شکایت ہو، ہان مفت کا الزام مقصود ہو تو کیا علاج۔ (۶) ہمارے یہان غالباً اخیر مئی مین تعطیل ہوگی اور غالباً جولائی کے اخیر تک رہے، وہی میرے آنے کے دن ہین۔ (۷) مین نے اپنی کوٹھی کی دری بنوائی ہو جسکا عرض و طول قریب پندرہ گز کے ہو، والد قبلہ سے عرض کرو

---

[۱] مصنفہ پروفیسر محمد حسین آزاد، [۲] افسوس کہ محفوظ نہین، دیکھو ۱۲

کہ اگر میری کوٹھی پر چھپت کے لئے حکم فرماوین تو نہایت عمدہ ہوگا (۸) سنین الاسلام اگر میان حمید صاحب عنایت فرماوین تو بہت جلد بھیجدو۔ (۹) اسوقت مین معتصم کا حال لکھ رہا ہون اور پہلی جلد انشاءاللہ یہین تک ختم کردیجائیگی[1] (۱۰) آئینہ اسکندری خسرو دہلوی اور دیوان آصفی معرض بیع مین ہے۔ دیوان کے دو روپیہ ہین مگر آئینہ اسکندری کے ہنوز معلوم نہین۔

شبلی نعمانی۔ ۹- اپریل ۱۸۸۴ء
علی گڈھ

(۱۲)

عزیز من۔

مدت سے کوئی خط نہین آیا ہمارے مولوی محمد عمر صاحب تو
ع گویا کہ ان تلون مین کبھی تیل ہی نہ تھا

میان حمید صاحب تو خفا ہو بیٹھے ہین، میان عبدالغفور نے سمجھ رکھا ہی کہ دوست کا دشمن ہوتا ہی، تم بھی چپ ہو۔ مولوی صاحب کے پاس اشعار جو بھیجے تو تقویم پارینہ ہیں یا مرثیہ یا نامہ فارسی بھیجنا تھا۔

چہ کنم کی ردیف کی غزل پر یہان ایک لطیفہ ہوا، چند لڑکون نے کہا کہ اُستاد کی

---

[1] تاریخ بنی العباس کے متعلق یہ اطلاع ہی لیکن افسوس کہ اس تاریخ کا خیال بعد کو چھوڑ دیا گیا اور "مشاہیر فرمانروایان اسلام" تک محدود کر دیا گیا۔

غزل پر غزل لکھنی اس سے کیا حاصل،

ع ہمتائے فلک نہ ہوگا بادل

مین نے کہا۔

ع دریا نہین کار بند ساقی

غرض میری اور علی حزین کی غزل خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مصنف قیصر نامہ اور نیر دہلوی کے پاس بغرض محاکمہ ارسال کی گئی یہ وہی نیر ہین جن کو غالب نے لکھا ہی

ع مجھ سے تمھین نفرت سہی نیر سے لڑائی

فارسی نہایت عمدہ کہتے ہین اور غالب کے تلمیذ ارشد ہین۔

دونون نے تسلیم کیا کہ اہل زبان کا کلام ہی نیر نے تو بہت تعریف لکھی اور لکھا کہ سلف کے کلام کے ہم پلہ ہی۔

دونون صاحبون کا خط مین نے رکھ چھوڑا ہی خط مین یہ نہین ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ غزلین کسکی تصنیف ہین بلکہ اسیلئے دونون کے مقطع اڑا دیئے تھے[۱]،

بیرنگ خط کا برا ماننا، مین ان دنون دیوالیہ ہون، ابھی ۵ سے ایک تاریخ کے کتاب کے لیئے روانہ کر چکا ہون،

ان دنون دو غزلین اور بتتبع علی حزین لکھی گئی ہین، اور دلچسپ ہین، افسوس ہی کہ گھر پر نہ لکھ سکون گا، یہان کچھ سامان پیدا ہو گئے ہین اگرچہ ضعیف ہین۔

واسوخت فارسی کے پندرہ بند ہین یعنی ۹۰ شعر اور اسیقدر تامۂ اردو کے

---

[۱] اس غزل کا مطلع یہ ہی ۵ گر کم عقل نگیرم من حیران چکنم + می وہد غنچۂ ام باد پریشان چکنم +

حضرت[1] اُستاد نے بھی واسوخت کو نہایت پسند کیا، میرا قصد تھا کہ صرف واسوخت اور نامہ سردست چھپ جائے مگر روپیہ نہیں، کہین سمیع نہ سُن پائین نہین تو روپیون کے ڈھیر لگا دین گے کہ اتنے کے لیے چھپنا کیون بند رہے۔

مدرسہ کی مفصل کیفیت معلوم نہین ہوئی، مولوی قربان علی صاحب نے لکھا ہو کہ مین مدرّس انگریزی کی تلاش مین سرگرم ہون، ہان قواعد مدرسہ کے نہ آنیکی شکایت لکھی ہے۔ یہ سچ ہو کہ میرا کوٹھا گری کے قابل نہین مگر مین عبداللہ خان کے مکان پر رہنا پسند نہین کرتا۔ مجھ سے تم لوگون کے بغیر کہین رہا جاویگا۔

اچھا ذرا اسلامون کا پشتارہ تو سر پر لے لو اور سب کے حصہ کا تقسیم کر آؤ۔ جناب حافظ حبیب اللہ صاحب، جناب حافظ حسن علی صاحب، جناب منشی خدا بخش صاحب (دوڑتے تو نتّا پہ ہوئے چلو اب جوانون سے شروع کرو) مولوی احمد اللہ صاحب فخر الملۃ والدین کہین فت اُڑا نہ جانا، منشی حسن رضا خان صاحب، منشی ولیجان صاحب ہماری شادی ٹھہرا ئیے ہی رہگئے میان خادم حسین صاحب۔ ہی ہی سخت غلطی ہوئی ان کا نام کسی کے نام کے ساتھ ملا کر یا نیچے لکھنا تھا اگرچہ ٹاٹ مین مونج کا بخیہ سمجھا جاتا مگر مولوی محمد عمر صاحب کیا خطوط کا جواب نہین دیتے تو سلام کا جواب بھی نہ دین گے افتخار القوم حضرت ماموں محمد سلیم صاحب دام فیضہ علینا۔ جناب مولوی محمد حسین صاحب مگر جائے وہ کہان ہون میرا اسلام مفت مین خاک چھانتا پھرے کوئی بھول تو نہین گیا،

---

[1] یعنی مولانا محمد فاروق صاحب نے

آہا مرزائے مختصر میاں سلیم اللہ صاحب رہگئے، اتنا سا تو قد مجھ مین نظر آئین تو کیونکر، ایک اور میرا مایۂ فخر و ناز رہگیا جناب مولوی مرزا محمد سلیم صاحب خیر انہین سے کے سہرے مرزائے مختصر بھی یاد آ گئے تھے،

ع بہ نیکان بہ بخشند کریم

اتنو چھوٹے چھوٹے عزیز رہگئے ان کو میرا سلام و دعا، چھوٹے ہی مرنے مین رہے سلام و دعا دونون سب کے نام کی تو اب جگہ نہین (کاغذ مین ورنہ دل مین تو سبھونکی جگہ ہی) ایک دو کا نام سن لو، محمد عثمان و سلیمان۔ یونس۔ علاء الحق۔ والسلام

شبلی نعمانی۔

۲۴- اپریل ۱۸۸۴ء

(۱۳)

لیجئے اب آپ کو بھی چپ لگی، بھائی کوئی قصور تو نہین ہوا، ناراض کیون بیٹھے ہو، وہ قصیدہ یہان نہین ملتا، وہین لکھوالو یا مین آؤنگا تو خود لکھدونگا،

ہان خوب تحقیق کر کے یہ لکھو کہ اس سال مال نیل لوگ کب روانہ کرینگے اور قیاسا کس زمانہ تک بکری ہو جائیگی۔ اصل یہ ہی کہ مجھکو نہایت مشکل اور کوشش سے بھی صرف دو ہفتہ کی رخصت ملسکتی ہی جو ۱۶ جنوری کو ختم ہو جائیگی، اس زمانے مین امید وصولی چندہ ہو تو بہتر ورنہ اپریل مین آسکتا ہون، تھاری اور مولوی محمد عمر صاحب وغیرہ کی جو رائے ہو لکھو۔

مولوی صاحب موصوف نے مجھ سے اشعار طلب فرمائے ہین۔ مین نے ان دنون کچھ لکھا نہین ورنہ ارسال خدمت کرتا۔ افسوس ہو کہ تم بھی بیٹھ رہے، وہان کے حالات معلوم ہی نہین ہوتے۔ مین اپنی کیا بتاؤن، وہی تاریخ کا جھگڑا ہو، ہر روز دو چار سطرین لکھ لیتا ہون، فرحت احمد کے بھتیجا پیدا ہوا۔ تاریخ کی فرمائش تھی مین نے یہ شعر لکھے،

مرحبا مرحبا ملہ لو دِ ۔۔۔ کہ بود بادۂ ایاغ کمال
باز در پیشگاہ بزم وجود ۔۔۔ گشت روشن از و چراغ کمال
مردم دیدۂ ہنر فرحت ۔۔۔ کہ توان یافت ز وسراغ کمال
سال تاریخ را چو امر نمود ۔۔۔ گفت شبلی بہار باغ کمال

سنہ ۱۳۰۲ھ

شبلی۔ ۲۷۔ نومبر سنہ ۱۸۸۴ء

(۱۴)

عزیز من۔

مثنوی[1] انشاء اللہ چھپ کر آتی ہو، چار آنہ قیمت عام ہو اور رعہ قیمت خاص، جناب والد صاحب، جناب حافظ حبیب اللہ صاحب، مولوی محمد سعید صاحب، مولوی مرزا محمد سلیم صاحب حافظ عبد الغفور۔ جناب حافظ حسن علی صاحب، میان محمد سمیع، طلبائے

---

[1] مثنوی صبح اُمید۔

نیشنل اسکول، غرض جو لوگ جس قیمت کے خریدار ہون اُن سے دام لیکر فوراً بھیجدو
الہ آباد سے آٹھ نسخون کے لیے بحساب فی نسخہ عہ، خط آیا ہی، ہان عزیزی علی احمد کا نام تو
بھول گیا تھا، دیکھئے خاص و عام کی تفریق کیونکر ہوتی ہی،

شبلی۔ ۵۔ فروری ۱۸۸۵ء

(۱۵)

عزیزمن۔

ایک کتاب حال مین مولوی حالی صاحب نے لکھی ہی، اور مجھکو تحفہ بھیجی ہی، یہ شیخ
سعدی کی نہایت دلچسپ محققانہ سوانحعمری ہی۔

مین نے بے اختیار اسکو تمھارے لیئے پسند کیا، اور مولوی حالی صاحب کو لکھدیا
ہی کہ وہ تمھارے نام بھیجدین، دیکھو کہین واپس نہ جائے، قیمت ایک روپیہ چار آنہ ہی،
واقعی بےمثل ہی، اور تمکو اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری ہی۔ باقی خیریت۔

اس کتاب کے اور بھی خریدار پیدا کرنے چاہئیں

والسلام

شبلی نعمانی۔ ۱۰۔ مارچ ۱۸۸۶ء

(۱۶)

بھئی سب نے خط لکھنے کی قسم کھالی ہی، یا کسی منّت پر روزۂ سکوت رکھا ہی آخر بات
کیا ہی، مولوی عمر صاحب الگ دم بخود ہین، تم جدا خاموش ہو، مہدی نے اعظم گڈھ پہونچنے کی

رسید تک نہین لکھی، والد قبلہ کو کام سے کہان فرصت۔ اِس ہنگی ہین بھائی مولوی
محمد سعید صاحب کی دو سطرین اگرچہ صرف مطلب کی ہین غنیمت معلوم ہوئین کیا
سنسان کا عالم ہی۔ گویا ان تلون مین تیل ہی نہ تھا خیر شکایت کیون کیجئے دوسرے
پر زور کیا، جب گھر بار چھوٹے عزیز آشنا چھوٹے تو غربت مین کوئی کیون کسیکا
ساتھ دے، لو صبر آگیا؛

اچھا یہ ذکر جانے دو، کام کی بات سنو۔ تذکرہ جسمین والد قبلہ کچہری کرتے ہین اُسکے
لیے دری بنوانی مقصود ہی والد قبلہ کو لکھا تھا، اُنھون نے کچھ التفات نہ فرمایا، خیر تم
اس کا عرض و طول، انگریزی گز کے حساب سے لکھ بھیجو، مین انشاء اللہ خود طیار کراؤنگا
اگرچہ مصارف کی کثرت نے دیوالہ نکال دیا، دیکھو تا خیر نہ ہو۔

ہان والد قبلہ سے کہکر دفتر کی میز جو چچی صاحبہ کے مکان پر ہے، بندول سے
منگوالو، اِس پر سبز باتات منڈھوانی ہی، درزی سے حساب کرانا کہ کتنی باتات درکار
ہوگی، اور پھر مجھے لکھو مین دام بھیجدون گا، تم طیار کرا دینا، ہو سکے تو وہان کے
حالات سے مطلع کرو۔

والسلام

شبلی نعمانی

۲۵- مارچ سنہ ۱۸۸۶ء

(۱۷)

عزیزی۔

کل پہلا خط جب تمھارا آیا تو مین نے اسوقت قصد سفر کیا، دو ہفتہ کی رخصت لی، گاڑی منگوائی، تمام سامان سفر ہوچکا تھا کہ تمھارا دوسرا خط آیا، اور سید صاحب کو خبر ہوئی تو اُنھون نے روکدیا اور کہا کہ دوسرے خط [۵۱] ....

مجبوری کا عالم ہی، ورنہ کیا مین گروہ انسانی سے [۵۲] .... [۵۲]

حضور نہ سالار جنگ سے ناراض ہوئے، نہ سالار جنگ نے استعفا دیا، نہ سید صاحب اس لیے وہان گئے تھے [۵۳] البتہ ایکی بار خاص حضور نظام نے سید صاحب کی چند بار دعوت کی،

سید محمود صاحب یہین ہین اور کالج مین روزانہ جا کر دو صفون کو دو گھنٹہ تک پڑھاتے ہین، ایف۔ اے۔ اور بی۔ اے کے لڑکے پڑھتے ہین، اور انکا بیان ہی کہ ہمنے آج تک ایسی تعلیم نہین دیکھی تھی، اور نہ آئندہ توقع ہی، انکی کثرتِ معلومات، طرز ادائے مطلب، وسعتِ تحقیقات پر عجیب حیرت سب لوگون کو ہی،

تمھارے اور چندے کے روپیے عنقریب جاتے ہین، رومال سب کے سب

---

[۵۱] یہ سطرین کرم خوردہ ہین،   [۵۲] مولانا کی پہلی بیوی کی شدت مرض کی خبر آئی تھی،

[۵۳] سر سید اس زمانہ مین حیدر آباد گئے تھے، لوگون مین مشہور تھا کہ سالار جنگ کے بجائے سر سید کا عہدۂ وزارت پر تقرر ہوگا،

میان احمد نے گم کر دیئے، نہایت رنج ہوا۔ تمکو بہرحال خطوط مین حالات مرض سے اطلاع دینی چاہیئے،

مولوی محمد عمر صاحب و حافظین مخدومین کو تسلیم۔

شبلی۔ ۶۔ اگست ۱۸۸۵ء

(۱۸)

برادر عزیز

برادر مکرم مولوی محمد عمر صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ تمھاری والدہ کا انتقال ہو گیا، انا للہ و انا الیہ راجعون بھائی یہ خط لکھکر مین تمھارا غم تازہ کرنا نہین چاہتا، مین اس درد سے خوب واقف ہون، اگر تمھین صبر آگیا ہو تو وہ بھی ایک مجبوری ہی ورنہ آدمی کا جگر اور یہ صدمہ، ع

این غم آنمایہ نباشد کہ کسے بر دارد

مگر آخر کیا چارہ ہے، ع

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

اب تم پورے یتیم ہو، اور سچ تو یہ ہی کہ سخت رحم کے قابل ہو، بھائی جو لوگ باپ مان کا اس لیئے ماتم کرتے ہین کہ وہ دنیاوی فائدون کے مرکز تھے، ان بیدردون کا مذکور نہین، ان کے دل سے پوچھیئے جو والدین کی جھڑکیون مین بھی دوسرون کے مرحبا سے زیادہ مزا پاتے ہین جن کو والدین کے طمانچے بھی اصلی ہمدردی کی یادگار بنکر سامنے آتے ہین،

جن کو یہ خیال بیچین کردیتا ہی، ہائے وہ کیا ہوے جو ہماری تکلیفون مین ہمسے زیادہ تڑپ جاتے تھے۔ بھائی یہ لوگ قسمت سے ساتھ رہتے ہین اور گئے تو پھر اپنا قائم مقام بھی چھوڑ نہین جاتے، ہائے یہ خیال اور ستاتا ہی کہ انکی روحین اب بھی چین سے نہین، ہمارا خیال اب بھی ان کے لیئے مایۂ آزار ہی، خیر میری طرح تمھین بھی خدا صبر دے۔ وصبر جمیل

شبلی۔ ۲۸ جنوری ۱۸۸۶ء۔

(۱۹)

آج تمھارا خط آیا، مہدی کے جب ایسے خط آیا کرین تو اس سے مجھکو مشرف نکیا کرو، صرف تعلیم وخیریت کے حال سے مطلع کرنا کافی تھا، خیر آئندہ خیال رکھو، مثنوی کے بارہ مین اب سے پہلے لکھ چکا ہون،

اخبار آفتاب مین مضمون نگاری کیا کرو، مشق ہو جائیگی بلکہ مین اصلاح بھی دیدیا کرونگا یہان پرسون ایک عظیم الشان جلسہ ہی، جن طالب العلمون نے ولایت مین کامیابی حاصل کی ہی، ان کے لیئے خیر مقدم ہوگا، سید محمود صاحب وغیرہ انگریزی مین اور صرف مین اُردو مین اسپیچ کے لیئے منتخب ہوئے ہین، دعوت بھی ہوگی ہین شاید کوئی نظم اس وقت پڑھون، آجکل دماغ کے ضعف کی سخت شکایت ہی۔ والسّلام

شبلی۔ ۱۴۔ فروری ۱۸۸۶ء

(۲۰)

السّلام علیکم۔ تمھاری بے پروائیون نے اگرچہ دل سرد کردیا تاہم بیحیائی کرکے پھر

تمکو خط لکھتا ہون یہین انشاء اللہ ۲۶ مارچ کو یہان سے روانہ ہونگا، اور الہ آباد ٹھہرتا ہوا اعظم گڈھ پہونچونگا، ابکی مین نے اسی وجہ سے ایک مدید تعطیل حاصل کی ہی کہ جمکر اپنا علاج کرون۔

معلوم نہین تمنے چوکیون کا کیا بندوبست کیا۔

اِن دنون یہان مدبرالملک وزیرالدولہ خلیفہ سیّد محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ تشریف لائے ہین، (یہ ریاست پچاس لاکھ کی ہی) ان کے لیئے کالج مین خوب جلسے ہوئے، مجھ سے نہایت شوق سے ملے، وہ مجھکو پہلے سے جانتے تھے، جلسۂ دعوت مین سیّد محمود کی فرمائش سے مین نے چند بند فارسی مین لکھے[1] اور کھانیکے بعد پڑھے عجیب سمان بندھ گیا تھا، تمام حضّار مجلس حقیقت مین بیتاب ہوگئے، سیّد محمود صاحب اُٹھ اُٹھ کر ہر بند کو کئی بار پڑھواتے تھے، وزیر صاحب نے بڑھکر کہا کہ افسوس ہی کہ ان شعرونمین آپ نے میرا ذکر کیا ہی، ورنہ مین اسکی پوری داد دیتا، آج وہ یہان سے روانہ ہونگے،

مثنوی ہنوز چھپکر نہین آئی، شاید ساتھ لاسکون، افسوس ہی کہ مین اتنی مدّت مین کچھ کام نکرسکا، ابکی تعطیل تین مہینے پندرہ دن کی ہی، مگر یہ میرے لیئے خاص ہی، ورنہ کالج

---

[1] ابتدائی بند یہ ہے:-

اے دل این مایہ انتظار کہ بود؟	آخر این سُستی از خمار کہ بود؟
چشم شوقت برہگذار کہ بود؟	ہوس سرمۂ غبار کہ بود؟
این بہ بین خانہ جلوہ‌گاہ کہ ہست؟	پردۂ دیدۂ فرش راہ کہ ہست؟

کی اصلی تعطیل ڈھائی مہینہ کی ہی،

نیشنل اسکول کی حالت اِس اثنا مین بہت کم معلوم ہوئی،

مولوی حالی صاحب نے مسدس پر جو اضافہ کیا ہی مجھے بھیجا ہی، تمھارے لیے لاؤنگا۔ جناب حافظ حبیبُ اللہ خان صاحب و ماموں مولوی محمد سلیم صاحب کیخدمت مین تسلیم عرض کرنا۔

شبلی۔ ۱۲۔ مارچ ۱۸۸۶ء
علی گڈھ۔

(۲۱)

بھائی ایسے شعر تو نہ لکھا کرو۔ تمکو تو ایک دل لگی، یا آرائش نامہ مقصود تھی، مگر مجھپر سخت اثر ہوا، ابکی تعطیل مین نہ آسکونگا، نیشنل کانگریس کا جلسہ ہی اور ۲۸ تک ضرور ہی یہان رہنا ہی، نیشنل اسکول کے مڈل کلاس کا اگر کچھ اور پرایوٹ انتظام تعلیم ہو سکے تو کرنا چاہیئے۔ امتحان انتخاب کے پرچے عزیزی محمد اسحٰق بھیجین گے، اور وہی جوابات پر نمبر دین گے، مگر امتحان کے وقت نگرانی کا کام صرف مولوی محمد عمر صاحب کرین،

عزیزون کو کسی معقول طریقے سے روانہ کرونگا، اور انشاء اللہ وہ ۲۵۔ دسمبر تک یہان سے روانہ ہو جائین گے، اکبر شریک امتحان ہوگا یا نہین،

والسّلام۔ شبلی نعمانی

۱۴۔ دسمبر ۱۸۸۶ء

(۲۲)

عزیز من۔

تمھارا بیش بہا و بیش قیمت کارڈ آیا، اس اسراف کا نہایت ممنون ہون، سچ یہ ہی کہ اگر یہ بھی نہ مرحمت ہوتا تو میرا کیا زور تھا، آخر مولوی محمد عمر صاحب کا مین نے کیا کر لیا جو ضروری عریضہ کا جواب بھی بے پروائی کے حوالہ کرتے ہین،

ایک ٹکٹ رکھ دیا ہی، اب جواب آئے تو خط کے پیرایہ مین آئے ٹکٹ کے بھیجنے سے تمھارا احسان کم قیمت نہین ہو جائیگا، آخر سادہ لفافہ تو تمھارے ہی دامون کا ہوگا۔

[۵۱] . . . . . .

مدرسہ کے حالات، تعمیر کی تجویز، منشی محمد اکرام کا رقعہ یہ امور افسوس ہی کہ مین انکو بھی ضروری خیال کرتا ہون، افسوس اسلیئے کہ تمھاری رائے بھی اس خصوص مین شاید مخالف ہوگی،

بھائی سامنے کے بہ نسبت آدمی غائبانہ زیادہ پہچانا جاتا ہی، کارڈ مین جو کم سخنی صرف ہوئی ہی اُسوقت موزون ہوتی جب تم سامنے بھی خاموشی مین مولوی فیاض احمد سے ہمزبان ہوتے، خیر اینہم غنیمت است۔

مجھکو نینی تال[۵۲] مین کچھ دلچسپی نہین ہی، بس اتنا ہی کہ روزے[۵۳] یہان گرمی نہین دکھاتے۔

---

[۵۱] دو سطرین کرم خوردہ ہین، [۵۲] اسوقت مولانا۔ سید صاحب کے ساتھ نینی تال مین تھے، دیکھو ص۱۰۳،

[۵۳] رمضان کا زمانہ تھا، نینی تال کی برودت مین روزے تکلیف دہ نہ تھے،

سید محمود کی مستقل تقرری[۱] مین چند معزز انگریزونکی مخالفت کچھ کمزور نہ تھی مگر بخت اقبال کی تیز چمک نے یہ ظلمت ہٹادی ۔

سید صاحب مجھسے اصرار کرتے ہین کہ تم اپنا فوٹو لو، یہان کا فوٹوگرافر نہایت اُستاد ہی مگر کم سے کم ۱۰۰ کا خرچ ہی جسمین بارہ تصویرین طیار ہونگی، دو فوٹو خود سید صاحب خریدنا چاہتے ہین، مین نے کہا بھی کہ بھلا آپ سے قیمت کون لیگا اگر وہ نہین مانتے، دس کا بیان باقی رہین، اگر اعزہ واحباب سب خریدلین تو مین کھنچوانے پر آمادہ ہون، دیکھو اتنے نام خیال مین آتے ہین، اسحق علی احمد محمد، تم حمید، حافظ حسن علی صاحب، جناب والد قبلہ جناب سید مولوی مرزا محمد سلیم صاحب اور کس کا نام بتاؤن، مگر اس تحریر کا یہ مقصد نہین کہ تم تصویرون کے بیچنے مین دلالی کرتے پھرو، خود بطور خود[۲] . . . . . خواہش کرین تو اور بات ہی، جناب سید صاحب اپنے حالات سفر لکھنا چاہتے ہین انکی تصویرین بھی ہونگی، میری تصویر اسی غرض سے مانگتے ہین، مگر ابھی یہ بات کہنے کی نہین اپنے ہی تک رکھنا ۔

ابکی دفعہ محمدن اسکول سے جو خاص مسلمانون کے ہاتھ مین ہی آٹھ لڑکے انٹرنس مین پاس ہوئے جنمین پانچ[۳] مسلمان ہین،

محمڈن تعلیمی مجلس اس سال لکھنؤ مین ہوگی، اشتہار مین شائع کیا گیا ہی کہ شبلی مسلمانون کی گذشتہ تعلیم پر ایک وسیع مضمون پڑھے گا، شاید یہ مضمون مین جی لگا کر لکھون

---

[۱] ججی کی تقرری، [۲] نصف سطر کرم خوردہ ہے، [۳] اس زمانہ مین یہ ترقی تعلیمی بھی غنیمت سمجھی جاتی تھی،

اور گرانمایہ لکھون - ہان دیکھنا کہین حافظ صاحب (حبیب اللہ خان صاحب) کی خوشبو تو نہین آتی اگر میری قوت شامہ صحیح ہی تو انکو تسلیم کہو -

نعمانی - ۸ مئی ۱۸۸۷ء

(۲۴)

السلام علیکم - اگرچہ اب مجھکو کسی قسم کے رنج دلانیوالی بات سے بہت کم رنج ہوتا ہے، بلکہ اکثر نہین ہوتا، لیکن تمھارا طرز تحریر غیر معتدل تھا اور عذر بھی نامعقول، مگر خیر بات کو طول دینے سے کیا فائدہ - اعزہ فارسی نثر کی بھی ایک کتاب پڑھتے تھے جو ان کے پاس موجود ہوگی، بوستان کے چار شعر کافی ہین، باقی ایک وقت وہ کتاب پڑھنی چاہیے، تم فوراً احمید کو میری طرف سے تاکید کر دو،

مولوی محمد عمر صاحب کا کارڈ مجھکو نہین ملا اور نہ توقع ہے کہ ملے - ان کو ترقی کی میری طرف سے مبارکباد دینی چاہیے، اگرچہ انکی قابلیت کا یہ بہت کم ترخ ہی، مولوی صاحب پر کیا ہی، اگر تمھین ذرا تکلیف کرو اور لکھو کہ منشی جی نے رقعہ لکھایا نہین اور کیون توقف ہی؟ مکان مدرسہ کی نسبت کیا کارروائی ہو رہی ہی کوئی نیا ماسٹر ملا یا نہین، تو کچھ آتنا ہرج نہ ہوگا - مین مکان پر واپس آنا چاہتا تھا مگر شاید کوئی خاص فائدہ حاصل نہو، جو مضمون مین کانگرس مین دونگا وہ کانگرس کیطرف سے چھاپا جاویگا، نقل لینے کی کیا ضرورت ہی؟ سُنیئے ایک بہاریہ قصیدہ لکھنا شروع کیا تھا اگرچہ ابھی صرف ۲۰ شعر ہوئے مگر اُمید ہی کہ اُمید سے بڑھکر ہوئے، غالباً غالب سے کم رتبہ کا نہ ہو، تو اُردو کے ڈر سے قصائد

غالب انتسے طلب کیا۔

شبلی نعمانی۔ ۱۶ جون ۱۸۸۶ء

(۲۴)

سلام علیک۔ مین اپنا مسطر وہان چھوڑ آیا، بڑے کمرے کے صدر جانب جو الماری ہو اس کے پہلے تختہ پر ہو، فوراً بھیجدو، اور اگر نہ ملے تو مجھے اطلاع دو، ذرا محمد علی سے بھی دریافت کرلینا۔

والد قبلہ سے کہکر دادا صاحب کی تصویر بھجوا دو، یا اُن سے لیکر تم خود بھیجدو،
عزیزی محمد یہان پانچوین کلاس مین داخل ہوجاوین گے، جنید وغیرہ نے بھی انگریزی شروع کی ہو،
میری بیاض کا قریباً آدھا حصہ چوری گیا، نہایت افسوس ہو،
ماسٹر کے لئے متعدد جگہ خطوط گئے ہین، اُمید ہو کہ کامیابی ہو، حمید کو رلے دو کہ فوراً یہان چلے آئین۔ ورنہ یہ سال بھی ضائع ہوگا، جسقدر ہوسکے جلد آئین۔ ماموں صاحب کے اگر گھر مین نہ رہ جائین۔

والسّلام

شبلی نعمانی۔ ۱۷۔ جولائی ۱۸۸۶ء

(۲۵)

برادرم۔
مین تمکو خط لکھتا ہون، اس لیے نہین کہ تم محمد آباد مین ہو، اعظمگڈھ مین بھی تم ہوتے

تو وہ ایسا ضروری امر ہی کہ لکھنا ہی پڑتا۔

ضامن کو اس زمانہ مین نہایت تکلیف تھی، سردی کھاتا تھا اور کچھ نہ کر سکتا تھا، مجھکو معلوم ہوا تو مین نے کچھ روپئے بھیجدیئے جس سے اسکی سرمائی بنی، پھر کتابون کی ضرورت ہوئی اور نہایت ہرج ہونے لگا، اس نے مجھ سے کہا تو تم کو وہ خط لکھا گیا جو بے شبہہ سخت تھا،

اگرچہ مین ایک بیہودہ بحث مین پڑنا نہین چاہتا تاہم یہ ہرگز یقین نہین کر سکتا کہ تمھارے وسائل آمدنی تنخواہ تک محدود ہین، علی ضامن کو اعظم گڈھ مین گھر سے خرچ آتا تھا تم نے بند کرایا گودام مین سیکڑون روپئے کہان سے لگتے ہین، خیر اس فضول قصہ کو جانے دو، تم الہ آباد آؤگے، اس سے مجھکو خوشی ہوئی مین نے اعظمگڈھ والون کے لیئے وہان کانگرس کے احاطہ مین ایک جدا کمرہ مقرر کرا لیا ہی، سب وہین رہین گے اور مین بھی شاید اس زمانہ مین وہین رہون،

ہان وہ ضروری امر جو اس خط لکھنے کا باعث ہی یہ ہی کہ مین انشاء اللہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء ضرور قسطنطنیہ روانہ ہو جاؤن گا، اور غالباً چھ مہینے وہان قیام کرون گا، مین چاہتا ہون کہ تم ساتھ چلو، صرف راہ سے تمکو کچھ تعلق نہین، علی ضامن کا بھی بندوبست ہو جائیگا، تم کو بلا تنخواہ چھ مہینے کی رخصت بھی ملسکتی ہی، تم اس تجویز کے ہر پہلو پر غور کرکے مجھکو جواب لکھو، میرا سفر ہر طرح قطعی ہو چکا ہی، زیادہ تفصیل عند الملاقات معلوم ہوگی،

لائف آف ابو حنیفہ کا پہلا حصہ مین ختم کر چکا اب دوسرا حصہ شروع کرونگا۔

والسلام۔ شبلی نعمانی۔ ۱۱۔ دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء

(۲۶)

برادرم-

مین نے خوشی کے ساتھ علی ضامن کا نام کامیاب شدہ طلباء کی فہرست مین پڑھا،
آپ کیا ارادہ ہی، الہ آباد بھیج سکتے ہو تو اچھا ہی، علی گڈھ کے متعلق دو تجویزین ہین،
(۱) کسی قدر وظیفہ یعنی ۶؎ ماہوار مقرر ہو جائے گا، لیکن بورڈنگ کا صرف
اس سے زیادہ ہے،
(۲) میرے مکان پر رہے، صرف خوراک کے علاوہ فیس ۲؎ ہو گی، لیکن صرف خوراک
سے تمکو کچھ مطلب نہ ہوگا۔

تمھارا عزیز میرا عزیز ہی اسلئے جو اعانت ہو سکے میرا فرض ہی اور اسکے قبول
کرنے مین مضائقہ نکرنا چاہیئے، اگر مین عزیزان قوم کے کام نہ آسکون تو کس کام کا؟

والسّلام

نعمانی ۲۷- اپریل سنہ۱۹ء

(۲۷)

عزیزمن!

ایک ہفتہ سے بخار مین مبتلا ہون، جیسی گذرتی ہی، خدا جانتا ہی، حمید سے یا تمنے
شعرون کے لیئے نہین کہا یا تو وہ پہلے حمید سے بنگئے،
ہندول کے مدرسہ فارسی کا حال لکھو، مین نے اسکی نسبت ایک مضمون بہ پرشان

دیکھا ہی میان نصیر کا کچھ پتہ لگا،

تنخواہ آئے تو سب چندے بھیجتا ہون، اور کیا لکھون، ضعف سے لکھنے کا یارا کہان

نیل[۵۱] وغیرہ کا حال لکھو، والسلام

شبلی نعمانی۔ ۸ ستمبر ۱۸۹۰ء

(۲۸)

عزیزی۔

یہ دریافت کرو کہ مولوی محمد فاروق صاحب چریاکوٹ[۵۲] مین ہین یا نہین، اگر ہون تو خود وہان جا کر اُن سے میری طرف عرض کرو کہ وہ فوراً یہان تشریف لائین، حاجی اسمٰعیل خان کے بھائی اپنی تعلیم کے لیئے انکو بلاتے ہین، پچاس تنخواہ اور کھانا وغیرہ مستزاد۔ مولوی صاحب کو نہایت آرام ہوگا، یہان سے وہ جگہہ دس بارہ میل ہی،

فوراً لکھو کہ اس تعطیل مین یہان کون کون حضرات تشریف لانیکا ارادہ رکھتے ہین

چھوٹے چچا کو ضرور آنا چاہیئے۔

سیرۃ النعمان یعنی لائف آف ابوحنیفہ بالکل تیار ہی، اخیر دسمبر مین انشاء اللہ مطبع سے شائع ہوگی، تین سو صفحونکی کتاب ہی، ایک روپیہ چار آنہ قیمت قرار پائی ہی، اگر تم یا اور کوئی شخص اکھٹے پچاس جلدین منگوالئے تو اُسکو پانچ روپیہ کا فائدہ ہوگا کیونکہ سو روپیہ پر بیس[۲۰] روپیہ کمیشن مقرر کیا گیا ہی،

---

۵۱ اس زمانہ مین نیل کی تجارت ہوتی تھی، ۵۲ چریاکوٹ اعظم گڈھ مولوی صاحب موصوف کا وطن تھا،

یہ کتاب وہان خوب پھیلانی چاہیئے، گو محنت اور جانکاہی بہت ہوئی، لیکن خدا کا شکر ہی کہ کتاب بھی اچھی تیار ہوئی،

ابکی کانفرنس مین مجمع تو بہت نہوگا لیکن بڑے بڑے لائق جمع ہون گے اور اپنا جوہر کمال دکھائین گے۔

والسّلام

شبلی نعمانی۔ ۱۲- دسمبر ۱۸۹۱ء

(۲۹)

برادرم۔

دس جلدین حسب فرمائش ویلو۔پی۔ بھیجی گئین، چار جلدین اور قیمت ادا کر کے بھیجتا ہون، انکو فروخت کر کے اسکول کا چندہ ادا کر دینا۔ پانچروپیہ قیمت ہی اور آٹھ آنہ محصول[۱] ڈاک اسی حساب سے فی جلد لگا لینا،

اعظم گڈھ اور دیہات واطراف مین اس کتاب[۱] کے بہت سے نسخے شائع ہونے چاہئین، حنفیونکی مزید اطلاع کا باعث ہوگا، چند اشتہارات بھی بھیجدیے ہین کچہری کے عمال اور سوداگرون کو اس سے واقف ہونا چاہیئے،

مولوی محمد فاروق صاحب کا کچھ پتہ نہ چلا، پھر کوشش کرو،

والسلام

شبلی۔ ۱۳- جنوری سنہ ۱۸۹۲ء

---

[۱] یعنی سیرۃ النعمان کے،

(۳۰)

میان محمد سمیع -

بھائی عجیب معاملہ ہی، ذرا تم بھی سنو اور انصاف کرو کہ کون حق بجانب ہی، مین نے ۲۰۰ دو سو روپیہ (ہان یہ بھی یاد رہے کہ یہ دو سو نہ تھے، کیونکہ ایکسچنج کی وجہ سے مجھکو صرف ۱۱۹ یا اس سے کچھ زیادہ پہنچے تھے مین نے یہان آکر اپنے پاس سے دو سو روپیے پورے کر دیئے) مولوی محمد عمر صاحب کے پاس بھیجدیئے کہ دادا مرحوم کی یادگار مین چھوٹے چچا کے نام سے جمع کردین، اور چچا کو نہایت شکرگذاری کا خط لکھا اور اطلاع دی، کہ وہ روپیے آپکے نام سے اسطرح جمع کردیئے گئے، چونکہ مجھکو خیال تھا کہ وہ واپس لینا گوارا نکرینگے اور مین خود اپنے پاس رکھنا پسند نکرتا تھا اسلیئے ایسی صورت نکالی کہ دونون مطلب نکل آئین، اب تماشا یہ ہی کہ چچا صاحب وہ روپیے لئے لیتے ہین اور میان اسحٰق بھی ان کی تائید پر آمادہ ہین، مین سخت حیرت مین ہون کہ جو روپئے کسیکو دیدیئے اسکو واپس لینا کونسی ہمت ہے میان اسحٰق کہتے ہین کہ ہندول کے دائرہ مین ہمت کا یہی پیمانہ ہی، تم علی گڈھ کی باتین کرتے ہو۔ مجھکو افسوس ہوتا ہی کہ آج چچی مرحومہ زندہ نہین ورنہ مین دکھا دیتا کہ ہندول ہی ہمت کا اور بھی معیار ہی، اُنھون نے نیشنل اسکول مین پانسو روپیے دینے کہے تھے اور سو دے بھی دیئے اور تقاضا کیا جاتا تو سب وصول ہوجاتا، واللہ مجھکو تعجب اور سخت تعجب ہی غالباً چھوٹی چچی کو ایسی پست ہمتی پسند نہو، لیکن میان اسحٰق اور چچا نہین مانتے، خیر اچھا ہوا، مین سبکدوش ہوگیا، اور ہندول کی نئی اصطلاح سمجھ مین آگئی - ذرا تم بھی تو

اپنی رائے ظاہر کرو، لیکن خدا لگتی کہنا، رو رعایت کو دخل نہ ہو،

والسلام

شبلی۔ ۴۔ فروری ۱۸۹۳ء

(۳۱)

برادر عزیز محمد سمیع سلمہ

خط پہونچا، مین تین چار مہینہ سے اکثر صحیح نہین رہتا، آج پانچوان دن ہی کہ بہت سخت بخار آیا، ایک سو چھ درجے پر حرارت تھی، چار دن تک یکسان حالت رہی اور نہایت سخت تکلیف رہی۔ کلہ سے کمی ہی، لیکن تکلیفین وہی ہین، کھانسی بہت ہی، کونین جو بہت سی کھلادی ہی تو کان سے بہت اونچا سُننے لگا ہون،

مولوی محمد کامل نہین آتے تو مولوی محمد منیر حریاکوٹی کو لکھو اور بہت جلدی جواب حاصل کرکے میرے پاس بھیجدو،

پچیس بھیجتا ہون اور آئندہ سے انشاء اللہ التزاماً پانچ بھیجا کرون گا،

سیرۃ النعمان بکچکی ہو[1] دوسری بار چھپ رہی ہی نتیجہ امتحان سے خوشی ہوئی، میان اسحاق سے رائے لیکر ایک عرضی مزید امداد کیلئے بربنا رپورٹ انسپکٹر گورنمنٹ مین بھیجنی چاہیئے

محمد شبلی نعمانی

یکم اپریل ۱۸۹۳ء

---

[1] یعنی پہلا اڈیشن صرف تین مہینے مین ختم ہو گیا، دیکھو مکتوب ۲۸۔

(۳۲)

برادرم-

السلام علیک۔ تمہارا خط پہونچا، میان میر آئین تو نہایت جلد آئین، یہان اُنکے رہنے سہنے کا بھی بندوبست کر دیا جائیگا،

تمہاری ہمدردی بہت کچھ قابل شکر ہی، گھر والونکے عام سکوت مین تمہاری اتنی صدا بہت غنیمت ہی، مین انشاء اللہ اگر اچھا ہو گیا تو اسی مہینے مین کشمیر جاؤنگا اور ڈیڑھ دو مہینے وہان رہونگا، اگر تم کشمیر تک چلو تو ضرور چلے آؤ، سفر کا خرچ جو تقریباً چالیس پچاس ہوگا (دونون طرف کا) تمہارے ذمے، باقی اقامت کا خرچ میرے ذمے۔ علاوہ میری ہمرہی و ہمدردی کے کشمیر کا دیکھنا کچھ کم نعمت نہین، یہان نہ دیکھا تو قیامت مین اگرچہ جنت اس کا نمونہ دیکھنے مین آئے گا، مگر اصل و نقل مین پھر فرق ہی، بہر حال آتے ہو تو آؤ ورنہ جواب لکھو کہ انتظار نہ کرنا پڑے،

بخار کے دورے ہوتے جاتے ہین، آج ڈاکٹر صاحب نے بڑے سرو سامان سے بخار کے روکنے کے لیے تیاریان کین ہین، مگر دیکھیے میدان کسکے ہاتھ رہتا ہے، والسلام

شبلی- ۵- اپریل ۱۸۹۲ء

(۳۳)

میان سمیع-

مین کشمیر سے بیمار ہو کر واپس آیا، اور خرچ کی سخت زیر باری ہوئی۔ تمنے سیتھ کے

بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، اب یہ حال ہو کہ والدتم کو تقاضا لکھتے ہین اور تم کو خبر تک نہین ہوتی پہنچکر کے بغیر تمام کام ابتر اور خراب ہو رہا ہی، جلد توجہ کرو، تمکو اس سے زیادہ لکھنا بیجائی ہو

والسّلام

شبلی۔ علی گڈھ

۳۱۔جولائی ۱۸۹۲ء

(۳۴)

میرا مجموعۂ نظمِ فارسی مطبع مین چھپنے کے لیئے گیا، اور اُمید ہو کہ جلد تیار ہو جائے، اخبار کے پُرانے فائلون اور بعض اور طریقون سے جہانتک ہو سکا اشعار جمع کیئے گئے جس کے محرّک بلکہ جامع نواب سیّد علی حسن خان فرزند نواب صدیق الحسن خان مرحوم ہین۔

میان مہدی کے واپس آنے پر مین نے مشن اسکول کے جلسہ کے لیے ایک نظم لکھی تھی، آمدہ اسکی ردیف ہی، اگر تم اسکو بہم پہنچا کر بھیجدو تو وہ بھی چھپ جائے، تمھارے ذریعے سے اس مجموعہ مین اگر کچھ اضافہ ہو سکتا ہو تو اُٹھا نہ رکھو، لیکن اسکے ساتھ جلدی بھی شرط ہی، کیونکہ عید تک چھپکر شائع ہو جانا مقصود ہی،

مین آج کل سفرنامہ لکھ رہا ہون،

والسّلام

شبلی نعمانی۔ ۲۶۔ مارچ ۱۸۹۳ء

(۳۵)

خط پہونچا: ہان مجھکو نارنگیان بہت پسند ہیں لیکن تمھاری تکلیف کے لحاظ سے کبھی تکلیف نہین دی، مین آدمی تو ہون مگر "انا الناس" کو پسند نہین کرتا۔ روپیون کی جلدی نہین آجائین گے،

اُنکی ضامن و حمید کی کامیابی کی کافی اُمید ہی، حامد و جنید کا امتحان سالانہ ابھی ختم ہوا دونون پاس ہوئے اور دوسرے یعنی سکنڈ کلاس مین چڑہا دیئے گئے، نظم فارسی تم کو تحفتہً بھیجتا ہون، مین نے اسکا کاپی رائٹ نیشنل اسکول اعظم گڈھ کو دیدیا ہی، اس خیال سے چاہتا ہون کہ اس سے معتدبہ رقم آجائے، اعظم گڈھ والون کے لیئے مین نے اسکی قیمت ایک روپیہ فی کاپی مقرر کی ہی معمولی قیمت چار آنہ ہی، غالباً معمولی قیمت کے خریدار گورکھپور مین بھی ملجائین،

الفاروق انشاء اللہ ضرور لکھونگا لیکن وقت کی تعیین نہین کرسکتا، معلوم نہین سفرنامہ سے ملک کو کہان تک دلچسپی ہوگی، اس کا اندازہ ہوتا تو اسی حساب سے جلدین چھپتین اُمید ہی کہ مین جون کی تعطیل مین گھر جاؤن۔ والسلام

شبلی نعمانی۔ ۱۱-اپریل ۱۸۹۴ء

(۳۶)

السّلام علیکم۔ فوراً لکھو کہ حافظ حسن علی صاحب کے روپئے وصول ہوئے یا نہین

سلہ انناس کو ظرافتہً انا الناس لکھا ہو،

اگر نہین ہوئے تو تم کو دینا پڑیگا،

آج مین نے والد قبلہ کو چند اُردو اخبارات بھیجے ہین وہ دیکھ چکین تو تم لے لینا اور اپنے پاس رکھنا۔ مولوی حالی کی نظم کا پرچہ ضرور محفوظ رہے۔

والسّلام

شبلی۔ ۱۔ فروری ۱۸۹۴ء

(۳۷)

[1]...........چھوڑسے انشاء اللہ عنقریب مکان آؤن گا گو مجھے کوئی ظاہر بیماری نہین، مگر طبیعت مین وہی فسردگی سی ہے،

مہدی کی کامیابی کا حال جو انکی ترقی مقصود کا مبارک دیباچہ ہی تمکو معلوم ہوا ہوگا،

یہان[2] مین نے مجلس مباحثہ مین اس بات پر لکچر دیا کہ ہمارا گذشتہ طرز تعلیم موجودہ طرز تعلیم سے عمدہ تھا، اور لطف یہ کہ عموماً طلبا نے میرا ساتھ دیا اور.......

سید محمود بالکل مجھ سے موافق تھے،

تم کوئی فرمائش کرو تو بشرطِ امکان لیتا آؤن۔ ہمارے مکرم مولوی محمد عمر کی خدمت مین تسلیم کہو، اور حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب کی خدمت مین بھی اگر قبول کرین،

شبلی نعمانی۔

۱۹- نومبر ۱۸۹۴

---

[1] یہ سطرین کرم خوردہ ہین، [2] یعنی علی گڈھ کالج کے یونین کلب مین۔

(۳۸)

عزیزی-

سلام علیکم- تمھاری کوتاہ قلمی میرے تمام جوشون کو برباد کردیتی ہی، بھائی ٹکٹ کے دام میرے حساب مین رکھ لے، مگر خدا کے لیئے خطوط تو دسوین پندرھوین دن بھیجا کرو، مین دو ایک مہینے سے بالکل بیکار رہتا ہون، دماغ سے کچھ کام نہین ہوسکتا، ابکی انشاء اللہ مکان پر نہایت مستعدی سے علاج کرونگا، میری خواہش ہی کہ تمام تعطیل اعظم گڈھ بسر کرون، بند دل دو تین روز سے زیادہ نہ رہون،

ہان دو چوکیان چھوٹے پایونکی طیار کرانی منظور ہین، حافظ حسن علی صاحب نے ایک چوکی خریدی تھی جو اب چھاؤنی پر ہی، ذرا اس سے طول عرض مین زیادہ- والد قبلہ سے لکڑی کے لیئے کہنا، اگر گودام پر موجود ہو تو فبہا ورنہ خریدنے کا بند و بست کرکے مجھکو قیمت سے مطلع کرنا، مارچ کے اخیر تک دو چوکیان بالکل طیار رہین، نہایت تاکید جاننا، تعطیل مین انشاء اللہ عزیزی جنید وغیرہ میرے ساتھ اعظم گڈھ رہین گے،

میان نظیر محمد کا مضمون آفتاب ہند مین مین نے بھی دیکھا، معلوم نہین کس نے لکھا تھا، خیر خاصہ تھا- افسوس ہی کہ تم کبھی نہین لکھتے،

یہان ان دنون خوب جلسے ہوگئے، بیرسٹرون کے لیئے خیر مقدم ہوئے میان عبد المجید[۱] جونپوری بھی تھے، مجھ سے بہت اُنس پیدا کیا، اصرار کرتے گئے کہ الہ آباد مین ان کے ہان

[۱] آنریبل نواب عبد المجید الہ آباد،

ٹھہرون اور ان کو پہلے سے مطلع کرون، کل مولوی عبدالغفور و شاہ امجداللہ بھی یہان پہونچے، امجداللہ کی خرد ماغی پر سخت حیرت ہوئی، ان سبھون کو منصفی اس سے زیادہ مغرور کرتی ہی جتنا کہ فرعون کو مصر، مولوی عبدالغفور نہایت لطف سے ملے، خیر ان حضرات سے کیا مطلب؟ ہان ایک اور لطیفہ سنو، مولوی عبدالغفور نے مجھ سے کہا کہ سُنا ہی کہ مہدی حسین نہایت آزادانہ بے تمیزی کے خط اپنے والد قبلہ کو لکھتے ہین، اور اس خط کا حوالہ دیا جس مین اُنھون نے لیڈیون کے ناچ کا ذکر کیا تھا، مجھکو یہ تعجب ہوا کہ یہ خبرین ان لوگونکو کیونکر پہونچتی ہین، والد قبلہ جو مہدی کے خطوط ان سبھون کو سُناتے ہین، تو سب اسی نکتہ چینی کی غرض سے سنتے ہین، خیر لیٹ دہی، ڈاک بارک[۵۱]،

مین نے مولوی محمد عمر صاحب کے خط مین یہان کے مذہبی جوش حال لکھا ہی، مجھکو افسوس ہی کہ اسمین اسحٰق اور عثمان کا ذکر ناحق لکھا، مولوی محمد عمر صاحب اِس حصۂ خط کو لوگونکو نہ دکھائین،

ان دنون اُردو کی ایک غزل لکھی تھی اور حمید کو بھیجدی، تم اُن سے منگالو،

آج کل داغ اور حالی کی دلّی مین خوب معرکہ آرائیان ہین، دو تین غزلین اخبارون مین چھپی بھی ہین، داغ کا دوسرا دیوان بھی چھپ گیا اور تیسرا چھپ رہا ہے[۵۲]، مثنوی نہایت خراب لکھی ہی، میری مثنوی میرے ساتھ آئے گی، عموماً اہل سخن نے نہایت پسند کیا،

---

[۵۱] انگریزی محاورہ، کہتے کو بخوبی کہنے دو، [۵۲] مولانائے مرحوم داغ کو بہت پسند کرتے تھے اور کثرت سے اُنکے شعر ان کو یاد تھے،

بخدمت جناب حافظ حبیب اللہ صاحب تسلیم قبول باد۔

شبلی۔ ۶۔ مارچ ۱۸۸۶ء

(۳۹)

عزیز من،

تمنے شاید اس لیئے خط کتابت کو خیر باد کہا کہ مین نے تمھارے ایک پیسہ کی فیاضی کی قدر نہین کی یعنی تمھارے کارڈ کا جواب نہین لکھا، خیر غلطی ہوئی معاف کرو، مدرسہ کے حالات بہت کم معلوم ہوتے ہین، دیکھیئے ابکی انسپکٹر کا ملاحظہ کیسا ہوتا ہی جاڑون کی تعطیل مین مڈل کلاس کو اعظم گڈھ رکھکر کوئی انتظام تعلیم کا کرنا چاہیئے۔ مہدی کے حالات اگر کچھ معلوم ہون اور دلچسپ بھی ہون تو لکھو لیکن اگر چھاؤنی وغیرہ کا آلہا ہو تو کچھ ضرور نہین، اعزّہ اچھے ہین اور بڑی بات یہ ہی کہ گھبراتے نہین، اگرچہ گھر چلنے کے دن گنتے رہتے ہین سید صاحب فرماتے ہین کہ انگریزی بھی شروع کرادیجاے مگر مین ابھی مناسب نہین خیال کرتا ہون، نشار بچ سے آگئے، معلوم نہین بھائی مجید کہان گئے۔ افسوس ہی کہ عزیزی الطاف اِس تعطیل مین مکان پر نہونگے،

مین نے عیدیہ قصیدہ مین آجکل ایک تقریب سے کچھ تغیر کیا ہی کوئی ۲۶ شعر بڑہا دیئے ہین مگر اتنی ہی اصل مین سے نکال بھی دیئے، واقعی یہ شعر جو بڑہائے گئے بلند پایہ ہین، نمونہ بھیجتا ہون اِس کا آدھا تھان لیکر فوراً بھیجو، اگر رنگ مین کسی قدر تفاوت

سلہ ایک قدیم ہندی رزمیہ نظم جسکو گا کر پڑھتے ہین،

ہو تو کچھ ہرج نہین۔

تعطیل مین تم کہان رہوگے،

نعمانی   ۲۷۔ نومبر ۱۸۸۶ء

(۴۰)

لو بھائی ہم مین کا ایک عنصر کم ہوگیا، عزیزی مہدی[۵۱] نے جان دی اور کس حالت کے ساتھ کہ کلیجے کے ٹکڑے اُڑ گئے،

مین بدبخت پاس تھا اور اس لئے جتنے تیر پھینکے سب میرے ہی جگر پر لگے، ہائے اسکی جوانہ مرگی! ہائے کیا معلوم تھا کہ وہ اس قدر جلد دنیا سے جائیگا ورنہ مجھ پر لعنت اگر مین اس سے ناراض رہتا،

ہائے سب بُرائیون پر وہ سب سے اچھا تھا، آج چوتھا دن ہی لیکن خدا کی قسم اسوقت تک دل نہین ٹھہرتا، سو بار رو چکا ہون اور دل نہین ٹھہرتا۔ اسکی ایک محبوب یادگار رہی جس کو وہ بتن کہتا تھا یعنی شافیہ[۵۲]، اس سے بارہا لپٹ کر رویا ہون لیکن کچھ بھی تو تسلّی نہین ہوتی۔ اسکو تسلی دینا چاہتا ہون لیکن خود بیقرار ہوجاتا ہون، ایک اور اسکے نام سے وابستہ بدقسمت ہی جو پہلے چھوٹی بھاوج تھی لیکن اب پیاری بہن ہی،

تم لوگ مرنے سے باہر ہو، ہان آفت زدون کو سنبھالنا میرے سر چھوڑا ہی، ہائے مہدی، وائے مہدی،

بدبخت ازلی
شبلی نعمانی۔ ۲۔ جولائی ۱۸۹۷ء اعظمگڈھ

۵۱ مولانا کے مرحوم کے منجھلے بھائی، ۵۲ مہدی مرحوم کی تیسری لڑکی،

(۴۱)

مین واقعات حال کی وجہ سے تنگدل ہو کر تفریح کے لیے سفر کرنا چاہتا ہون۔ موازنۂ قومی اور والدقبلہ کی صحت یابی کا جلسہ کر کے جاتا ہی، تم غائبانہ اسکو اسلیے اسقدر ضرور کرو کہ نقشہ مطبوعہ مع اصلاح و ترمیم کے بیرنگ میرے پاس بھیجدو، تاکہ مین مجمع مین پیش کر سکون۔ جلسہ پانچ چھ دن مین ہوگا،

والد آپ بفضلہ اچھے ہین۔

والسلام

شبلی۔ ۳۱۔ جولائی ۱۸۹۶ء

اعظم گڈھ۔

(۴۲)

نقشہ پہونچا۔ تمھاری محنت اور تحقیق کا مین جلسہ مین خاص طرح پر اظہار کرونگا، جو پہلو تمھارے خیال مین ہی مین اس سے غافل نہین ہون، اصل یہ ہی کہ اسکول کی حالت نہایت نازک حالت پر آگئی ہی، اور سخت جوش پیدا کیے بغیر اس کا ٹھہرنا مشکل معلوم ہوتا ہی، ایک سو (۱۰۰) ماہوار کی کمی پوری کرنی ہی، اسلیے اسکا جلسہ کرنا ضرور تھا اسیکے ضمن مین یہ جلسے بھی کر دیے جاتے ہین کہ لوگ کسی طرح شریک تو ہون، باقی تعزیت و تہنیت کا اجتماع الضدین تو مین اسکا پہلو سنبھالکر کارروائی کرونگا۔

شبلی ۱۳۔ اگست ۱۸۹۶ء

عزیزی۔

چندہ غالباً تم نے بھیجدیا ہوگا،

اُمور ذیل لکھ بھیجو،

مین۔ نے وکالت کا امتحان کس سنہ مین دیا؟

رامپور وغیرہ کا سفر کب کیا؟

اعظم گڈھ مین تحصیلداری کا مدرسہ کس سنہ مین قائم ہوا تھا؟

والسلام۔ شبلی۔

۱۱۔ نومبر ۱۸۹۶ء علی گڈھ

(۴۴)

کارڈ پہونچا۔ ابکی رپورٹ[1] قدرت علیخان کے ہان نہین چھپے گی، مین اسکو نہایت خوشخط اور صاف عمدہ کاغذ پر چھپواؤنگا،

تمھارا چندہ کسی کے ذریعہ سے نہین پہونچا، فوراً بندوبست کرو،

ابکی انسپکٹر نے اسکول کا معائنہ کیا، بہت خوش گئے اور ہائی سکشن کی ایڈ کا حکم دیا لیکن ساتھ ہی یہ قید لگادی کہ اگر نومبر ۱۸۹۶ء تک اسکول کی عمارت پوری نہ بنجائیگی تو ایڈ بند ہوجائیگی، اب سخت تردد ہے کہ کیا کیا جائے۔

---

[1] بغرض طلب علم۔ [2] جلسہ سالانہ قومی کی رپورٹ۔

دسمبر مین حامد کی شادی ہی، مین اُسدن شادی کی حقیقت اور اُسکے مراسم پر نہایت وسیع اور پُر زور لکچر دونگا اور انشاء اللہ بیہودہ رسمونکی جڑ کاٹ دونگا۔

والسّلام۔

شبلی نعمانی ۲۴۔ نومبر ۱۸۹۷ء

(۴۵)

بھائی سمیع! تم ایسے الفاظ کیون لکھتے ہو، بے شبہہ مین لوگونکو نہین بلاؤنگا لیکن تم شوق سے آؤ اور لکچر سنو، البتہ ڈھنڈورہ جانا مین پسند نہین کرونگا، ورنہ اورونکو شکایت ہوگی لیکن شادی دسمبر مین ہوتی نظر نہین آتی، وہان والے کہتے ہین کہ یہ ایّام منحوس ہین، اس لیئے ۱۹۔ جنوری چاہتے ہین، خط کتابت ہو رہی ہے،

مدرسۂ حاجی صاحب وغیرہ کے بہتہ پر نہین بن رہا ہی، خدا نے چاہا تو وہ بنے گا، اور ضرور بنے گا۔ میان سمیعؔ، لوگ اپنے مکان مین عموماً ہزار دو ہزار صرف کر دیتے ہین اور یہ عام بات ہو رہی ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ لوگ مدرسہ کو اپنا نہین سمجھتے۔ بہر حال یہ طے شدہ امر ہی کہ اگر اور کوئی صاحب نہ ملے تو مین کل کمرے صرف اپنی لاگت سے بنواؤنگا۔

والسّلام

شبلی نعمانی

۶۔ دسمبر ۱۸۹۷ء

(۴۶)

میان سمیع

تار میان عبدالحلیم نے دیا تھا، نقل انکے پاس ہی، سو اتفاق یہ کہ وہ گورکھپور چلے گئے، آج شاید آجائین، اسوقت بھیجدونگا،

ایک فتوے آیا تھا، اُن سے کہدو کہ مین فتوے وغیرہ نہین لکھتا، جس مسئلہ کو پوچھا ہی اس کو شاہ اسحاق صاحب و مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ نے بدعت لکھا ہی اور علمائے بدایون جائز سمجھتے ہین۔

شبلی۔ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ

اعظم گڈھ۔

(۴۷)

خط[۱] پہونچا، جو خبرین مشہور ہین وہ صحیح نہین ہے بیشبہہ یہان[۲] میری بڑی آؤبھگت ہوئی، میرے لکچر مین جو لوگون کے اصرار سے دیا گیا، بہت بڑا مجمع ہوا، خود وزیر عدالت صدر انجمن ہوئے، نواب مدارالمہام بہادر یعنی وزیر اعظم نے نہایت احترام سے شرف نیاز دیا، اور مجھکو یہان کے قیام کی ترغیب دی، لیکن کام کی بات ابھی کوئی نہین، میری ملازمت کا تحریری حکم ان کا آ گیا، لیکن مین نے اسکو منظور نہین کیا۔

بہت بڑی کامیابی ہوتی لیکن بدقسمتی سے وزیر اعظم اور حضور کے تعلقات کشیدہ ہین،

---

[۱] یہان سے حیدرآباد کے زمانۂ قیام کے خطوط ہین،   [۲] یعنی حیدرآباد ہین،

وزیراعظم کے اختیارات حسب قانون حضور نے بالکل گھٹا دیئے ہین اور اسوجہ سے ہرکام مین حضور سے اجازت لینی پڑتی ہے، یہ صرف چند روز سے ہوا ہے،

بہرحال دیکھیے کیا ہوتا ہے بےشبہہ اگر مین ملازمت کر سکتا اور کسی قدر دُنیا داری بھی مجھ سے بن پڑتی تو دُنیاوی فائدے بہت حاصل ہوتے، لیکن میان سمیع اعمر کا بڑا حصہ صرف ہوچکا، چند برسون کے لیے دامن زندگی کو کیا آلودہ کرون، دعا کرو کہ جو گردن ہمیشہ بلند رہی بلند ہی رہے، گھر کے مصائب[1] نے یہان تک بھی پہونچایا ورنہ مین اپنے گوشہ عافیت کو فلک[2] نما سے کم نہین سمجھتا ہون،

میان کے تیرونشتر آتے رہتے ہین اور کلیجے کو چھلنی کیے دیتے ہین، بہت کچھ ارادہ ہجرت[3] کا ہے اگر عرب پہونچ گیا تو تمام جھگڑون سے نجات ہوجائے گی۔

والسلام

شبلی۔ ۱۲- اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

حیدرآباد۔

(۳۰۹)

عزیزی۔

مین یہان آکر ایسا پھنس گیا کہ مصرع

نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھسے

---

[1] مولانا کے والد نے ۲۰-۳۰ ہزار روپیہ قرض چھوڑا تھا، اسکی خاطر مولانا کو تلاش ملازمت کرنی پڑی- دیکھو مکتوب ۵۰

[2] حیدرآباد کی ایک مشہور ممتاز عمارت کا نام جو اب نظام کا مسکن ہے،

[3] معاملات ندوہ کی پیچیدگیون کے بعد آخری زمانہ مین بھی یہی عزم تھا لیکن افسوس کہ فرصت نہ ملی۔

ہمت کہتی ہے۔ مصرع

بے تامل آستین افشاندن از دُنیا خوش ست

مصلحت فریب دیتی ہی کہ تم ہین اور بہت سے لوگ شامل ہین انکا بھی لحاظ رکھنا چاہئیے۔ افسوس اور سخت افسوس یہ ہی کہ پانچ برس کے انقطاع کے بعد مین نے جو تعلق اختیار کیا[۱] وہ صرف اس لیئے تھا کہ ایک زنجیر پاؤنمین پڑجائے تاکہ مارا مارا نہ پھرون، لیکن بد قسمتی دیکھو کہ مصرع

ایک چکر ہی میرے پاؤن مین زنجیر نہین

زندگی کے چند انفاس باقی ہین، وہ آرام سے کٹ جاتے لیکن ایسے نصیب کہان؟ وہان ایک بات اسی سلسلہ مین ضرور ہی سُنو اور تعمیل کرو، زنانہ غالبًا بندول سے خاصدُ یہ آگیا ہوگا، وہان تعلیم کے لیے مین نے فاطمہ[۲] کو سخت تاکید کی تھی، غالبًا کچھ نہ کچھ ہوئی ہوگی، اب یہان کا کیا انتظام ہوگا؟ جو دن رائگان جاتا ہی ایک عمر عزیز کے برابر معلوم ہوتا ہی، تم خاص انتظام کرو ورنہ پہلی بنیاد بھی اُکھڑ جائیگی۔

مین صد ہا روپیہ خرچ کے لیئے بھیجا کرتا تھا، خاصدُ یہ کیونکر بھیجون کہو تو تمھارے پاس بھیجدون، تم پہنچا دینا، اگر تمھاری رائے یہی ہو تو اس مہینے کی رقم اپنے پاس سے بھیجکر مجھکو اطلاع دو۔

تم جانتے ہو کہ حسن صورت کی نوبت ہو چکی، میری قسمت مین دونون کا اجتماع

[۱] یعنی پہلی بیوی کے مرنے کے پانچ برس بعد دوسری شادی کی، [۲] فاطمہ مرحومہ مولانا کی صاحبزادی کا نام تھا،

نہ تھا، اب کوئی چیز مایۂ تسکین ہو سکتی ہی تو صرف حسن سیرت ہی اسکے لیے سب سے مقدم تعلیم ہے۔

حیات جاوید کی نسبت رائے پوچھتے ہو، مین کچھ کہنا نہین چاہتا، تم مقلد نہین مجتہد ہو، پھر تقلید کیون کرو اور وہ بھی چھوٹی اُمت کی۔ والسّلام

شبلی۔ ۱۷۔ جون ۱۹۰۱ء۔ حیدر آباد۔

(۴۹)

عزیزی۔

یہان کے حالات غالبًا تم نے اخبار ون مین پڑھے ہونگے، مختصر یہ کہ دنیا اِدھر کی اُدھر ہو گئی مولوی سیّد علی صاحب وغیرہ نکلے اور بقیہ نکلتے جاتے ہین، مین بھی دو چار روز کا مہمان ہون، حامد مکان پر چلے گئے اور شاید واپس آئین۔

مین چونکہ یہان سے نکل کر گھر نہ جاؤنگا اس لیئے چاہتا ہون کہ زنانہ پہلے روانہ کر دون، تمھارے ہان، اسے تعطیل ہو گی اگر تم آجاتے تو حیدر آباد بھی دیکھ لیتے اور زنانہ تمھارے ساتھ چلا جاتا، تم کو صرف آنے کا کرایہ دینا ہو گا۔ جواب سے فورًا مطلع کرو

میان رشید یہین ہین اور مستقل ہین۔

داغ، شرر، سید علی بلگرامی، سیّد حسین، یادگارانِ زمانہ کو دیکھنا چاہو گے تو سب ہی موجود ہین۔

شبلی۔ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء

(۵۰)

عزیزی،

مین اچھا ہون مگر پریشان ہون، یہان برسون مین ایک چیز کا فیصلہ ہوتا ہے،
میرے سررشتہ اور دائرۃ المعارف پر ایک کمیشن بیٹھی ہے، اسکی رپورٹ پر فیصلہ ہوگا،
لیکن مین پہلے ہی یہان کی سازشون سے سخت گھبرا گیا ہون،
سلسلۂ آصفیہ مین ایک فرنچ مصنف کے دو سفرنامے دکن کے اور ایک خاص
دکن کی تاریخ مصنفۂ مولوی عبدالغفور ملازم سررشتہ چھپی ہے، اور یون تو میری کتابین
بھی اسی سلسلہ مین داخل ہین، الغزالی چھپنے کے لئے گئی ہے،
اگر دیہات بک کر قرضہ ادا ہو جاتا تو مین دو ہزار پر بھی یہان کی بلکہ کہین کی ملازمت
نہ کرتا۔ مین نے ندوہ مین رہنے کا عزم جازم کر لیا ہے، دیکھیے یہ آرزو کب پوری ہوتی
ہے، مولوی سید علی ۸۔ مارچ کو ولایت روانہ ہون گے،
یہان ایک عجیب کتاب دیکھی جو بہت ہی قدر کے قابل ہے، مرزا صائب نے اپنے
انتخاب سے تمام شعراء کے کلام کا ایک مجموعہ طیار کیا تھا اس کا بہت عمدہ نسخہ ہے ایسے بے مثل اشعار
انتخاب کیئے ہین کہ اس سے بہتر ہو نہین سکتا، افسوس مالک کتاب اسکو جدا نہین کرتا[1]،

والسلام

شبلی۔ ۵۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

---

[1] بالآخر مولانا نے یہ کتاب خرید لی جو مولانا کے کتبخانہ موقوفہ ندوہ مین موجود ہے،

(۵۱)

کارڈ پہونچا۔ نیشنل سے معلوم نہین کہ کوئی قومی لڑکا پاس ہوا یا نہین۔
ندوہ کے روپیے اپنے پاس رکھو، اسکے تین مصرف ہین، یا تو ماہوارانہ ترقی قومی کے
مصارف کیلئے رکھو، یا نیشنل مین اسی غرض سے بھیجدو کہ اس سے چھوٹا سا چھوٹا فرنیچر کا
...نان سے لیا جائے، وہان اسکی ضرورت بھی ہے۔ یا کسی غریب طالب علم کو وظیفہ مین دیدو۔
میرے حالات اب یہان نہایت خراب ہین۔ والسلام۔

شبلی۔ ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۵۲)

عزیزی۔
حسب طلب دس جلدین مرسل ہین، ان مین درجۂ اول کی تین ہین قیمت بھیجدینا۔
قیمت کے علاوہ دو آنہ جلد کی قیمت ہی، اور محصول علاوہ۔
قواعد انجمن اُردو مین اسقدر اب ترمیم ہوئی ہی کہ خریداران مستقل ارکان اعانت
قرار دیئے گئے، تم اپنے خریدارون کو بھی مطلع کردو، انجمن کی تیار کردہ کتابین زیر طبع ہین، نئے
میر انیس کے کلام پر ایک مفصل ریویو لکھا ہی جو ایک کتاب کی صورت مین شائع ہوگا،
علم الکلام چھپ رہا ہی۔ والسلام

شبلی۔ ۷۔ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء
حیدرآباد۔

(۵۳)

مین مستعفی ہوکر وطن آگیا، اگرچہ مدار المہام کو میرے قیام پر اصرار تھا، لیکن مین نے آخر ملازمت کے جوے کو اُتارنا ہی مناسب سمجھا۔[۵۲]

موازنہ ترقی مین جو اضافہ ہوا ہو بھیجدو، اور یکشنبہ کو اگر یہان آسکتے ہو تو مطلع کرو۔

والسلام

شبلی۔ ۵۔ فروری ۱۹۰۵ء

اعظم گڈھ

(۵۴)

عزیزی۔

شعر العجم کا نامقبول ہونا معلوم تھا، لیکن "یک کس مردہ باشد مردہ باشد، ازقاعدۂ حکمت نباید گذشت" ایک علمی کتاب ناول نہین بنائی جاسکتی تھی۔ جب سے شائع ہوئی ہے ہر طرف سناٹا ہے، حسن ظن کی بنا پر کچھ لوگون نے منگوائی وہ بھی پچھتاتے ہون گے، لاگت بھی وصول ہونیکی اُمید نہین، مقدور والون کو کتاب مستعار دینا یورپ کے اُصول کے خلاف ہے،

مسلم لیگ کے تقاضہ پر دلّی جارہا ہون، وہان سے آکر جونپور آسکونگا۔

جو خط کسی قدر خاص ہون، اُن کو سیّد سلیمان کے پاس نہ بھیجو[۵۵]، فرصت کے وقت

۵۲ مولانا کا حیدرآباد مین اپریل ۱۹۰۱ء سے جنوری ۱۹۰۵ء تک ۳ برس ۱۰ مہینے قیام رہا، ۵۵ بغرض اندراج مکاتیب شبلی،

مین خود دیکھکر فیصلہ کر لونگا۔

شعر العجم کے دوسرے حصّے کسی قدر دلچسپ ہین،

شبلی۔ ندوہ

۲۷۔جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۵۵)

عزیزی۔

الغزالی۔ عبداللہ خان، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد کے پتہ منگوالو، مین نے بھی وہین جاکر لی، تم میرے پاس آجاتے تو بڑا آرام ہوتا۔ اب اس قدر ضعیف ہوگیا ہون کہ معمولی کھانے پینے کا انتظام بھی سخت گران معلوم ہوتا ہی، نوکر معتبر نہین ملتے،

صرف ایک دو گھنٹے صبح کو کچھ لکھ لیتا ہون، باقی تمام دن بیکاری مین گذرتا ہی، مطلق کوئی چیز نہین لکھ سکتا۔

نالۂ شبلی کے چھاپنے والے مدعی ہین کہ رقم کسی قومی کام مین دین گے، مجھ سے تو پہلے پوچھا تک نہین،

سیرۃ النبی۔ بقدرِ امکان ہوتی جاتی ہے، یہ عمر بھر کا حاصل اور وسیلۂ نجات ہے۔

عجم کی مدح کی، عباسیون کی داستان لکھی مجھے چندے مقیمِ آستانِ غیر ہونا تھا

مگر اب لکھ رہا ہون سیرت پیغمبر جلد سوم   خدا کا شکر ہے یون خاتمہ بالخیر ہونا تھا

شبلی۔ لکھنو

۷ جنوری ۱۹۱۳ء

(۵۶)

ہان نسبۃً بہت اچھا ہون، دوگنی بلکہ چوگنی ترقی ہوئی ہے، تاہم صرف ایک وقت کی غذا رہ گئی ہی اور وہ بھی دو توس۔

تمھاری تعطیل کب شروع ہوگی، اب کی تعطیل مین ضرور بمبئی آؤ اور شرط یہ ہی کہ مولوی عمر صاحب کو لیتے آؤ، تم نے بمبئی جو دیکھی وہ کچھ اور تھی اور اب اور ہے۔ بہرحال مولوی صاحب کو ضرور آمادہ کرو، مین صحت کے خیال سے ابھی یہین رہنا چاہتا ہون۔

سیرۃ نبوی کے چھپنے کا بھی یہین بندوبست کرنا چاہتا ہون۔

اُردو مین تاریخی نظمین جو مین نے الہلال مین لکھی تھین علی گڈھ والے علیحدہ مع فوٹو چھپوا رہے ہین۔

ایک مشہور ہندوستان کا دستی مصور جو اپنے کمال فن دکھانے کے لیئے ولایت جا رہا ہی اُسنے میری دستی تصویر اپنے شوق سے طیار کی ہے،

شبلی

۱ ستمبر ۱۹۱۳ء

(۵۷)

افسوس ہے کہ تم سے ملاقات نہو سکی۔ مین اب دائم المرض ہون، غذا آٹھ مہینہ سے صرف ایک وقت ہی۔ ضعف بڑھتا جاتا ہی، اسپر بھی خدا کا شکر ہے کہ صبح کے ایک دو گھنٹے لکھ لیتا ہون، اعظم گڈھ کا بنگلہ خالی کرا لیا ہی، کسی قدر آراستہ ہو جائے تو قصد ہی کہ گرمیون مین آکر رہون، تم اب پنشن لو، اور کچھ برادری کا کام کرو یعنی نیشنل اسکول کو سنبھالو، میان اسحاق بھی تعطیل کا زمانہ اسپر صرف کرنا چاہتے ہین اور میان حامد نے تو یہان اُپج کی لی ہے، کہ مین اگر اعظم گڈھ مین رہون تو وہ پیشکاری چھوڑکر اسکول کا کام کرینگے، خیر عمل نہین نیت تو اچھی ہے۔

مضامین عالمگیر کے لیے دفتر ندوہ کو لکھدیتا ہون۔ جدید[۱] اُردو نظمین تم آگرہ سے لائے ہوگے، پولٹیکل نظمین بھی ایک صاحب چھاپ رہے ہین، یہ بڑھاپے کا زور ہے۔

شبلی۔ لکھنؤ۔

۲۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

[۱] کلام شبلی دیکھو مکتوب ۸۱ بعد۔
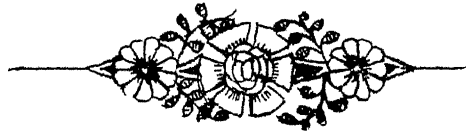
۹۔ مولانا حبیب الرحمن خان[۱] صاحب شروانی

رئیس بھیکم پور (علی گڈھ) کے نام

(۱)

تسلیم، خط پہونچا۔ مسودہ مطبوعہ[۲] ارسال ہی، جناب نواب عبد الشکور خان[۳] صاحب کو بھی دکھلائیگا۔ لیکن ابھی زیادہ تعمیم منظور نہین۔

مین نے علم کلام پر لکھنا شروع کر دیا ہی، اس فن کی کتابین دور دور سے آرہی ہین۔ اُس قلمی کتاب کی نقل کا سامان کیجیئے۔

والتسلیم

شبلی نعمانی۔

۸۔ فروری ۱۸۹۹ء

---

[۱] مولانائے مرحوم اور جناب مولوی صاحب موصوف مین تعلقات نہایت راسخ اور قدیم تھے۔ المامون جب نکلی ہی تو مولوی صاحب نے اسپر ریویو لکھا تھا، یہ تعلقات کی ابتدا ہی، جیسا کہ مولانائے مرحوم خود فرماتے تھے، سلسلۂ مکاتیب کی ابتدا ۹۹ء سے ہوئی ہی، یعنی تقریبًا اُس زمانے سے جب مولانا نے علیگڈھ چھوڑا۔

[۲] متعلق انجمن ترقی اُردو۔

[۳] عم بزرگوار مکتوب الیہ، جنھون نے سفر حج مین وفات پائی۔

(۲)

تسلیم۔ اصل یہ ہے کہ میری تمام بیماریون کا سبب معدہ کا فساد ہی اور ابتک نہیں گیا، غذا ٹھیک ہضم نہین ہوتی، کئی کئی وقت بھوک نہین لگتی، کبھی نفخ رہتا ہی کبھی قبض، اور اکثر تبخیر، ان اسباب سے نہ قوت آتی ہے نہ ظاہر حال مین تندرستی معلوم ہوتی ہی، شب و روز پلنگ پر پڑا رہتا ہون۔ ضروری ڈاک کے لیئے ایک ملازم بمشاہرہ دس روپیہ رکھ لیا ہے۔

والسلام شبلی نعمانی

۱۵- فروری ۱۸۹۹ء

(۳)

بدستور بیمار ہون، دو تین دن سے بخار کی شدت ہوگئی ہے۔

مسٹر آرنلڈ نے دیوان منوچہری[۱] مطبوعہ یورپ مستعار مانگا ہے، براہ مہربانی آپ اپنا نسخہ ان کے پاس لاہور کالج کے پتہ سے بھیجدیجیئے۔ کیا الفاروق پر ریویو لکھنے کا ارادہ نہین؟ یا وہ اِس قابل نہین؟

شبلی نعمانی

۱۸- اپریل ۱۸۹۹ء

---

[۱] منوچہری غزنوی دور کا مشہور شاعر ہی۔ اسکا دیوان ایران مین بھی چھپا ہی لیکن نہایت غلط، فرنچ مستشرق کزمرسکی نے پیرس سے اسکا نہایت عمدہ اڈیشن مع ترجمہ فرنچ و حواشی کے شائع کیا ہی۔

(۴)

مخدومی۔ مین نے خود الفاروق کی اطلاع آپ کو دی تھی۔ غالبًا خط تلف ہو گیا۔ مین ابتک صحیح نہین ہوا۔ الفاروق بھیجی جائیگی، لیکن چونکہ آپ درجۂ اوّل کے طالب ہین اور وہ مجلد ہو رہی ہی اسلیئے ذرا دیر ہو گی۔

والسّلام۔ شبلی نعمانی

۸۔ مئی ۱۸۹۹ء

(۵)

بہتر ہی معارف[1] مین بھیجدیجیئے لیکن پہلے ان سے پوچھ لیجیئے کہ چھاپین گے بھی یا نہین، اڈیٹر صاحب مجھ سے خفا ہین۔ مین اب ڈاکٹری علاج کر رہا ہون، ایسی زندگی سے تنگ آگیا ہون جسمین آپ صاحبون سے ملنا بھی نہین ہو سکتا۔

شبلی۔ ۱۰ مئی ۱۸۹۹ء

(۶)

اب ادائے حق دوستی کا وقت ہی حکیم عبدالمجید خان[2] صاحب کو میرے معالجہ کے متعلق خط لکھیئے، ان کا جواب آلے تو سفر کا قصد کرون۔ آپ بھی دلّی تک چلین، ظن غالب ہی

---

[1] الفاروق کے ریویو کے نسبت ہی، کہ رسالہ معارف مین بھیجدیجیئے۔ یہ اڈیٹر صاحب وہی ہین جو آئندہ مسلم گزٹ کے اڈیٹر ہوئے ۱۲۰-۵۵

[2] خاندان دہلی کے مشہور طبیب ۱۳۔۔ مین وفات پائی،

کہ نواب محسن الملک بھی چلین گے،

شبلی

۱۸- مئی ۱۸۹۹ء

(۷)

حال مین ایک اسسٹنٹ سول سرجن مسلمان آگئے، اُنھون نے عجیب گرمجوشی سے علاج کیا، اور اس سے کچھ فائدہ بھی ہی، اس لیے میرے دوسرے عریضہ تک کچھ انتظام نفرمایئے۔ البتہ حکیم صاحب کا جو خط آئے وہ بجنسہ بھیج دیجیے۔ ریویو[1] کہان بھیجا؟

شبلی نعمانی

۱۸۹۹ء

(۸)

خط پہونچا، مشکور کیا۔ ڈاکٹری علاج سے بہت فائدہ ہی۔

ادب الکاتب ناقص خریدنے کی کیا ضرورت ہی، مصر مین مکمل چھپ گئی ہے، مثل السائر کے حاشیہ پر۔

دار العلوم کی کل مین نہایت ذلیل پرزے لگائے گئے۔ کیا قوم کو اسقدر امیدین دلا کر دیوبند وغیرہ سے بھی گھٹیا مال دینا چاہیے۔

شبلی۔ ۱۱- جون ۱۸۹۹ء

---

[1] الفاروق کا ریویو۔

(۹)

ابھی تو میں کیا صحیح ہوں لیکن کچھ اُمید بندھی ہی، شاید صحیح ہو جاؤں - آپ اس بات کیلئے طیار رہیں کہ اگر خدا نے صحت کامل دی تو میں اپنے تمام خالص دوستوں کو مدعو کروں گا، جن میں مولانا حالی، خواجہ عزیز الدین - میر ولایت حسین، وغیرہ ہوں گے، آپ کو بھی تکلیف کرنی پڑے گی، ورنہ اپنے نیازمندوں کی فہرست سے میرا نام آپ کو نکال دینا ہوگا،

ندوہ کی بیماری لاعلاج ہے،

شبلی ۱۰ جون سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۰)

کیا آپ واقعی یہاں جلوہ فرما ہوں گے، اور کیا درحقیقت ع

میرے ویرانہ میں ہو جائیگی دم بھر چاندنی،

نامۂ والا کو بار بار پڑھتا ہوں اور اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں ع

سچ سچ بتا یہ حرف اُنھیں کے قلم کے ہیں،

شبلی - ۲۵ جون سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۱)

جیسے آج معارف آیا۔ ریویو[1] پڑھا اور بار بار پڑھا۔ خدا کی قسم دیر تک ایک کیفیت

---

[1] ریویو بر الفاروق نوشتہ مکتوب الیہ، شائع شدہ رسالۂ معارف،

طاری رہی، اگر خودستائی کا پہلو نہ نکلتا تو مین اسکو الفاروق کے ساتھ شامل کر کے شائع کرتا زور قلم، ندرت استعارات، واقعہ طرازی، کس کس چیز کی داد دون۔ ہان اب ایک بات سنیئے یہ زور قلم مضمونون اور رسالون پر ہی ختم نہین ہونا چاہیئے وسعت خیال اب مستقل تصنیف کا میدان چاہتی ہی، متوجہ ہوجیئے اور کوئی مفید سلسلہ چھیڑ دیجیئے۔

ہان ایک اور بات ہی، ایک کانفرنس اٹلی مین ہی آرنلڈ ۲۶ جولائی کو روانہ ہونگے مجھکو بلاتے ہین مین ضعف کی وجہ سے رکتا ہون، اگر آپ کی ہمسفری کی امید ہو، تو مین قوی ہو جاؤنگا۔ کیا آپ قصد کر سکتے ہین؟ اسی سیر مین ممالک اسلامیہ کو بھی لپیٹتے آئین گے، پانچ سات سو کا خرچ ہی آپ چاہین تو ذرا ٹھہر کر بھی چل سکتے ہین۔

والسّلام - شبلی - ۵ - جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۴)

مخدومی - مین نسبتۃً بہت اچھا ہون، تاہم ضعف اسقدر رہی کہ ۱۰ منٹ تک بات نہین کر سکتا۔ مین نے اپنے لئے تین تجویزین پیش نظر رکھی تھین۔

قرآن مجید پر ریویو (نعوذ باللہ جرح مراد نہین) اس مین فن بلاغت و فلسفۂ کلامیہ کے دقیق مطالب ادا ہوتے۔ عرب کی شاعری کی تاریخ۔ امام غزالی کی لائف جس مین علم کلام پر پورا ریویو ہوتا کیونکہ موجودہ علم کلام کے موجد وہی ہین، ان مین سے آپ جو پسند کرین مین اسکو چھوڑ دون۔ ہان ایک مضمون اور تھا یعنی مسلمانون کے فن تاریخ کی تاریخ لیکن یہ بہت استقراء چاہتا ہی جس کے لیئے آپ ابھی طیار نہین ہو سکتے۔

آپ کو اگر مرغوب ہو تو فارسی شاعری کی تاریخ اور ہر دور کی خصوصیتیں اور ترقیاں کیجیے۔ ان تمام مضامین میں آپ کو استفادہ کا سامان دے سکتا ہوں۔ مواد تحریر، اشعار، انتخاب مضامین وغیرہ وغیرہ سب سامان مہیا کر دوں گا، یہ بھی ممکن ہو کہ ہم آپ ملکر کوئی کتاب لکھیں اور ترکوں کی طرح وہ مرکب نام سے شائع ہو، مثلاً حبیب شبلی، غرض جدھر رخ کیجیے میں غاشیہ برداری کیلیے حاضر ہوں۔ یورپ[1] کی سیر سے ناحق آپنے جی چرایا، ایسا موقع قیامت تک نصیب نہ ہوگا۔

شبلی۔ ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۳)

مخدومی۔ معاف کیجیے، اسوقت کاغذ نہ تھا، اس لیے آپکی زلہ برداری کی، امام غزالی کی لائف کا پہلا حصہ گو تفحص طلب ہے، لیکن آپ اسکو بخوبی انجام دیں گے، میں تمام ماخذ عرض کروں گا۔ لیکن جس چیز انکی کتاب تہافۃ الفلاسفہ کا ریویو ہے، جس پر ابن رشد نے رد لکھا ہے۔ میں نے فلسفہ بڑی محنت اور تدقیق سے پڑھا اور مدتوں اسمیں منہمک رہا (علیگڈھ آنے سے پہلے) باوجود اس کے میری سمجھ میں وہ کتاب نہیں آئی۔ مولوی فاروق صاحب سے پڑھنا چاہا وہ بھی کترا گئے۔ میں نے چند دفعہ الغزالی کے کئی کئی صفحے لکھکر اسی خیال سے چھوڑ دیے کہ انکی کتابوں پر ریویو نہو سکا تو کیا فائدہ؟ اس کے علاوہ پورے علم کلام کی تاریخ اور اسپر ریویو لکھنا پڑے گا۔ اس کے سامان کے لیے میں مصر سے کتابیں نقل

[1] یعنی اورینٹل کانفرنس کی شرکت سے جو اسسال اٹلی میں ہونے والی تھی، دیکھو مکتوب ۱۱

کرانا چاہتا ہون - اسکا بھی ابھی سامان نہین، فارسی کے لیے مین ابھی سے طیار رہون -

والسّلام - شبلی - ۱۶ جولائی سنہ ۹۹ء

(۱۴)

مخدومی - امام غزالی کی علمی حالت سنیئے فقہ شافعیہ کی علمی تدوین و ترتیب کی بنیاد امام الحرمین نے ڈالی، پھر امام غزالی نے تین کتابین وسیط، بسیط، وجیز لکھین، انکے بعد ان کتابونکی بے انتہا شرحین لکھی گئین اور بعد کی تمام تصنیفات انھین سے ماخوذ ہین اور انھین کی تغیر شدہ شکلین ہین - اصول فقہ مین نئے طریقہ کی سب سے پہلی کتاب امام صاحب نے لکھی جسکا نام منخول ہے اور موجود تون میرے مطالعہ مین رہی ہے یہ نہایت زور کی کتاب ہے اور بخلاف امام کی اور تصانیف کے عبارت اسکی دقیق ہے، اصول مین اور بھی انکی کتابین ہین - مرنے سے ایک برس پہلے اسی فن مین ایک کتاب مستصفی لکھی جو میری نظر سے گذر چکی ہے - تصوف مین بیشمار کتابین ہین جنکا استقصا بھی مشکل ہے - علم کلام وہ بخیال خود موجد ہین، اور اسمین انکی بہت سی تصنیفین ہین - انکے بعد شیخ الاشراق نے فلسفۂ اسلامی کے نام سے کتابین لکھین، انمین حکمۃ الاشراق سب سے عمدہ ہے جو میرے مطالعہ مین بہت رہی ہے اور انکے بعد امام رازی نے مطالب عالیہ، نہایۃ العقول، اربعین، مباحث مشرقیہ لکھین یہ سب کتابین ضخیم ہین اور بجز دو کے سب میری نظر سے گذری ہین، امام غزالی نے فلسفۂ و منطق کو بھی صاف کرکے لکھا اسمین انکی یہ کتابین ہین - محک النظر، مقاصد الفلاسفہ، منخول وغیرہ - عیسائیون کے رد اور انجیل کی تحریف مین بھی ایک کتاب لکھی ہے جس کو مین

دیکھ چکا ہون، یہ کتابین جب تک مہیا نہون اور جب تک اُنپر بلکہ اصل علوم پر ریویو نہ کیا جائے
انکی لائف لکھنی بیکار ہی۔ ریویو کے لیے اصل فن پر احاطہ کرنا پڑتا ہی گو لکھا کم جاتا ہی مگر وہ بہت
وسعتِ نظر اور خوض و فکر کا نتیجہ ہوتا ہی، ایک بات یہ ہی کہ فلسفہ شرعیہ کے بہت سے مسائل
کی نسبت ان کا طرز تحریر یہ ہی کہ وہ مسائل انکی ایجاد ہین، حالانکہ متعدد تحقیقات کو مین نے
بوعلی سینا کی کتاب مین پایا اس لیئے ان کے کہنے پر اکتفا نہین ہو سکتا بلکہ ہر جگہ سے پتہ لگانا
پڑے گا، ان مشکلات کو خیال کر کے قلم اُٹھایئے، مین بہت کچھ اس کے لیے طیار ہو چکا ہون
تاہم ہمت نہین پڑتی، بیسون صفحے لکھکر چھوڑ دیئے ہین، امام صاحب کی جن تصنیفات کا
مین نے نام لکھا ہی گو اکثر میری نظر سے گذری ہین لیکن نہایت نایاب ہین اور مشکل سے
بہم پہونچین گی، مستعار ملنا بھی مشکل ہے۔

فارسی پر درحقیقت مجھکو صرف عالمِ خیال سے کام لینا پڑے گا، کیونکہ فارسی کا
ایک دیوان بھی میرے پاس نہین جو کچھ ہی صرف دماغ مین ہی۔ ابتدائی کام اس کے
یہ ہین۔

(۱) اس کے ادوار کی تقسیم مجمع الفصحا مین چار دور قرار دیئے ہین (۲) ہر دور کے خصوصیات
شاعری، اور متروکات الفاظ و محاورات (۳) بڑے بڑے شعرا کے کلام پر ریویو (۴) شاعری
سے ملکی، اخلاقی، معاشرتی اثر کیا پیدا ہوئے۔

شبلی نعمانی

۲۶۔ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۵)

کارڈ پہونچا۔ خواجہ[۱] صاحب کو لکھدیا گیا ہی۔

۱۴۔اگست کے اجلاس ندوہ مین اگر آپ آئے، اور ضعف کی وجہ سے نہ آسکا تو ادھر آنے کے لیے طیار رہیئے گا اسقدر قریب آکر آپ بچ نہین سکتے۔ علی گڈھ سے بھیکم پور تک جس تکلیف سے مین حاضر ہوا تھا، اعظمگڈھ تک آنے مین اِس سے کہین زیادہ آسانی ہی لکھنؤ سے بنارس اور بنارس سے سیدھے اعظمگڈھ، برابر ریل کا سلسلہ ہی، بنارس اور جونپور دیکھنے کے قابل شہر ہین۔

والسلام۔ شبلی نعمانی۔

۷۔اگست سنہ ۱۸۹۹ع

(۱۶)

اکبر جہانگیر، اور شاہجہان کی علمی نفاست پسندیون کے وہ نمونے آج کل یہان[۲] آگئے ہین کہ عقل کی وسعت اس کے اندازہ سے کمی کرتی ہی ہیئت کے نوادر، منجملہ کتاب الآلات[۳] کا بھی ایک عمدہ نسخہ ہے۔

لیکن مین جس چیز کی ترغیب دیتا ہون وہ خوشنویسون کے قطعے اور تصاویر ہین،

---

[۱] خواجہ عزیز الدین لکھنوی۔ [۲] لکھنؤ۔

[۳] فن میکانکس یعنی آلات سازی پر عربی زبان مین ایک سالہ ہے، مولوی سید علی بلگرامی کے مشورہ سے آگے اس کے طبع و اشاعت کا ذکر ہے، اس مین جابجا کلون کی تصویرین بھی ہین،

خدابخش[1] خان وغیرہ کے خزانے بھی اِن جواہرات سے خالی ہین، ابھی قیمتین متعین نہین ہوئین، ایک آدھ پر مین بھی حوصلہ آزمائی کرونگا۔

شبلی نعمانی ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۷)

تسلیم۔ خط اور کارڈ پہونچا۔ یادداشت کا ترجمہ جسطرح چاہے کیجئے، آپ کرین یا منجانب کمیٹی۔ دونون ایک سی بات ہی بے شبہہ اور قطعًا حدیث کا حصہ زیادہ ہونا چاہیئے لیکن بغیر انتخاب کوئی کتاب مستقل اس قابل نہین[2] ہے۔

دینیات کی سوسائٹی عمدہ تجویز ہے لیکن ابھی نہین، کالج مین مذہبی رنگ آجائے تب

والتسلیم۔ شبلی ۲۶ محرم سنہ ۱۳۲۰ھ

(۱۸)

مخدومی۔

مین صحیح ہوچلا ہون، اور ساتھ ہی دار العلوم کا خیال آیا۔ مولوی خلیل الرحمن صاحب[3] عیادت کو آئے تھے، اور ابھارا،[4] بہرحال مین نے عالم خیال مین وہان جانیکی

[1] صاحب کتب خانہ بانکی پور۔

[2] علی گڈھ کالج کے نصاب دینیات سے متعلق ہی جس کے مکتوب الیہ ناظم ہین،

[3] فرزند مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری، مولانا کے استادزادہ

[4] اور آخر ہی مولانا کے شدید مخالف ثابت ہوئے،

طیاریان شروع کین، لیکن یہ فرمائیے کہ کام کیا کرون گا۔ منشی اطہر علی صاحب[۵۱]، مولوی خلیل الرحمن صاحب، مولوی فاروق صاحب پرنسپل دار العلوم اِن لوگونکے دماغ مین دار العلوم کا اتنا ہی منشا ہی کہ اِس سے ایسے طلبا نکلین جنھون نے کتب درسیہ کو سمجھکر پڑھا ہو اور بس، اِس پر کچھ اضافہ یا اسمین کچھ کمی اُن لوگون کو سخت بدگمان کرتی ہی، زبانی گفتگو سے اِس راز کا اچھی طرف انکشاف ہوگیا، پس یہ کام ارکان موجودہ کر رہے ہین اور مجھکو چوکارے بے فضول من لم پر عمل کرنا چاہیئے۔ انگریزی کے نام سے اِن لوگون کی روح نکل جاتی ہے،

اگر آپ یا اور ارکان مجھسے کام لینا چاہتے ہین تو بتائین کہ مین کیا کام کرون، میری جو تجویزین ہین تو وہ وہان چلنے نہ پائین گی، البتہ یہ ہوگا کہ گروہ بندیان اور نزاعین قائم ہون۔ پھر لڑنے جھگڑنے سے کیا فائدہ[۵۲]۔ سوچ سمجھکر جواب لکھیے، اور مولوی محمد علی صاحب[۵۳] سے مشورہ کیجیے۔

والسلام

شبلی۔ گونڈہ، شفاخانہ

۲۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

---

۵۱ خان بہادر منشی اطہر علی صاحب وکیل و سکرٹری انجمن تعلقہ داران اودھ، ندوہ کے بڑے ہمدرد تھے، صوفی مزاج تھے ۱۹۰۶ء مین مدینہ منورہ مین وفات پائی،

۵۲ یہ پیشینگوئی بالکل سچ نکلی، ۵۳ مولانا سید محمد علی صاحب ناظم اول ندوۃ العلماء۔

(۱۹)

اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ ندوہ کی خدمت کر سکون تو دس پندرہ دن کے لیئے لکھنؤ مین آکر قیام کیجیئے۔ مین کارروائی اور طرز عمل کا نقشہ پیش کرونگا، اس پر رائے دیجیئے اور ارکان بھی پورے غور و فکر کے ساتھ بحثین کرین، پھر جو امر منقح قرار پائے اس پر عمل کیا جائے اور اس کا خاکہ ڈالا جائے۔

اسوقت جسطرح کام ہو رہا ہی، اسمین شریک ہونا مین قومی گناہ سمجھتا ہون اور لطف یہ کہ بڑے بڑے ارکان کے نزدیک وہی معراج خیال ہی، پھر میری کھپت وہان کیونکر ہو سکتی ہی اتمام حجت کے لیئے مین جلد تر لکھنؤ جانے والا ہون۔ والسّلام

شبلی۔ گونڈھ۔ شفاخانہ۔ ۱۲- اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ع

(۲۰)

جلسۂ انتظامیہ مین مین نے باقاعدہ انگریزی کے داخل کرنیکی تحریک کی تھی اور اصرار کیا تھا کہ تحریک درج تحریر کیجائے، البتہ اسپر بحث نہین ہو سکی، لیکن اسکی کیا وجہ ہی کہ کارروائی مین میری تحریک لکھی بھی نہ جائے۔

مولوی عبدالحئی[۱] صاحب آپکی اجازت کے طلبگار ہین کوئی وجہ نہین کہ آپ اجازت نہ دین۔

والسّلام۔ شبلی

علی گڈھ۔ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ع

---

[۱] نائب ناظم سابق و ناظم حال ندوة العلماء۔

(۲۱)

مخدومی

بات تو کچھ نہین، لیکن مولوی عبدالحی صاحب کی بہانہ جوئی اور آپ کے خارق العادت نسیان پر تعجب آتا ہی۔ یہ امر معمولی حیثیت سے نہین بلکہ رد و کد کے ساتھ ظہور مین آیا تھا، جب مین نے دیکھا کہ انگریزی کے مسئلہ پر گفتگو نہین ہوتی تو مین نے کسی قدر سختی کے ساتھ کہا کہ اس سے کیون گریز کیا جاتا ہی، آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص محرّک نہین، مین نے کہا کہ مین ہون اور میرا نام لکھا جائے۔ مولوی یونس خان نے کہا مین تائید کرتا ہون، البتہ آپ کی خاطر سے مین نے پھر اسپر بحث نہین کی۔ اب بحث طلب صرف یہ امر ہی کہ مین نے نائب ناظم سے کہا یا نہین کہ میرے نام سے یہ تحریک لکھی جائے۔ اگر مین نے کہا تو اُنھون نے لکھی یا نہین۔ نہین لکھی تو کیون، اور لکھی تو اُسکے درج کارروائی کرنیسے کیون انکار ہی، صدر انجمن کو یہ حق البتہ ہی کہ کسی تحریک کو پیش کئے جانیسے روکدے، یہ حق نہین کہ یہ بھی کارروائی مین درج نہونے دے کہ فلان شخص نے اسکو پیش کرنا چاہا تھا، یا پیش کیا، جلسہ کے بعد مین نے آپسے پوچھا کہ آپ کیون اسقدر اس بحث سے کتراتے ہین آپنے کہا تھاری بدنامی کے ڈرسے۔ باوجود ان تمام باتونکے اگر آپکو یہ تمام معرکہ بھول گیا تو نظیری کا یہ مصرع سمجھ مین آگیا

ع آنکہ نسیان آورد خاصیتِ یادِ من است

مجھکو اس تمام بے اعتنائی پر واقعی رنج و افسوس ہے۔ والسلام

شبلی۔ علی گڈھ۔ (دسمبر ۱۸۹۹ء)

(۲۲)

مکرمی۔

عزیزی مولوی حمید الدین کا کچھ کلام چھاپا گیا ہی، ایک نسخہ ارسال خدمت ہے۔
اخیر کے دونون قصیدے ملاحظہ فرمائیے۔ فارسی زبان اس کا نام ہے۔

والتسلیم۔ شبلی۔ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۰ع

(۲۳)

مکرمی۔

دینیات کی رپورٹ کا کیا نتیجہ ہوا[۱]۔ اس کا انگریزی ترجمہ ہو کر پیش ہوا۔ یا نہین،
اور کارروائیان ممبرون نے کیا کین۔ ندوہ کے جلسہ مین کیا آپ لکھنؤ آئین گے؟
سیوطی کی اشباہ والنظائر فن نحو مین جو ایک کتاب ہی، اور فن نحو کی تاریخ
اور فلسفہ ہی، چھپ گئی ہی، آپ نے نہ منگوائی ہو تو مین بھجوا دون ۱۲ قیمت ہے،
بڑی کتاب ہی۔ مصر سے آجکل چند جدید کتابین آئی ہین ان مین سے ایک فلسفہ
جدیدہ پر ہے،

والسلام

شبلی۔ ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۰۰ع

(۲۵)

مکرمی۔

والا نامہ پہونچا۔ اختلاف آرا بھی کیا چیز ہی حیات جاوید کو مین لائف نہین

---

[۱] دیکھو مکتوب ۱۷۔

بلکہ کتاب المناقب سمجھتا ہون، اور وہ بھی غیر مکمل، خیر وللناس فیما یعشقون مذاہب۔ کتاب الآلات[1] سررشتہ علوم و فنون کی طرف سے چھپوانا مقصود ہی۔ آپ وہ نسخہ بھیجدیجیے اور اگر اپنے نسخہ منقولہ مین تصویرین بنوائی ہون تو وہ بھی یہان بہت اچھی بن سکتی ہین

غزل دیکھی بعض شعر بہت اچھے ہین مثلاً جو آشنا نکھی کر دالخ جو الفاظ بیکار او بھدے ہین ان پر خط کھینچ دیا ہی "ضیائے شمع ترا شب چراغ ویرانہ" محض شمع ہونا چاہیئے۔ اور ضرورت ہی ہو تو "ضیا" کے بجائے "فروغ" ہونا چاہیئے۔ "دیدۂ مخمور" کے بجائے "نرگس مخمور" ہونا چاہیئے۔ "انداز ناز جانانہ" یاد نہین کہ "انداز" کے جو معنی اُردو مین فارسی مین بھی آئے ہین۔ "بہ قلب خویش" "قلب" کا لفظ بہت بھدا ہی۔ "بہ صف لشکری" ہی بالکل ناجائز ہی، محض لشکر کہیئے عروض کے رو سے بھی جائز ہے،

والتسلیم۔ شبلی نعمانی۔

۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

(۲۵)

تسلیم۔

کتاب الآلات کی تصاویر کے لیے رعد کو لکھیئے وہ کوئی انتظام کردین گے،

---

[1] فن آلات سازی (میکانکس) پر عربی زبان مین وہی کتاب ہے جس کا ذکر مکتوب ۱۶ مین گذر چکا ہے، سررشتہ علوم و فنون کی طرف سے چھپوانا چاہا تھا، لیکن مولوی سید علی کے ریاست سے نکلنے کے بعد یہ تجویز یونہی رہ گئی، دیکھو، ۲۶ و ۳۰،

یا علمی جنتری والے کو۔ جہانگیر کا مرقعِ عیش[1] بھیجیے لیکن بہت جلد کیونکہ مین عنقریب یہان سے روانہ ہوتا ہون۔ یورپ کی مطبوعات اس دفعہ تو مین نے نہین منگوائین بلکہ مولوی سیّد علی کی ہفتہ وار ڈاک مین آئی تھین، اور حقیقت یہ ہو کہ کوئی کہان تک منگوائیگا، یورپ نے ارادہ کرلیا ہو کہ قدمائے اسلام کی کل تصنیفات چھاپ دے۔ اسی کے ساتھ قیمتین بہت گران ہین، حال مین جو کتابین چھپکر آئین اُن مین سے ایک کا نام بھی مین نے نہین سُنا تھا، اور یہ سب اعلیٰ قدیم تصنیفات ہین۔ انکے نام یہ ہین۔

تاریخ ایران[2] ثعلبی۔ جس کے ایک حصّہ کی قیمت لـہ، ہو، کتاب المحاسن والمساوی، بیہقی، عجیب کتاب ہو۔ عیون الاخبار ابن قتیبۃ۔ کتاب البخلاء للجاحظ وغیرہ وغیرہ،

آپ کے جواب پر مین نے ایک مفصل خط مولوی عبدالحیٔ صاحب کو لکھا تھا، وہ شاید آپ تک نہین پہونچا۔ حقیقت یہ ہو کہ ندوہ کی حالت دیکھکر ہمت ٹوٹ جاتی ہو۔ بوسیدہ ارکانون کا تو یہ حال ہو کہ اس دفعہ بھی شرح عقائد نسفی۔ ہدیہ سعیدیہ، نور الانوار درس مین تجویز کی گئی ہو، اور مولوی حفیظ اللہ نے کی ہو، بیچارے نے ان کتابون کے سوا اور نام بھی تو نہین سُنے ہین۔

ایک ہمارے روشن خیال شروانی ہین، جن کو مین اپنا امام کہتا ہون، اُن کا یہ حال ہو کہ انگریزی کے نام سے اُن کو لرزہ آتا ہو۔ بڑی مشکل سے مسلمانون کے پھسلانے کو

---

[1] مکتوب الیہ کے پاس قدیم تصویرون کے بہت سے شاہی نادر مرقع ہین جن مین سے ایک یہ بھی ہو، جہانگیر بیٹھا ہو، کنیزین ادب سے کھڑی ہین شراب کا دور ہی، [2] غرر تاریخ الفرس نام ہو۔ دیکھو سلیمان ۵۸،

تجویز پر راضی ہوئے تو عمل در آمد مین حیران ہین، حالانکہ تمام طالب العلمون کو انگریزی پڑھانا مقصود نہین، نہ میرا یہ خیال ہی، صرف اسقدر مقصود ہی کہ دو چار لڑکے انگریزی بھی پڑھین۔ اتنی ذراسی بات اِن کے نزدیک اتنی عظیم الشان ہی جسقدر **محسن الملک** کی فرضی یونیورسٹی!

ان ہمتون پر کوئی کیا کمر باندھے۔ والسلام۔

شبلی نعمانی۔ حیدر آباد۔ ۲۵۔ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

(۲۶)

مکرمی۔

ندوہ کیلئے یہ بڑا نازک موقع ہی۔ نظامت کے خلو[۱] سے بہت سے نا مستحق اشخاص امیدوار ہو گئے ہین، حقانی اور ملا عبدالقیوم کی طرف انگلیان اُٹھ رہی ہین، دونون مین سے کوئی ہوا تو ندوہ کا خاتمہ ہی، ارکان سے خط و کتابت کیجیئے اور اس موقع کو سنبھالیئے۔ مولوی مسیح الزمان اورون سے بہتر ہین۔ شاہ سلیمان تک بھی مضائقہ نہین۔

بہر حال یہ موقع سستی اور بے پروائی کا نہین ہے۔

شبلی۔ حیدر آباد

۲۷۔ جون سنہ ۱۹۰۱ء

---

[۱] بعض احباب سے مولانا محمد علی صاحب ناظم ندوہ نے استعفا دیدیا تھا، اور نظامت کی جگہ خالی تھی، حقانی سے مراد مولوی ابو محمد عبد الحق دہلوی مولف تفسیر حقانی ہین۔

(۲۷)

مکرمی۔

حیدر آباد کی پولٹیکل زمین مین سخت بھونچال آیا، وزارت کا قبلہ مغرب سے مشرق کیطرف بدل گیا[1]۔ کتاب پہونچی[2]، لیکن یہ دیکھکر سخت تعجب ہوا کہ جلد پر کتب خانہ شروانی کی نقرئی چٹ لگی ہوئی ہے۔

غزل دیکھی، شائد نامہ و پیغام ہو چکا ہے، صرف عقد رہگیا ہے اگر ایسا ہے تو خدا مبارک کرے۔ غزل کے متعلق اپنی رائے گزارش کرتا ہون۔

ہندوستان مین آنکھون مین محبت بولتے ہین، ایران مین یاد نہین آتا اسلیئے "بچشم شوخ یار صہبائے اُلفت موجزن خواہد شدن" کھٹکتا ہے، وہان مہر و محبت کو نگاہ کے ساتھ باندھتے ہین۔ "جان تازہ وصل جانم الخ" تازہ کی ہ کو اتنا لمبا اور پورا نہین ادا کرتے بلکہ اِس لہجہ مین ادا کرتے ہین،

کہ بدام آمدہ ام تازہ گرفتار امشب

"دل کہ پامال و خراب الخ" اِس شعر کی بڑی خوبی یہ تھی کہ ویرانۂ انجمن ہو جائے خراب ویرانہ کو بھی کہتے ہین، اِس لحاظ سے مقصد ادا ہوتا تھا لیکن پامال کے لفظ نے یہ پہلو کمزور کر دیا، صرف خراب ہوتا تو خوب ہوتا۔ یا یون کر دیجئے۔

دل کہ ویران کردۂ صدر ترکتاز حسرت است۔

---

[1] وقار الامرا کی جگہ راجہ کشن پرشاد وزیر ہوئے [2] شاید کتاب الالات دیکھو ۲۵

بوسہا از بسکہ گیرم بیحساب و بیدریغ" بیحساب اور بیدریغ دونون یکجا ہوکر کالیستھونکی زبان ہوگئی ہی، یون کر دیجیے۔

بسکہ خواہد گشت صرف بوسہائے بیدریغ

یہ مصرع بھی چسپ نہین اور کچھ کر لیجیے گا۔

ہان مین نے نظامت علوم و فنون کی خدمت قبول تو کرلی ہی لیکن اس انقلاب مین دیکھیے یہ خدمت بھی مجھکو قبول کرتی ہی یا نہین۔

والسلام۔ شبلی۔

۲۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

(۲۸)

مکرمی۔

تسلیم۔ انقلاب[1] حال نے تمام اُمیدین خاک مین ملادین، اب ایام گذار رہی وہ بھی دیکھیے کب تک۔ کتاب الآلات کا چھپنا اب رہا، اسی دریا[2] دل کے بھروسے پر یہ کام بھی اُٹھایا گیا تھا۔ ابن خلکان وغیرہ تو مجھکو مدت سے صاحبدل لکھتے اور سمجھتے تھے آپ نے آج سمجھا ہی، سچ ہی ایمان بالحضور ایمان بالغیب کو کب پہونچ سکتا ہی۔ آپ کی تحسین سیر سے عیب خودگیری اور ناتوان بینی کو راسخ کرتی جاتی ہے۔ مصرع

ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است

[1] حیدرآباد کے انقلاب وزارت نے [2] مولوی سید علی بلگرامی، دیکھو ۲۹ و ۳۰

باقی غزلین بھی بھیجیے۔ اور اگر دیوان پورا کرنا منظور ہی تو وصال کی تاریخ ٹالتے جائیے ورنہ وہ ناسور بند ہو جائیگا۔ ایک ہم بے نصیب ہین کہ مصرع

سرما گذشت و این دل زار ہمان الخ

یورپ نے نہایت نادر تصانیف اسلامی آجکل شائع کی ہین۔ کانفرنس[۵۱] مدراس مین ہی آئیے تو ادھر بھی آنے کا موقع ہی۔ میرا پتہ اَب کوٹھی معتمد تعمیرات نہین ہی۔ مین الگ مکان مین رہتا ہون، صرف میرا نام کافی ہی یا سررشتہ علوم وفنون۔ ہان آپکا وہ مصرع بہت اچھا ہی۔

ع چون نخواہد داشت تاب بوسہائے بیدریغ

والتسلیم۔ شبلی۔ ۸۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

(۲۹)

مکرمی۔

دونون خط پہونچے۔ انداز کا لفظ مرزا غالب کے اشعار مین یاد تھا۔ لیکن چونکہ وہ اہل زبان نہین اسلیئے شبہہ تھا۔ نئی غزل غلطی اور گرفت سے خالی ہی، لیکن چونکہ ایک خاص مضمون یعنی آرزو کا التزام ہی اسلیے طبیعت کو جولانی کا کم موقع ملا۔ ایسی طرحین اختیار کیجیے جنمین وسعت کافی ہو۔ یہان ہر روز ایک نیا شگوفہ کھلتا ہی۔ سید علی[۵۲] نکل چکے اور لوگ نکلتے جاتے ہین۔ میرا بھی نفس بازپسین ہے۔

والسلام

شبلی ۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

---

[۵۱] دیکھو مکتوب ۲۴۔ [۵۲] شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی صاحب تمدن عرب۔

(۳۰)

تسلیم۔ والا نامہ پہونچا۔ میری حالت اب بھی کالمعلقہ ہی، شاید دو ایک مہینے مین کوئی فیصلہ ہو۔

نصاب دینیات[1] کے متعلق آپ نے جو مجبوریان لکھین انکا علاج میری سمجھ مین بھی کچھ نہین آتا علم کلام کے متعلق میری کتاب اگر کبھی طیار ہوئی تو شاید اسکے کچھ اجزا آپکے کام کے نکلین عبد الواسع پہونچگیا، اسکی نقل کا انتظام کیا جا رہا ہی۔

ہان مولوی سید علی صاحب کی علٰحدگی کی وجہ سے کتاب الآلات کی تصاویر کا کوئی انتظام نہین ہو سکتا۔ اب آپکی کتاب واپس بھیجدون یا کیا کرون۔

غزل دیکھی ماشاء اللہ اب تو آپ بہت پختہ کہنے لگے۔ اب کے بھی نکتہ چینیان کرتا ہون لیکن زبردستی ڈھونڈ کر نکالی ہین۔

زرشک حسن تو تلخ است عیش شیرین را زتاب زلف سیاہ است روئے لیلی را

ترصیع کا توازن چاہتا ہی کہ دوسرے مصرعہ مین بھی خطاب کا حرف ہو۔ یعنی زتاب زلف تو الخ۔

زعکس روئے تو آئینۂ روکش گلزار بہ نطق شاد کن طوطیٔ شکر خا را

پہلے مصرع مین فعل نہین اور دوسرے مین ہی۔ اس سے دونون مصرعون کا تناسب اور تقابل کم ہو جاتا ہی۔ ترصیع مین اسکا لحاظ رکھتے ہین۔

---

[1] دیکھو ۱۸ و ۲۴۔

مین نے بھی ایک نظم لکھنی شروع کی ہی جسکا پہلا مصرعہ یہ ہی:-

اے دکن! ائیکہ بہارِ چمنِ جان از تست

جان قافیہ- اسکا ایک شعر زمانۂ حال کے موافق ہے-

چون تواند کہ ز ہر پردہ برآرد صد نقش	گر نہ نیرنگیِ این گنبد گردان از تست

اور سنئیے، حیدرآباد کی جامعیت جہان بیان کی ہی- اس انداز سے بیان کی ہی،

هندیان نیز چو از حلقہ بگوشان تواند | ہر چہ زیشان بود آن نیز کنون ہان از تست
هان تو دعوے کن و ما نیز مسلّم داریم | شبلی سحر فن و داغ غزلخوان از تست

والتسلیم، شبلی- حیدرآباد

(۳۱)

مکرمی-

یہ ایک ضروری جواب طلب عریضہ ہے-

(۱) کلکتہ مین جہان آپ ٹھہرے تھے اُس کا پتہ کیا ہی- قاضی صاحب جن کے ذریعہ سے آپ وہان ٹھہرے تھے ان سے خط کتابت مقصود ہے،

(۲) کتاب الآلات کی نسبت کیا ارادہ ہی- مولوی سید علی صاحب کے کتبخانہ مین عربی مطبوعات یورپ دیکھکر مین سخت حیرت زدہ ہوگیا ہون، علمی زمین نے اپنے خزانے اُگل دیے ہین، کیا کہون، اپنے علما کی بدقسمتی اور اپنی مفلسی پر افسوس آتا ہی،

آجکل یہان کی حالت سخت نازک ہی، بڑے بڑے عہدہ دار حضور نظام کے

دیرینہ عتاب مین نکالدیئے گئے، اور یہ سلسلہ ہنوز قائم ہی حسن صاحب مالک رسالہ حسن کے اخراج بھی حکم ہو چکا ہی۔ والتسلیم۔

شبلی۔ ۶۔ نومبر ۱۹۰۱ء

(۳۲)

مکرمی۔

والانامہ اور اشعار پہونچے۔ علمائے ادب کہتے ہین کہ حسانؓ جاہلیت کے نامور شعراء مین تھے لیکن اسلام آیا اور نعت کہنی شروع کی تو ان کا کلام رتبہ سے گر گیا، فارسی مین دیکھیئے نعت گو بہت کم پھیلے ہین، خسرو کے سوا، اور خیر جامی بھی سہی، باقی جتنے ہین نہایت کم رتبہ ہین اور صاف نظر آتا ہی کہ نعت گوئی نے ان کو ایسا بنا دیا ہی سچ ہی، ع رہ۱ بردم تیغ است قدم را، مقصود اس درازنفسی سے یہ ہی کہ آپ بھی اس میدان مین نہ آئیے، ثواب مقصود ہی تو درود پڑھ لیا کیجیئے، معاف فرمائیے نعت کی غزل صرف پھیکی نہین بلکہ غلطیون سے مملو ہی، سنیئے، ع بر آستان پاک رسان زار نالیم زار نالی اُردو ہی فارسی نہین، یا شاید میری نظر کا قصور ہو، لغت وغیرہ مین ہو تو لکھ بھیجیئے گا ع اے فخر اولین و مباہات آخرین۔ موجب مباہات، یا اس قسم کا اور کوئی لفظ مباہات سے پہلے چاہیئے ورنہ معنی صحیح نہ ہونگے

جود بیابان حالیم۔ خالی جود کو بدامن کہنا صحیح نہین۔

۱ عرفی کے اس مشہور مصرع کی طرف اشارہ ہی۔ ہُشدار کہ رہ بردم تیغ است قدم را۔

جب وہ لائے تو بسرِ خاکسار من"۔ اس موقع پر سر کے ساتھ خاکسار کی قید خلاف مذاق ہی
"رو سرخ شکرِ حق ز تو لاہی آلیم"۔ رو سرخ کی ترکیب بد مزہ ہی خصوصاً اس موقع پر۔ مدینہ کی غزل
بھی بہت پھیکی ہی، اسکو یون ہی چھوڑتا ہون۔

مرثیہ غزل نہایت چست اور فارسی انداز پر ہے،

بر دہان بذلہ سنج و پستہ لب — غنچہ کے دارد مجال برتری

پستہ لب کو غنچہ سے کیا مناسبت؟ ع جان قربانِ ادای دلبری" مین
جان کی نون کا اعلان جائز بھی ہو تو یہان بالکل خلاف فصاحت ہے۔

"از پرتوِ حسن محجوب است کہ افتادہ" ساقط الوزن ہے،

یابی ہر قطرہ بکف ریختہ عمانی را — کردی قربان بہ ہر شعر صفاہانی را

یابی مین ی گرتی ہے۔ — کردی۔ ایضاً

مدراس ضرور تشریف لائیے۔ یہ مجاز قنطرۃ الحقیقۃ ہے۔

شبلی کا گھر بھی خانۂ دشمن کے پاس ہے — محشر خرام اور بھی دو اِک قدم سہی

دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

(۳۳)

مکرمی۔

والانامہ پہونچا، حیاتِ جاوید مین مولانا[1] نے سید صاحب کی یک رُخی تصویر دکھائی ہی

[1] مولانا حالی۔ مکتوب ۵ بھی پڑھو

اکثر لوگون کا یہ خیال ہو کہ کسی کے معائب دکھانے تنگ خیالی اور بدطینتی ہو، لیکن اگر یہ صحیح ہو تو موجودہ یورپ کا مذاق، اور علمی ترقیان سب برباد ہو جائین۔ پھر ایشیائی شاعرون مین کیا برائی ہو سوا اس کے کہ وہ محض دعوی کرتے تھے۔ واقعات کی شہادت پیش نہین کرتے تھے۔ بہرحال مین حیات جاوید کو محض مدلل مداحی سمجھتا ہون۔ مین نے مدارس مین نئی وادی مین قدم نہین رکھا، بلکہ یہ پرانا کوچہ تھا جسکی مدتون خاک چھانی ع ما ہم از مستان این مے بودہ ایم۔ زمانہ کے ہاتھون دوسرون کیلیے اپنی جگہ خالی کرنی پڑی تھی۔ ؎

از ہمان بزم کہ جز من دگرے راہ نداشت   یادم رفت کہ بہر دگران جا باشد

ندوہ اب راہ پر آتا جاتا ہو، انگریزی جاری ہو گئی۔ سرمایہ الہ آباد بنک مین رکھا گیا، خیر بعد از خرابی بسیار سہی۔ اب ندوہ مین رہنے کو جی چاہتا ہے، اب نکتہ چینی کی خدمت ادا کرتا ہون۔

خوشم انداز قد سرو پا در گل نمی آید

خوشم پیچھے آتا تو اچھا ہوتا۔ قد کا لفظ بھی کچھ ضروری نہین، اس کے نکلنے سے توالی اضافات کا بار بھی ذرا کم ہو جائیگا۔

بہ پہلویم روان آن سرو خوش رفتار بایستی

پہلو مین چلنا ٹھیک نہین، سامنے سے گذرنا چاہیئے۔ کیا خوب کہا ہے،

گاہ گاہ از نظرم مست و غزلخوان بگذر   ورنہ بر عہدۂ من نیست کہ رسوا باشم

"آغوش ستے بودمی وبار بردار بایستی"

واو کو اسطرح متحرک لانا فردوسی تک ختم ہو چکا اب جائز نہین۔ مقطع کا اخیر مصرع رنگ مین ڈوبا ہوا ہے۔

والتسلیم

شبلی۔ ۱۹ جنوری ۱۹۰۳ء

(۳۴)

مکرمی۔

خط پہونچا۔ خانۂ ملاح درچین است وکشتی درفرنگ۔

مین نے رسالہ[1] کا مسودہ بھیجا، وہ دفتر مین پڑا رہا۔ ناظم نے مدراس مین کہا کہ مجھکو اسکی خبر بھی نہین ہوئی۔

آپ کا نصاب بھی یونہی کہین پڑا ٹھوکرین کھاتا ہوگا منشی صاحب[2] مہتمم ہین، نصاب ان کے پاس گیا ہوگا، وہ کیا کر سکتے ہین۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ

اسکے بھی دن بہار کے یون ہی گذر گئے

مولوی عبدالحی صاحب کے دو عملہ قیام کی وجہ سے خط نہ لکھنؤ کے پتہ سے پہونچتا ہے نہ شاہجہانپور کے پتہ سے۔ آپ اتنا کیجئے کہ فوراً ناظم صاحب کو خط لکھ کر ہدایت کیجئے کہ نصاب منگوا کر جاری کر دین یا فیصلہ اخیر کیلئے میرے پاس بھیجدین، کیونکہ جلسہ انتظامیہ مدراس

[1] ندوہ کی طرف سے ایک رسالہ نکالنا منظور تھا، جو آخر الندوہ کے نام سے نکلا، مولانا نے اسکا مسودہ بھیجا ہوگا۔

[2] منشی اطہر علی صاحب دیکھو مکتوب ۱۹۔۔۔

مین یہی طے پایا تھا کہ فیصلہ اخیر کے لیئے نصاب میرے پاس بھیجدیا جائے تاکہ ارکان ندوہ موجودہ حیدرآباد سے اسکا فیصلہ کرالیا جائے۔

جلدی فرمائیے، دیر کی حد ہوچکی، ورنہ یہ سال بھی آپ کے نذر ہوگا۔

غزل کے آپ نے جو دور قائم کیے ہین، اسکا ٹھاٹھ اس سے بہتر کیا ہوسکتا تھا۔ دیکھنا یہ ہی کہ عہدہ برائی کہان تک ہوتی ہی۔ ورنہ عنوان جس قدر مقرر کیا گیا ہی اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے۔

ناظم صاحب حال رسالہ ندوہ کی درخواست دیتے ہوئے بہت ہچکتے ہین، ڈرتے ہین کہ کہین پکڑا نہ جاؤن، مشکل یہ ہی کہ ناظم کے سوا اور کوئی شخص درخواست نہین دیسکتا ورنہ مین سو دفعہ درخواست دیچکتا۔ اب کیا کیا جائے کوئی کل ٹھیک نہین بیٹھتی۔

شبلی۔ ۲۲ جنوری ۱۹۰۲ء

(۳۵)

مکرمی،

آپ کا نشتر ریز والا نامہ پہونچا، مین جن حالات مین گرفتار ہون، دوسرا شخص ان مصیبتون کے ساتھ اس قسم کا خیال بھی نہ باندھ سکتا، تاہم چونکہ یہ کانٹا دل مین ہی، کبھی نہ کبھی نکلے گا، اور شاید جلد نکلے۔

منتقی چھپ گئی ہی۔ نسخہ کے لحاظ سے جو عمدگی ہوگی اس کا آپ خود اندازہ کرسکتے ہین،

آپ جو طرحین اختیار کرتے ہین وہ مقید اور محدود ہوتی ہین آپ کو قافیہ اور ردیف کے نباہنے کے لیئے شعر کہنے ہوتے ہین، طرحین ایسی لیجیئے کہ جو خیال دل مین بے تکلف بندھ جائے، یا ایسی شگفتہ کہ جو شعر نکلے خواہ مخواہ روان اور برجستہ ہو۔

مرزا صائب کا ایک انتخابی مجموعہ[1] ایک آشنا کے پاس ہے، عجیب چیز ہے، عرفی کے بعض اشعار جو اس انتخاب مین ہین آپ کو سُناتا ہون۔

دہ کہ از دوختن این چاک گریبان رفتہ است   این شگافیست کہ تا دامن ایمان رفتہ است

قانع بہوی دوست نگردید شوق ما   این جنس را بمفلسِ کنعان فروختیم

من ازین درد گرانمایہ چہ لذت یابم   کہ باندازۂ آن صبر و ثباتم دادند

فریاد کہ غمہائی تو در سینۂ تنگم   اندک نبود لائق و بسیار نگنجد

از جلوہ بیارام دمی کاین ہمہ خوبی   در حوصلۂ دیدہ بیکبار نگنجد

والتسلیم۔ شبلی

۱۴- فروری ۱۹۰۳ء

---

[1] اور اب ندوہ کے کتبخانہ مین ہے، مولانا کے موقوفہ کتابو مین تھا۔

مکرمی

بخار چڑھ رہا ہی، اسی حالت مین نامہ والا کا جواب لکھتا ہون - لاہور کے جلسہ کی خبرین نے اخبارون مین پڑھی تھی - اچھا ہی ندوۃ العلماء کے جلسہ کی ایک تمہید ہو گئی۔ آپ نے بہت اچھا مضمون لیا، پانسٹ بھی سب سے لیئے البتہ اگر ممکن ہو تو یہ دکھلائیے کہ یورپ کے فلسفہ اخلاق مین اور اسلام مین کیا فرق ہی؟ آپ نے یورپ کے اخلاق نگارون کو لیا ہی وہ کوئی چیز نہین، فلاسفرز کو لیجئیے حکمائے یورپ کا بیان ہی کہ اسلام کا اخلاق ایک، وحشی قوم کو مہذب بناتا ہی، لیکن مہذب کو مہذب تر نہین کرسکتا بلکہ اعلی تہذیب کا ساتھ نہین دے سکتا۔

مین خصائص ابن جنی باجرت (سو روپیہ) نقل کرا رہا ہون، مختصر کتاب ہی لیکن فلسفہ عربیت ہی، ابن جنی، متبنّی کا شاگرد تھا - یہان کتابونکی نقل کا انتظام اچھا ہو سکتا ہی، اگرچہ اجرت بہت زیادہ ہی، کاتب عرب ہی اور عربی دان - مصر مین جو جو کتابین چھپتی ہین محض معمولی ہوتی ہین، ان کے لیے نواب محسن الملک نے سو روپیے جو رکھے ہین - بیکار ہین - ایک کتاب بھی اب تک کام کی نہین لکھی گئی، البتہ بعض قدیم کتابین چھپ رہی ہین مثلاً قسطاس المستقیم غزالی - میزان العمل غزالی منطق مین احاطہ فی تاریخ غرناطہ للسان الدین الخطیب وزیر اندلس مخصص لابن سیدہ، ان

سلہ لغۃ زبان مین نحو و ادب کی کتاب ہی، مولانا کا یہ نسخہ کتبخانہ ندوہ مین ہے،

کتابون کو مین نے منگوایا ہی لیکن ابھی آئین نہین۔

ہان ایک امر بڑا ضروری یہ ہی کہ مین علم کلام کا خاص حصہ لکھ رہا ہون آپکے پاس بھیجون گا (اور اس شاگردی کی نسبت مین نے آج تک کسی کے ساتھ گوارا نہین کی) آپ دیکھکر بتائیے گا کہ کونسا حصہ رکھنے کے قابل ہی کونسا نہین۔ لیکن اسوقت دریافت طلب امر یہ ہی کہ عقائد کے مسائل ہین کیا؟ توحید لکھ چکا ہون، نبوت لکھ رہا ہون، اس کے بعد صرف معادرہ جاتا ہی، باقی کیا لکھون؟ کتب کلام مین جو عقائد لکھے ہین وہ درحقیقت عقائد مین داخل نہین، مثلاً حدوث عالم، صفات باری کا لاعین لاغیر ہونا وغیرہ وغیرہ اس لیئے درخواست ہی کہ آپ کے نزدیک جو مسائل عقائد ضروری البحث ہون، انکے عنوان لکھ بھیجیے۔ آپ سے ملاقات تو بہت جلد ہوگی، اور اکثر ہوگی، کیونکہ ندوہ یا کالج مین کہین نہ کہین رہنا ہے،

امتحان دینیات اچھا ہوا۔ لیکن نگرانی اور پرچے تک نہ بھیجنے کا انتظام اگر مولوی عبداللہ صاحب[۱] کے ذمہ تھا تو وہ محض نمائشی ہے۔ والتسلیم

شبلی۔ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء ۔ حیدرآباد

(۴۷)

مکرمی۔ مبارک[۲]، مبارک، سلامت، سلامت،

مگر حضرت یہ اکل کھراپن کیسا؟ خبر تک نہ کی، دعوت مین بُلانا تو بڑی بات ہی،

[۱] مدرس دینیات علی گڈھ کالج۔ [۲] مولوی صاحب ممدوح (مکتوب الیہ) نے شادی کی ہی۔

خیر خوش رہیئے نیازمندونکی خدمت بڑھگئی یعنی ایک جان کے ساتھ دو جانون کی سلامتی کی دعا ذمہ ٹھہری۔

فرید وجدی کے رسالہ کی قیمت سات شلنگ ہی۔ کچھ ڈاک کا صرف ہوگا۔ المرأۃ المسلمہ کی قیمت اُنھون نے خود نہین لکھی، لیکن غالبًا دو رپئے ہی۔ بہرحال انکا مجموعہ ملاکر بھیجدیجئے

ندوہ کا تلوّن مکانی واقعی قابل اعتراض ہی لیکن اس کے بغیر ایک نادان دوست کے تسلط سے نجات نہین مل سکتی، اگرچہ مجھکو معلوم نہین کہ لوگون کے ذہن مین اصلی وجہ کیا تھی۔

الغزالی کے ریویو مین نکتہ چینی کا حصہ اچھا ہی مشتبہ باتون کو آپ نے عمدگی سے صاف کیا۔ دوسرے ایڈیشن مین اس کے مطابق اصلاح کیجائیگی۔

علم الکلام کی فرمائش کی غالبًا تعمیل ہو چکی ہوگی، دفتر میرے مکان سے دور ہی، اس لیے میرے سامنے فرمائشون کی تعمیل نہین ہوتی۔ مین پھر دریافت کرونگا آجکل تو محرم کی تعطیل ہی۔ ہان آپ نے اپنے ہان کے فارسی تذکرون کے نام نہین لکھے اور اس کے متعلق میرے خط کا جواب نہین دیا۔

والتسلیم

شبلی۔ ۱۰۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۳۸)

بھاوج کی علالت سے افسوس ہوا، جلد تر خیریت مزاج سے مطلع فرمایئے حامد کیلئے

سلہ لکھنؤ سے شاہجہانپور اُٹھ گیا۔ سلہ یعنی مولوی صاحب (مکتوب الیہ) کی بیگم محترمہ۔

جابجا آدمی دوڑائے ہین، پتہ چلا ہی، کاش واپس آجائین،

اعظمگڈھ مستقل حیثیت سے مدعو کرنے کی نسبت صرف یہ تردد ہی کہ اسقدر بار منت اُٹھانے کے قابل مین ہون بھی یا نہین۔ بنارس اور مرزاپور آپ کتنے دن رہے اور اعظم گڈھ کو رمضان پڑ ٹالا، شاید بنارس وغیرہ مین رمضان نہ تشریف رکھتے ہون گے،

انوری کے دیوان کا کیا پتہ ہی، مین بھی منگواؤن گا۔ جو شعر آپ نے لکھا ہی اسکا ہم مضمون میرا ایک شعر زمانہ جاہلیت کا ہی۔ ؎

بیخودی وصل کی، خط کب مجھے لینے دیتی وہ جو آتے بھی تو مین آپ سے باہر ہوتا

مصر مین ایک پرچہ اسلام کے ثبوت اور فلسفہ حال کی تطبیق پر نکلا ہی، اور ماہوار نکلتا ہی[1]، زور کا پرچہ ہی اور واقعی عمدہ ہی، اڈیٹر فرنچ و جرمن زبان کا ماہر ہی، مینے منگوایا ہی اور مسلسل آرہا ہی، ماہوار ہی، لیکن صفحے کم ہوتے ہین۔

ابکی البشیر مین ایک نہایت عمدہ خبر شائقین علم کیلئے نظر سے گذرے گی، مین اس سے خاص فائدہ اُٹھاؤن گا، قاہرہ مین تفسیر ابن جریر طبری چھپ رہی ہی،

والتسلیم۔ شبلی

۲۵- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۳۹)

ندوہ کی پچھلی کارروائیون نے مجھکو یقین دلایا کہ ارکان ندوہ مجھ سے بدظن رہتے ہین

[1] یعنی الاسلام فی عصر العلم، بہ اڈیٹری فرید وجدی۔

اور اس لیے کسی علمی کام مین میرے شریک ہو سکتے تھے ... مین کسی کے خیالات
پر کوئی بار نہین ڈال سکتا لیکن خود مشاق بنا اور دوسرون کو مشاق بنانا کیا ضرور
ہی - مین نے مولوی عبدالحی صاحب کو اس معاملہ مین ایک خط لکھا ہی آپ ان سے
منگوا کر پڑھیے اور اب مجھکو باقاعدہ آزاد کر دیجیے -

والسلام

شبلی حیدر آباد ۲۲ - اگست ۱۹۰۲ع

(۴۰)

مکرمی -

اس ہفتہ مین نواب محسن الملک کا خط آیا کہ وہ نواب لفٹننٹ گورنر سے ملے اور
معلوم ہوا کہ لفٹنٹ صاحب نے میرے متعلق جو گورنمنٹ کو شکوک تھے رفع کر دیے اور یہ
بھی کہا کہ اب ان کو علی گڈھ کالج اگر بلانا چاہیے تو بلا سکتا ہی محسن الملک نے مجھکو اس
اطلاع کے بعد لکھا کہ کالج مین آجاؤ وظیفہ حیدر آباد بھی جاری ہو جائے گا اور سو روپیہ
کالج سے بھی ملین گے لیکن مین نے منظور نہین کیا اور اس کوشش مین تھا اور
ہون کہ وظیفہ جاری ہو جائے تو ندوہ مین آجاؤن -

ندوہ کی نسبت ہمیشہ میرا یہ خیال رہا اور سچ یہ ہی کہ صرف ندوہ کے لیے مین نے
کالج چھوڑا تھا گو واقعات اتفاقی کی وجہ سے اس کا موقع نصیب نہ ہوا -

یہ تو میری حالت ہی - اب آپ لوگون کی کیفیت یہ ہی کہ جس کام پر مین نے
برسون غور کیا ہی اس کے سامان بہم پہنچائے ہین اسکو اچھی طرح کر سکتا ہون - اسمین

شرط یہ ہی کہ آپ کم از کم ایک مہینہ لکھنؤ مین نوکر رہین - مین بغیر آپ کے کچھ کام کرنا نہین چاہتا اور نہ کر سکتا -

اگر آپ اپنے کام کا ذاتی ہرج کر کے آسکین تو فوراً لکھیئے، ورنہ ندوہ کو الوداع کہیئے - میرا اسوقت آنے مین سخت نقصان ہی، تنخواہ کی مجرائی الگ - میری ملازمت کے استقلال کا مسئلہ اسوقت پیش ہی، اسکو چھوڑنا الگ نقصان رسان ہے، زنانہ کا الگ بکھیڑا ہی، لیکن غالباً اِس سب کو مین برداشت کر سکون گا - آپ فوراً جواب دیجیئے -

مین مدّتِ قیامِ لکھنؤ مین ہر روز کسی فن پر طلباء کے سامنے لکچر بھی دونگا - قدماء کے طریقہ پر -

شبلی - ۵ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۴۲)

مکرمی -

کسی اور کی جو نیت ہو وہ ہو، لیکن مین ندوہ مین شریک ہونا چاہتا ہون تو صرف اسلیئے کہ ایک مذہبی خدمت انجام دون - دنیوی جاہ و اعزاز، ناموری و شہرت کیلیئے علی گڈھ کا میدان بہت اچھا ہی - ابھی ابھی نواب محسن الملک کا خط آیا کہ لفٹنٹ گورنر حال نے میرے متعلق فیصلہ کر دیا اور رائے دی کہ چاہو تو علی گڈھ اُنکو بلالو، اِس صورت مین مالی فائدہ بھی ہی - اور شہرت بھی - باوجود اس کے ندوہ

ہین اگر آنا چاہتا ہون تو اسمین کیا خود غرضی ہوسکتی ہی۔ باوجود اس کے میرے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہی کہ ایکبار مین نے ندوہ مین قیام کرکے فہرست اسماء طلب کی کہ لوگون کے نام مراسلات متعلق ندوہ کرسکون، باوجود اصرار کے ناظم صاحب اور مددگار صاحب نے تعلل کیا اور بڑی مشکل سے ۱۲ نام عنایت کیئے۔

نصاب تعلیم مین برسون غور کرچکا ہون۔ مصر کی اصلاحات کو دیکھتا رہتا ہون۔ وہان سے جدید کتابین جو اب تک کسی کے پاس نہین پہونچین اُن کو منگوایا ہی۔ باوجود اس کے مین اس کمیٹی سے خارج رکھا گیا ہون، رسالہ مین مجھکو دخل نہین تو کیا مجھ سے دعاگوئی اور طبل نوازی کا کام لینا مقصود ہی۔ مجھکو یہ پسند نہین کہ ایک مذہبی مجلس مین شریک ہوکر جوڑ توڑ کرون، اپنا اثر بڑہاؤن، مخالف کو شکست دون۔ اس جنت سے تو دوزخ بھلی، اس مردی سے نامردی بہتر۔ محبّی! ہم مسلمانون کی فطرت خدا نے بالکل تباہ کردی ہی۔ آپ کیا کرین گے اور کوئی کیا کرے گا جس کا جی چاہے۔ سکرٹری۔ مددگار ناظم وغیرہ وغیرہ بن لے اور اس عزت پر اترائے۔ باقی کام ہونا تو یہ قسمت ہی مین نہین، پھر فائدہ کیا۔

والسّلام

شبلی۔ ۶ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۴۳)

تسلیم۔ مین نے یہ کب کہا کہ آپ بھی ندوہ سے علیحدہ ہون۔ آپ پر ندوہ کو پورا اعتبار ہی، آپ سب کچھ کرسکتے ہین اور آپ کو کرنا چاہیئے۔ میرے لیے پہلی شرط تو یہ ہی کہ مین

حیدرآباد چھوڑ دون۔ اور یہ شرط خود آپ کے اس عنایت نامہ مین کہی درج ہو۔ نصاب کا کام لاہور سے انجام ہو سکتا ہے اور حیدرآباد سے نہین ہو سکتا

مین ندوہ کا دشمن نہین ہون کہ اپنی علیحدگی سے اس کے نقصان رسانی ... ہون، مین امرتسر آؤنگا۔ لکچر مین کبھی لکھکر نہین دیتا۔ اس لیے اگر باقی منتظم ... ہون ورنہ معاف۔

ندوہ مین جو لوگ میرے خلاف ہین ان مین ندوہ ... اور ... اور جس وجہ سے خلاف ہین اس سے بھی مین واقف ہون لیکن ان باتون ... توجہ کرنے سے کیا حاصل آپ سے البتہ تعجب ہے کہ ہر قسم کے کام کے لیے ... کی شرط کو ضروری قرار دیتے ہین۔ الغزالی غالباً پہنچی ہوگی۔

مین اسوقت اعظم گڈھ مین ہون۔ والتسلیم

شبلی۔ ...

(۴۴)

مکرمی۔

ہان مین بیمار ہو گیا اور اب تک اس کا خمیازہ باقی ہے۔ نصاب کے متعلق ... اپنا نقشہ پر لکھدیے ہین اور وہ بعینہ مرسل ہے،

اگر علی گڈھ کانفرنس سے پہلے آسکا تو ضرور رسالت پر لکچر دونگا۔

رسالہ[1] کے ایڈیٹرون مین مولوی محمد علی صاحب غالباً میرا نام پسند نہ کرین ...

[1] رسالہ الندوہ جسکا ندوہ کی طرف سے نکالنا زیر تجویز تھا۔

آپ جہان را بافضولی چہ کار کیون کرتے ہین - اور سچ یہ ہے کہ مین رسالہ کیلئے موجودہ حالت مین طیار بھی نہین - ندوہ نے اپنی تجویزون کے جو نمونے دکھائے یعنی دار العلوم و دار الافتاء وغیرہ وغیرہ - کیا رسالہ بھی ایسے نمونہ پر نکالنا مقصود ہے مجھکو تو ایسے ہی سامان نظر آتے ہین علماء مین کون صاحب لکھنے کے قابل ہین، اور نہین ہین تو کیا ندوہ کا رسالہ بھی نیچریون کی مدد سے نکلے گا، اور وحید الدین و مولوی عبد العلی و مرتضیٰ سے دریوزہ گری کیجئے گا، ایک آپ کیا کیا کرینگے -

الغزالی کیلئے حیدر آباد لکھتے لکھتے تھک گیا، عجب پاجی لوگ ہین، اب تو سر دست آپ دیوبندی سے منگوا لیجئے -

والسلام

شبلی - ۸ - نومبر سنہ ۱۹۰۲ع

(۵۴)

جناب من ایک یادداشت دینیات مرسل ہے - اس کا انگریزی ترجمہ ہو کر بار نسن صاحب کی نظر سے گذرنا ہے - مین نے کچھ سوالات لکھے ہین، اور اس حصہ کا شائع کرنا مناسب نہ ہوگا، لیکن ممبرون کو اصل حقیقت سے مطلع کرنا ضرور تھا - رپورٹ مین چھپنے کے لئے آپ قابل اشاعت حصہ انتخاب کرین - دیوان انوری آگیا لیکن

ع سنا جیسا اُسے ویسا نہ پایا

والسلام شبلی

۱۴ - نومبر سنہ ۱۹۰۲ع

۴۶

مکرمی۔

خط پہونچا۔ خدا کی قسم غزل کی غزل مرصع ہی اور یہ شعر تو دل ہین۔ کھ لینے کا ہے ع

اگر برافگند از رُخ نقاب را چہ کنم

لیکن داد دینے کا مزہ رہ درر رہی۔ خدا کے لئے مدراس ضرور آئیے۔ حیدرآباد اگرچہ دیکھنے کے قابل نہین رہا۔ سیّد حسین، سیّد علی مین سے کوئی نہین۔ عزیز مرزا باہر ہین تاہم مصرع

خزان کشمیر ہم بہاری دارد

آپ کی کتابین بھیجدونگا لیکن بلا تصویر۔ ایک راز کی بات کہتا ہون اپنے ہی تک رکھئے گا۔ آپ کو معلوم ہی والد قبلہ نے تیس ۳۰ ہزار قرض چھوڑا تھا اس مین سے اب چھ ہزار اور رہگئے ہین، اس کے مارے مین غربت کی خاک چھانتا پھرتا ہون ورنہ کس کمبخت نوکری کی غرض ہی، مین چاہتا ہون کہ اپنا کتب خانہ کل فروخت کرڈالون، کتابین میرے پاس تعداد مین بہت نہین ہین، لیکن اکثر نایاب، مطبوعات یورپ اور بعض نایاب قلمی کتابین ہین، باقی تین ہزار کا اور کچھ سامان کرلون گا، اگر یہان استقلال ہوجاتا تو مین کل کا سامان کرلیتا۔ لیکن ہر نفس نفس واپسین ہے۔

والسلام۔ شبلی

۱۹۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء

(۴۷)

مکرمی۔

آج ایک نقشہ نصاب جاریہ دارالعلوم ندوہ کا آیا۔ اِس مین یہ کتابین ہین۔
ملّا جلال شرح جامی، فصول اکبری۔ کافیہ، میبذی۔ شافیہ،
مکرمی۔ ہم آپ خدا کو کیا جواب دین گے، کیا ندوہ کا یہی دعویٰ تھا کہ دیوبند کی فرسودہ عمارت کو ہم کعبہ بنائین گے، آپ نصاب کے ناظم ہین، کیا اسلیئے؟ مانا کہ نصاب کے متعلق بعض چیزونمین اختلاف تھا لیکن جسمین اتفاق تھا وہ کہان ہین۔ مدرّسون کو کہیئے کہ یہ کیا کر رہے ہین۔ اِن ظالمون کو شرم نہین آتی۔ افسوس، افسوس،

شبلی۔ ۲۲۔ جون سنہ ۱۹۰۳ء

(۴۸)

مکرمی۔

والانامہ پہونچا۔ مین اگر نظامت کے قابل ہوتا تو خود اپنا نام کسی دوست سے پیش کراتا کیونکہ اِس موقع پر خاکساری کرنا ایمانداری کے خلاف تھا، لیکن مین اِس عہدہ کے ناقابل ہون۔ مین بادشاہ بنکر کام نہین کر سکتا بلکہ وزیر بنکر کر سکتا ہون؛ بخدا میری نظامت سے ابھی ندوہ کو کوئی فائدہ نہین پہونچے گا بلکہ اُلٹے نقصان ہوگا۔
ہان ایسا شخص منتخب کیجیئے کہ جب مین کام کرنا چاہون تو وہ میری خواہ مخواہ مخالفت نہ کرے، اور ذاتی تعلقات کو دخل نہ دے۔

میرے خیال مین کوئی معقول شخص موجود نہین جس پر بار ڈالا جائے دیکھئے خدا کو کیا منظور ہے۔

شبلی۔ ۹۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

(۴۹)

مکرمی۔

مین نے مدرس اعلیٰ دار العلوم کو نہایت سخت خط لکھا تھا کہ قدیم نصاب کیون پڑھایا جاتا ہی اور تسر مین جو طے ہوا وہ کیون نہین پڑھایا جاتا، وہان سے جواب آیا کہ جدید نصاب ہملوگونکو دکھلایا تک نہین گیا، ہم لوگ کیا کرسکتے ہین۔ آپ نے مدرسہ مین غالبًا نصاب نہین بھیجا جسکی وجہ یہ ہوگی کہ نصاب مین کچھ اختلافات تھے۔ لیکن بہرحال کچھ کتابین متفق علیہ عام تھین، انکی اطلاع تو آپ کو دیدینی چاہئیے تھی، یہ نہایت تعجب کی بات ہی کہ آپ کمیٹی نصاب کے ناظم، اور آج تک وہی اندھیر ہے۔

خدا کے لیئے فورًا دار العلوم کو نصاب مقررہ سے مطلع کیجئے اور تاکید کیجئے کہ اُسکو درس مین رکھین۔ جو کتابین مختلف فیہ ہون، اُنکو رہنے دیجئے۔

شبلی۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

(۵۰)

جلسہ انتظامیہ مین یہ تو اصولاً طے ہوگیا تھا کہ کسی علم کو مخلوط کرکے نہ پڑھایا جائے اس سے شروح سلّم وغیرہ خود خارج ہوتی ہین، اس کے علاوہ مین تو یہ کہتا ہون کہ

آپ یہ کیون نہین کرتے کہ مثلاً کتب ذیل کی نسبت تمام ممبرون سے پوچھیئے کہ درس مین رکھی جائین یا نہین۔ شافیہ، فصول اکبری، شرح ملا۔ مُلا حسن، میرزاہد، مُلا جلال وغیرہ تمہید مین یہ وجہ لکھیئے کہ زمانہ درس کا اختصار ضروری ہی۔ اسکے ساتھ ہر فن کی ایسی کتابین جو تمام مسائل کو حاوی ہون، اور اسمین دوسرے علوم کی بحثین بیچ مین نہ آئین، مین پوچھتا ہون کہ آخر جب ندوہ بھی دیوبند ہی تو قوم کا روپیہ کیون تباہ کیا جارہا ہے۔

شبلی۔ ۱۹۰۳ء

(۵۱)

مکرمی۔

مسلمان سود بے تکلف دیتے ہین، لیکن لیتے نہین، حرام دونون ہین، لیکن پہلی صورت مین چونکہ نقصان ہی اسلیئے اسکے مرتکب، اور دوسری صورت مین چونکہ فائدہ ہی اسلیئے اِس سے مجتنب ہین۔ بعینہ یہی حالت ندوہ کی ہی اور ایک خاص حصہ کے متعلق یہ حالت آپکی وجہ سے ہے۔

ندوہ مین سیکڑون اُمور بے ضابطہ ہوتے رہتے ہین، اسکی تو کچھ پُرسش وجو نہین لیکن نصاب کی نسبت آپ کو اسقدر ضابطہ کی پابندی ہی کہ ایک ایک حرف پر سب کا اتفاق جب تک نہ ہو لے کچھ کیا نہین جا سکتا۔

مکرمی سطرح کام نہین چلتا۔ سید صاحب نے اسطرح کام نہین چلایا۔ امرتسر مین

اصولی مراتب طے ہو چکے تھے، مثلاً یہ کہ مخلوط الفن کتابین خارج کردی جائین گی، اس کے مطابق آپ ملا حسن، میر زاہد، حمد اللہ قاضی کو فوراً خارج کر سکتے ہین، شرح ملّا وغیرہ بہ تصریح خارج ہو چکی ہین۔ مین مدرسین کو لکھتا ہون تو وہ لکھتے ہین کہ بغیر معتمد کے حکم کے ہم کیونکر تبدیلی کرین۔ آپ فوراً لکھ بھیجیے کہ فلان فلان کتابین موقوف، اور اُن کے بجائے فلان فلان کتابین۔ اور اگر آپ اتفاق کی راہ دیکھتے رہے تو خدا کی قسم قیامت تک کچھ نہ ہوگا۔ ایسی حالت مین معتمدی نصاب کا نام کیون بدنام کیجیے۔

شبلی۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۳ء

(۵۲)

مکرمی۔

آپ کی اس تحریر سے کہ آپ غزل گوئی کی تاریخ لکھ رہے ہین، نہایت خوشی اور انبساط ہوا لیکن اسی خط مین وہ ناپاک اور نجس کورس بھی تھا جو ندوہ مین جاری ہے میرے محبوب! کیا آپ کا یہ کام تھا کہ سال بھر سے وہ کتابین جو قطعاً امرتسر مین خارج کر دی گئی تھین، جاری رہین، اور آپ مکمل نصاب کے متفق علیہ ہونے کا انتظار کرتے رہین، خیر اب سنئیے۔

درجہ متوسط سال سیوم مین سے ملاحسن، میر زاہد رسالہ، میر زاہد ملا جلال، قاضی مبارک صدرا، سب خارج کر دینا چاہیئے، ان کے بجائے شرح مطالع کے بعض حصّے۔ حمد اللہ شرح ہدایۃ الحکمۃ از خیر آبادی۔ رسائل ابن رشد مطبوعہ مصر، حماسہ۔ اعجاز القران باقلانی

اور ہدایہ معاملات (بشرط گنجائش) ہونا چاہیئے۔

درجۂ متوسط سال دوم مین سے میبذی (یہ سب سے زیادہ نالائق کتاب ہے) شرح عقائد نسفی تصریح الافلاک۔ خارج ہونی چاہیئے۔ موطا سے امام محمد سبعہ معلقہ، جلالین قائم رہنا چاہیئے اور رسائل اربعہ امام غزالی، والفوز الاصغر لابن مسکویہ مطبوعہ بیروت جو لکھنؤ مین بھی مطبع یوسفی مین ملسکتی ہی، پڑہانا چاہیئے۔

درجہ متوسط سال اول مین مشکوٰۃ کی ضرورت نہین، مختصر معانی قطعاً خارج کرنا چاہیئے اورحسن التوسل فی صناعۃ الترسل مطبوعہ مصر اس کی بجائے رکھنا چاہیئے۔ منتقی الاخبار کی بھی ضرورت نہین۔ دیوان ابو العتاہیۃ اِس مین اضافہ کرنا چاہیئے۔

درجۂ ابتدائی سال سوم مین تلخیص اور دیوان علی (جو محض موضوع ہے) بالکل خارج مشکوٰۃ کی بھی ضرورت نہین، حدیث کا فن مستقل اخیر مین رکھا جائیگا،

درجہ ابتدائی سال دوم اور سال سوم سے شافیہ، کافیہ، شرح جامی قطعاً خارج۔ انکی جگہ اِس درجہ مین ہدایۃ النحو لانا چاہیئے، اور مفصل زمخشری اضافہ کرنا چاہیئے نیز کلیلہ دمنہ ابن المقفع مطبوعہ بمبئی۔

لیکن خدا کیلئے پھر پنچایت پر معاملہ نہ اُٹھا رکھے گا۔ کوئی کتاب نئی قائم کیجائے خواہ نہ کیجائے لیکن کافیہ شافیہ، شرح جامی، میرزاہد، ملا حسن، ملا جلال، قاضی یہ تو قطعاً نکلوا دیجیئے۔ خدا کی قسم مین کانپ اُٹھتا ہون کہ ندوہ کے تمام وعدون کا خدا کے ہان ہم اور آپ کیا جواب دینگے۔

شبلی۔ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء

(۵۳)

مکرمی۔

جبلی مرسل ہے۔

کلونڈ کی کتاب مدت ہوئی مین رجسٹرڈ آپ کے پاس بھیج چکا اور رسید بھی آگئی تھی مدراس مین جو کچھ ہوا وہین کیلئے ہوا، دار العلوم یا ندوہ کو دو چار سو بھی ہات نہین آئے۔ مین نے اسدفعہ مولوی مسیح الزمان صاحب وغیرہ کو الگ جلسہ مین بلاکر مختتم گفتگو کی، یعنی اگر چلانا ہی تو ٹھیک طرح سے چلائیے ورنہ کم سے کم مین الگ ہو جاتا ہون۔ مولوی مسیح الزمان صاحب نے صاف کہا اور مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ نے بھی موافقت کی کہ دار العلوم جب تک شہر لکھنؤ مین منشی اطہر کے زیر اثر ہی کچھ نہین ہو سکتا۔ اس لیئے ہمنے دار العلوم اُن کے سر مارا۔ باقی اشاعت اسلام کا کام شاہجہان پور مین انجام دونگا مولوی عبدالحی صاحب نے یہ بھی بیان کیا مولوی حبیب الرحمان صاحب سے بار بار نصاب مانگا گیا لیکن وہ نہین بھیجتے۔ تمام لوگون کو آپ سے سخت شکایت تھی، لوگ کہتے تھے کہ ویسا ہی مسودہ بھیجدیتا تھا۔

میری بھی یہ رائے ہی کہ جس کام کو آپ قلت صرف فرصت یا اور کسی وجہ سے نہ کر سکتے ہون اس سے استعفا دینا بہتر ہی ورنہ محض انتساب کے فخر سے کیا حاصل۔

رسالہ کے لیئے اب تک مولوی مسیح الزمان صاحب درخواست دینے مین

سلہ کتاب الآلات، دیکھو

پس پیش کرتے ہین۔ والسلام

شبلی ۱۲- جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

(۵۴)

مین ندوہ مین آگیا ہون، میری عیادت اور مہمات اُمور کے طے کرنے کے لیے فوراً تشریف لائیے اور ہفتہ دو ہفتہ یہان قیام کیجئے۔

شبلی نعمانی۔ ۲۸- ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء

ندوہ لکھنؤ۔

(۵۵)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ- نواب مزمل اللہ خانصاحب کی خدمت مین ایک خط وظیفہ[۲] کے متعلق بھیج چکا ہون۔ نتیجہ غیر معلوم، جلسۂ دستار[۳] بندی مین آپ کا آنا ضروری تھا، پہلا جلسہ ہے اور عام افسردگی کو رفع کرنا ہے- یہ افسوس[۱] ہے کہ آپ لاؤ لشکر کے ساتھ سفر کرتے ہین، اور اسلیئے مصارف بڑھکر سفر مین ناگواری پیدا ہو جاتی ہے، اگر آپ حضرت عمر کا سا سفر کرین تو سو دفعہ آسکتے ہین، جلسہ کے بعد میرا بڑا لمبا سفر ہوگا اسلیئے وداعی ملاقات بھی ہو جاتی۔

سُنا ہے نائب ناظم دینیات کی تجویز ہے، مولوی اسلم جیراجپوری کی مجھ سے سفارش چاہی گئی ہے مین صرف انکی نیکبختی کا حال جانتا ہون، باقی معلومات مذہبی،

---

[۱] مولانا کے قیام ندوہ کی ابتدائی تاریخ۔ [۲] یعنی ندوہ کے غیر مستطیع طلبہ کے لیے [۳] طلبائے ندوہ کا جلسۂ دستار بندی۔

اور پابندی فرائض کو آپ خود تحقیق کریں مجھکو علم نہین۔

موازنہ سے ہمہ وجوہ نجات ملی اب جسقدر وقت ملے گا شعرالعجم پر صرف ہوگا اب والہ داغستانی کی ضرورت ہی۔ آگرہ سے آجاتا تو اچھا ہوتا۔ ایک نئی غزل کے چند اشعار حاضر ہین۔

گرچہ مرد ہوسناکی و رندی نیستم | اینچنین ہم گاہ گاہم اتفاق افتادہ بود
بودہ ام در بزم مے با محتسب ہم ہمنشین | گرچہ این صحبت مرا بسیار شاق افتادہ بود
گوئیا دشمن ہم از ذوقش نصیبی بردہ است | بادۂ وصلش چشیدم از مذاق افتادہ بود
از دل صدپارۂ ات آگہ نیم شبلی ولے | شیشۂ دیدم کہ از بالائے طاق افتادہ بود

۵۔ نومبر ۱۹۰۶ء

(۵۶)

مکرمی۔

تسلیم۔ امرائے ہنود کیلئے سخت تاکید لکھدی ہی بشرطیکہ وہ خبر ہون۔ دینیات کے لئے کیا میری واقفیت کا دائرہ آپ سے زیادہ وسیع ہی، ہندوستان کا کونہ کونہ دیکھ چکا مجھکو تو کوئی آدمی نظر نہین آتا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی معقول شخص ہین لیکن وہ یہ خدمت کیون قبول کرنے لگے مولوی عبدالحق اور شاہ سلیمان آپ کو مل نہین سکتے اور شاید آپ اُن کو قبول بھی نہ کرین۔ بہرحال مین تلاش مین رہون گا۔

امرائے ہنود کا معاوضہ کم از کم سو روپیہ ہونا چاہیئے۔

ہان بنک مین انجمن اُردو کے سو روپئے یا کسی قدر زیادہ جمع ہین، سہل انکاری مین بھیج نہ سکا۔ اب بھیجدونگا۔ ابن کمونہ مین نے واپس کردی بُرا نسخہ تھا، مُبنئی کے ایک آدھ شعر حاضر ہین، طرح، جوشی را۔ فراموشی را،

بنگر دستگہ حسن کہ آن نرگس مست — بہم آمیختہ ہشیاری و مدہوشی را

من فدائے بت شوخیکہ بہ ہنگام وصال — بمن آموخت خود آئین ہم آغوشی را

مین نے تو ایک خیالی بات لکھدی لکھنؤ کے ایک صاحب کے سامنے اخیر کا شعر پڑھا تو کہنے لگے اس کالج کے پروفیسر یہین مل سکتے ہین، جناب نواب مزمل اللہ خان صاحب نے میری درخواست منظور کرکے بات رکھ لی[۱] ورنہ بہت صدمہ ہوتا۔

شبلی۔ ۱۲۔ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۵۷)

مکرمی۔

آپ کے نہ آنے کا سخت صدمہ ہوا، آپ ارکان اصلی ندوہ ہین، آپ کی عدم شرکت کا دوسرون پر بُرا اثر پڑتا ہی، اور لوگ مجھ سے پوچھتے ہین۔ بہرحال مقدر مین یہی تھا۔ اگرچہ شاہ سلیمان صاحب وغیرہ نہین آئے لیکن جلسہ بڑی کامیابی[۲] سے ہوا، سلیمان[۳] کی طرف سے درخواست کیگئی کہ فی البدیہہ جو مضمون مجھکو بتایا جائے مین اسیوقت

[۱] بابت وظیفہ ماہانہ [۲] جلسہ دستاربندی طلبائے فارغ التحصیل دارالعلوم [۳] سید سلیمان ندوی،

اسپر عربی زبان مین لکچر دون گا، غلام الثقلین[1] نے ایک مضمون دیا، اور بغیر ذرا سی دیر کے سلیمان نے نہایت مسلسل فصیح اور صحیح عربی مین تقریر شروع کی، تمام جلسہ محو حیرت تھا اور آخر لوگون نے نعرہ ہائے آفرین کے ساتھ خود روکا کہ بس اب حد ہو گئی۔

مجمع نہایت کثرت سے ہوا اور بہت بڑی بات یہ ہوئی کہ بیرسٹر اور تمام ایجوکیٹیڈ نے کہا کہ ہم لوگون کو اب عملاً ندوہ مین شرکت کرنی چاہیئے لہذا آئندہ اتوار کو ایک خاص جلسہ رفاہ عام مین ہو، جس مین ہم ایجوکیٹیڈ لوگ، اور ارباب ندوہ جمع ہون اور مشورہ و غور کیا جائے کہ ندوہ کو کیونکر ترقی دینی چاہیئے اور کسطرح ہم لوگ اسکو اعلیٰ درجے تک پہونچائین۔

کلیات ناظم ارسال ہے۔ عہ اور سہ بابت وظیفہ حسب وعدہ فوراً بھیجد یجیے۔
کلیات ناظم مین ایک دو رباعیان خود مصنف کے ہاتھ کی ہین۔

شبلی۔ ندوہ۔

۴۔ مارچ ۱۹۰۷ء

(۵۸)

تسلیم۔ مدت سے آپ سے باتین نہین ہوئین، آج بے اختیار جی چاہا اور قلم ہاتھ مین لیکر بیٹھ گیا۔ یہان ایک جلسہ تھا، شاہ سلیمان صاحب اِس تقریب سے آئے تھے اور کئی دن تک میرے مہمان رہے۔ اب اُن کے خیالات ندوہ کے متعلق صاف ہو گئے

[1] آنریبل خواجہ غلام الثقلین بی اے ایل ایل بی، ۱۹۱۵ء مین افسوس کہ وفات پائی ۱۲ تعلیم یافتہ

جون مین حیدرآباد کا قصد ہی وہ بھی چلین گے، کاش آپ بھی دام وطن سے چھوٹ سکتے
کلیات جامی شاہجہان کی مہر کا عجیب و غریب نسخہ ہاتھ آیا ہی ابھی قیمت وغیرہ سطے
نہین ہوئی۔

آزاد کا سخندان پارس حصہ دوم نکلا سبحان اللہ۔ لیکن الحمد للہ میرے شعر العجم
کو ہاتھ نہین لگایا ہی۔

منجھلے خان صاحب مکہ سے تشریف لائے یا نہین۔ نواب مزمل اللہ خانصاحب
کو ایک غزل بھیجی، رسید تک نہ دی، خیر آپ لیکر دیکھئے۔

والسلام۔ شبلی۔ ۶ مئی سنہ ۱۹۰۷ء

(۵۹)

تسلیم۔ مولوی عزیز مرزا[۱] بلا رہے ہین، آپ کا ساتھ ہو تو کیا کہنا، غالباً آزاد[۲] بھی
ہون گے۔

آزاد نے نظم کا حصہ تذکرۃ الشعرا کے سے لیے اُٹھا رکھا ہی، جو اسی قدر ضخیم ہی اور
چھپ رہا ہی۔ اِن کے بیٹے کے خط سے معلوم ہوا۔ آپ ریویو[۳] لکھتے تو الندوہ کے
کام آتا، مین قلم ہاتھ مین لیکر رہ گیا،[۴] جو وقت ملتا ہی شعر العجم پر صرف ہوتا ہی۔ گرمی اب

---

[۱] مولوی ابو الکلام آزاد [۲] مولوی محمد حسین صاحب آزاد صاحب سخندان پارس، مولانا کو ڈر تھا کہ سخندان پارس اور شعر العجم مین تصادم نہو، لیکن مولوی محمد حسین صاحب آزاد نظم کی طرف نہین آئے اور اسکو سخندان پارس سے الگ تذکرۃ الشعرا کے نام سے لکھے
[۳] سخندان پارس پر [۴] سخندان پارس پر ریویو لکھنے کے لئے۔

کام نہین کر دینے دیتی۔

ہان مرزا کامران کا دیوان، اکبری کتبخانہ کا نہایت مستند دیکھا، شاہجہان اور جہانگیر کے خاص ہاتھ کی تحریرین ہین۔ مین نے فوٹو لیا، اور متعدد کاپیان کرائین کہ اور شوقینون کے بھی کام آئے، العین کو دیدونگا، یہ فی فرد لاگت ہی، آپ چاہین تو ویلو بھجوا دیا جائے، نواب[۱] صاحب بھی شاید چاہین اسلئے دو قطعہ منگوانا بہتر ہوگا۔

شبلی۔ ۱۴ مئی ۱۹۱۴ء

(۶۰)

جناب[۲] من تحیت و سلام۔ آپ کا والانامہ متضمن اظہار ہمدردی و دریافت حالات وارد فرما ہوا۔ آپ کے اظہار ہمدردی اور دریافت کا شکریہ ادا کرتا ہون حالات تفصیل کے ساتھ حسب[۳] ذیل ہین۔

ایک اتفاقی تقریب سے مین اپنے وطن اعظمگڈھ مین آیا تھا اور ارادہ تھا کہ مہینہ دو مہینے یہان قیام کرونگا۔ شعر العجم کے اجزا زیر تحریر تھے اور شاہنامہ پر ریویو کر رہا تھا۔ سترھوین مئی ۱۹۰۷ء قریباً دس بجے ہونگے کہ مین دفتر سے اُٹھکر زنانہ کمرہ مین گیا۔ اندر تخت بچھے ہوئے تھے مین پاؤن لٹکا کر تخت پر بیٹھ گیا۔ تخت پر کارتوس بھری ہوئی بندوق رکھی تھی۔ مین نے ہاتھ مین اُٹھالی اور پھر ایک دوسرے شخص کے ہاتھ مین

[۱] خدا بخش خان کے کتبخانہ بانکی پور مین [۲] نواب عبد الشکور خان [۳] عام خط جو روداد واقعہ کے اظہار کے لیے لوگون کے جواب مین بھیجا گیا تھا [۴] متعلق صدمۂ پا،

دیدی۔ اتفاق سے گھوڑا اگر گیا بندوق کی زد ٹھیک میرے پاؤن پر تھی۔ بندوق کی نال
سے پاؤن تک صرف ایک بالشت کا فاصلہ تھا۔ کارتوس مین اگرچہ چھرے تھے لیکن
چونکہ بڑے تھے اور فاصلہ بہت کم تھا اسلئے ٹخنے کی ہڈی بالکل چور ہوگئی اور پاؤن
کٹکر صرف دو تسمے لگے رہگئے۔ جس وقت ضرب لگی مجکو صرف اسقدر معلوم ہوا کہ پاؤن کو
ایک جھٹکا سا لگا کوئی تکلیف نہین محسوس ہوئی۔ جھٹکے کے بعد بندوق کے چھوٹنے
کی آواز محسوس ہوئی اور اسوقت مین نے گھبراکر کہا یہ کیا ہوا آواز سُن کر باہر سے بعض
آدمی اندر آگئے۔ اسوقت مین اسی طرح پاؤن لٹکائے بیٹھا تھا۔ اور پاؤن جوتے مین
تھے ایک عزیز نے آکر میرے پاؤن پر ہاتھ رکھا تو مین نے پاؤن جوتے مین سے نکال لیا
اسوقت پاؤن کی ایڑی جوتے مین پھنسکر رہگئی مین نے پاؤن اوپر اُٹھا دیا اور
نوکرون سے کہا اسپر پانی ڈالو۔ پانی جب ڈالا جاتا تھا تو پاؤن مین سے بھک بھک
دھوان نکلتا تھا۔ قریبًا پاؤ گھنٹہ تک مین پاؤن اُٹھائے بیٹھا رہا جب پنڈلیان دکھنے
لگین تو مین نے آدمی سے کہا کہ اب ایک تکیہ لاکر میرا پاؤن اسپر رکھدو۔ آدمی نے
رو کر کہا کہ کیا چیز ہی جو رکھی جائیگی۔ مجکو اسوقت تک نہ معلوم تھا کہ میری ایڑی جُدا ہو کر
جوتے مین رہگئی ہی جسکی وجہ یہ تھی کہ مین نے ابتدا مین ایک فوری نظر کے سوا مطلق
اپنے پاؤن پر نظر نہین ڈالی۔ اور جو کچھ مین نے پاؤن کے متعلق حالات بیان کئے
ہین وہ ڈاکٹر اور دیگر حاضرین کی زبانی ہین۔

اسوقت خاص عزیزون مین سے کوئی نہ تھا۔ نوکر اور ماما وغیرہ تھین یہ لوگ

سخت زار قطار روتے تھے اور مین ان کو منع کرتا تھا۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد فرزند عزیز محمد حامد آیا اور زخم کو دیکھتے ہی چیخ اُٹھا۔ اور بہت بیقراری کے ساتھ گریہ وزاری کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُسپر غشی سی طاری ہوگئی۔ مین نے نوکرون سے کہا اسکے منھ پر پانی چھڑکو اور حلق مین پانی ٹپکاؤ۔ اس سے اُسکو ہوش آگیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میرے چھوٹے عزیز بھائی جنید سول سرجن اور اسسٹنٹ سولسرجن کو ساتھ لیکر آئے۔ بڑی غلطی یہ ہوئی تھی کہ جو رگین کٹ گئی تھین اُن سے شدت کے ساتھ خون جاری تھا۔ اور نہ خود مجکو اور نہ نوکرون چاکرون مین کسی کو خیال آیا کہ اُن پر پٹی کسکر باندھ دین جس سے خون رُک جائے۔

بہرحال ڈاکٹر نے سب سے پہلے کام یہ کیا کہ رگون کے منھ باندھ دیے جس سے خون رُک گیا۔ اس کے بعد مین نے ڈاکٹر سے کہا کہ اگر پانوٗن جوڑنیکے قابل ہو تو خیر ورنہ سرے سے نکال ڈالیے ڈاکٹر نے کہا کہ پانوٗن کاٹنے کے بغیر کوئی چارہ نہین۔ غرض بیہوشی کی دوا پلائی گئی اور عمل جراحی شروع کیا۔ چونکہ ہڈیان کچھ اوپر تک پھٹ گئی تھین اسلیئے نصف پنڈلی جُدا کردیگئی (اور متصل ہر زہ گردی کی سزا دیگئی) عمل جراحی کے پورے ہونے کے دس پندرہ منٹ بعد مجھے ہوش آیا اور زخمون کے ٹانکے اور رگون کی کھچاوٹ کی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ آج نوان دن ہے ڈاکٹر ایک دن بیچ مین دیکر زخم کھولتا ہے۔ دھوتا ہے اور پھر باندھ دیتا ہے۔ تکلیف مین ابھی تک کوئی کمی نہین ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ابتدائے واقعہ سے اسوقت تک طبیعت کی طمانیت اور سکون مین کوئی کمی نہین ہے سوچتا ہون

تو نظر آتا ہی کہ جو شخص سر کاٹے جانیکے قابل ہو اُس کے پانوٗن کاٹے گئے تو کیا ہوا؟
ظاہری حالات کے لحاظ سے بھی تسکین ہی کہ پچاس برس سے بھی زیادہ کی کچھ عمر
پائی۔ بہت چلا پھرا۔ دوڑا دھوپا۔ ملا جُلا۔ آخر کہانتک؟ خود پانوٗن توڑ کر بیٹھنا چاہیئے تھا
نہ بیٹھا تو قسمت نے بٹھا دیا۔ ع گر نستانی بستم میرسد۔

خدائے بے نیاز کا شکر گذار۔ احباب اور اعزہ کا منت پذیر ہون۔ بچگیا تو پھر کسی
نہ کسی طرح دوستونکو دیکھ لونگا۔ ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ اب دوسرے عالم مین ملاقات ہوگی والسلام

دسوین دن ٹانکے کھولے گئے ایک ٹانکے مین مواد آگیا اسوجہ سے سوزش اور
ٹپک کی سخت تکلیف ہی۔ ۳۱۔ مئی سنہ ۱۹۰۶ء تک یہ حالت ہی۔

۲۵۔ مئی سنہ ۱۹۰۶ء۔ شبلی نعمانی

(۶۱)

جناب من، شہر سے دور رہتا ہون، جو عزیز ساتھ ہین وہ تیمارداری مین مصروف
ہین اسوجہ سے خط و کتابت مشکل ہی، زخم[1] کی حالت دس بارہ دن تک اچھی تھی لیکن
بعد کو ورم آنے لگی اور ابتک آتی ہی، اسسٹنٹ سرجن روزانہ آتا ہی، اور دن مین
دو بار زخم دھویا جاتا ہی، لیکن ابھی تک تکلیف مین کوئی کمی نہین، تکلیف گو
سخت ہی، لیکن ہمارے ہی بزرگ تھے جنھون نے سر کٹوائے تھے، پانوٗن کٹنے پر کیا
روؤن۔ فصبرٌ جمیل۔

شبلی۔ ۶ جون سنہ ۱۹۰۶ء۔ اعظم گڈھ

[1] زخم صدئہ پا۔

(۶۲)

جناب من۔

چند نایاب کتابین فروخت کو آئی ہین، مختصراً کیفیت درج ہی، پسند ہو تو تحریر فرمائیے

ورنہ وہ کہین اور بندوبست کرین۔

مثنوی گوی وچوگان۔ خط ولایت عمدہ، تمام کاغذ افشان طلا، نہایت پُرلطف قیمت

تخمینی۔ سے ۵۰ر

مناجات عبد اللہ انصاری۔ خط جلی حسب نمونہ کتاب سابق۔ صہ ۳۰ر

کلیات جامی، نہایت کثرت سے سلاطین اور اُمرا، کی مہرین ہین، شاہجہان

کے کتبخانہ کا نسخہ ہی، خوشخط اور مکمل یعنی تمام قصائد اور غزلیات ہین، نوشتہ قریب العہد مصنف،

خط ولایت۔ صہ ۶۵ر

کلیات قمی، نہایت خوشخط نسخہ مکمل حاوی تمام کلام صہ ۳۰ر

قیمتون مین شاید کچھ تخفیف بھی ہو سکے۔

مثنوی مولوی روم، عالمگیری کتب خانہ کی ملتفت خان کی پیش کردہ جائزہ

اور مہرین موجود ہین، قیمت صہ ۳۰ر

شبلی۔ اعظم گڈھ۔ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء

(۶۳)

شعر العجم کا حصہ برا بھلا جو کچھ ہو سکا مرتب ہو کر مطبع کے حوالہ ہوا، یہ نظامی تک ہے

دوسرے حصّہ کیلئے امیر خسرو کی غرۃ الکمال کا دیباچہ عنایت ہو، اور کمیاب ماخذ ہون تو اس سے بھی مطلع فرمائیے۔

مجھے ہفتہ سے بخار آرہا ہی، مسہل ہو رہے ہین، بھوپال سے برابر تقاضے آرہے ہین لیکن نہین جاسکا، وہان دس بیس دن کا قیام ہوگا۔حیدرآباد وفد مین نواب علی حسن خان، مشیر حسین قدوائی، شاہ سلیمان صاحب طیار ہین، کیا آپ رباعی کا چوتھا مصرع نہ بنین گے،

شبلی۔ ندوہ۔ ۱۵۔اکتوبر ۱۹۰۷ء

(۶۴)

مکرمی۔

ہدایۃ النحو کے بعد اوضح المسالک ابن ہشام یہان[1] درس مین ہی، اور اس سے بہتر کوئی کتاب نہین ہوسکتی، نہایت جامع مسائل اور آسان،

فرمائیے اب ندوہ بھی کبھی یاد آتا ہی، کیا میرا یہان رہنا اس بات کا مقتضی ہی کہ سب لوگ چھوڑ کر الگ ہو جائین۔ آپ صاحبون کے آنے سے عام وقعت رہتی تھی، جو اور باتون مین مفید ہوتی تھی، یہ سچ ہی کہ آپ جو یہان کرسکتے ہین وہان بھی کرسکتے ہین، لیکن اس سے ملک مین چرچا پھیلتا ہی لوگون کے ذہن مین ندوہ کی وقعت قائم ہوتی ہی، اب تو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ ایک مردہ کے سرہانے ایک از کار رفتہ بیٹھا ہوا ہی، وظیفہ بھی آپ کا نہ آیا، نہ نواب مزمل اللہ خان صاحب کا، خیر

---

[1] یعنی دار العلوم ندوہ مین۔

ع   چنان رسیم کہ دیگر بہ گردِ مانہ رسی

حیدرآباد شاید بعد رمضان جانا ہو۔

آجکل بڑا معاملہ زمین مدرسہ کا پیش ہے، دو چار معزز ارکان آجاتے تو ایک نہ ایک بات قرار پاجاتی، اِس کے بغیر سب کام رُکے ہین۔

والتسلیم۔ شبلی۔ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء

ندوہ۔ لکھنؤ

(۶۵)

آپ نے خواجوی و خجندی[1] کے جو اشعار، حافظ کے ہم مضمون انتخاب کیئے ہین، انکی نقل بھیجدیجیئے۔ مین شعر العجم کا دوسرا حصّہ لکھ رہا ہون۔

پانوں اب تک نہین بنا، اسلیئے آگے بڑھنا نہین ہوسکتا۔

کرنیل عبد المجید خان صاحب نے ندوہ کے لیے جو کوششین کین وہ آپ نے سُنی ہونگی[2]۔

شبلی۔ نور محمد بلڈنگ۔ بھائی کلہ۔ بمبئی۔

۹۔ جنوری ۱۹۰۸ء

(۶۶)

بہتر خواجوی کی غزل بھیجدیجیئے، اور دیباچہ غرة الکمال بھی یاد رہے، سندھ کی سیر

[1] کمال خجندی شاعر مشہور[2] یعنی یہ کہ ندوہ کو گورنمنٹ سے زمین ملے اور ماہوار ایڈ مقرر ہو،

لوٹین لیکن تنہا، پانون بٹنے کا وعدہ اب سے تین ہفتہ سے ہی،

ایالوکی اب ضرورت نہین، مین جس ہوٹل مین آگیا ہون، غود کوہ قاف ہی آپ بھی آتے تو بڑا لطف ہوتا، یہین سے سب حیدرآباد چلتے۔

کرنیل[1] صاحب نے لوکل حکام کے تعلقات صاف کیئے جو محسن الملک و وقار الملک سے نہ ہوسکے تھے، بہت سی پرجوش غزلین لکھین، آیئے تو سناؤن، اسی لیئے پرچون مین نہین بھیجین، ایک غزل کا شعر ہے،

این غزل اول فیض اثر بمبئی است | باش تا بادۂ این میکدہ در جوش آید

نعمانی۔

از بمبئی۔

۲۱۔جنوری ۱۹۰۸ء

(۶۷)

آج دیباچہ اور غزلین دونون پہنچین، اس عنایت کا بہت مشکور ہون، گویا یہ حصہ آپ کا لکھا ہوا ہوگا،

اب امیر خسرو کی باری ہی، ریویو تو نہین لیکن انکی سوانح نہایت جی کھول کر لکھنا چاہتا ہون، ریویو بھی لکھونگا، لیکن ہر شخص پر پورا زور نہین صرف کیا جاسکتا۔

شبلی

بمبئی۔

۳۰۔جنوری ۱۹۰۸ء

[1] کرنیل عبدالمجید خان، پٹیالہ،

(۶۸)

مکرمی۔

حسب ارشاد سامی سب سے پہلی غزل حاضر ہے،

ساقیِ مست چو سوی من مدہوش آید	ساغر از کف بنہد مے کدہ بر دوش آید
من بر آنم کہ کنار از ہمہ عالم گیرم	گر مرا یک صنمے شوخ در آغوش آید
کام دل خواہی ازان نو بر خو کردہ بشرم	باش تا یک دو سہ ساغر زدہ مدہوش آید
ناصحا از حمتِ بے صرفہ بجانم مپسند	من نہ آنم کہ مرا پند تو در گوش آید
مستئ و عربدہ، کارے چو منے نیست ولے	چشم ساقی است کہ تاراج گرِ ہوش آید
حالیا یک نگہ ناز ازان سادہ بس است	آن بود نیز کہ بے باک در آغوش آید
این غزل اول فیض اثر بمبئی است	باش تا بادۂ این مے کدہ در جوش آید
باش تا شبلیؔ آزاد بہ زیبا صنمے	از درِ صومعہ تا مے کدہ ہمدوش آید

افسوس یہ ہی کہ ہم نہ صرف پارسائی مین بلکہ رندی مین بھی عالم بے عمل ہین۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۳۔فروری ۱۹۰۸ء

(۶۹)

مکرمی۔

خط پہونچا۔حیرت ہوئی کہ آپ نے عُلما کا ہم آہنگ ہونا مشکل خیال کیا؟ یہ مسئلہ تو تمام مذاہب کا متفقہ مسئلہ ہی، فقہ مین عموماً وقف اولاد کا مستقل باب ہی، پریوی کونسل

نے اُس کو اُڑا دیا ہی، ہم اُسی کا اعادہ چاہتے ہین۔ دیوبند وغیرہ کا اختلاف کس بنا پر ہوسکتا ہی؟ شائد آپ نے سید صاحب کا قانونِ وقف خیال کیا، وہ الگ چیز ہی ہمکو اس سے کچھ واسطہ نہین۔

ندوہ کے متعلق دو برس کی مختصر کوشش کے بعد جس مین اصل حصہ کرنیل عبد المجید خان کا تھا، اور مین اِن سے خط کتابت کر رہا تھا، یہ ہوا کہ اب خود لفٹنٹ گورنر نے پوچھا کہ ندوہ کس قسم کی امداد گورنمنٹ سے چاہتا ہی، اور ڈائرکٹر کا باضابطہ خط آیا ہی جس مین امداد دینے کے متعلق پوچھا ہی، امداد قبول کرنے سے کوئی پابندی عائد نہین ہوگی مین نے اِس مسئلہ کو پارسال طے کرلیا تھا، اس لیئے اب قبول کرنے مین کوئی مضائقہ نہین۔ اب گورنمنٹ کے تیور بدلے تو رئیسون کی بھی آنکھین بدلین گی، اب کا سالانہ جلسہ ندوہ کا ہوگا اور انشاء اللہ زور شور ہوگا۔

وقف کے متعلق خود علما کے خطوط آئے ہین کہ ہم مستقل رسالہ مین شریک ہین اور کہو تو ہم خود لکھین۔

غزل بھیج چکا ہون، خواجو کی غزلین اور دیباچہ پہونچا، شکریہ لکھ چکا ہون، معجم البلدان وغیرہ مصر مین نہایت ارزان چھپی ہین، آپ چاہین تو لے لون، معجم کی قیمت یورپ کے نسخہ کی دو سو تھی۔ مصر کی بیس یا پچیس ہے۔

شبلی

۶۔ فروری ۱۹۰۸ء

(۷۰)

بمبئی۔

عین اسوقت کہ چمن زار بمبئی کی گلگشت نے عالم طلسم مین پہونچا دیا تھا،
بھاولپور کے عہدہ دارون کا خط پہونچا کہ ریاست کے حکم سے ندوہ کے معائنہ کو آتے
ہین، اور اسوقت تمھارا ہونا ضروری ہے، بالکل اسی حالت مین بمبئی سے نکلا،
جسطرح مرحوم شداد نے بہشت عدن کو خیر باد کہا تھا، بہرحال پھر اسی خرابہ مین آگیا،
بھاولپور نے دل افروز امیدین دلائی ہین، دیکھئے کیا ہوتا ہے، گورنمنٹ کی نگاہ بھی بدلی
زمین نزول کے لیئے خود ٹیلر[1] صاحب نے لکھا، ایڈ کے لیئے ڈائرکٹر نے خود دریافت
کیا، دیکھئے قوم کی نگاہ بھی بدلتی ہے یا نہین۔

بمبئی مین خواجہ حافظ کے دربار سے رخصت ہوا، اب امیر خسرو سامنے ہین،
نہ سپہر اور آئینۂ اسکندری رجسٹرڈ بھیجدیجیئے بلکہ عشقیہ بھی۔

غزلین چھپنے کو دیتا ہون، ایک غزل کا ایک شعر مجھکو مختلف وجوہ سے بہت
پسند آیا، آپکو لکھتا ہون، واقعیت، اور اظہار قدرت پر نظر فرمائیے۔ نہان کردہ ایم،
عیان کردہ ایم ماطرح ہے،

بیجا صلی نگر اکہ باین دوری از رخش — صد جاے بہر بوسہ نشان کردہ ایم ما

ہمایون نامۂ گلبدن بیگم، اور لب اللباب عوفی یزدی، مطبوعات یورپ مین سے

[1] لکھنؤ کے ڈپٹی کمشنر

بمبئی مین سے ساتھ آئی۔

جلسہ سالانہ[1] کی تاریخین عنقریب متعین ہونے والی ہین'

شبلی۔ ۱۸۔ فروری ۱۹۰۸ء
لکھنؤ

(۱۷)

یاد آتا ہی کہ آپ نے مخزن یا کسی اور پرچہ مین امیر خسرو کی طالب العلمی کے حالات لکھے تھے، کہان سے لکھے تھے؟ آئینۂ اسکندری، نہ سپہر، عشقیہ کا اب تک انتظار ہی خسرو کے قصائد ہون تو اسکی بھی ضرورت ہی شعر العجم کے حصۂ دوم مین سعدی' اور مولانا روم، تو حالی اور شبلی کے دستبرد مین گئے اب خسرو اور حافظ ہی پر مدار ہی اسلیئے اُنکو زیادہ پھیلانا چاہتا ہون۔

اب کی بمبئی مین عجیب رنگین صحبتین رہین' لیکن عین عالم لطف مین ندوہ کی ایک فوری ضرورت سے یہان آنا پڑا، لیکن آنکھون مین اب تک وہ تماشا پھر رہا ہی' خیر اس پر فخر کرتا ہون کہ دل کی خوشی کو قوم اور مذہب پر نثار کر سکتا ہون اور بے تکلف کر سکتا ہون۔

شبلی۔ ندوہ۔ لکھنؤ
۲۶۔ فروری ۱۹۰۸ء

---

[1] ندوہ کا جلسہ سالانہ۔

(۷۲)

مکرمی۔

والانامہ پہونچا۔ دیباچہ تحفۃ الصغیر بھی عنایت ہو، ورنہ کتاب ناتمام رہ جائیگی، عالمگیر کا مضمون اب کے تمام کر رہا ہون، یہ حصّہ صرف اِس کے اصلاحات ملکی اور فضائل اخلاقی کے متعلق ہی، اب علیحدہ پمفلٹ مین بھی چھپ سکتا ہی اور چھپے گا، محمد علی۔ بی اے (برودھ) انگریزی مین ترجمہ کر رہے ہین۔

ترسازادے بمبئی کے ایوان جمال کے جھوٹے طلسم ہین، سچی تصویرین الگ ہین، عراقی بھی، ایرانی بھی، اور خال خان ہندی بھی،

جلسہ سالانہ ضرور جلد کر لیا جاتا، لیکن منشی احتشام علی صاحب وغیرہ زمین یا ایڈ ملجانے کا انتظار کرتے ہین کہ اس سے جلسہ پُر اشاندار ہوگا اور سب تعلقدار شریک ہوسکین گے۔

بمبئی کی غزلین چھپنے کو دیدی ہین، کوئی سولہ صفحے ہوجائین گے۔ پھر بمبئی عود کرتا، لیکن زمین اور ایڈ کا معاملہ چھڑ گیا ہی اور ہر روز نئی تحریک سے کام پڑتا ہی، ڈائرکٹر نے اَب کے پوچھا ہی کہ آپ ہم سے کس خاص صیغہ مین ایڈ مانگتے ہین، زمین کا بھی نقشہ مانگا ہی۔ اَب ذرا امید کی دھندلی سی صورتین نظر آتی ہین، دیکھیے تعبیر خواب بھی اچھی ہو۔

سلہ امیر خسرو کا پہلا دیوان، جو لڑکپن کا کلام ہی سلہ ندوہ کے متعلق ہے۔

اس سفر مین وہ فرمان ہات آیا جس کے روسے اکبر نے پارسیون کو نوساری مین جاگیر عطا کی تھی، خانخانان کے محکمہ کا حکم ہی، بحوالہٗ فرمان اکبر، الندوہ مین دون گا،

مولوی شرف الدین جج ہائی کورٹ نے اپنی سب کتابین ندوہ کو بھیجدین،

اس کوڑہ مین کچھ جواہر بھی ہین۔

غرۃ الکمال بمبئی مین بھی ہاتھ[۵۱] آئی لیکن اسی قدر غلط۔

بمبئی مین تعلیم نسوان کے عجیب حیرت انگیز نمونے دیکھے، جنس لطیف کے پبلک لکچر اور اسپیچین سنین، اور پرئیوٹ صحبتو نمین انکی قابلیت دیکھی، تعجب ہوا، لیکن چندان خوشی نہین۔

والسلام

شبلی۔ ۵- مارچ سنہ ۱۹۰۰ع
لکھنؤ۔

(۷۳)

تسلیم۔ ہان ڈاکٹر ریو[۵۲] نے کتب خانہ برٹش میوزیم کی فہرست مین لکھا ہے کہ نہایتہ الکمال انکا[۵۳] پانچوان دیوان ہی، اسکا دیباچہ یہ ہی بسم اللہ الواہب للذی ہب الخ

مرآت آفتاب نما مین بھی اسکو پانچوان دیوان لکھا ہی،

دیباچہ سے مین بھی متمتع ہونا چاہتا ہون۔

شبلی۔ ۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ع لکھنؤ

[۵۱] بمبئی مین ملا فیروز کی لائبریری کا نسخہ تھا، جو پروفیسر عبدالقادر کے ذریعہ سے منگوا گیا تھا،
[۵۲] مرتب فہرست کتبخانہ برٹش میوزیم لندن۔ [۵۳] یعنی امیر خسرو کا

(۷۴)

کل انسپکٹر مدارس ندوہ کے معائنہ کو آئے اور بظاہر خوش گئے کتب خانہ پر خاص خوشنودی ظاہر کی،

زمین کے متعلق ڈپٹی کمشنر نے سفارش لکھکر کاغذ کمشنر صاحب کے ہان بھیجدیا۔

ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن لکھنؤ مین آگئے۔ ان سے ہم لوگ ملین گے میرے قدیم شناسا اور مہربان ہین،

ہان آپ دس پندرہ دن کے اندر حیدرآباد ڈیپوٹیشن مین چل سکتے ہین، راہ مین دو تین دن بمبئی کی سیر ہوگی اور آپ محظوظ ہون گے، حیدرآباد مین بھی کچھ چیزین دیکھنے کے قابل ہین۔

تحفۃ الصغر کا انتظار ہو۔ جواب جلد عنایت ہو۔

شبلی۔ ۲۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

(۷۵)

مکرمی۔

بہشت[1] سے آپ کو خط لکھ رہا ہون، افسوس آپ ایمان بالغیب کو ایمان بالحضور پر ترجیح دیتے ہین، شعر العجم کے اجزا ساتھ لایا ہون، گو حیدرآباد کی منزل اصل وجہ سفر ہے، تاہم چاہتا ہون کہ دوسرا حصہ اسی بہشت زار مین مرتب ہو جائے،

[1] دار العلوم کے معائنہ کو [2] بمبئی سے،

لکھ بھیجیے کہ پٹیالی جو امیر خسرو کا مولد ہی کس ضلع مین ہی؟ اور شہر سے کس قدر دور ہی؟ یہان وقف کی کارروائی کو پھیلانا چاہتا ہون۔ دیکھیے کہان تک کامیابی ہوتی ہے۔

.... بڑی آمادگی سے سکرٹری شپ کی کوششین کر رہے ہین، اخبار و نمین اظہار عہدہ کے مضامین چھپواتے ہین، بیٹے کی طرف سے امرتسر مین اعلان کرایا کہ پچاس سالانہ چندہ دونگا، اور صاحبزادہ کا نام یون لکھوایا گیا، پسر ناظم ندوۃ العلماء۔ جا بجا خطوط بھجوا رہے ہین کہ خط کتابت میرے نام کی جائے، بھوپال سے جو ماہوار مقرر ہوئی تھی، بیگم صاحب نے سند مین میرا نام لکھوادیا تھا، اور میرے ہی نام سے منی آرڈر آتا تھا، ایکی مہینے مین اپنے نام سے منگوایا ہی، ندوہ کے پاس مکان لیکر رہنا چاہتے ہین، لیکن یہ سب کیون، علاوہ تمنائے نظامت کے اس لیئے کہ تعمیر مین لکڑی وغیرہ ان کے کارخانہ سے خریدی جائے یہ ہین ہمارے مقدسین۔

شبلی

بمبئی۔ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء

(۷۶)

مکرمی۔

والانامہ پہونچا۔ مین مدت ہوئی واپس آیا، لیکن

داغم کہ ہوائے چمن بمبئی امسال   سرمایۂ یک تازہ غزل نیز نبودہ است

دار العلوم اب جا کر کچھ رنگ پہ آیا، بڑا رونا تعلیم کا تھا، .... نہ فن کے ماہر تھے نہ کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے تھے۔ اب ان کے جو قائم مقام ہین اور جن کو مین نے زبردستی حیدر آباد سے بلایا ہی[۵۱]، ایسے شخص ہین کہ دو ہی چار دن مین طلبہ کی آنکھین کھل گئین، اور سمجھے کہ تعلیم اور فن دانی اس کو کہتے ہین۔ عرب صاحب[۵۲] بھی ایک حد تک غنیمت ہین۔ بڑی مشکل یہ ہی کہ مولوی فاروق صاحب مرحوم کا بدل نہین ملتا مولوی سید محمد صاحب[۵۳] آکر چلے گئے، ایک ادیب کی سخت ضرورت ہے،

وقف کے دستخطون کے لئے ایک آدمی کے گشت کرانے کی ضرورت ہی کوئی آدمی ہو تو بھیجدیجئے۔ ؎ مشاہرہ دونگا۔ سفرخرچ علاوہ بشرطیکہ معقول آدمی ہو، شعرالعجم کا دوسرا حصہ بھی چھپ چکا، لیکن ابھی تک کتابین نہین آسکین، ورنہ سب سے پہلے خدمتِ عالی مین پہونچتین۔

شبلی۔ ۲۹۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(۷۷)

مکرمی۔

مولوی عبدالحی صاحب نے آپ کو اطلاع دی ہوگی کہ جلسہ سالانہ دہلی مین قرار پایا، لیکن چونکہ وہان مسلم لیگ کے جلسہ کیلئے حال ہی مین چھ ہزار چندہ ہو چکا ہی،

---

[۵۱] مولانا شیر علی صاحب، [۵۲] شیخ محمد صاحب یمنی خزرجی خلف محدث مشہور شیخ حسین صاحب استاد نواب صدیق حسن خان

[۵۳] مولوی سید محمد صاحب کالپوی، مولانا محمد فاروق کے شاگرد، اور مولانا کے مرحوم کے رفیق تعلیم۔

اسلیئے عام چندہ وہان کھولا نہ جاسکا، صرف داعیون نے پانسو کی رقم دینی منظور کی ہی، حالانکہ مصارف جلسہ کا تخمینہ ڈھائی ہزار سے کم نہین۔

ابکی اسی ضرورت سے چندہ ممبری صہ، کردیا گیا ہی اور ہر رُکن انتظامی پر لازمی قرار دیا گیا ہی کہ پانچ پانچ ممبر بہم پہونچائے۔

آپ سے بھی یہ درخواست ہی اور کسی قدر رکیشت عطیہ کی الگ، لیکن یہ باتین مولوی عبدالحی صاحب کے لکھنے کی ہین، مین آپ سے جو چاہتا ہون وہ حسب ذیل ہی

(۱) جلسہ مین کسی علمی مضمون پر لکچر دیجئے۔

(۲) اخبارات مین جلسہ سالانہ کے تقریب سے ندوہ کی اغراض اور توسیع اغراض پر مضامین لکھیئے اور بہت جلد شروع کر دیجئے۔

(۳) جیسا کہ پہلے روسا سے خط کتابت کا کام آپ اپنے ذمہ لیتے تھے ابکے بھی لیجئے، ہان بورڈنگ بھی شروع کردیا جائیگا، اِس لیئے آپ کے کمرون کی رقم عین جلسہ کے وقت بذریعہ نوٹ کے پیش ہونی چاہیئے۔

شعر العجم مجھ سے ریویو کا تقاضا کر رہا ہے۔

شبلی۔ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۷۸)

مکرمی۔

آپ نے شعر العجم کی وہ مدح سنجی[۱] کی کہ مین نے خود اسپر دو بارہ اِس لحاظ سے

[۱] شعر العجم کے ریویو مین۔

نظر ڈالی کہ یہ خط و خال اسمین ہین بھی یا چشم مجنون کی قوت اختراع ہے۔

شعر العجم کا یہ کیا کم احسان ہو کہ اسکی بدولت آپکی ادبی بارش فیض پھر نصیب ہوئی، افسوس یہ دست و قلم زمینداری کے بدمزہ کاغذات پر صرف ہون۔

لوگ اکبری، یا عالمگیری ہین، لیکن مین جہانگیری ہون، اکی الندوہ کے آئینہ مین جہانگیر کی صورت دیکھئیے گا،

جلسہ دہلی نے بڑی مصیبت مین ڈالدیا ہو، ان ظالمون نے ہات تو لگا دیا لیکن بوجھ سنبھالا نہین جاتا، تقاضا ہو کہ خود آؤ اور ہاتھ بٹاؤ، دو تین دن مین روانہ ہونگا، علیگڈھ بھی راہ مین ہو لیکن آپ اپنے دائرہ سے کہان نکلتے ہین، وہان تک آنے کی اب ہمت نہین۔

فتوح الحرمین، حالات حرمین مین ایک مثنوی ہو مصنّف کا نام محی ہو، لیکن کشف الظنون کے سوا اور کسی تذکرہ مین پتہ نہین لگتا۔ آپ اپنے دفتر مین تو دیکھئیے۔

شبلی۔ ۸۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(۷۹)

مکرمی۔

اسوقت مراد آباد مین ہون۔ یہان ایک قدیم خاندان قضاۃ کا ہو، ان کے ہان شاہی کتبخانہ کی متعدد کتابین ہین، عالمگیری کی ایک جلد مسودۂ مصنفین ہو لیکن یہ ان کا بیان ہو، آج منگوا کر دیکھونگا،

جو امور مین نے اخبارات مین لکھے' ان مین سے سب تو جلسہ مین پیش نہین ہو سکتے' اس لیے بلحاظ اہمیت اور امکان حصول یہ طے کیجیے کہ اس سال کیا کیا امور پیش ہون' اور انکی کارروائی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ مدارس انگریزی مین دینیات کا بندوبست ضرور سوچیے' نیز آریون کے فتنہ کی روک'

انشاء اللہ پرسون دلّی روانہ ہونگا۔ دو چار روز کے بعد آپ بھی تشریف لائیے۔

شبلی۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء۔

(۸۰)

مکرمی۔

تسلیم۔ خدا کے فضل سے سب کام شروع کر دیئے گئے' ترجمہ قرآن مجید کیلیے متعدد شخصون کو خط لکھے' کسی نے کوئی تسلّی دہ بات نہ لکھی' لیکن عماد الملک بلگرامی نے خط لکھا کہ وہ نہایت مستعدی سے اس کام کو کر رہے ہین' ان کے خط کے اقتباسات آئندہ چھاپونگا'

اشاعت اسلام کے لیے مجھکو خود ایک بار دورہ کرنا ہے' مین ایک مہینہ سے پیچش مین ہون' اسی غرض سے الہ آباد بھاگ گیا تھا' لیکن نواب وقار الملک اپنے لڑکے کو داخل کرانے آئے تو مجھکو بلا بھیجا اسلیے آنا پڑا' اسی حالت مین لے بریلی گیا' اور وہان جلسہ کر کے اسکی بنیاد ڈالی چھینٹا پڑنے پر عام دورہ شروع ہوگا۔

وقف کے دستخط کے لیئے محمد ظہور کو جو بھیجا ہے تو اشاعت اسلام کے متعلق لوگونکو

خطوط لکھکر دیدیئے ہین، دیکھئے لوگ کیا جواب دیتے ہین۔

وقف کی موریل لکھنے کو کوئی مسلمان نہین ملتا، مجبورًا آگرہ آباد مین تیج بہادر سپرو جو ہندوستان ریویو نکالتے ہین، اُن سے خواہش ظاہر کی، وہ فارسی سے آشنا ہین اور شعر العجم کے معترف، اس لیئے خود ملنے آئے اور مجھ سے تمام کاغذات لے لیئے اور کہا کہ یہ سب پڑھ کر جواب دونگا۔

صیغۂ تصحیح اغلاط تاریخی کے متعلق سیّد سلیمان سے خط شائع کرادیا، اور لوگون نے خطوط بھی بھیجے، سیّد سلیمان اب کام شروع کرتے ہین۔

بڑی دقت یہ ہی کہ دیہات مین جاکر تلقین اسلام کرنے والے واعظ نہین ملتے، اسکا کیا علاج ہوگا؟ اشاعت اسلام کی کارروائی تمامتر اسپر موقوف ہے۔

آزاد کلکتہ پہونچے، سخت پریشان ہین۔

سیّد سلیمان میرے خطوط جمع کررہے ہین، کیا آپکے پاس میرے کچھ ہفوات غلطی سے محفوظ ہونگے؟

ہان عربی زبان مین الیڈ[1] کا ترجمہ ہوا، مصنّف دائرۃ المعارف نے کیا اور بڑے اہتمام سے کیا، یہانتک کہ مصر کے (سو) فضلا نے اس تقریب مین ڈنر دیا، مترجم نے دو سو صفحونکا دیباچہ بھی لکھا ہی، (۲۲) قیمت ہی، مین نے ایک نسخہ منگوایا ہی آپ چاہین تو آپکو بھی منگوادون۔

شبلی۔ ۵۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

---

[1] مشہور یونانی شاعر ہومر کی نظم کا سلیمان بستانی بیروت کے ایک عیسائی عالم نے ترجمہ کیا ہی، دائرۃ المعارف یعنی عربی انسائیکلوپیڈیا کی آخری جلدین اسی نے لکھی ہین، ابتدائی جلدین اور شخص نے لکھی ہین۔

(۸۱)

آپ یہ سُن کر خوش ہون گے کہ عمان، اور کویت کے دو عرب کم سن لڑکے ندوہ مین تعلیم کے لیے آئے ہین، ایک کو خود اُن کا باپ لیکر آیا ہو، بچّے ذہین ہین، ایک اُجرومیہ[1] پڑھتا ہو، اور ہونہار ہو، دونون اپنے مصارف کے خود متکفل ہین، توقع ہو کہ اگر نتیجہ اچھا ہوا تو اکثر عرب تعلیم کے لیئے یہان آئین گے، بمبئی مین بعض عرب تاجرون نے مجھ سے خط کتابت شروع کی ہو، اور چاہتے ہین کہ جب بمبئی جاؤن تو انھی کا مہمان ہون،

کشمیر سے تار آیا کہ بارش ہو، اسلیئے نہ جاسکا؛

شبلی۔ ۲۵۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۲)

مکرمی۔

شدت گرمی سے مین کلکتہ بھاگ گیا تھا، اور واقع مین وہان بہت آرام تھا، لیکن یہان کے کام ابتر ہو رہے تھے اس لیئے کل واپس آیا، یہان اس بلا کی گرمی ہو کہ بوُلا گیا ہون، ندوہ کی حالت نہایت ابتر ہو، شاہجہان پور کی جائداد پر عدالت قبضہ دلا چکی لیکن ہمارے ہان کوئی خبر نہین ہوتا، جب دو چار خط معتمد مال کو مین اور مولوی عبدالحی صاحب لکھتے ہین، تو اک ذرا چونک کر پھر رہجاتے ہین،

[1] نحو کی ایک کتاب ہو جو مصر و عرب مین عموماً بچون کو پڑھائی جاتی ہو،

وہ اولاتو کام کے عادی نہین، اور ہون تو اُن کو اپنا کام کیا کم ہی

للت پور مین ایک شخص نے دو سال ہوئے، مکان وقف کیا تھا، اب اسکا خط آیا کہ کوئی خبر نہین لیتا، مین کیا کرون، یہی اور بہت سی مالی معاملات کا حال ہی سب پر طرہ یہ ہی کہ اشاعت اسلام، تصحیح اغلاط وغیرہ کی کارروائی کے لیے کوئی رقم نہین ملتی، حتی کہ خط کتابت کے لیئے معتمد صاحب فرماتے ہین کہ جلسۂ انتظامیہ کی منظوری ہونی چاہیئے۔

جلسۂ انتظامیہ ہوگا تو بجائے ضروری اُمور کے لوگ نظامت کے لیئے کمرین باندھ باندھ کر آئین گے، اور کل اجلاس مین مہابھارت کا رنگ رہے گا جس مین الحربُ سجال کا نتیجہ ظاہر ہوگا۔

اگر آپ کو ندوہ کا درد ہی، تو آٹھ سات دن کے لیئے آیئے، مولوی خلیل الرحمن صاحب کو بلایئے، پہلے آپس مین صلح اور نیک نیتی کے ساتھ تمام مراتب طے ہو جائین اور ضرور ہو سکتے ہین، پھر تمام اُمور کو باقاعدہ جلسہ مین طے کر لیجیئے، جب ہم لوگ متفق ہون گے تو کسی کو اختلاف نہ ہوگا۔ ورنہ حالت اس حد تک پہونچگئی ہی کہ اب انجمن حمایت الاسلام کی طرح ندوہ کی مالی کارروائیان بھی اخبارات کے منظر پر نظر آئینگی، چار برس ہوئے کوئی حساب کتاب نہ مرتب ہوا، نہ شائع ہوا، لوگ چاہتے ہین کہ ماہ بماہ الندوہ مین جمع خرچ چھپے، یہان کسی کو خبر بھی نہین، مدتعیر کی ایک مجلس ہی، اس کا ایک اجلاس ابتدائی کے سوا آج تک کوئی اجلاس نہین ہوا

سب جمع خرچ محض ذاتی رائے سے ہو رہا ہی۔

آپ نے بلایا ہی لیکن مجھکو آج کل سفر کرنا محالات مین سے ہے۔

شبلی۔ ۹-جون سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۳)

اشاعت اسلام کی بنیاد دو کامون پر ہی۔ تقرر وعّاظ۔ آمدنی مشاہرہ وعّاظ۔ واعظ حسب خواہش وضرورت نہین ملتے، اور ملین تو کئی سو ماہوار کی آمدنی چاہیئے، انہی دونون باتون کے متعلق مین نے یادداشت کے لئے لکھا تھا۔ اسپر مکرر غور فرمائیے اور اپنی رائے قلمبند کرکے دیجئے کہ کیونکر اور کس طریقہ سے یہ دونون باتین حاصل ہونگی۔

شبلی۔ ۱۲-جون سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۴)

مکرمی۔

ابکی میری خاموشی اور رضا بالقضا نے بُرا نتیجہ پیدا کیا، لڑکونکی عدم مذہبی پابندی کی تحقیقات نہایت ضروری ہی، لیکن اسکا طرز یہ تھا کہ لڑکے مدعاعلیہ ہوتے نہ کہ مین خود بھی ایک مجرم قرار دیا جاتا، تحقیقات یہ کرنا تھا کہ آیا میرے کسی قول و فعل سے لڑکون کو عدم پابندی کی ترغیب ہوتی ہی یا نہین، آیا مین نے خود طلبہ کی

سلہ ندوہ کے جلسہ انتظامیہ مین۔

اِس حالت پر نوٹس لیا یا نہین، یا مین نے اس کے متعلق احکام جاری کیئے یا نہین،
اصل یہ کہ مدت سے کوئی جابر اور منتظم پرنسپل نہین، اسکی تلافی مین کیا کرسکتا ہون، یہ
تو وہی بات ہی کہ عمدہ ناظم نہ ملنے سے بہت سے کام ابتر ہو رہے ہین، لیکن اِن بنا پر
معتمدین پر کمیشن بٹھائی جاسکتی ہے۔

اس صورت مین کمیشن بیٹھنا کہ مین مجرم کی حیثیت سے سامنے آؤن اور میرا
اظہار تحریری یا تقریری لیا جائے۔ مین قیامت تک پسند نہین کرسکتا، اور اسکا
یہ نتیجہ ہو کہ اگر ایسا ہی ہوتا ہی تو آپ مجھکو مطلع کرین تاکہ مین قطعی استعفا دیدون،
آپ کا ندوہ سلامت رہے، اور نائب ناظم صاحب اور دیگر معتمدین صاحب
اس کے چلانے کے لیئے کافی ہین۔

شبلی۔ ۳۱۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء۔ الہ آباد،

(۸۵)

مکرمی۔

رام پور[۱] اس لیئے نہ جاسکا کہ وہان سے اطلاع آئی کہ ابھی نہ آؤ، سرکار[۱] نینی تال
ہین، اور اسوقت تک کتب خانہ بند رہیگا۔

مرزا کامران[۲] کے دیوان کے سرورق کا جس پر جہانگیر وغیرہ کے دستخط ہین،

---

[۱] یعنی نواب صاحب رامپور [۲] مرزا کامران اکبر کا چچا تھا اُسکا فارسی دیوان بانکی پور کے کتبخانہ مین ہی
اُس کے سرورق پر شاہجہان اور جہانگیر کے دستخط ہین، شاہجہان کی عبارت یہ ہی۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب۔

ہین نے فوٹو لیا تھا، اور الندوہ سے شائع ہوا تھا، یاد آتا ہو کہ ایک آپ نے بھی منگوا یا تھا، اگر ہو تو مطلع فرمائیے۔ اس سے اور فوٹو لینے ہین، یہان کوئی کاپی نہین رہی،

کمیشن[1] کا معاملہ غور طلب ہو، اس لئے مفصل لکھتا ہون، غور سے پڑھیے گا، اسکے دو پہلو ہین، ایک واقعی اصلاح اور انتظام، اور دوسرے کسی شخص کی مخالفت و عداوت،

امر اول کی صورت یہ ہو کہ آپ تشریف لائیے، اور سب ارکان یہین ہین، مدرسہ مین آئیے، لڑکون کو دیکھیے بھالیے، مذہبی پابندی مین جو کمی ہو، اسکو نوٹ کیجیے، طریقۂ انتظام و اصلاح سوچیے اور قلمبند فرمائیے۔ لیکن یہ تمام کارروائی بغیر اطلاع اور شور وغل کے ہو، اسوقت موجودہ حالت یہ ہو کہ شاہ صاحب اور منشی صاحب نے تمام شہر مین غل پھیلا رکھا ہو، باہر کا جو شخص آتا ہی، یہی خبر لیکر میرے پاس آتا ہی، اسلیئے جس دن آپ آئین گے شہر مین غل ہوگا، اکثر لوگ مدرسہ مین آئین گے، مخالف اور موافق ہر جگہ ہوتے ہین، اسلیئے بہت سے لوگ بلکہ خود بعض ارکان موجود ہونگے، اور اس بات کی کوشش کرینگے کہ مجرم کی حیثیت سے میرے مقابلہ مین اظہار دلائے جائین، یعنی فلان شخص کی تحریرات، تصنیفات، اور تقریرات نے یہ اثر پیدا کیا ہی، ضیاء الحسن[2] علی گڈھ سے یہان آئے تھے، دوسرے دن ملنے آئے کہتے تھے کہ منشی صاحب نے ان سے کہا کہ تمھارا اظہار بھی لیا جائے گا۔

---

[1] دیکھو مکتوب لیہ کا خط ۶۵۔ [2] مولوی ضیاء الحسن علوی ندوی بی اے۔

یہ طریقہ نہایت برا ہوگا، اور مین اسکے قبول کرنے پر طیار نہین ہو سکتا، نہ اسلئے کہ مجھکو اپنے خلاف شہادت کا ڈر ہی بلکہ اس لئے کہ کسی معتمد کے مقابلہ مین طلبہ وغیرہ سے اظہار لینا، یہ اُسکی توہین ہے۔

بیشک مین اسوقت اس کارروائی پر راضی ہو سکتا ہون جب اسکے ساتھ اور معتمدین پر کمیشن بیٹھے، مین اسکو قطعًا ثابت کرسکتا ہون کہ فلان صاحب صبح کی نماز نہین پڑھتے، فلان صاحب نے اپنی غفلت سے اسوقت تک ہزارون روپیہ لوگون کا ضائع کردیا ہی، یعنی لوگون نے کمرہ کی تعمیر کے لئے روپیہ دیا تھا وہ تعلیم پر صرف کردیا گیا، وعلیٰ ہذا۔ فلان صاحب نے وقف کرکے اپنی جائداد دارالعلوم کو دیدی اور اب تک رکن ندوہ ہین، مکان دارالعلوم کا روپیہ ندوہ ادا کرچکا باوجود اس کے دستاویز واپس نہین کرتے، اور اسی وجہ سے باوجود اسکے کہ دو دفعہ جلسۂ انتظامیہ مین منظور ہوچکا کہ مکان موجودہ فروخت کرڈالا جائے وہ فروخت نہین کرتے۔

ان سب باتون کو بروئے کار لانا پڑے گا، ورنہ یہ نہین ہو سکتا کہ صرف ایک معتمد پر بے وجہ اسقدر شورش کی جائے۔

ضابطہ کی حیثیت یہ ہی کہ کمیشن کا رزولیوشن اجنڈا مین درج نہ تھا، منشی احتشام علی صاحب کی یادداشت اسلئے نہین پیش ہو سکی کہ پندرہ دن پہلے ارکان کے پاس نہین پہونچی تھی، پھر یہ جدید رزولیوشن کیونکر فورًا پیش ہوکر بغیر منظوری

دیگر ارکان غیر حاضرین کے پاس ہوسکتا ہی - اُسپر مزید یہ کہ اُسوقت یہ پاس ہوا کہ ایک مہینہ کے اندر رپورٹ پیش ہوجائے - مدت گذرنے کے بعد ارکان کمیشن کو کیا حق ہے، جبتک جلسہ انتظامیہ کی دوبارہ منظوری نہ ہو -

غرض مقصود یہ ہی کہ کام کی اصلیت مقصود ہو تو اس کا طریقہ مین پہلے عرض کر چکا، اور اگر فلان و بہمان کو شماتت کا موقع حاصل کرنا مقصود ہی تو مین اسکے لیے بالکل آمادہ نہین ہون، اس حالت مین صرف دو نتیجے ہون گے - آسان یہ کہ مین مستعفی ہوجاؤن - اور دقت طلب یہ کہ مین کمیشن کی تعمیل سے انکار کرون،

اسمین کچھ شبہہ نہین کہ طلبہ مین تقدس کا اثر نہین ہی، آپ نے مجھسے بیان کیا تھا کہ ایکدفعہ ندوہ کے لڑکے ڈیپوٹیشن کے طور پر بھیکن پور بھی گئے تھے، انکی وضع سے آپ نے سمجھا کہ علی گڈھ کے لڑکے ہین، یہ میری موجودگی سے قبل کا زمانہ ہی، اسکی وجہ مین نے بہت سوچا اس کے سوا کوئی نہین کہ ابتدا سے آج تک کوئی پرنسپل مقدس اور با اثر نہین ملا،

ایک زمانہ مین مولوی فاروق صاحب مرحوم تھے، وہ خود بے پروا تھے - مولوی ..... صاحب خود پابند تھے لیکن اثر کچھ نہ تھا، خود اُن کا لڑکا مولوی ..... ڈاڑھی ترشواتا تھا اور وہ کچھ نہ کہتے تھے - اسکی نماز فجر نہ پڑھنے کی مین نے اُن سے شکایت کی تو فرمایا کہ 'رات کو مطالعہ زیادہ دیکھتا ہی اسلئے صبح کو سوجاتا ہی'

مین اول جب حیدر آباد سے آیا تو دیکھا کہ دار الاخبار (ریڈنگ روم) مین

طلبہ نے نواب محسن الملک وغیرہ کی تصویرین لگا رکھی ہین۔ نماز نہ پڑھنے پر گوشت کا پیالہ بند کیا جاتا تھا، لیکن ہر روز دس پانچ بند رہے۔

اسکی تدبیر صرف یہ ہو کہ کوئی مقدس بزرگ ہاتھ آئین، مولوی سیف الرحمن صاحب کی تعریف مولوی مسیح الزمان صاحب وغیرہ بہت کرتے ہین، مین نے اُن کو لکھا، لیکن وہ پچاس (۵۰) پر نہین آتے۔

بہرحال یہ معاملہ موجودہ صورت مین معمولی معاملہ نہین ہو، مجھکو مطمئن فرمائیے کہ طریقۂ تحقیقات کیا ہوگا؟ کیونکر ہوگا، عنوان کیا ہوگا؟

رزولیوشن مین خاص میرے زمانہ کے مقابلہ کا ذکر ہو، اس سے مخالف طبیعتون کو ہر قسم کے مخالف پہلو کا موقع ملے گا، اور اس سے وہ کام لین گے۔

والتسلیم

شبلی۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۰ء

(۸۶)

مکرمی۔

ندوہ کے مواد فاسد کو ہر دفعہ اوپر سے لیس پوت کر دی جاتی ہو، اور اندر اندر مواد پکتا رہتا ہو، اس لیئے ہمیشہ خلجان رہتا ہو، اگر واقعی ندوہ کا درد ہو (اور ضرور ہو) تو ایک ہفتہ کے لیئے آئیے، اصل یہ ہو کہ منشی احتشام علی صاحب اور مولوی خلیل الرحمن صاحب، بلکہ مولوی عبدالحی صاحب کو کسی قدر یقین ہو کہ مین ان لوگون کے اختیارات

مین دست اندازی کرتا ہون اور اُن کے کرنے کا کام خود کرتا ہون اور اسطرح وہ نمایان نہین ہوتے - اس لیئے آکر میری اور انکی سنیئے اور دیکھیئے کہ کیا واقعہ ہی، مجھکو آپکی رائے پر پورا بھروسہ ہی، اگر آپ کے نزدیک مین نے ایک ذرہ بھی اپنے حدود سے تجاوز کیا ہوگا تو معترف ہو کر معافی مانگونگا - ورنہ جب تک ان لوگون کا یقین نہ زائل ہوگا کوئی کمیشن اور اصلاح سودمند نہ ہوگی، یہ سب تو اسی رنجش کے بخارات ہین، باقی مفصل خط پہلے لکھ چکا ہون -

شبلی - ۳۰ - ستمبر ۱۹۱۰ء

(۸۷)

مکرمی - السلام علیکم

افسوس آپ ایسے وقت مین تشریف لاتے ہین کہ اعظم گڈھ مین سناٹا ہوگا - یہ شہر منا اور عرفات کی طرح صرف کچہری کے زمانہ تک آباد رہتا ہی، تعطیلون مین بالکل ویران ہوجاتا ہی، کیونکہ وہان کا خاص باشندہ کوئی ممتاز آدمی نہین، سب دیہاتی ہین - ہم لوگ خود چونکہ باہر رہتے ہین اور تعطیلون مین بھی باہر رہتے ہین، اسلیئے اس کمی کی یون بھی تلافی نہ ہوسکے گی - بہرحال تحریر فرمائیے کہ کس تاریخ تک آپ ضرور آسکین گے - مجھکو تو ایک طرف نواب وقار الملک منصوری مین بلا رہے ہین، دوسری طرف مولوی سید حسین صاحب بلگرامی کا خط آیا ہی کہ تم خود آؤ تو مین مسودہ وقف لکھدون، ادھر مدرسہ کے کھلنے کے وقت بہت سے جدید ضروری

انتظامات ہونگے، اسلئے موجود رہنا چاہیئے۔ غرض ایک کشمکش مین ہون،
عمارت کا چندہ اب بالکل بند ہی۔ مجھکو لوگ اب کچھ کرنے نہین دیتے، خود کچھ کرتے نہین، دور دور تک یہ پھیلا دیا ہو کہ مین الگ ہو گیا چنانچہ باہر سے متعدد خطوط آئے نہ صرف میرے پاس بلکہ اورون کے پاس۔ قاری عبدالولی صاحب مطبع آسی پرسون آئے تھے انکے پاس پورب سے ایک خط آیا ہے مین بہت سی افسردہ تھا۔ بیماری نے اور دل توڑ دیا۔ اپیل شائع کرنے کی ضرورت نہین۔ مین نے کام تقریباً چھوڑ دیا ہو، لوگ آئین اور کام سنبھالین۔ پچاس ہزار خرچ ہو چکے، عمارت ناتمام رہی۔ بیس ہزار کی اور ضرورت ہوگی، اس کے علاوہ بورڈنگ کا سامان۔ اضافہ ماہوار، ترقی تعلیم، یہ سب کام ہین، لوگ آئین اور انجام دین۔ مین انشاء اللہ کسی اور صوبہ مین قیام کرون گا۔ اور کوئی مشغلہ ڈھونڈھ لون گا۔ مولوی سیف الرحمن کو بلوائیے اور مقرر کیجئے۔

مصر سے عربی مین نقشہ مل سکتا ہے۔ والتسلیم

شبلی۔ ۲۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۸)

مکرمی۔

تسلیم۔ الیڈ[1] مین نے علی گڈھ سے منگوائی تھی اور مصر سے بھی، آپ وہین

---

[1] یونانی شاعر ہومر کا ترجمہ عربی، دیکھو مکتوب ۸۳۔

کیون نہ لے لین حقی بغدادی سے۔ عرب کا نقشہ بھی وہ منگوا دین گے، چونکہ وہ اور کتابین بھی منگواتے رہتے ہین، اسلیئے ان کے ذریعہ سے شاید ارزان آئے، ورنہ مین حاضر ہون،

اعجاز خسروی کا ایک عجیب و غریب نسخہ ہات آیا۔ امیر[1] کی وفات کے ۱۰ برس بعد کا لکھا ہوا ہی، نہایت صحیح اور سرتاپا محشّیٰ ہی، اور کمال یہ کیا ہی کہ لفظی رعایت مین ایک لفظ کے کئی ٹکڑے مین بھی کوئی رعایت ہی تو اسقدر ٹکڑا سُرخ لکھا ہی، مثلاً باغ کی رعایت مین بُود کا لفظ آگیا ہی تو بُو کو سُرخ لکھا ہی، تمام کتاب مین یہ التزام ہی، اسقدر دیدہ ریزی شاید خود مصنف نے کی ہو۔

آپ کے نہ آنے سے خمیر یک کر رہ گیا، جاگ ٹوٹا۔ لیکن زیادہ طیار ہونے کیلئے۔

شبلی

۱۵-نومبر سنہ ۱۹۱۰ع

(۸۹)

مکرمی۔

سبحان اللہ اتنا نہ ہوا کہ الہ آباد سے آتے ہوئے ایک دن لکھنؤ مین ٹھہر جاتے ۲۷-فروری کی تاریخ غالباً بدل جائیگی، قواعد انتخاب کے مطلب کی تعبیر مین سخت اختلاف ہی، وکلاء اور قانون دانون سے کئی دن سے مشورہ رہا کوئی قطعی بات طے نہین ہوتی، ارکان خود ملکر پہلے طے کرتے تو بہتر تھا ورنہ وقت پر پہلے تو قواعد ہی پر

[1] یعنی امیر خسرو دہلوی،

بحث ہوگی اور جلسہ بیکار جائیگا۔

اکی جنوری کے الندوہ کا آغاز یونیورسٹی ہی سے ہے' اور جلی عبارت مین لکھا ہے کہ لوگونکی نظر پڑے' آپ کے خط آنیسے بہت پہلے مضمون مطبع مین بھیج چکا تھا' مضمون تو نہین بلکہ نوٹ بھی مستقل مضمون اسوقت لکھونگا' جب آپ سے مل کر اسکی ہیئت خوب سمجھ لون'

مین علی گڈھ آنا چاہتا ہون۔ گیسٹ ہاؤس مین ٹھہرون یا آپ کے ہان۔ آپ تو شاید نمائش مین خیمہ افگن ہون گے'

عربی کی بعض مفید کتابین مصر سے آئی ہین' کیا آپ کو بھی بھجوا دون' مثلاً ثمار القلوب للثعلبی و روح الاجتماع[۵۱]۔ چار چار روپیہ یا زیادہ قیمتین ہین۔

ہان آپ سے تو فریق ثانی نے بہت خط کتابت کی' ان کے اقتراحات کیا ہین؟ صرف عنوانات لکھیئے کہ وہ یہ انتظامات چاہتے ہین'

جواب مفصل لکھیئے۔

شبلی۔ ۶-فروری ۱۹۱۱ء

(۹۰)

مکرمی۔

والا نامہ ملا' مدرّسین کا کیا فیصلہ ہو' نامور بازار مین نہین ملتے۔

---

[۵۱] موسیو لی بان صاحب تمدن عرب کی فرنچ تصنیف کا ترجمہ ہے' جسکا موضوع "جماعات کا علم النفس" ہے۔

بلکہ خاص تعلقات اور اعتماد پر آسکتے ہین - مولوی حفیظ اللہ صاحب کے بعد سب نے متفقاً تین شخصون کے بلانے کی آرزو کی، ٹونکی[1] - مولوی شیر علی - مولوی ماجد علی - یہ بھی مولوی خلیل الرحمن صاحب نے کہا کہ انمین سے ایک کی امید نہین کیجا سکتی ورنہ ہر ایک ہماری انتہائی آرزو ہے

مولوی ماجد علی میرے شاگرد ہین، ادب مجھ سے پڑھے ہین، ٹونکی ہم سبق اور مولوی شیر علی دوست تھے، مین نے مولوی ماجد علی کو بلوایا، وہ آئے، لیکن ہم سب نے ان کو ناپسند کیا، مولوی شیر علی کا انجام آپ کو معلوم ہے -

اِدھر مولوی فضلِ حق کی رائے ہوئی، انکو لکھا وہ آنے پر راضی ہوئے اور خط آیا، یہانسے ایک گمنام خط گیا کہ نہ آیئے یہان لڑائی ہے، وہ بھی بیٹھ رہے - ٹونکی سرکاری ملازمت چھوڑ کر کیون آئین، تاہم مین بلا سکتا ہون، لیکن ہر شخص اب سمجھنے لگا کہ سکرٹری دار العلوم کی ذمہ داری کوئی چیز نہین، اسلیئے کوئی ایسی غیر اطمینانی حالت مین کیونکر آئے -

منشی احتشام علی صاحب کے نزدیک مولوی حفیظ اللہ صاحب افضل الناس ہین، لیکن وہ بھی شاید اب نہ آئین، بہر حال دار العلوم سے اب ہات دھونا چاہیئے جبتک کوئی ماہر فن نہ آئیگا علمی مذاق نہین پیدا ہو سکتا، اور وہان مولوی حفیظ اللہ کے سوا اور کوئی مقبول نہین

والسلام - شبلی - کلیر روڈ - پالن جی ہوٹل - بمبئی -

۱۴ - جون سنہ ۱۹۱۱ء

---

[1] شمس العلماء مفتی عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورنٹل کالج لاہور -

(۹۱)

مکرمی۔

تسلیم۔ دارالعلوم کی نسبت تو مین نے عہد کر لیا ہو کہ آپ کو کچھ نہ لکھون گا، بجز اس کے کہ کونسل نظامت کے ارکان مشارق و مغارب مین ہین اور ریپبلی وغیرہ کا فیصلہ حیز عدم ہی، مولوی عبدالحی صاحب فرماتے ہین کہ لوگون کو خطوط لکھے، لوگ کہتے ہین کہ ہمکو نہین پہونچے، ٹونکی میرے اصرار سے آئے اور یہان کوئی نہ تھا۔ اس لیئے بلا فیصلہ واپس گئے۔ گو مین نے ان کو آمادہ کر لیا ہو کہ وہ قیام کرین، بشرطیکہ ملاء اعلیٰ بھی کبھی فیصلہ کرے۔

خیر اسکو چھوڑیئے، وقف کا معاملہ اب قریب الحصول ہو، اب عمدہ کاغذ پر موریل مع اصلاحات قانون وقف چھپوانا اور ملک کے اعیان سے دستخط کرانا اور وسیرائے کی خدمتمین بھیجنا ہو، ان ضروریات کے لیئے کچھ مزید چندہ کی ضرورت ہو، عام چندہ تو مناسب نہین احباب کو تکلیف دیتا ہون۔ آپ بھی کچھ رقم بھیجدیئے،

مشرقی کانفرنس[1] سے اچھے نتائج کی اُمیدین ہین۔ مین نے ندوہ کو وہان زیادہ روشناس کیا، اور بعض کارروائیون مین وہ شامل کر لیا گیا، مفصل عندالملاقاۃ۔

مین وقف کے متعلق دورہ کرنا چاہتا ہون۔

شبلی۔ ۲۷-جولائی سنہ ۱۹۱۱ء۔ لکھنؤ

[1] گورنمنٹ نے شملہ مین ایک اورینٹل کانفرنس بلائی تھی، مولانا بھی اسکے ممبر تھے،

(۹۲)

مکرمی۔

تسلیم۔ نصاب تعلیم ندوہ اسی دن روانہ کیا، شاید نہین پہونچا، خیر آج پھر بھیجتا ہون، سبحان اللہ آپ اعظم گڈھ چلین تو مین عرب سے چل کر اعظم گڈھ آؤن، آج ہی خط لکھتا ہون اور کلکٹر صاحب کے متعلق دریافت کرتا ہون، مین آجکل مین رامپور جانے والا تھا۔

الہ آباد کی نمائش نے میرا ایک لکچر قدیم تحریرون اور کتابون پر مقرر کیا ہے، اس کے لیئے سامان مہیا کرتا ہون، آپ کے ہان سے بھی سرمایہ ملیگا۔

کمیشن کی شہرت نے بہت برا اثر پیدا کیا، اول تو تمام شہر مین مشہور ہی کہ فلان شخص علیحدہ کردیا گیا، دوسرے اسکی پختگی کے لیئے شاہ سلیمان صاحب وغیرہ ہر جگہ یہ چرچا پھیلا رہے ہین کہ فلان شخص کی نسبت تمام ہندوستان مین بدعقیدگی اور الحاد کا شبہہ عام ہوگیا ہی، اسلیئے اب اسکے انتساب سے ندوہ کو نقصان پہنچ رہا ہی اور پہونچے گا۔

مآثر رحیمی[1] کا پہلا حصّہ نکلا، کلکتہ سے منگوائیے۔

مولوی سید حسین صاحب نے سورہ بقرہ کا ترجمہ چھپوا کر، لیکن مسودہ کی شکل مین بھیجدیا، میموریل وقف اولاد کا اچھا لکھا گیا، آپ نے اسپر کچھ رائے نہین دی۔

شبلی

۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء

---

[1] عبدالرحیم خانخانان کے حالات مین ایشیاٹک سوسائٹی کا نسخہ تھا، مولانا کے توجہ دلانیسے اسکی اشاعت کا سامان ہوا۔

(۹۳)

جناب مستطاب دام مجدکم۔ تحیۃ و سلام۔

مسودہ قانون وقف اولاد اب بہت جلد کونسل مین پیش ہوگا، اور گورنمنٹ کے لا ممبر نے اپنی تقریر مین کہا تھا کہ گورنمنٹ اِس بڑے موریل کا انتظار کرے گی جو مسلمانون کی طرف سے آنے والا ہو (یعنی انجمن وقف کی طرف سے) اسلیئے مین نے الہ آباد اور بمبئی وغیرہ کا دورہ کرکے تمام مقننین کی رائین حاصل کین، اور جو جو نقص مسودہ مین ہین ان کو ایک الگ یادداشت مین شائع کیا، آج وہ اور اصل مسودہ انگریزی ارسال خدمت کرتا ہون کہ آپ غور فرمالین۔

اس کے ساتھ اب موریل بہت جلد طیار ہوکر خدمتِ والا مین دستخط ثبت کرنے کے لیے حاضر کیا جائیگا، تاکہ وہ ڈیپوٹیشن یا صوبہ کی گورنمنٹ کے ذریعہ سے حضور وائسرائے کی خدمت مین ارسال ہو۔ فقط۔

شبلی نعمانی

(۹۴)

جناب من۔

جرجی زیدان کا رد[۲] جو الندوہ مین نکلا محض سرسری اور کم زور تھا، اسکی وجہ

---

[۱] یہ ایک عام خط تھا جو تمام ارباب رائے کی خدمت مین بغرض مشورہ بھیجا گیا تھا۔ [۲] جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر نے تمدن اسلامی مین جو مخفی اعتراضات مسلمانون پر کیئے تھے اور جو غلطیان تاریخ مین کی تھین اُنکی تردید و تنقید عربی رسالہ ہندستان و مصر دونون جگہ چھپ گیا ہے۔ بنام الانتقاد۔

یہ ہو کہ طبیعت کا زور عربی میں مصروف تھا، کیونکہ اصلی مخاطب عرب و شام تھا، اس بنا پر عربی رسالہ بہت بڑا ہو گیا، جس کے مصارف طبع قریبًا ۵۰۰؁ یا اس سے کچھ زائد ہوں گے، فروخت کی توقع نہیں، مصر و شام و یورپ میں مفت بہت رسالے بھیجے جائیں گے، اس لئے یہ قرار پایا کہ مصارف کے لئے "دردوستان یکوب" پر عمل کیا جائے اس خیال میں تھا کہ آج حکیم نور الدین صاحب[1] کا خط آیا، رسالہ عربی کے لئے ۵۰؁ بھیجتا ہوں، اب بقیہ کی فکر ہو، آپ دس پندرہ جسقدر مناسب سمجھیں بھیج دیں، اور یہی عریضہ جناب نواب مزمل اللہ خان صاحب کو بھیج دیں، وہ جو چاہیں گے بھیج دینگے، باقی کے لئے عزیزی حمید۔ نواب علی حسن خان اور شبلی ہے۔

۲۷۔ نومبر ۱۹۱۱ء

(۹۵)

تسلیم مفتاح السعادۃ، مدرسہ کا نسخہ تھا قیمت ۲؍ بھیج دیجئے۔

سیرۃ نبوی کا شروع سال سے عزم ہو،[2] لیکن پچاس ہزار سرمایہ کی ضرورت ہو کیا قوم سے یہ اُمید ہو سکتی ہے۔

شبلی

۲۔ جنوری ۱۹۱۲ء

---

[1] خلیفۂ مرزا غلام احمد قادیانی۔

[2] اس خط سے آغاز سیرت نبوی کی تاریخ معلوم ہوتی ہے۔

(۹۷)

جناب من۔

معلوم نہین آپ سالانہ جلسہ کے متعلق کیا کر رہے ہین، سید رشید رضا ایڈیٹر المنار مصر سے آتے ہین۔ اُنھون نے قطعی ارادہ ظاہر کیا ہے،

تو مسلمون کے متعلق نہایت کثرت سے خطوط آئے کہ اکثر جگہ مسجدونکو برسے ہین نماز کا ذکر نہین۔ مین نے ایک انسپکٹر روانہ کر دیا ہے۔

اگر آپ کہین اس کام کے لیے یا سالانہ جلسہ کے لیے دورہ کو چلین تو مین ہم رکاب چلون، نواب علی حسن خان نے کل اپنا کتب خانہ ندوہ کو دیدیا اور خود مجھسے آکر اظہار کیا مین نے جلسہ تک اعلان عام کو روک دیا ہے،

جرجی زیدان کا رد (پروف) بھیجدیا تھا۔ المنار نے بہت احسان مندی ظاہر کی کہ بڑا اہم کام انجام پایا جسکی یہان کے لوگون کو ہمت نہین ہوتی تھی گو مین نے ان کو اُبھارا بھی تھا۔

ناصر علی کی مثنوی نہ ہو تو ایک اچھا نسخہ موجود ہے۔ خیام کا جبر و مقابلہ[1] ہات آگیا، دس پر آپ جلسہ سے کچھ پہلے آئیے۔

شبلی

۲۷۔ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

[1] رسالۃ فی براہین الجبر والمقابلہ پیرس مین ۱۸۵۱ء مین طبع ہوا تھا چھوٹی تقطیع کے ۸۵ صفحے ہین آخر مین فرنچ ترجمہ ہے،

(۹۷)

مکرمی۔

تسلیم۔ مین اُرڈو ورنیکولر اسکیم کمیٹی کی شرکت کی غرض سے الہ آباد گیا تھا،
مسٹر ... تجویزین اُردو کے حق مین پیش کی تھین، ایک یہ بھی
... بھاشا انٹرنس کے امتحان مین لازمی کردی جائے، اور اُردو جو مدارس
مین ہی، وہ ایسی کردی جائے کہ ہندی بنجائے عجیب منطقی دلائل گھڑے تھے۔ پنڈت
سندرلال وغیرہ کمیٹی کے ممبر تھے۔

تیسرے جلسہ مین کامل فتح ہوئی تمام تجویزین اُڑگئین، اگرچہ افسوس ہی کہ مسلمان
ممبرون نے کوئی مدد مجھکو نہ دی، اور دیتے کیا، دینے کے قابل بھی نہ تھے،

الہ آباد سے کلکتہ گیا، اور تمام ویسرائے کونسل کے ممبرونکو ایک جلسہ مین جمع
کرکے تمام مراتب طے کرلئے، انشاء اللہ اسی مہینہ مین بل حسب مراد پاس ہوجائیگا
اور سب کمیٹی بیٹھ جائیگی۔

سیرۃ نبوی کا کام واقعی بڑے پھیلاؤ کا ہی، اِدھر اِشاعتِ اسلام کی یہ حالت ہی
... خطوط اور رپورٹین آرہی ہین، اور معلوم ہوتا ہی کہ لاکھون نومسلم ارتداد کے
کے خطرہ مین ہین۔ آریون کی مقامی کمیٹیان جابجا دیہات مین قائم ہوتی جاتی ہین،

لہ اس کمیٹی کی تجویز یہ تھی کہ اسکولون مین بھاشا آمیز اُردو جاری کیجائے، مسٹر برن یوپی کے چیف سکرٹری تھے،

لہ وقفِ اولاد کے متعلق،

سمجھ مین نہین آتا کہ کیا جائے۔ کہان کہان واعظ مقرر کیئے جائین، کہان مکتب قائم ہون، یہ تو سلطنت کا کام ہے،

آج ایک اپیل بھیجتا ہون، کاغذات جلسہ مین پیش کرون گا۔ کلکتہ مین ایک انجمن سے کام لیا اور نواب ڈھاکہ کو راضی کیا ہے کہ وہ انجمن اشاعت اسلام کے پریسیڈنٹ ہون، لطف یہ ہے کہ ادھر شاہ سُلیمان صاحب نہ خود کچھ کرتے ہین، نہ مجھکو اجازت دیتے کہ مین باقاعدہ کام کرون، مجبور ہوکر ندوہ کے دائرہ سے نکلکر کام کرنا پڑیگا۔

مین امین آباد پارک نمبر ۴۸ مین ہون۔

۱۵۔ مارچ ۱۹۱۲ء کو پھر الہ آباد و رنیکولر اسکیم کمیٹی مین جانا ہے، ہان ایک نہایت عمدہ خوشخبری سنیئے،

گورنمنٹ نے ایک کمیٹی قائم کی ہے کہ سرکاری اسکولون مین مذہبی تعلیم جاری کیجائے، مجھکو بھی ممبر بنایا ہے۔ اپریل کی ۶۔ تاریخ کو اس کا اجلاس ہوگا۔

شبلی۔ ۱۰۔ مارچ ۱۹۱۲ء

لکھنؤ

(۹۸)

مکرمی۔

تسلیم۔ انڈر سکریٹری کو خط لکھیئے کہ ایک دن پہلے میٹنگ کرین میرا بھی حوالہ دیجیے کہ انکی بھی درخواست ہے،

سید رشید رضا مصر سے روانہ ہوگئے۔ ۲۲۔ مارچ کو بمبئی آجائیں گے۔ میں نے لکھ دیا تھا، اس لیے وہ لارڈ کچنر سے مل کر اور انکی رضامندی تحریری لیکر آتے ہیں، انہی کو جلسہ کا صدر رہنا چاہیئے اور یہ میں نے ان کو لکھ بھی دیا تھا، اس بات سے جلسہ کی عظمت ہوگی ان کے نام کی وجہ سے اکثر لوگوں نے آنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

ہاں کام بہت ہیں، لیکن میں اشاعت کے کام کو سب پر مقدم رکھوں گا۔ قطعی طور سے معلوم ہوا کہ راجپوت خاندان مرتد ہوتے جاتے ہیں، آریوں کی مقامی انجمنیں چپکے چپکے کام کر رہی ہیں۔ ذرا وقت یہ ہے کہ جلسہ کے بعد ہی میرا دورہ شروع ہونا چاہیئے لیکن موسم ناقابل برداشت ہو جائے گا، اس لیئے دو مہینہ کا وقفہ ہو جائیگا جو مضر ہوگا،

سید رشید رضا کے لینے کو بمبئی جانا چاہتا تھا، لیکن یہاں ایک ایک منٹ کام کا ہے ذرا ٹلا تو سب ابتر ہو جائیگا۔ جلسہ گاہ کا سامان ابھی کچھ نہیں ہوا، نہ کوئی پروگرام بنا۔

نواب علیحسن کا کتب خانہ ندوہ میں آرہا ہے، لیکن میں نے اعلان عام جلسہ کے لیے اٹھا رکھا ہے۔

شبلی

۱۸۔ مارچ ۱۹۱۲ء

(۹۹)

جلسہ[1] انشاء اللہ نہ صرف بارونق بلکہ مہمات امور کے اجرا کا پیش خیمہ ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ تین روز پہلے آجائیں۔ اشاعت اسلام کا بہت اچھا اثر ملک میں پھیل رہا ہے

[1] ندوہ کا سالانہ جلسہ لکھنؤ

لوگ خط کتابت کر رہے ہین، صرف اتنی بات ہی کہ شاہ صاحب وغیرہ اس کام کو کرنے دین، یہ اسوقت ہوسکے گا کہ آپ آجائین، آپ کا توسط سب مشکلات کو حل کر دے گا، دوسرے یہ کہ سید رشید رضا کی وقعت اور موجودگی اور پریسیڈنٹی سے فائدہ اُٹھایا جائے، اس کیلیے بھی آپ کی ضرورت ہی۔ سید صاحب موصوف لارڈ کچنر سے ملکر اور انکی تحریری مرضی سے آئے ہین، بہرحال اپنی تشریف آوری سے جلد مطمئن کیجیے۔ ندوہ کی بساط پر یہ اخیر بازی ہی جس پر اسکی موت وحیات کا مدار ہے۔

شبلی نعمانی۔ ۲۴ - مارچ ۱۹۱۲ء

(۱۰۰)

مکرمی۔

تسلیم۔ عنایت نامہ پہنچا،

بقدر ہمت کام کر رہا ہون، آنکھ کی معذوری کا بہت اثر ہی، خود لکھ نہین سکتا، بلکہ لکھواتا ہون، اور اسکی کبھی مشق نہ تھی، البتہ کتابون کا مطالعہ اب تک کر سکتا ہون، یورپین مورخون کی تصنیفات کشتِ زعفران نظر آتی ہین، سیکڑون ہوائی قلعے بنائے ہین تمام انگریزی کتابین خرید لی ہین۔ ایک بی۔ اے صاحب کو جو ایم۔ اے مین ہین، زادراہ بھیجدیا ہی، کل پرسون تک آجائین گے۔

یہان کی یہ حالت ہی کہ بغدادی[1] پیر صاحب جب آتے ہین انکے جلوس اور روشنی مین

---

[1] پیر ابراہیم سیف الدین از سجادہ نشینان شیخ عبدالقادر جیلانی۔

پچھتر ہزار روپیہ ایک رات مین صرف ہوا، لیکن انہی کی یادگار[1] جو تجویز ہوئی ہی اور جسکے لیئے پندرہ لاکھ درکار ہی، اس مین صرف سات ہزار چندہ ہوا، شاید آئندہ اور بھی ہو، سرکار بھوپال نے اس سفر مین مجھسے کہا کہ اپنا جانشین بھی طیار کرلو، اسکا کیا جواب تھا!

ان کے صاحبزادہ کے دو ہزار روپیے بابت خریداری کتب آ گئے۔ ماہوار کے علاوہ کارلائل کی کتاب[2] کا عربی مین ترجمہ ہو گیا، اچھا ترجمہ کیا ہی، میرے کام کی چیز ہی۔

شبلی۔ ۲۴۔ جون سنہ ۱۹۱۲ء

بمبئی۔

(۱۰۱)

مکرمی۔

مدراس مین خود جاتا، لیکن عین اسی زمانہ مین ڈھاکہ یونیورسٹی کی سب کمیٹی مین گورنمنٹ بنگال نے مجکو مدعو کیا ہی، اور وہان کے لوگون نے مجکو لکھا ہی کہ اگر تم آجاؤ تو مدرسہ عالیہ وغیرہ کی ابتری کی اصلاح کی بہت کچھ امید ہو سکتی ہی۔ اس لیئے باین شکستہ پائی وہان جارہا ہون۔

سیرت کیلیئے ایشیاٹک سوسائٹی مین بعض کتابین بھی دیکھنی ہین۔ انگریزی کتابون سے جسقدر اقتباسات ہو رہے ہین، اُن سے کذب و افترا کا عجیب منظر سامنے آجاتا ہی

---

[1] بڑے پیمانہ پر ایک عربی مدرسہ کا قیام
[2] ہیرو اینڈ ہیرو ورشپ

مرگولوس پروفیسر آکسفورڈ سب سے بڑا عربی عالم ہی، اسکی لائف آف محمدؐ دیکھنے کے قابل ہی، لکھتا ہی کہ عبد المطلب مطلب کے غلام تھے، کعبہ آنحضرت سے صرف سو برس (۱۰۰) پہلے کی عمارت تھی، وغیرہ وغیرہ کام ہو رہا ہی، سیرت کی ماخذ اصلی صرف تین کتابین ہین۔ ابن ہشام ابن سعد طبری، اِن کے تمام رواۃ کا استقصا کر کے ان کا اسماء الرجال، تہذیب وغیرہ سے مرتب کرا رہا ہون کہ روایتون کے انتقاد مین آسانی ہو، سید سلیمان یہ کام کر رہے ہین اور دو بیٹھے ہین ہین۔ خود الگ سیرت مین مشغول ہون۔ انگریزی کتابون کا ترجمہ بھی ہو رہا ہے۔

شبلی۔ بمبئی۔ پالن جی ہوٹل۔

۲۱، جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

(۱۰۴)

جناب من[1]۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سیرت نبوی جو زیر تصنیف ہی، مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت کے متعلق لکھا ہی، اس سے پوری واقفیت حاصل کیجائے تاکہ اِن کے تائیدی بیان حسب موقعہ حجت الزامی کے طور پر پیش کیے جائین، اور جہان انھون نے غلطیان اور بد دیانتیان کی ہین، نہایت زور و قوت کے ساتھ انکی پردہ دری کی جائے،

---

[1] ایک عام خط جو بعض ارباب علم کو مولانا نے بھیجا تھا۔

اسی بناپر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہین، جو آنحضرت کے متعلق تصنیف ہو چکی ہین، لیکن ان سب کا اُردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہی، اس لیئے یہ رائے قرار پائی ہی کہ جن صاحبونکو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجدیجائے وہ مطالعہ فرما کر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے۔

اس بناپر آپ سے درخواست ہی کہ کیا آپ بھی اِس کام مین حصّہ لینا پسند فرمائین گے۔

شبلی نعمانی۔ ۱۴۔ اگست ۱۹۱۲ء

(۱۰۳)

مکرمی۔

آپ کو ایک تصنیف پر تعجب ہی، لیکن یہان تو آوے کا آوا بگڑا ہوا ہی مارگولیس سب سے بڑا عربی دان ہی، اسکی تصنیف کا لفظی ترجمہ ہو رہا ہی۔ ایک حرف بھی ساری کتاب مین صحیح نہین، تحقیقات سنیئے۔ رسول اللہ نبوت سے پہلے سوتے وقت لات و عزیٰ کی پوجا کر لیا کرتے تھے۔ نبوت کی تعلیم اِن کو مسیلمہ سے ہوئی۔

محمد کا نام فیل محمود (ابرہہ کا) کی مناسبت سے رکھا گیا۔ مسیلمہ سے حنیفی دین کا لقب لیا۔ حضرت عثمانؓ اسلیئے مسلمان ہوئے کہ رسول اللہ کی صاحبزادی پر عاشق ہوئے (نعوذ باللہ) اور نکاح کا اقرار ہوا۔

ہین سیرت کے اندر ان مباحث کو نہین چھیڑونگا - سیرت کی ۴ جلدین ہون گی۔ ایک جلد اس کے لیئے مخصوص ہوگی، چاہتا ہون کہ ہر قسم کے مطالب سیرت مین آجائین یعنی تمام مسائل جہات پر ریویو، قرآن مجید پر پوری نظر، غرض سیرت نہ ہو بلکہ انسائیکلوپیڈیا ہو، اور نام بھی دائرۃ المعارف النبویۃ موزون ہوگا، گو لمبا ہے، اور ابھی مین نے فیصلہ نہین کیا، آپ دو چار جگہ کا نمونہ بھیجد یجئے - اور صاحبون کے پاس بھی کتابین گئی ہین -

ندوہ کی نئی تحریک آپ سُنتے ہون گے، لوگون کو اصلاح کا خیال ہوا ہے، لیکن یہ اسپر موقوف ہے کہ آپ پورے دو ہفتہ لکھنؤ مین رہین، اور ہر روز صرف ایک مسئلہ طے ہو، دیکھیئے

شبلی - بمبئی - پالن جی ہوٹل -

۶ ستمبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۴)

جنابمن - سلام مسنون،

تعطیل جمعہ[۱] کی نسبت جا بجا جو کچھ کارروائیان ہو رہی ہین آپ اخبار دن مین پڑھتے ہون گے، لیکن جب تک وقف اولاد کیطرح متحدہ اور پُر زور اور وسیع طریقہ سے باضابطہ کارروائی نہ کی جائیگی، کامیابی نہ ہوگی، مین نے انگریزی مین موریل لکھوالیا ہے، اور اُس کو چھپوا کر دستخطون کے بہم پہونچانے کی کارروائی شروع کرنی چاہتا ہون، لیکن اِس معاملہ کے اخیر تک پہونچانے کے لیے کم از کم چار پانچ سو روپیہ کی رقم درکار ہوگی، آپ اِس سرمایہ مین

[۱] گورنمنٹ سے درخواست کیجائے کہ مدرسون اور محکمون مین نماز جمعہ کیلئے چھٹی دیجائے، گورنمنٹ نے دو گھنٹہ کی چھٹی منظور کی۔

جو کچھ عنایت فرما سکین مطلع فرمائین،

شبلی نعمانی۔ ۱۵۔اکتوبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۵)

مکرمی۔

حیاکم اللہ۔ جناب راجہ ابوجعفر صاحب رئیس فیض آباد نے کونسل کی ممبری کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ہی۔ مین ان معاملات مین بالکل آزادر لائے رکھتا ہون، اور اس مین رشتہ و قرابت تک کا خیال نہین کرتا، چونکہ مین دیانۃً راجہ صاحب کو اس خدمت کا مستحق سمجھتا ہون، اسلیئے اگر آپ بھی اس کاغذ پر دستخط کر سکین تو بہتر ہی۔

شبلی۔ ۱۶۔ نومبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۶)

مکرمی۔

تسلیم۔ کیا کیا جائے تین مہینہ کی مستقل کوشش اور تقاضہ پر تین لائق بارسٹرون نے عرضداشت[1] لکھی اور پھر سست لکھی تو کیا کرون کیا علاج۔

مسٹر شفیع کہتے ہین کہ اب ضرورت نہین ہی۔ گورنمنٹ نے جو غزنوی کا جواب دیا وہ کافی ہے۔

ضرورت قدیم ہی، لیکن اب جدّتِ درخواست کی وجہ کیا بیان کی جائے؟ وجہ اصلی تو

---

[1] وقف اولاد کی عرضداشت۔

یہ ہی کہ پہلے لوگون کو گورنمنٹ سے مطالبات کا حوصلہ ہی نہ تھا۔ لیکن یہ لکھنے کی بات نہین، پھر کیا وجہ بتائی جائے کہ مسلمان اب تک کیون چپ رہے۔ کوئی معقول بات خیال مین آئے تو لکھیئے۔ غلام الثقلین صاحب کہتے ہین کہ کامیابی ناممکن ہی۔

مکان[1] بک گیا، اب بھی دیکھیئے عمارت پوری ہوتی ہی یا نہین۔

نواب غلام احمد مدراس سے آئے تھے۔ ان کو عمارت[2] دکھائی، ان کے اندازۂ تخیل سے باہر تھی۔ بہت خوش ہوئے، کبھی مدراس جانا ہو تو وہ کام آسکتے ہین۔

تین دن سے گرمی کے مارے نہین سویا۔ ڈیرہ دون بھاگا جاتا ہون۔

شبلی۔ ۲۷۔ مارچ ۱۹۱۳ء

(۱۰۷)

مکرمی۔

تسلیم۔ افسوس آپ نے مدت سے خبر نہ لی، حالانکہ میرے بیماری کی خبر بھی عام تھی، اور جو طوفان میرے خلاف اُٹھا، وہ بھی آپ دیکھ رہے تھے، آپ سے میرے تعلقات بالکل اخوت اصلی ہی کے ہین، اسلیئے یہ اُمید بیجا نہ تھی،

بہرحال ندوہ سے مین نے استعفا دیدیا، اور معززین بھی دیچکے، اب ندوہ مولوی خلیل الرحمن صاحب کا نام ہی، خیر یہ بھی دیکھ لیجیئے۔

سیرت کو چاہتا تھا کہ آپ کی نظر سے مسوّدہ گذر جاتا لیکن کوئی تدبیر خیال مین نہین آتی

[1] دار العلوم کا قدیم مکان، [2] دار العلوم کی جدید عمارت،

اُردو کا ٹائپ راضی نہین ورنہ دو تین کا پیان ہو جایا کرتین۔

پہلی جلد کا نصف حصہ گویا طیار ہو' ہر ہفتہ مین دو تین روز طبیعت ناساز ہوجاتی ہی اسلیئے ناغہ سے ہرج ہوجاتا ہی بڑے بڑے معرکے طے ہوئے' اس فن کو نئے سر سے مرتب کرنے کی ضرورت تھی' مجکو خود خیال نہ تھا کہ ایسی کامیابی ہوگی لیکن قدر کون کریگا کوئی شخص پہلے طبری و ابن الاثیر کو چھان چکا ہو تب اندازہ کرسکتا ہی'

انساب سمعانی کا مکمل نسخہ مطبوعہ فوٹو ہات آیا بڑی ضخیم کتاب ہی' اور نہایت مستند ہی'

شبلی - ۹ - جولائی ۱۹۱۳ء

نیو ناگپاڑہ روڈ - بمبئی -

(۱۰۸)

لیجئے شبلی - مولوی عبدالحی صاحب - منشی احتشام علی - راجہ تصدق رسول خان - نواب علی حسن خان اور راو ر مستعفی ہوگئے[له] اور سب کا استعفا نہایت اطمینان کے ساتھ منظور ہوا' اب تنہا مولانا سہارنپوری فرمانروائے مطلق ہین - ایک زمانہ مین آپ یہ نیت کرکے آئے تھے' اور جلسہ کے بعد اظہار بھی کیا تھا کہ مجھکو الگ کردیجئے تاکہ کام یکسوئی سے ہو' اب تو پوری یکسوئی ہے'

آپ پر مجھکو محبت کا دعویٰ ہی اسلیئے جو چاہتا ہون کہ دیتا ہون - آپ کا احسن الفضائل حسن ظنِ عام ہی' اور یہی کہین کہین مضر بن جاتا ہی' مدت سے مین دیکھ رہا تھا کہ یہ سب

له مولانا کے استعفا کے بعد ندوہ کی کیفیت یا مستعدی سے'

شورشین، دراندازیان، نزاعی امور کا بار بار پیش کرانا، سب اسی شوقِ نظامت کے لیے ہین لیکن آپ کو یقین نہ تھا۔ اب دیکھ لیجیے۔

خیر اب ان باتون سے قطع نظر کیجیے، ہان فرمائیے بمبئی سے آکر کہان رہون، گو لکھنؤ مطلق ترک نہین ہوسکتا۔

شبلی۔ ۱۲۔ جولائی ۱۹۱۳ء۔ بمبئی۔

(۱۰۹)

تسلیم۔ اصابہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۹۱۵ مین کیا یہ تصریح ہے کہ "مکہ مین پہلا مکان آنحضرت سے صرف دو تین نسل پہلے تعمیر ہوا" اس موقع کی عبارت مطلوب[1] ہے،

مین اب بمبئی سے عنقریب روانہ ہونگا۔ خیال یہ ہے کہ دو تین مہینے مین، سیرت کا پہلا حصہ مطبع مین بھیجدیا جائے۔

مذہب حنیفی جو اسلام سے پہلے مکہ مین خال خال پایا جاتا تھا اسکے متعلق مزید تحقیقات ہوسکے تو لکھ بھیجیے۔ یہان کتابین موجود نہین۔ بخاری و ابن ہشام مین جس قدر ہے وہ معلوم ہے،

شبلی۔ ۳۔ اگست ۱۹۱۳ء

نیو ناگپاڑہ ۔ بمبئی۔

---

[1] مارگولیوس نے لائف آف محمد مین اس حوالہ کی بنا پر مکہ کی قدامت سے انکار کیا ہے، مارگولیوس نے چونکہ مطبوعہ کلکتہ کے حوالے دیے ہین، اور دفتر سیرت مین اصابہ مطبوعہ مصر تھی۔

(۱۱۰)

مکرمی۔

تسلیم۔ جگہ سے ہٹنے مین تمام نظام بگڑ جاتا ہی، پیش نظر کتابین ہر جگہ نہین ملتین اسٹاف کہان کہان ساتھ پھرے، مترجم انگریزی جو نہایت قابل ہین اور اب ان کو لیا ہی وہ لکھنؤ سے باہر نہین جاسکتے، یون بھی سلسلہ خیال ٹوٹ جاتا ہی۔ اسی لحاظ سے باوجود اداور کشش اعزہ گھر نہ جاسکا۔ ارادہ ہی کہ پہلی جلد ختم کرکے اٹھون۔

عزۃ الکمال[۱] کا نسخہ ہات آیا گو بہت جگہ سے ناقص ہی، لیکن جس قدر ہی اچھا ہی نثر قریباً پوری ہے۔

ندوہ کا حال سنا ہوگا، ناظم صاحب نے رپورٹ کی اطلاع دی ہوگی،

شبلی۔ ۱۳۔ جنوری ۱۹۱۴ء

(۱۱۱)

تسلیم۔ ابن ہشام جو واہی الحدیث ہی وہ ابن ہشام کلبی ہی۔ صاحب سیرت عبدالملک بن ہشام ہین اور یہ ثقہ ہین۔

جلد ادھر آنے کا ارادہ ہے۔

شبلی۔ ۱۲۔ فروری ۱۹۱۴ء

[۱] دیوان امیر خسرو، اس دیوان پر ایک مقدمہ ہی، جسمین فارسی ادب و شاعری پر نہایت عمدہ تقریظ و تنقید و نثر ہے مقصود یہی مقدمہ ہی، نسخہ مذکورہ اب دار المصنفین کے کتبخانہ مین ہی۔

(۱۱۲)

ع انچہ استاد ازل گفت ہمان مے گویم۔

آپ نے دیکھا ادھر اوقاف[1] اسلامی کی تحریک شروع ہوئی اُدھر گورمنٹ نے یادداشت شائع کی اور ایک کانفرنس اسی مہینے مین بیٹھانیوالی ہی غیر میرا کام ہوا اس کے پیچھے جان لڑا دیتا ہی۔

ع آگے نصیب ہی جسے پروردگار دے

ہان دار المصنفین پر آپ نے کیون سکوت کیا، آپ سے بڑھ کر اسکی شرکت کا کس کو حق ہی۔ مین اس عمارت کو انشاء اللہ پورا کر کے رہونگا، اور شاید یہی میرا مدفن بھی ہو۔ ۲۴ سے پہلے علی گڈھ پہنچونگا۔

شبلی۔ ۱۶۔ فروری ۱۹۱۴ء

(۱۱۳)

مکرمی۔

تسلیم۔ دار المصنفین کی تجویز مین قطعاً طے کر چکا ہون، کہین سے بند و بست نہ ہو

---

[1] تجویز یہ تھی کہ اوقاف اسلامی جو شخصی اقتدار و تصرف مین تباہ ہو رہے ہین، اُن کی حفاظت و مفید مصرف مین لانے کے لیئے کوشش کی جائے، اور اُسکو ایک حد تک گورمنٹ کے اثر مین لے آنا چاہیئے۔ جس مہینہ مین مولانا نے یہ تحریک پھیلائی۔ اُسی مہینہ مین گورمنٹ نے وقف کیلئے ایک کمیٹی قائم کی جو وقف کے مسئلہ پر غور کرے، لیکن ابتک اُسکا کوئی حاصل نہین نکلا ۱۲ آخر آہ یہ پیشینگوئی پوری اُتری۔

تو موجودہ ابتدائی عمارت جس کا تخمینہ پانچ ہزار روپیہ ہی ہین تو دو اپنے پاس سے ادا کرون گا، چھوٹے چھوٹے بنگلے اور احباب سے بنوا لونگا۔

بہر حال اسوقت صرف آپ سے یہ مشورہ مطلوب ہو کہ کہان بنے؟ اگر علی گڈھ یا کہین اور بنے تو لوگ مولوی سمیع اللہ خان کا مقلد کہین گے، اس لیے مین اتمام حجت کی طرح چاہتا ہون کہ پہلے ندوہ کے تمام ارکان سے پوچھ لون، اگر وہ منظور نہ کرین تو پھر مجھ پر اعتراض نہ ہوگا۔ پُرلطف تجویزین دار المصنفین کے متعلق ذہن مین ہین۔

جواب یہین الہ آباد مین عنایت ہو۔

شبلی۔ ۳۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ع

(۱۱۴)

مکرمی۔

آپ دار المصنفین کو حبیب گنج[1] لے جانا چاہتے ہین تو حضرت مین اعظم گڈھ کو کیون نہ پیش کرون، اعظم گڈھ مین اپنا باغ اور دو بنگلے پیش کر سکتا ہون، خیر اسپر مل کر گفتگو ہوگی۔ اسوقت تو اوقاف اسلامی کے لیے دورہ کرنا چاہتا ہون، شاید جلد اُدھر بھی آ دون ہان کاغذات چوری گئے تھے لیکن مسودہ سیرت محفوظ رہا۔ وہ اس صندوق مین تھا۔ مخالفت کی اب لوگون نے حد کر دی۔ کچھ لڑکے مجھ سے پڑھنے آتے تھے اس لیے قاعدہ بنا دیا گیا کہ کوئی لڑکا باہر کسی سے نہ پڑھنے پائے میری بدولت یہ کمزور لڑکے جو

---

[1] حبیب گنج ضلع علی گڈھ مکتوب الیہ کا وطن،

باضابطہ طور سے پڑھتے تھے وہ بھی محروم کر دیئے گئے۔ یہ سرقہ بالکل سازشی تھا۔ ع این ہم الخ

سیرت کے چھپنے کا مرحلہ پیش ہے، الہلال میں چار صفحے نمونہ کے لئے چھپوائے، بہت عمدہ چھپا، لیکن لوگ ٹائپ کو بالکل پسند نہیں کرتے۔ لطف یہ کہ انگریزی خوان بھی۔

سیرۃ کی کاپیاں لکھوانی شروع کر دی ہیں۔

عرب کے قدیم خطوط، دو ہزار برس قبل اسلام، حمیری، اور نباتی خطوط جو کھنڈروں میں ملے، ان کے فوٹو منگوائے ہیں، سیرت میں شامل ہونگے۔ موجودہ خط سے کوئی نسبت نہیں، ناگری، یا انگریزی ہیں۔

شبلی۔ ۹۔ مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۱۵)

تسلیم۔ وہاں آگ برس رہی ہے، اور یہاں نسیم کے جھونکے چل رہے ہیں۔ نہایت اطمینان سے کام ہو رہا ہے۔

اس دفعہ آپ دلی میں ہوتے تو مزہ آتا۔ جلسہ سے پہلے پیغام آیا کہ کفر کے فتوے طیار ہو چکے ہیں، جلسہ موقوف کر دو تو خیر ورنہ پھر تشہیر ہوگی۔ جلسہ کے دن چار فتوے الگ الگ تقسیم ہو رہے تھے جو مولوی عبدالحق[۱] سے طیار کرائے گئے تھے۔ سفر لئے ندوہ کے ذریعہ اور شہر و میں انکی اشاعت کرائی گئی۔ چنانچہ رائے بریلی کی دیوار سے ایک صاحب اُتار کر میرے پاس لائے تھے۔ اب بھوپال تحریک ہے کہ سیرۃ کی اعانت بند ہو جائے

[۱] مولوی عبدالحق مصنف تفسیر حقانی۔

مزہ کی باتین ہین، یہ وہ لوگ گررہے ہین جن کو تقدس کا دعوی ہی، مولوی دُنیا مین لٹے ہین تو ہم سے بڑھ کر دُنیادار بنتے ہین، جلسہ کا رستخیز دیکھنے کے قابل تھا۔

طبقات کا جواب پھر دون گا۔

مولوی[1] سید علی کا معاملہ تو اجنڈا مین شامل تھا، جلسہ انتظامیہ مین پیش ہوچکا ہوگا

شبلی -- ۲۰ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱۶)

تسلیم - آج وہ حمائل لے لی۔ دو سو پچاس[2] نذرانہ کے دیئے۔ کل ۲۴ برس کا ہی تاہم ایک چیز ہے، ایران کا خاتم الخطاطین احمد تبریزی تھا، آغاخان اول کے بھائی نے اس کو ایران سے بلوا کر لکھوایا تھا۔ اول سے آخر تک مطلا ہی، یعنے ہر سطر پر طلائی ٹکڑے ہین، اور تقطیع نہایت موزون ہی، کہین تسع و تسعون نعجۃ کا دعوے نہ پیش کیجئے گا۔

شبلی - ۶ - جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱۷)

تسلیم - سیرت کی اتمام کے لیئے مہینون کی خاموشی اور سکوت درکار ہی، دن بھر کوئی چھانکتا تک نہین، اسلیئے ارادہ تو یہ ہی کہ جلد اول بہمہ حجت تمام کرکے اُٹھون ہر روز کوئی نہ کوئی نیا تاریخی اور تحقیقی راز کُھلتا ہی، اور بعض مشکلات حل ہوجاتی ہین۔

---

[1] مولوی سید علی زینبی، ادیب دار العلوم، [2] یعنی بیوی کی،

انشاء اللہ آپ کی زیارت ہو گی تو مصحف پاک کی زیارت کرا دونگا۔

خوشنویس رکابی نویس، کو یہین بلا لیا ہے۔ ایک خاص دراندازی کی وجہ سے دیر ہوگئی ورنہ مسودہ مطبع مین جا چکا ہوتا۔ ریاست پر زور ڈالا جا رہا ہے کہ سیرۃ چھپنے نہ پائے۔

شبلی۔ ۱۶۔ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱۸)

واللہ میرے[1] دل کی بات چھین لی صحابہ کے حالات سے بڑھکر کوئی چیز ہمارے لیے نمونہ نہین بن سکتی، لیکن ہر پہلو کو لیجیے، اور ان پہلوؤن کو صاف دکھلائیے جن سے آجکل کے مولوی قصداً چشم پوشی کرتے ہین[2]،

مفصلۂ ذیل کتابین اسکے لیے ضروری ہین، استیعاب قاضی عبدالبر اسد الغابہ، اصابہ، ابن کثیر شامی،

مین اگر اٹھنے جانے کے قابل ہون گا تو پہلے ندوہ ہی مین حاضر ہون گا[3]، میری شکایتین پھر عود کر آئین، علاج کے لیئے یہان آیا ہون، اور اسپتال ہی مین مقیم ہون۔

شبلی نعمانی۔ مقام گونڈہ۔ ۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء

---

[1] یہ مکتوب بعد کو ملا اسلیئے بے ترتیب لکھا جاتا ہے [2] سیرۃ الصحابہ کا خیال اخیر زمانہ مین بھی پیدا ہوا تھا منشی محمد امین کے مکاتیب مین ذکر ہے اور اب انکے تلامذہ اس کام کو کر رہے ہین [3] ندوہ کی کانفرنس مین شرکت کیلئے دیکھو مکتوب ۷۱

(۱۰) پروفیسر عبدالقادر[۵۱] کے نام

(۱)

السلام علیکم۔

والانامہ پہنچا۔ کتابون کے بھیجنے کا مشکور ہون۔ احادیث الخوانین[۵۲] کے جوابات مُلایانہ ہین، عالمگیر کی سند ملجائے تو کیا کہنا[۵۳]؟

آپ کے لئے مین ضرور تحریک کرونگا[۵۴]، ممبری کے لئے کتابین اپنے نام سے منگوا کر کسی کو دُینا خلاف قاعدہ ہے، اسلئے مین معذور ہون، لیکن شرح انوری خود میرے پاس ہے مین لکھنؤ سے بھیجدونگا، البتہ مآثر رحیمی[۵۵] اور کہین نہین ملسکتی۔

---

[۵۱] شیخ عبدالقادر ایم اے پروفیسر دکن کالج پونہ، شیخ صاحب موصوف اُن چند مستثنیٰ جدید تعلیم یافتہ لوگون مین سے ہین جنکی لیاقت اور قابلیت قوم کیلئے فخر ہے، وہ مشرق و مغرب کی متعدد زبانون سے واقف ہین۔ تاریخ اور فارسی کے مذاق کا اتحاد مولانا مرحوم اور شیخ صاحب موصوف کے درمیان ارتباط و تعلقات کی کڑی تھی، اسی لئے اکثر خطوط مین انہین کے متعلق تذکرہ ہے، [۵۲] اسلام آباد چاٹگام کی فارسی تاریخ ہے، جسکے آخر مین عالمگیر کیطرف سے مدافعت ہے، اسی خیر کے تذکرے کیطرف اشارہ ہے، [۵۳] دیکھو مکتوب ۰، [۵۴] بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کی ممبری کے لیے، [۵۵] مرزا عبدالرحیم خانخانان کے نام سے لکھی گئی ہے۔ اکبر کے عہد کے اکثر تاریخی اور ادبی واقعات اور حالات شعرا خصوصًا عرفی اور معاصرین شعرا کے دلچسپ حالات کا ذکر ہے کلکتہ کے ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ مین جو قلمی نسخہ موجود ہے وہ غالبًا مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، جب مولانا کی نظر سے گذرا تو اسپر ایک عمدہ ریویو لکھا جو الندوہ مین چھپ گیا ہے۔ اس ریویو کے کئی دن بعد سوسائٹی کی نظر کتاب کے اہمیت کیطرف متوجہ ہوئی، اور اسکو اسی ایک نسخہ سے چھاپنا شروع کیا، چنانچہ دو تین جلدین شائع ہو چکین،

خسرو کا کوئی عمدہ دیوان وہان نہین،

غرۃ الکمال[۱] ہوتا تو البتہ منگوانا چاہیئے تھا،   والسلام

شبلی - ۷ جنوری ۱۹۰۸ء

(۲)

محبیّ -

خط پہونچا، پونہ کا وعدہ حیدرآباد کے سفر کے ساتھ تھا، جانا اور اُلٹا واپس آنا

تو شکستہ پائی کی حالت مین دقت ہے،

آپ کا یہ فقرہ سمجھ مین نہ آیا،

"اور بھی سُن رہا ہون"

وہان آیا تو آپ ہی کے ہان ٹھہرونگا،

نواب صاحب جنجیرہ کا وعدتی خط آیا ہی کہ جنجیرہ آؤ، شاید جاتا ہو تو اور بھی پونہ آنا

مشکل ہوگا،

فرامرز نامہ[۲] کی اور کچھ کیفیت لکھیے تو معلوم ہو۔

زنانہ[۳] جلسہ بہت کامیابی کے ساتھ ہوا، گجراتی اور مرہٹی مین عورتین خوب بولین،

---

[۱] خسرو دہلوی کا تیسرا دیوان ہی جس کے دیباچہ مین (جو اب تک کہین چھپا نہین) خسرو نے اپنی فارسی شاعری پر ایک عمدہ مضمون لکھا ہی، اسکا صحیح اور مستند نسخہ مولانا ڈھونڈھتے تھی، انکے ذاتی کتب خانہ مین ایک قلمی نسخہ موجود ہی، مگر کسیقدر ناقص ہی [۲] فرامرز پسر رستم کی فارسی منظوم داستان بطرز شاہنامہ، [۳] بمبئی مین ایک ہندو عورتونکی کانفرنس تھی،

بعض عورتین تو مرد معلوم ہوتی تھین۔

۱۸۔ کوٹا بُلُوسپے، والسلام

شبلی۔ ۱۰۔ فروری ۱۹۱۰ء

(۳)

مجبی۔

آپ کا مفصل خط ملا، اور گذشتہ کی تلافی ہو گئی۔ مین نے حال ہی مین مسٹر محمد علی کو لکھا تھا کہ آپ کو فرصت نہ ہو تو اور احباب کو تکلیف دی جائے، لیکن اُنھون نے کسی طرح نہ مانا، جون سے کام شروع کرین گے۔

اب پونا آنے کی کم توقع ہی، یہان مقامی ضرورتین زیادہ پیش آگئی ہین، اسکے سوا سفر مین تصنیف کا سلسلہ برہم ہو جاتا ہی۔ چاہتا ہون کہ برسات تک شعر العجم کی دوسری جلد بھی طیار ہو جائے،

پہلا حصّہ چھپ رہا ہی اور بہت اچھا چھپ رہا ہے،

شعر العجم[2] کا ترجمہ آپ کرین یہ شعر العجم کی قسمت، لیکن مشکل یہ ہی کہ حالات تو یورپین بھی لکھ چکے ہین، جو چیز اصل ہی وہ شعرا کے کلام پر ریویو ہی جس مین اصل اشعار کو نقل کرنا پڑتا ہی، اگر آپ اسکی تدبیر کر سکین تو اس سے کیا بہتر؟

---

[1] مضامین عالمگیر کا انگریزی ترجمہ۔ [2] مکتوب الیہ کا ارادہ تھا کہ شعر العجم کا انگریزی مین ترجمہ کرین تا کہ پروفیسر براؤن جو لٹریری ہسٹری آف پرشیا لکھ رہے ہین، اسکے کام آئے،

نکلسن[1] سے مجھکو پہلے سے واقفیت ہی، عربی مین یہ لوگ ابھی کوسون ہم سے دور ہین،

شرح انوری[2] غالباً اعظم گڈہ مین ہی، تلاش کرتا ہون، اگر یہان کتابون مین ہی تو فوراً بھیجتا ہون، گو کمیاب چیز ہے،

بمبیات چھپ رہی ہی، لیکن نام بدل دیا ہی یعنی "دستہ گل" طیار ہونے پر بھیجدونگا ایک دو غزل حال مین لکھین وہ بھی شامل ہین،

انشاء اللہ برسات بمبئی اور پونا مین ہوگی۔ والسلام

شبلی۔ ۴۔اپریل ۱۹۰۸ع

(۴)

مکرمی۔

تسلیم۔ آپکی محنت کی داد دیتا ہون، بیشک ترجمہ[3] مین اُردو کی غلطیان بہت ہین ان کو صحیح کرکے ایک مختصر تمہید کے ساتھ جس مین آپ کو ملک سے روشناس کراؤن گا۔ الندوہ مین شائع ہونے کو بھیجدون گا، مین آپ کے علمی مذاق کا نہایت معترف ہون،

---

[1] ایک انگریز پروفیسر جس نے عرب کی ادبی تاریخ (لٹریری ہسٹری آف عربیا) لکھی ہے، [2] از ابوالحسن فراہانی قدیم ترین و بہترین شرح انوری، اب دار المصنفین کے کتب خانہ مین ہے، [3] مسعود سعد سلمان پر ایک مضمون انگریزی سے اُردو مین ترجمہ کیا تھا،

اِس اثنار مین زہرا، اور عطیہ فیضی[1] کے بہت سے خطوط آئے اور بعض مین علمی مضامین بھی تھے، ان ظالمون کی اُردو نویسی پر مجھکو تعجب ہوتا ہی آپ کو شاید کبھی دکھلا سکون،

شعرالعجم مین اب چار ناچار سعدی کو لینا پڑا، اور اب انہی کی لائف زیر قلم ہی دستۂ گل چھپ گیا، عنقریب بھیجون گا۔

شبلی

ندوہ۔ لکھنؤ۔ ۵ مئی ۱۹۰۸ء

(۵)

مجتبٰی۔

بقیہ ترجمہ پہنچا۔ دونون حصے آج ملا کر دیکھے، افسوس ہی کہ اشعار اسقدر بھر دیئے ہین کہ نثر بہت کم رہجاتی ہی اور عام پڑھنے والون کو دلچسپی نہین ہو سکتی سونچ مین ہون کہ اسکو کیونکر کام مین لاؤن، اشعار چھانٹنے پڑینگے۔

وہ بات مین نے یونہی لکھدی تھی، لیکن واقعی حیرت کی بات ہی، آپ جانتے ہین بمبئی مین کیسکو اُردو سے مس نہین، عورتین جوکچھ سیکھتی ہین مردون سے سیکھتی ہین، ان عورتون کو اُردودان کہان ملتے ہین، باوجود اسکے نہایت بے تکلف صحیح اُردو لکھتی ہین، لطف یہ کہ اِن کے مردون کے خط آتے ہین، وہ بالکل بمبئی کی خاص اُردو ہوتی ہی، غالبا اِسکی وجہ یہ ہو گی کہ یہ لوگ اُردو لٹریچر کو اچھی طرح مطالعہ کرتے ہین

[1] بمبئی کے مسلمان خاندان کی خاتونون کے نام ہین ۵۲ دیکھو مکتوب ۲۶۳ مضمون انگریزی مسعود سعد سلمان؎

مین چاہتا ہون کہ آپ کی غلطیان درست کر دیا کرون، آپ بُرا تو نہ مانین،

شعر العجم مین اب سعدی زیر قلم ہین، ان کے متعلق مزید اطلاع آپ دیسکین تو عنایت ہے۔

شبلی

۱۹ مئی سنہ ۱۹۰۰ع۔ ندوہ۔ لکھنؤ۔

(۶)

مجبی۔

آپ کی مہمان نوازی کا مشکور ہون۔

مرزا صاحب کے نوٹ کا مجھکو حال معلوم نہین، ہوٹل والے سے دریافت کیجیے"

مرزا صاحب نے تو مہمان نوازی مین کچھ کمی نہین کی تھی، یہ رقم کیون زبردستی اُن سے اڑالیگئی، خیر اسکو بھی میرے ہی نامۂ اعمال مین لکھیئے۔ واقعی افسوس ہے،

سند مرسلہ ایک قسم کی سند لگان ہے[1]۔ قول نامہ اسکو کہتے ہین، یہان بھی رواج ہے، سیدل کی نسبت مین یون بھی رازدار تھا وہ مخواہ وہم مین پڑتے ہین۔

شبلی۔ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۹ع۔ حیدرآباد۔

[1] یہ سند ایک قول نامہ ہے جو تیموری صیغۂ مال کی ایک اصطلاح ہے، یہ سند ایک عالمگیری امیر کی ہے جو پونہ کے قریب کے ایک مندر کے گوسائین کو دی گئی تھی، سند کی اصل عبارت یہ ہے:۔

قول نامہ

"باسم مورہ گوسائین موضع چنچوڑ عملہ پرگنہ پونہ آنکہ درباب وا خان حکمت نشان ناہر خان ظاہر نمودند کہ قول می خواہد لہذا قلمی میگردد کہ بخاطر جمع باعملہ فعلہ خود در دیہ آباد باشند و در آبادانی کوشند، انشاءاللہ تعالیٰ ازین ہیچ وجہ آسیب گزند نخواہد رسید دانچہ درین باب قول است، بتحریر فی تاریخ دوازدہم شہر ذیقعدہ ۲۶ سنہ۔ مہر شہاب الدین خان مرید بادشاہ عالمگیر۔

(۷)

مین بخیریت پہونچا۔

عالمگیری[51] سند مین صرف اسقدر ہی کہ موضع چنچوڑ، فلان گوسائین کا مسکن ہے کوئی اسکو نہ ستائے۔ اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی زمین اسکو عطا ہوئی تھی۔ کیا موضع مذکور مین اب بھی کوئی دیول[52] ہی، اور اُس کا پجاری کوئی گوسائین اُسی خاندان کا ہے۔

شبلی۔ حیدر آباد۔

(۸)

مکرمی۔

جملہ مستفسرہ، اشاعرہ کا عقیدہ ہی، اشاعرہ سُنّی فرقہ کی ایک شاخ ہی، لیکن اب تو تمام سنی اسی حماقت[53] مین گرفتار ہین۔ خیر اس فقرہ کو رہنے دیجیے کو میرے ذاتی عقیدہ کے خلاف[54] ہے۔

شعر العجم سب سے پہلے آپ کے پاس پہونچے گی۔

---

۵۱ مکتوب الیہ نے عالمگیر کی سند طلب رائے کے لئے بھیجی ہی اسکے متعلق رائے ہی ۵۲ یہان اب بھی گن پتی کا دیول ہی بہت بڑا اجاترا ہوتا ہی، عام طور سے دکن مین مشہور ہی کہ اس دیول کو عالمگیر نے تو گاؤن کی جاگیر دی تھی، مکتوب الیہ نے مضامین عالمگیر کیلئے نہایت کاوش سے اصل فرامین کا مطالعہ کیا، تو معلوم ہوا کہ عالمگیر کا تو کوئی فرمان نہین لیکن دو فرمان ہین جنسے ثابت ہوتا ہی کہ شاہان دلی کیطرف سے اسکو جاگیر کا فرمان ملا تھا۔ ۵۳ یعنی ماتریدیت فنا ہوگئی۔ جو عقائد مین اصل حنفیون کا مسلک تھا،

۵۴ عقائد مین ماتریدیت کو ترجیح دیتے تھے۔

رسالہ جزیہ کے لیے میر ولایت حسین سکنڈ ماسٹر کالج علی گڈھ کو لکھیئے۔

شبلی۔ ۷۔ فروری ۱۹۰۹ء حیدر آباد

(۹)

مکرمی۔

۱۔ تزک تیموری فارسی مین مشہور اور متداول کتاب ہے، مین نے تو علی گڈھ کالج مین قلمی نسخہ دیکھا تھا، لیکن غالباً چھپ بھی گئی ہے، تاجران بمبئی سے دریافت کیجیے

۲۔ بوعلی شاہ قلندر کا تذکرہ عموماً تذکرہ ہائے فارسی مین اور تذکرہ اولیاء مین ہے، مین اسوقت ندوہ سے دور ہون، ورنہ کتاب کا حوالہ لکھ بھیجتا۔ آپ کو نہ ملے تو پھر لکھیئے گا۔

۳۔ شعر العجم کا پہلا حصہ شاید دو تین ہفتہ مین شائع ہو۔

ہان عالمگیری مضامین کے ترجمہ کا کیا حال ہے۔

شبلی۔ شاہجہانپور۔ ۲۳۔ اپریل ۱۹۰۹ء

(۱۰)

مجتبی۔

عنایت نامہ پہونچا۔ جب کسی کتاب مطبوعہ یورپ کا تذکرہ کیجیئے تو اسکی قیمت بھی ضرور لکھا کیجیئے کہ خود منگوا سکون۔

اسدی کے لغت کا کیا طرز ہے، صرف معنی پر اکتفا کرتا ہے یا سند بھی دیتا ہے۔

کیا برہان قاطع وغیرہ سے کچھ زیادہ تفصیل یا جدت[1] ہے،   والسلام

شبلی۔ ندوہ۔ لکھنؤ۔ ۱۸ - جون ۱۹۰۹ء

(۱۱)

یہان[2] بیڈھب پھنس گیا ہون، دیکھئے کب چھوٹتا ہون۔

گون[3] مسلمانون سے انگریزون نے نہین لیا ہے،

آپ کی فرمائش کے موافق سید سلیمان کو لکھتا ہون' الندوہ مین ان کے مضامین چھپا کرتے ہین، اگر وہ راضی ہو گئے تو اُن سے بہتر آدمی نہین مل سکتا۔

"خود کو" "مصر کے مسلمانون نے کیون اسکو استعمال مین لایا" یہ سب غلط فقرے ہین جو آپ کے خط مین تھے۔   والسلام

شبلی۔ ۱۸ - جولائی ۱۹۰۹ء

(۱۲)

جناب من۔

تسلیم۔ مدت کے بعد آپ کے درشن ہوئے۔ آپ لکھنؤ آنا چاہتے تھے لیکن افسوس ہی کہ مین اس زمانہ مین لکھنؤ نہ ہوتا۔ تاہم ممکن ہی کہ چند روز کے بعد وہان جاؤن، اگر ایسا ہوا تو آپ کو لکھونگا، اور آپ تشریف لا سکتے ہین۔

---

[1] الندوہ کے نمبر ۳ ج ۶ مین اس نمبر پر مولانا نے پورا ریویو کیا ہی۔ اس لغت کا نام لغت عرس ہی۔

[2] یعنی حیدرآباد مین [3] گون یعنی جبۂ فضیلت جو یونیورسٹی کے گریجویٹ پہنتے ہین، بعض لوگ اسکی اصل عربی جبہ کو سمجھتے ہین،

مضمون[۵۱] پہنچا، شکریہ - الندوہ مین چھپ سکے گا۔

لیکن اگر اس مصنف کے اس مضمون کا پتہ لگتا تو بڑی بات تھی، جسمین اس نے فارسی شاعری اور فلسفہ پر لکھا ہے[۵۲]۔

شبلی - الہ آباد - پتھر کی گلی - ۲۳-اپریل سنہ ۱۹۱۰ء۔

(۱۳)

جناب من -

یہ آپ نے غضب کیا کہ مجھکو مدت تک منتظر رکھا، خط کی رسید تو بھیجدی ہوتی۔

اسدی کی کتاب اللغۃ بہ قیمت مجھکو منگوا دیجئے - قیمت لکھئے تو بھیجدون۔

شعر العجم حصہ چہارم کے متعلق مدد دینا یہ ہے کہ کسی نے انگریزی مین صوفیانہ، یا رزمیہ، یا اخلاقی شاعری پر ریویو کیا ہو تو اس کا ترجمہ بھیجدیجئے۔

مین فروری اور مارچ مین مارا مارا پھرونگا اور اپریل مین غالباً بمبئی آؤن

شبلی

۳۱-جنوری سنہ ۱۹۱۱ء - لکھنؤ۔

---

۵۱ یعنی اس مختصر مضمون کا ترجمہ جو گارسن ڈی ٹاسی، ایک فرنچ مستشرق نے اپنی طرف سے پیرس مین شائع کردہ منطق الطیر کے فرنچ ترجمہ کے دیباچہ مین شیخ فریدالدین عطار کے لوح مزار کے متعلق لکھا ہے۔

۵۲ اس مضمون کا موضوع مذہبی اور فلسفی فارسی شاعری ہے، اس مضمون کا پتہ لگایا گیا اور ایک نسخہ پیرس سے منگوا کر مولانا کی خدمت مین بھیجدیا گیا۔

(۱۴)

مکرمی۔

عمر بھر مین کبھی آپ مجھکو اسقدر خوش کر سکے اور نہ کر سکینگے جسقدر لغۃ اسدی کے بھیجنے سے لیکن فوراً قیمت لکھیئے ورنہ مسرت مین کمی ہو جائیگی۔ آپ پر بار ڈالنا مقصود نہین بلکہ صرف آپکی سُراغ رسانی کا احسان کافی ہے۔

بمبئی آنا چاہتا ہون۔ شرط یہ ہی کہ حسب دلخواہ کوئی کمرہ ۳۰؍ کرایہ کا ٹھر جائے جسمین پاخانہ کا تنہا بند وبست ہو، اور ٹراموے کا غل نہ پہنچے۔

شبلی۔ ۱۴- فروری ۱۹۱۱ء

(۱۵)

جناب من۔

آپ شعر العجم دیکھ چکے، جو باتین آپ ایسی پائین کہ شعر العجم پر اضافہ ہو سکتا ہو وہ مجھکو لکھ بھیجا کرین، رزمیہ یا اخلاقی شاعری انگریزی شاعری کا نمونہ چاہتا ہون کہ اسکو اپنے ہان سے مطابق کر سکون شاہنامہ کا فرنچ[1] ترجمہ کہان مل سکے گا، پبلک لائبریری الہ آباد مین ہو تو منگوا لون گزیدہ[2] معمولی تاریخ ہے۔

شبلی۔ ۱۶- فروری ۱۹۱۱ء

---

[1] موہل کا ترجمہ جو مع متن کے فرنچ گورنمنٹ نے نہایت آب و تاب و زر کثیر کے صرف سے ضخیم سات جلد و نمین چھپوایا ہی۔ کل قیمت ۵۰۰ روپیہ سے کم نہین۔ [2] حمد اللہ مستوفی قزوینی کی تاریخ،

(۱۶)

مکرمی

خط پہنچا۔ مین اپریل مین وہان آنا چاہتا تھا لیکن آپ کہتے ہین کہ وہان طاعون ہے مئی کا مہینہ یہان رہنے کے قابل نہین ہوتا۔ اور کوئی جگہہ نہ ہوگی تو مین کشمیر چلا جاؤنگا بہرحال جو ارادہ ہوگا اطلاع دونگا۔

بمبئی کی

شعر العجم کا چوتھا حصہ قریبًا طیار ہے، اسکا ترجمہ انگریزی مین ہو تو البتہ یورپ کو نظر آئے کہ کیا چیز ہے۔

شبلی۔ ۱۹۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ع

(۱۷)

مکرمی۔

افسوس آپنے بمبئی سے محروم رکھا، اب کشمیر یا کلکتہ جہان جاؤنگا آپکو اطلاع دونگا۔ **سوامی کمار**[۵۱] کو مین جانتا ہون۔ تصاویر وغیرہ کا ڈراؤ خیرہ وہ لکھنؤ سے لے جاتے ہین، میرے ایک دوست ہین ان سے اکثر چیزین لی ہین۔

تیمور[۵۲] کی تصویر اسکے دشمنون نے بنائی ہے۔

---

۵۱ ڈاکٹر کمار سوامی ایک مشہور ہندو آرٹسٹ جو ہندوستان کے قدیم ہندی و اسلامی فنِ تصویر کا ماہر ہے مغل دور کے مصورونکی بہت سی تصویرین اسکے پاس ہین۔ ۵۲ تیمور کی ایک تصویر کمار سوامی کے پاس تھی جسمین تیمور ایک شکنجہ مین گرفتار ہے

باز بہادر[1] کا قصہ منظوم ہی لیکن اسوقت مصنف کا نام یاد نہین ڈھونڈھ دونگا۔

آج کل ندوہ کے جلسہ ہائے انتظامیہ کی وجہ سے مطلق فرصت نہین خط بمشکل لکھا ہے۔

بنارس مین ایک کا یستھ خاندان مین وہ تمام خطوط فارسی موجود ہین جو سیواجی نے مرزا راجہ جے سنگھ کو لکھے تھے، جے سنگھ کے جوابات بھی ہین[2]۔ مین نے کئی دن تک اُسکو دیکھا تھا لیکن اب وہ حیلہ کرتا ہے۔ باقی پھر

شبلی۔ ۱۳۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۸)

جناب من

السلام علیکم۔ سیرۃ نبوی جو زیر تصنیف ہی مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت کے متعلق لکھا ہی اس سے پوری واقفیت حاصل کی جائے تا کہ

---

[1] باز بہادر والی مالوہ اور اسکی رانی روپمتی فن موسیقی کے بڑے ماہر اور رقادردان گذرے ہین مغلونکی تلوار اور نیرنگی روزگار سے تنگ آکر دونون نے ارادہ کیا کہ مالوہ کو خیرباد کہین اور کسی دور دراز ملک مین قسمت آزمائی کرین چنانچہ ایک شب دونون گھوڑے پر سوار شہر سے باہر نکل آئے، ایک پہاڑ کے دامن سے گذر رہا عجیب منظر تھا نیم شب کا وقت، دامنِ کوہ کی خاموشی تاریکی شب مین مشعل کی ہلکی روشنی اُنکے وفادار گھوڑے شاہانہ لباس بہادرانہ روپ کو چمکا رہی تھی، اِس منظر کی تصویر ایک مغلیہ دور کے مصور نے نہایت عمدگی سے کھینچی ہی جو لندن مین تھی ڈاکٹر کمارسوامی نے اسکا فوٹو لیا تھا اور شائع کرنا چاہتے تھے۔ لہذا باز بہادر اور روپمتی کا مفصل حال مکتوب الیہ سے دریافت کیا تھا۔ [2] عالمگیر کی تاریخ کے متعلق ایک بڑا ماخذ خطوط کا ہی، خود عالمگیر کے خطوط، اُسکے بھائیونکے خطوط، سیواجی مرہٹہ اور راجہ جے سنگھ کے خطوط، اِن مین سے اکثر چیزین موجود ہین،

ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت اسلامی کے طور پر پیش کیئے جائین اور جہان اُنھون نے غلطیان اور بددیانتیان کی ہین نہایت زور و قوت کے ساتھ انکی پردہ دری کی جائے۔

اِس بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کیگئی ہین جو آنحضرت کے متعلق تصنیف ہوچکی ہین لیکن اِن سب کا اُردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہی، اس لیئے یہ رائے قرار پائی ہی کہ جن صاحبونکو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک کتاب بھیجدی جائے، وہ مطالعہ فرما کر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے، اِس بنا پر آپ سے درخواست ہی کہ آپ بھی اس کام مین حصہ لینا پسند فرمائین گے۔

شبلی نعمانی۔ جون سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۹)

مکرمی۔

آج مسٹر بوا[1]، اڈیٹر اسلامک ورلڈ کا خط پھر آیا۔ زیب النساء کے متعلق آپ جواب

---

[1] ایک فرنچ مستشرق ہین اور ایک فرنچ رسالہ ہین جسکا مقصد تمام اسلامی دُنیا کا ریویو ہی، عمدہ مضامین لکھا کرتے ہین، زیب النساء کے متعلق ایک مضمون لکھنا چاہتے تھے کہ ایک ہندوستانی مسلمان بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی، اثنائے گفتگو مین معلوم ہوا کہ مولانا نے زیب النساء کے صحیح حالات لکھے ہین مسٹر بوا نے فوراً ایک خط عربی زبان مین لکھا اور مولانا سے ان حالات کی استدعا کی۔ چونکہ یہ اُردو مین تھے اور رسالہ الندوہ مین شائع ہو چکے تھے، مولانا چاہتے تھے کہ کم سے کم انکا انتخاب انگریزی مین روانہ کیا جائے، چنانچہ مکتوب الیہ نے انتخاب مسٹر بوا کو روانہ کیا۔

جلد لکھ بھیجیے۔

مولوی سید علی کا مضمون متعلق کلیلہ دمنہ کالج بُک ڈپو، علی گڈھ سے ملسکتا ہے۔

ابھی تک آپ کی مرسلہ کتاب متعلق شاہنامہ نہین آئی۔

شبلی۔ ۱۴- جون سنہ ۱۹۱۱ء بمبئی۔

(۲۰)

اے وقت تو خوش کہ وقتِ ماخوش کردی۔ کتابین یا انتخابات تو جب آئین گے آئین گے لیکن خوش تو مین ابھی ہولیا اور کئی دن تک کے لیے یہ سامان کافی ہوگا۔ واقعی مجھکو اِن علمی ذخیرون کے پتہ سے بھی خوشی ہوتی ہے۔

مسیو ہوارکو مین نے بھی بمبئی سے خط لکھا تھا، لیکن رسید نہین آئی۔

لڑکے کے انتقال کا افسوس ہے۔

شعرالعجم سے انشاء اللہ جلد فارغ ہوتا ہون۔

شبلی۔ ۲۲- اگست سنہ ۱۹۱۱ء لکھنؤ۔

(۲۱)

آپ کی عنایتون کی بارش برابر جاری ہی، شاہنامہ کا لغت[۱] ترکی مین ہی اس سے آپ کیونکر کام لیتے ہین انگریزی کتاب[۲] کیا اِس کتاب کے علاوہ ہی جو اِسی پروفیسر نے آنحضرت کے حالات مین لکھی ہی

شبلی۔ ۱۱- ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء۔ لکھنؤ۔

---

[۱] مصنفہ شیخ عبدالقادر بغدادی جسکو سالمین نے یورپ مین شائع کیا، [۲] مارگولیوتھ کی کتاب محمڈ ازم۔

(۲۲)

تسلیم۔ مدت سے آپ نے یاد نہین کیا۔ خیام کا جبر و مقالہ مجھکو ہاتھ[۵۱] آگیا۔ اس لیے اب آپ کا نسخہ واپس کر دیتا ہون۔ جواب خط کا انتظار ہی۔ لیکن لغات اسدی اسوقت تک نہ دونگا جبتک آپ دوسرا نسخہ منگوا دینگے۔

آپ نے یہان آنے کا وعدہ تو خوب پورا کیا۔

شعر العجم جلد ۴ اس مہینہ مین نکل جائیگی۔

شبلی۔ ۱۳۔ فروری ۱۹۱۲ء

(۲۳)

مکرمی۔

خط پہنچا۔ جبر و مقالہ[۵۲] آج یا کل رجسٹرڈ بھیجدونگا،

نظامی کے متعلق مونوگراف[۵۳] کا ترجمہ آپ بھیجدین تو مین اس سے کام لونگا۔

چوتھی جلد کے بھی دو حصے کرنے پڑے پہلا حصہ ایک دو ہفتہ مین نکل جائیگا۔ یہ حصہ انگریزی مین ترجمہ ہوا تو البتہ یورپ والون سے داد مل سکتی ہے۔

شبلی ۲۶۔ فروری ۱۹۱۲ء

(۲۴)

تسلیم۔ اپریل مین تو یہان میرا رہنا مشکل ہی۔ بمبئی، یا کلکتہ جاؤنگا۔ ۸۔ اپریل تک

---

[۵۱] مولانا نے اسپر ایک مختصر ریویو الندوہ نمبر ۲ ج ۹ مین لکھا ہی۔ [۵۲] یعنی خیام کا رسالہ جبر و مقالہ [۵۳] یعنی ڈاکٹر باخر کا مونوگراف،

یہان سالانہ جلسے ہین، اسوقت تک رہنا البتہ ضروری ہی۔ ندوہ کے سالانہ جلسہ کی شرکت کیلئے مصر کے نامور عالم سیّد رشید رضا مصر سے چل چکے اور ۲۲۔ مارچ ۱۹۱۲ء کو بمبئی پہنچ جائین گے ممکن ہو تو آپ بھی اِن کا استقبال بندرگاہ پر کیجیئے۔

ابھی ماہوار رقم سیرۃ نبوی نہ روانہ کیجیئے گا۔ مین اسکے لیئے بہت متردد ہون۔

ہان سوانح نبوی کے متعلق جو لٹریچر انگریزی مین ہی وہ جمع فرمائیے۔

شعر العجم جلد چار چھپ گئی۔ صرف فہرست مضامین باقی ہی لیکن بہت غلط چھپی ہی

شبلی۔ ۱۸۔ مارچ ۱۹۱۲ء

(۲۵)

مین انشاء اللہ کل کلکتہ روانہ ہونگا اور سیّد سلیمان آج مدراس جائینگے[1]۔ ۵۔ اگست کو ڈھاکہ[2] مین کمیٹی ہی جسکی شرکت کے لیئے جا رہا ہون۔

سیرۃ نبوی کے متعلق آپکی قلمی امداد کا امیدوار ہون۔

شبلی۔ ۲۵۔ جولائی ۱۹۱۲ء

(۲۶)

مکرمی۔

تسلیم، عنایت نامہ متعلق بکّہ[3] پہنچا۔ تکلیف فرمائی کا بہت ممنون ہون۔ براہِ کرم آپ

---

[1] بعرض شرکت محمڈن کانفرنس مدراس [2] متعلق ڈھاکہ یونیورسٹی۔ [3] بکہ، مکہ کا نام ہی، زبور مین لفظ بکا، ایک مقام کا نام آیا ہی، تحقیق طلب یہ تھا کہ کیا بکا، اور بکہ ایک چیز ہی۔ دیکھو، حمید الدین ۵۸۔

کتاب سے فاران کے متعلق جو تحقیق ہو لکھ بھیجئے۔ اسکی اسوقت بہت ضرورت ہے۔
پونا آنا رہا جاتا ہی لیکن اکتوبر مین آپ ضرور میرے پاس رہیئے مین کہین رہون۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۸ستمبر ۱۹۱۳ء

(۲۷)

مکرمی۔

والانامہ پہنچا۔ مشکور ہون۔

کتاب[1] لی قیمت بھیجدونگا۔ لیکن پڑھوا کر سنا نہایت جاہلانہ اور متعصبانہ کتاب ہے نہایت عامیانہ معلومات پر[2] آنحضرت کو ہر جگہ مکار و فریبی لکھا ہی۔

سید سلیمان کو سردست تین چار مہینہ کے لئے تو مین خود چاہتا تھا[3] لیکن آپ فرمائینگے تو مین انکو بھیجدونگا لیکن حقیقت یہ ہی کہ خالص فارسی دانی مین عبدالسلام کو انپر ترجیح ہی۔ بہرحال آپ جو فرمائینگے مجکو انکار نہ ہوگا لیکن اِن لوگون کے پاس سند نہین، اسلئے تقرری دشوار ہی۔ انگریز صرف سند دیکھتے ہین۔

شبلی۔ حیدرآباد۔ ۲۲ نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۸)

جناب من۔

تسلیم۔ مین اِس سے پہلے خط مین لکھ چکا ہون کہ سید سلیمان کسقدر انگریزی جانتے ہین

[1] انگریزی کتاب متعلق اسلام [2] سیرت کے لیے...... [3] دکن کالج کی اسسٹنٹ پروفیسری

بولنے کے لیئے نہین بلکہ مطالعہ کے لیئے۔

اگران کا تقرر منظور ہو جائے تو اتنا ضرور کیجیئے کہ دو تین مہینے کے بعد انسے کام لیا جائے۔ اسوقت مجھکو ان سے بہت کام ہی۔ بہرحال آپ کی سفارش پہلے منظور تو ہو جائے۔

شبلی۔ ۲۲- نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۹)

مکرمی۔

تسلیم۔ آپ کا خط کل ملا۔ مین سفر مین تھا۔ اسلیئے امانت رہا۔ بے شبہہ سید سلیمان کی کامیابی حیرت انگیز ہی لیکن اصلی حیرت انگیز آپکا زور اثر ہی۔ بہرحال ایک قابل شخص کی قدردانی نتیج نتائج مفید ہو گی۔

سید سلیمان اسقدر قانع شخص ہین کہ اِس عہدہ کے قبول کرنے پر راضی نہین ہوتے تھے اور متعدد دفعہ مجھکو سمجھانا پڑا بلکہ گویا مین نے انکو مجبور کیا، وہ چاہتے تھے کہ آزادانہ علمی اشتغال مین مصروف رہین۔ بہرحال وہ روانہ ہو چکے تھے کہ آپ کا خط ملا۔ راہ مین آگرہ کانفرنس دیکھتے جائین گے۔

کتب مطلوبہ میرے ہان ایک بھی نہین۔ آپ عبداللہ خان کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد سی طلب فرمائین۔ مین آگرہ نہ جا سکا بیمار ہو گیا،

جرمن کتاب خطوط تابتین کا بہت انتظار ہی۔ اور جغرافیہ فارسٹر کا۔

شبلی۔ لکھنؤ۔ ۲۸- دسمبر ۱۹۱۳ء

ف۱ سیرۃ مین مدد دینے کے لیئے۔ ف۲ یعنی دکن کالج کی اسسٹنٹ پروفیسری کی تقرری۔ ف۳ بغرض شرکت محمڈن کانفرنس۔

(۳۰)

مکرمی۔

آپ نے لکھا تھا کہ حیدرآباد نے تین کتابین واپس مانگی ہین اور خط بعینہٖ بھیجدیا تھا، مین نے آپ کو لکھا کہ فارسٹر کی صرف ایک جلد یہان ہی۔ دوسری جلد آپ دے آئے ہونگے اسیطرح ولسٹیڈ یہان نہین ہی۔ آپ نے کچھ جواب نہین لکھا جلد مطلع فرمائیے۔

سیّد سلیمان سے کہئیے کہ احتمال ہی مین گرمیون مین کلکتہ رہون،

آجکل تو الہ آباد کی آب و ہوا میرے لیئے نہایت صحت بخش ہے۔

سیرت کی کاپیان لکھوا رہا ہون۔ خوشنویس مستقل نوکر رکھ لیا ہی۔ گو دیرنویس ہین، الہلال مین بھی یہ صفحہ نمونہ کے لیئے چھپوایا۔ لیکن عام لوگ متفق نہین۔

شبلی۔ ۱۵۔ مارچ ۱۹۱۴ء۔ الہ آباد۔

(۱۱) منشی محمد امین صاحب کے نام

(۱)

محبّی۔

سلام شوق، خط پہنچا جس شخص کی نسبت مین نے لکھا وہ سال حال کے فارغ التحصیل

لہ مہتمم صیغۂ تاریخ ریاست بھوپال، منشی صاحب موصوف کو مولانا سے نہایت عقیدت تھی، ریاست کی تمام تصنیفات مین وہ مولانا ہی سے مشورہ لیتے تھے، ہر ہائنس بیگم صاحبہ بقاہا اور مولانا کے درمیان بھی سفیر تھے، ندوہ اور سیرت کی کاپیان بلکہ علیگڈھ کی بھی انھین کے توسط سے تھین،

ہین، اور حکیم عبدالولی سے مطب کیا ہی، اسلیئے انکی حالت کے لحاظ سے لکھیئے۔

ہان مین نے سُنا تھا کہ سرکار عالیہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن کی بجائے کسی اور کی تجویز مین ہین، ڈاکٹر بدرالدین لقمانی، دامادِ بدرالدین طیب جی کیلیئے خیال ظاہر کیا تھا، اگر یہ صحیح ہے تو بہت اچھی بات ہی، ڈاکٹر موصوف بہت حاذق ہین اور بمبئی کی دو ماہہ ملاقات مین انکا پورا تجربہ مجھکو ہوا۔

آپ خوش ہون گے کہ گورنمنٹ نے بھی اب ندوہ کو عنایت کی نگاہون سے دیکھنا چاہا، ڈائرکٹر تعلیمات نے ہمسے پوچھا کہ آپ ہم سے کچھ مدد لینا پسند کرتے ہین ہمنے زور کے ساتھ ایڈ کی خواہش کی ہی اور کامیابی کی امید ہے،

اور بھی دلخوش خبرین ہین انشاء اللہ پھر سنیئے گا، والسّلام

شبلی، ۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

(۲)

محبّی۔

السلام علیکم، عنایت نامہ پہنچا، حضور عالیہ کے ارشاد کی تعمیل کے موافق عرض ہی کہ پردہ کے متعلق میرا ایک مضمون الندوہ مین چھپ چکا ہی، جو نہ صرف مذہبی بلکہ تاریخی ہی اور اس مسئلہ کا قطعی فیصلہ ہی، جس کے بعد ایک حرف نہین لکھا جا سکتا، باقی تعلیم کے متعلق مصر مین جو دو رسالے لکھے گئے ہین یعنی تحریر المرءۃ والمرءۃ الجدیدہ وہ نہایت آزادی

لہ بمبئی ہائیکورٹ کے سب سے پہلے مسلمان جج۔

اور قابلیت سے لکھے گئے، تحریر المرءۃ کا جواب المرءۃ المسلمہ بھی غایت عالمانہ اور فلسفیانہ طریقہ سے لکھا گیا، اُردو مین جو رسالہ لکھے گئے مثلاً **حقوق نسوان** وغیرہ وہ عامیانہ رسالے ہین قدیم اخلاق کی کتابون مین مثلاً **اخلاق جلالی** اور احیاء العلوم مین بھی عورتون کی تعلیم و تربیت کے متعلق جستہ جستہ باتین ہین۔ والسّلام

شبلی۔ ۱۔ جون ۱۹۰۸ء

(۳)

مجبی۔

عنایت نامہ پہنچا، مین سرکاری کام سے حیدر آباد آیا ہون اور غالباً دو ہفتہ تک یہان قیام ہوگا، آپنے کس امر کے متعلق مفصل حالات "لکھنے کیلئے لکھا ہے" آپ کو معلوم ہے کہ ندوہ کی مستقل آمدنی ابھی تک صرف (۳۰۰) ما ہے، گورنمنٹ نے (۵۰۰) ما دیئے اسلیئے اب خالص مذہبی علوم کا ضیعہ اسکے مقابلہ مین بہت کم وقعت رہجاتا ہے، ضرور ہے کہ ندوہ کی آمدنی مین اضافہ ہو، ریاست حیدر آباد سے (۵۰۰) ما کا وعدہ ہو چکا تھا، لیکن اس حالت مین کہ ریاست پر کئی کروڑ کا بار پڑ گیا، جو کئی سال تک قائم رہیگا۔ زبان نہین کھل سکتی۔

ربیع الاول کی دعوت مین مین آسکتا ہون، لیکن مولود کا بیان مین اچھا کیونکر کرسکونگا، میری تقریر لکچر ہوتی ہے، نہ وعظ،

سفرنامہ سامنے ہو تو تقریظ لکھ سکون، غائبانہ شطرنج کھیلنا ہر شخص کا کام نہین۔

والسّلام۔ شبلی، حیدر آباد۔ ۷۔ فروری ۱۹۰۹ء

(۴)

مجبیّ۔

یہ خط دراصل مجھکو جناب منشی منصب علی صاحب کے نام لکھنا تھا لیکن اسوجہ سے کہ جناب موصوف کو فرصت کم ہوتی ہو اور ممکن ہو کہ جواب مین دیر ہو اسلیئے آپ کو لکھتا ہون کہ یہ خط دکھلا کر ان سے جو کچھ جواب حاصل ہو فوراً مجھکو لکھیئے۔

آپکو معلوم ہو کہ مولوی عزیز مرزا صاحب بی اے حیدر آباد سے نکلے تو انکے مقربین بھی زد مین آئے، انمین مولوی عبد الحلیم شرر بھی ہین، یہ بھی آپ جانتے ہین کہ مولوی صاحب موصوف عربی، اُردو کے کیسے ماہر اور ساتھ ہی انگریزی دان بھی ہین، انکی قابلیت کے آدمی کم ہاتھ آسکتے ہین، اگر وہ محکمہ تعلیمات مین لے لیئے جائین تو بہت مفید ہوگا، اس کے علاوہ حیدر آباد مین علوم مشرقیہ کی جو یونیورسٹی قائم ہوئی جس مین انگریزی تعلیم بھی لازمی قرار دیگئی، اس کے نصاب اور اسکیم کی طیاری مین مولوی صاحب کا بڑا حصہ ہو اور کئی برس انکو عملی تجربہ ہوچکا ہو اسلیئے انکی لیاقتون سے کام لینا ریاست کیلیئے قطعاً مفید ہوگا، نیز انشا پردازی اور تصنیف کے کامون مین اُنسے بہت مدد ملیگی اسلیئے ریاست کو انکو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے، اگر ان کو روک نہ لیا جائے تو ممکن ہو کہ وہ ریاست رامپور وغیرہ مین پہنچ جائین، بہرحال جواب جلد عنایت فرمائیے۔

شبلی ۔ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

۵ل فنانشل سکرٹری، ریاست بھوپال،

(۵)

مجتبیٰ۔

سلام علیکم، اُستانی کسی طرح جانا نہین چاہتی، اسوقت جہان ہی اُنسے معلوم ہوا کہ اسکو اپنی لیاقت پر اعتماد نہین، اسکے خاندان والے بھی دور مقام مین جانے کیلئے راضی نہین، مین سخت مجبور ہون اور نادم بھی۔

ندوہ کا سالانہ جلسہ دلی مین قرار پایا، حکیم اجمل خان اور دیگر اکابر دہلی نے دعوت دی، جلسہ بڑے پیانہ پر ہوگا، مصارف کا تخمینہ تین ہزار ہی جس سے ہمکو بہت زیادہ پہنچانا ہوگا، کیونکہ دلی والے ابھی مسلم لیگ کے جلسہ کیلئے ۶ ہزار دیچکے ہین،

ممبری کا ٹکٹ پانچروپیہ ہی، چند ٹکٹ آپکے پاس بھی بھیجونگا، آپ آئین اور بہتر ہوتا کہ ریاست کیطرف سے رہین، حیدر آباد سے ہمیشہ ریاست کیطرف سے ڈیلیگیٹ آیا کرتے تھے، ہندو وزارت کے عہد سے بند ہوگیا، تاہم اور ریاستون کی طرف سے آتے رہے۔

حضور سرکار عالیہ کے شکریہ کا زرولیوشن بھی جلسہ مین پیش ہوگا، والسلام

شبلی۔ ۱۹۔ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

(۶)

مجتبیٰ۔

کیا خدانخواستہ حضور عالیہ کا یہ خیال ہی کہ مین حضور ممدوحہ کے ارشاد مین کسی قسم کی کوتاہی کرونگا، میرا رونگٹا رونگٹا حضور عالیہ کا فدائی ہی، کوئی کام میرے

کرنے کا ہو اور حضور عالیہ حکم فرما کر دیکھ لین،

اُستانی کمبخت کسی طرح آمادہ نہین ہوتی، گھر سے کبھی نکلی نہین، ملازمت کی نہین، گھر والے رضی نہین، آج انتہائی حد تک اسکو لکھتا ہون، نہ مانے تو اُسے خدا سمجھے، دلّی آپ ضرور آئینگا۔

شبلی، ندوہ۔ ۲۳۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۷)

محبیّ۔

سچ پوچھئے تو

ع اے بادِ صبا این ہمہ آوردۂ تست

واقعہ یہ ہی کہ علی گڑھ اور ندوہ کو ریاست سے جو فوائد پہنچ رہے ہین اُسکی سنگ بنیاد آپ ہین، فجزاک اللہ خیرا۔

ریاست کے عطیہ کی درخواست تو کی لیکن اب قبول کرتے ایک بڑا بار محسوس کرتا ہون،

مین آج کانپور روانہ ہوتا ہون، نومسلمون پر آریہ جو جال ڈال رہے ہین وہ سخت خطرناک درجہ تک پہنچگیا ہی، اِس غرض سے تمام اضلاع مین دفاعی انجمنین اور دیہات مین مکاتب قائم کرنا مقصود ہی لیکن چونکہ گرمی سخت ہو رہی ہی اسلیئے یہ دورہ مختصر ہوگا اِسی طرف سے بھوپال آؤنگا، پھر بنگلور یا بمبئی جاؤنگا۔ کتابین ساتھ نہین جاسکتین، نہ اسٹاف ساتھ جاسکتا ہی اسلیئے سیرۃ نبوی کا کام باضابطہ بارش ہی شروع ہوگا یہ بھی خیال ہی کہ

یہ کام کسی طرح دو برس مین انجام نہین پا سکتا، اُسپر مستزاد یہ ہی کہ ایک آنکھ مین پانی اتر رہا ہی، اسلیئے جلدی بھی کرتا ہون کہ کچھ کر لون ورنہ جسقدر مین کر سکتا ہون اتنا کرنے والا بھی نظر نہین آتا کتابونکی فہرست طیار ہو رہی ہی، بہت سی کتابین تو خود ندوہ مین موجود ہین زائد جو مطلوب ہین انکو منگوانا ہی، اشاعت کی فکر نہ کیجئے مین خود کر سکتا ہون،

شبلی۔ ۱۷۔ اپریل ۱۹۱۲ء

(۸)

محبی۔

نہین قرآن مجید مین متعہ کے جواز کی کوئی آیت نہین، البتہ جنگ خیبر مین عارضی طور سے آنحضرت صلعم نے اسکو جائز کر دیا تھا اور پھر حرام کر دیا گیا، متعہ کا جواز زنا سے کچھ ہی کم درجہ پر ہی، ازدواج کا مقصود زوجین کا ابدی تعلق ہی نہ فوری اور وقتی۔

دوازدہ امام نے ہلوگونکی روایت کے موافق کبھی متعہ کو جائز نہین کہا۔

سرکار عالیہ منظور فرمائین یا نہ فرمائین لیکن ہم لوگونکا تو فرض ہی کہ ہم درخواست کرین، اسلیئے یہی رائے قرار پائی ہی کہ براہ راست سرکار عالیہ کے نام بھیجی جائے کہ لکھنؤ بھی تشریف لائین اور بورڈنگ کی بنیاد رکھین، آپ کی کیا رائے ہے،

ہان مدرسہ . . . . نے ندوہ کو نقصان پہنچانا چاہا، پریسیڈنٹ بھاولپور سے یہ کہلوایا کہ مین نے مغالطہ سے عمارت کیلیئے روپیہ دلوایا، لیکن حکیم اجمل خانصاحب نے خاص جلسہ کر کے انکے شکوک رفع کر دیئے۔

ایک پرچہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تام وہان سے نکلنا شروع ہوا ہی جوالندوہ کی چوٹ پر ہی آفتاب احمد خان صاحب نے درخواست کی تھی کہ دیوبند کے طلبہ ہمکو ملین تو ہم انکو انگریزی پڑھا دین لیکن ان لوگون نے انکار کیا اور چند علماء ناراض ہوکر جلسہ سے اُٹھ گئے کہ ریش تراشیدہ اور نیچری کو بولنے کیون دیا۔ خیر ہمکو اپنا کام کرنا چاہیئے، مخالفت تو ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے،

شبلی۔ ندوہ۔ ۲ مئی ۱۹۱۰ء

(۹)

مجبّی۔

مین نے خط اس لیئے نہین لکھا کہ آپنے تار پر جواب مانگا تھا تار دیا گیا اور یقین ہوا کہ آپ فوراً علی گڈھ روانہ ہونگے، اب آپ نہ آئیے مین خود آتا ہون، گرمی بہت سخت ہی میرا ارادہ ہی کہ مستقل بمبئی مین قیام کرکے سیرت کو ختم کردون، یہان روز ایک قصہ رہتا ہی اور اطمینان نصیب نہین ہوتا، اسٹاف ساتھ لیجاؤنگا، سید سلیمان ساتھ رہین گے، خوشنویس اور انگریزی مترجم وغیرہ بھی،

جناب کرنل[۱] صاحب کا شکریہ وہین آکر عرض کرونگا۔ لیکن کتاب[۲] کا پہلا اڈیشن میری ملک ہوگا، پھر وقف، لیکن ندوہ یا اشاعت اسلام پر اور کوئی مصرف مین نہین قبول کرسکتا۔

---

[۱] کرنل عبید اللہ خان صاحبزادہ ریاست بھوپال، [۲] سیرۃ نبوی،

ماہوار کے جاری ہونے پر یہان سے روانگی موقوف ہو تاکہ اسٹاف کے لوگون کو کافی اطمینان ہو جائے،

ماہواری چندے اور رجسٹری قیمتین بہت سی آئین مین نے سب واپس کر دین لوگونکو شکایت ہو کہ اس سعادت مین ہمکو کیون موقع نہین دیا جاسکتا۔

شبلی، ۱۰ - مئی سنہ ۱۹۱۲ع

(۱۰)

مجتبیٰ -

سلام مسنون، ماہوار کا روپیہ ابتک نہین آیا سخت ہرج ہی کتابونکی رقم آئی لیکن ابھی صرف آدھے نوٹ آئے اسلیئے کام اس سے بھی نہین لیا گیا، انگریزی گریجویٹ کو اسلیئے ابتک نہین بلا سکا کہ ان کا خرچ راہ نہ بھیج سکا عجب لوگ ہین بے فائدہ اطلاع دیتے ہین کہ منی آرڈر روانہ ہو چکا۔

ابھی تک مین نے لائف کا کچھ کام نہین کیا طبیعت مطمئن نہین لیکن اب کل شروع کرونگا، آجکل یہان پیر صاحب بغدادی کا بڑا ہنگامہ ہی انکی روشنی اور جلوس پر ۷۵ ہزار روپیہ ایک شب مین صرف ہوا، کل اجمیر جائین گے، سرکار عالیہ نے اُن کو جو رقم دو ہزار کی بھیجی، میرے سامنے پہنچی تھی، گو وہ یہان کے بدا ہین لیکن مجھ سے پوری ایک گھنٹہ تک خلوت رہی، اتنی دیر تک اُنھون نے کسی کو آنے نہ دیا، ورنہ روزانہ صبح سے شام تک ہزارون کا مجمع رہتا ہی، مین نے مفید مشورے دیئے اور اُنھون نے قبول کیئے، غالباً

کوئی مفید نتیجہ نکلے۔ قریباً ۲ مہینے تک قیام رہیگا، جا بجا جائین گے۔

اگر وہان کتبخانہ مین تفسیر فتح البیان مع تفسیر ابن کثیر موجود ہو تو ضرور لیتے آیئے گا، یہان نہین ہی اور مین ساتھ نہین لایا، سید سلیمان آگئے، آج خط آیا کہ بیمہ کراکے نوٹ بھیجے ہین، دریافت کرتا ہون، اب تک تو کوئی چیز نہین پہنچی، کرنل صاحب کو خط لکھ دیا۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۱۶-جون ۱۹۱۲ء

(۱۱)

مجتبیٰ۔

مین آپکے کام کیلئے ہر وقت حاضر ہون، کتب مذکورہ مین سے کتب ذیل مفید اور کار آمد ہین۔[۱]

اصابہ جلد اخیر، ابن خلکان، نفح الطیب، عقد الفرید،

باقی کتابین فضول یا بہت کم کار آمد ہو سکتی ہین، ایک کتاب حال مین مصر مین لکھی گئی ہی، اسوقت اس کا پورا نام[۲] یاد نہین، لکھنؤ پہنچکر لکھ بھیجونگا، وہ بہت ضخیم ہی اور بہت استقصاء کیا ہے۔

ایک کتاب بلاغۃ النساء نہایت قدیم تصنیف ہی، اس مین صرف مشہور خاتونانِ عرب کے لکچر جمع کیے ہین،

ترتیب وغیرہ کیلئے آپ سے ملنا ضرور ہی، اسکے علاوہ بغیر ایک اچھے عربی دان کے ہرگز

---

[۱] عورتون کے حالات کے لیئے، [۲] الدر المنثور فی ربات الخدور (عورتون کے حالات مین دیکھو ۱۳ و ۱۴)،

کام نہ چلے گا۔ اگر عبد السلام (سابق ایڈیٹر الندوہ) کو آپ کچھ مدت کیلئے بلا سکیں تو پورا کام چل جائیگا۔ وہ وسیع النظر ہیں اور استخراج کا پورا ملکہ ہے، وہ غالباً ۵۰ پر وہاں چلے جائینگے بشرطیکہ مکان مفت کا ہو اور کھانا پکوانے کیلئے باورچی نہ رکھنا پڑے۔

عورتوں کے متعلق نہایت عمدہ کتاب لکھی جا سکتی ہے لیکن ان معمولی لوگوں کا کام نہیں،

ع نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

شبلی۔ بمبئی۔ ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء

(۱۲)

مجبی۔

ریویو ناقدانہ تھا، ڈر تھا کہ ناپسند نہ ہو، مشکور ہوں کہ آپ نے پسند کیا، سیرت کے سنو صفحے ہو چکے تھے لیکن نظر ثانی میں پھر کچھ کا کچھ ہو گیا، یورپ کی غلط بیانیوں کا ایک قہر ہے انکے ایک ایک حرف کیلئے سیکڑوں ورق اُلٹنے پڑتے ہیں، یہ کمبخت لکھتے تو جھوٹ ہیں لیکن بے پتہ نہیں لکھتے، یہاں ہمارے سیرت نگاروں نے خود بہت بے احتیاطیاں کیں۔

میں جانتا ہوں کہ کام دو برس میں نہ ہوگا، یہ بھی احتمال ہے کہ سرکار بھوپال رقم بند کر دیں لیکن اب روپیہ کا نہیں بلکہ میری جان کا معاملہ ہے ہر حالت میں میں کام جاری رکھونگا اور اگر مر نہ گیا اور ایک آنکھ بھی سلامت رہی تو انشاء اللہ دنیا کو ایسی کتاب دیجاؤنگا جسکی توقع کئی سو برس تک نہیں ہو سکتی،

والسلام

شبلی۔ ۲۔ نومبر ۱۹۱۲ء

(۱۳)

مجتبیٰ -

تسلیم - افسوس مین سخت بیمار ہو جانے کی وجہ سے آگرہ نہ آسکا، لکچر تیار تھا اور کچھ اشعار بھی،

نالۂ شبلی دیکھا، اشعار غلط چھپے مین نے انکو لکھا تھا کہ پروف بھیج دیجئے گا مین تصحیح کر دونگا، لیکن اُنھون نے جواب تک نہ دیا،

بہرحال آپ اگر سیاسیات نظمین بھی چھاپنا چاہتے ہین تو ضرور ہو کہ میرے تینون آرٹکل پولٹیکل کروٹ[۵۳] والے بھی شامل کیجئے، اِس نظم کی وہ شرح ہو کچھ دیباچہ بھی ہونا چاہیئے وہ مین لکھ دونگا،

اتنے ہی دنون مین ندوہ کی یہ حالت پہنچی کہ گورنمنٹ نے انسپکٹر بھیجا اور اُسنے چھ صفحونکی سخت رپورٹ لکھی اور یہ الفاظ لکھے کہ ایسی ردی حالت کے ساتھ اعانت سرکاری دیر تک جاری نہین رہ سکتی لیکن، یہان کے خودغرضون کا یہ حال ہو کہ جب تک ندوہ کو پورا برباد نہ کرلین گے چھوڑنا نہین چاہتے، انسپکٹر نے جواب جلد طلب کیا ہو لیکن ایک مہینہ گذرنے پر بھی اب تک جواب نہین گیا۔

بڑی بات یہ ہو کہ بورڈنگ کو اس نے لکھا ہو کہ خرگوش خانہ ہو، لیکن خرگوش خانہ

---

۵۱ ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ۵۲ مولانا کے بعض اُردو کلام کا مجموعہ ایک صاحب نے چھاپا،

۵۳ یہ مضمون چار نمبر مین شائع ہوا تھا، انھین مضامین کا اثر تھا کہ مسلمانونکا سیاسی رخ اِدھر سے اُدھر پھر گیا۔

کے بدلنے کیلئے پچاس ساٹھ ہزار روپیہ درکار ہی یہان یہ لوگ ایک حبہ بھی آج تک نہ جمع کر سکے، نہ کر سکینگے، لطف یہ کہ مولوی خلیل الرحمن موجودہ مدعی نظامت خود لکھپتی ہین لیکن آجتک ۲۵ برس مین اُنسے ایک پیسہ بھی چندہ ندوہ کو نہین ملا۔ خیر یہ بڑی داستان ہے،

ع غم حسنین پایانے ندارد

ہان عربی مطبوعات نادرہ یورپ وغیرہ کا ایک عمدہ ذخیرہ معرض فروخت مین ہے دو ہزار مین ہات آجائیگا۔ نواب زادہ صاحب کو مطلع کیجیئے، مین فہرست بھیجدونگا، ہاؔدی رضا صاحب سے جانچ کرالین کہ گران نہین ہے،

شبلی۔ ۵۔ جنوری ۱۹۱۳ء

(۱۴)

مجبی۔

ہان اِس کتاب کا نام جسمین تمام عورتونکا تذکرہ ہی الدر المنثور فی ربات الخدور ہے اسمین تمام قومونکی عورتونکے حالات ہین، ایک حال کے مصنف مصر کی تصنیف ہے، یہان ملتی ہی مین تو کیا لکھ سکنے کے قابل ہون، مولوی عبدالسلام کو تاکید کرتا ہون، مین تو خط لکھنے کے قابل نہین، صرف صبح کے وقت جسطرح ہو سکتا ہی، سیرت لکھ لیتا ہون، مولوی عبدالسلام سے مضمون لکھوانا ہی تو انکو الدر المنثور مہیا کر دیجیئے۔ مولوی عبدالسلام حضور سرکار عالیہ کی کتاب پر ریویو لکھ رہے ہین، کیا ظل السلطان مین بھیجدین،

شبلی۔ ۶ جون ۱۹۱۳ء

(۱۵)

جناب مکرم!

تسلیم- والا نامہ ورود فرما ہوا، جامع ازہر کا نصاب آپ شیخ سلیم بشری شیخ الجامع الازہر قاہرہ سے طلب فرمائیں، مین بھی لکھ سکتا ہون لیکن ریاست کی تحریر کا زیادہ خیال کرینگے۔ ورنہ مجھکو تحریر فرمائیگا کہ مین خود لکھدونگا۔

میرے خلاف چند خود غرضون نے ندوہ کے معاملہ مین جو طوفان مچایا آپ نے سُنا ہی ہوگا، لطف یہ کہ شرکت سبنے کی اور اب سب الگ ہین اور لُطف یہ کہ گورنمنٹ افسرون سے گورنمنٹ ہی کا پہلو ظاہر کرتے ہین اور سُرخ رو بنتے ہین، مولوی عبدالکریم کی چند روز معطلی[1] جو مین نے کی اسکو نرغہ کرکے منسوخ کرایا پھر........ وغیرہ چپکے خود کمشنر صاحب کے پاس گئے اور انکی مرضی لیکر مخفی خطوط ارکان کے نام جاری کیے اور چھ مہینہ کیلئے مولوی صاحب کو معطل کرایا اور پبلک کو اب تک دھوکا دیتے ہین کہ ہمکو انکی معطلی سے واسطہ نہین، شبلی نے کیا جو کچھ کیا، میرے پاس تمام اصلی اور مطبوعہ کاغذات ہین، موقع ہوا تو دکھاؤنگا،

ہز آنر نے جو خط بھیجا اس مین لکھا ہی کہ وہ الندوہ کے مضمون کو سخت شرارت انگیز خیال کرتے ہین،

مجھکو یہ پہلے سے معلوم تھا کہ گورنمنٹ ایسا خیال کریگی اگر ندوہ کی طرف سے

---

[1] دیکھو عبدالحکیم - ۳-

خبر نہ کی جاتی تو گورنمنٹ خود مقدمہ قائم کرتی اور نواب وقار الملک[1] کی طرح ہملوگونکو عدالت مین جاکر گواہی دینا پڑتا۔

شبلی۔ ۱۴ جون ۱۹۱۳ء

(۱۶)

مجبّی۔

میرے ساتھ اب کے کوئی خوشنویس نہین آیا، سخت ہرج ہے، اشتہار بھی دیا، کوئی درخواست نہین آئی، اگر وہان کوئی شخص ہو تو نمونہ خط بھیجدیجیے، ۵۰ ماہوار ملین گے، اور مکان بھی۔

میرے خلاف جو شورش ہوئی آپ دیکھتے ہون گے، مین ضرور بدنام ہوا، لیکن ندوہ بچگیا، ڈپٹی کمشنر نے صاف لفظون مین کہدیا تھا کہ یا عبدالکریم کو لو، یا پانسو روپیے ماہوار، بے شبہہ پانسو روپیے چھوڑ دینا اچھا تھا لیکن کیا قوم اس کے لیے تیار ہے، جن ممبرون نے میری مخالفت مین علم جہاد بلند کیا، اُنھون نے باوجود دولتمندی اس وقت تک ایک حبہ ندوہ کو نہین دیا ہے، کاغذات سب میرے پاس ہین، عندالموقع دکھاؤنگا۔

شبلی۔ بمبئی۔

۱۹۱۳ء

---

[1] مولوی فضل الحسن حسرت موہانی بی اے کے قصہ اشاعت مضمون باغیانہ مین،

(۱۷)

مجبی۔ سلام علیکم،

عنایت نامہ پہنچا۔ پرنس صاحب کو مفصل خط لکھدیتا ہون۔ کتاب کا پہلا حصہ جس مین سادہ حالات زندگی ہین، قریبًا طیار ہوگیا ہے، اگرچہ اِس مین بھی نہایت کد و کاوش اور تمام کتب حدیث و رجال کی چھان بین کرنی پڑی تاہم اصلی مرحلے آگے ہین، کتاب ۵ جلد ونمین ہوگی جو حصہ گویا طیار ہو وہ قریبًا ۵۰۰ صفحون مین ہے، پوری کتاب کو اسکا چوگنا کر لیجیے۔

سید سلیمان اور عبدالسلام کو آپ بلالین، اگرچہ ندوہ سردست خالی ہوجائیگا۔ اِس لیاقت کے لوگ ابھی ندوہ مین طیار نہین ہین اور اگر ندوہ کے یہی کارکن رہے تو آئندہ بھی اُمید نہین۔

آپ میری تمام اُردو نظمین لے لین اور جو نفع ہو جو چاہین کرین، مجھکو نفع سے غرض نہین، لیکن شرط یہ ہے کہ چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہو جیسے کہ الغزالی و الکلام وغیرہ ہین، ہان نظمین میرے پاس نہین، الہلال سے مہیا کرنی پڑینگی، بعض زائد نظمین زمیندار اور ہمدرد مین ملینگی مین اُن کو مہیا کردونگا،

انوار احمد صاحب نے لکھا تھا کہ مجموعۂ نظم شوال مین چھپ جائیگا لیکن ابتک تو نہین پہنچا،

حیدرآباد نے (خود) میرے منصب مین دو سو کا اضافہ کردیا، اب تین سو سکہ انگریزی ملین گے، سیرت کیلئے بھی کچھ کرنا چاہتے تھے لیکن مین نے پہلو بچایا کہ بھوپال کا

تقدم اور یکتائی قائم رہے۔ گو مستقل صورت مین (جو زیر تجویز ہے) اورون سے مدد لینے کا مضائقہ نہین، اس صورت مین بھی اصل سرپرستی بھوپال کی رہیگی اور سرکار عالیہ پٹرن اور مربی ہونگی۔

شبلی، حیدرآباد ۳۰۔ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۳ع

(۱۸)

محبی۔

سلام علیکم، علی گڈھ مین دو پروفیسر فارسی تو اب بھی موجود ہین، کیا کوئی اور نئی جگہ نکلی ہے،

ہان یہ دونون اچھے[1] بن گئے، کمبخت مخالفین نے اوقات اور کام مین خلل ڈالدیا، ورنہ اور بھی داغ بیل پڑ رہی تھی، بہرحال یہ طے ہو لے کہ کہان صدر مقام کرون تو پھر ارباب قلم کی تربیت شروع کرون، انشاء اللہ سیرت ہی کے دفتر کو اتنا وسیع کرتا ہون کہ دائرۃ التالیف بن جائے، ہندوستان مین اور ہر کام کیلئے انجمنین ہین، لیکن تصنیفی انجمن کا میدان خالی ہے اور یہ سب سے بڑا اہم کام ہی، ایک لائق مصنف ہزارون آدمیون کے دلپر حکمرانی کرتا ہے۔

نظمون کے دو حصے ہونے[2] چاہیئن، اخلاقیات و سیاسیات، کشاف و صاف کے نام کی نظمین سیاسیات کے عنوان مین رہین۔ دونون حصے اسطرح چھاپے جائین کہ مجموعہ

---

[1] سید سلیمان، اور مولوی عبد السلام صاحب، [2] مولانا اپنے نظمون کی ترتیب کے متعلق ہدایت کرتے ہین،

بھی اور رسالہ الگ بھی فروخت ہو سکین، بہت سے موقع ہون گے جہان صرف اخلاقیات کی اشاعت ہو سکیگی، سیاسیات اگر غیر منفک ہون گے تو مجموعہ رک جائیگا،

اُردو نظمین جس قدر الہلال مین ہین سب لکھوا کر میرے پاس بھجوا دیجئے تو یاد آئے کہ اور کیا کیا باقی ہی، میرے پاس کچھ موجود نہین لیکن دماغ پر زور ڈال کر پتہ لگا لونگا،

ندوہ کا ذکر ابھی رہنے دیجئے، مین نے ابھی کوئی رائے اخیر نہین قائم کی، خود جا کر دیکھ لون کہ اب کیا حالت ہی تو رائے قائم کرون، خط البتہ مایوسی بخش آتے ہین،

سیرۃ کا دیباچہ اولی جس مین سبب تالیف اور اسکی تاریخ اور آپ کا ذکر ہے، ہنوز کاغذ پر نہین آیا، دماغ مین ہے،

انگریزی دان ابھی دلخواہ نہین ملا، اسلئے بہت سے کھانچے باقی ہین، اب ہاشمی صاحب جو مخزوجین کالج مین ہین، ان کا خط آیا ہے وہ آجائین تو کام اچھی طرح چل نکلے۔

جرمن زبان کی کتابین تحقیقات عرب کے متعلق عجیب وغریب ہاتھ آئین لیکن اُنسے کیونکر کام لون۔

وائسرائے بہادر کے آنے پر بہت سے تغیرات کا ڈر تھا لیکن حضور نظام کی اسپیچ سے بظاہر اطمینان معلوم ہوتا ہے،

ہان ظل السلطان کی چھپائی اور کاغذ اسکے نام اور انتساب کے معیار سے ہونی چاہیئے۔

شبلی، حیدر آباد، یکم نومبر ۱۹۱۳ء

(۱۹)

مجتبیٰ

تسلیم، ہاشمی کو مین تو لکھ چکا، اُنھون نے بہت سی سندون کے حوالے دئیے تھے، بہر حال تجربہ ہی سہی،

مفتی[1] صاحب کا خط مجھکو نہین ملا، ندوہ کی مدد جاری تو ہونی چاہیئے لیکن ضرور کسی قید کے ساتھ، ورنہ ہر شخص شیر مادر سمجھکر تصرف کرتا ہی، موجودہ انتظام سراسر بد دیانتی اور تمامتر قواعد ندوہ کے خلاف کیا گیا ہی اور بُری طرح کام ہو رہا ہی، اِس صورت مین روک ٹوک نہ ہو تو بد دیانتون کو سخت جرأت ہو جائیگی مین بالکل خاموش رہا لیکن قوم کی طرف سے عام مظاہرہ کی تحریک بہتر ہی۔ ہمدرد اور دلگداز آپنے پڑھا ہوگا، خیر اسکو پھر لکھونگا۔

عورتون کے متعلق کسی ایک کتاب مین بہت کم ملیگا سیکڑون مقامون سے ریزے چُننے پڑینگے، عبد السلام کو بلا لیجیے مین انکو سب پتے بتا دونگا۔

جناب پرنس حاجی حمید اللہ خانصاحب نے مجھکو لکھا تھا کہ سیرت کی مد کے استقلال کیلئے عید الضحیٰ کی تعطیل مین حضور سرکار عالیہ کی خدمت مین گذارش کرونگا، موقع آگیا ہے، آپ بھی یاد دہانی کرا دیجیے۔

یہان فی الجملہ طبیعت صحیح رہتی ہی ارادہ ہی کہ جلد اول تمام کرکے یہان سے اُٹھون، اشاعت نہین بلایا ہی، کتبخانہ یہان بہت اچھا ہے،

شبلی،

حیدر آباد،
۹- نومبر ۱۹۱۳ء

[1] مفتی انوار الحق ایم، اے مہتمم تعلیمات بھوپال

(۲۰)

مجبی۔

سلام مسنون، قرآن مجید کے شبہات کا جواب یورپ کے مقام مین تمام ہندوستان مین کوئی شخص مولوی حمید الدین پروفیسر میور کالج سے بہتر بلکہ برابر بھی نہین کرسکتا، وہ مولانا عبد الحی فرنگی محلی اور علمائے قدیم سے کتابین ختم کر کے بی اے ہوئے اور ۲۰ برس سے قرآن مجید کی خدمت کررہے ہین، قرآن مجید کے اشکالات پر انکے چھ رسالے عربی زبان مین شائع ہوچکے ہین، جس پر علمائے مصر نے حیرت ظاہر کی، وہ کالج مین ۲۰۰ ماہوار پاتے ہین چونکہ یہ مذہبی کام ہی ممکن ہی کہ وہ اس سے کچھ کم مین راضی ہوجائین۔ پھر ایک مترجم انگریزی کی ضرورت ہوگی جو عمدہ انگریزی لکھے، اسکا ذمہ آپ لین یا اشتہار دین تب یہ کام حسب مراد پورا ہوسکتا ہی اور تمام ملک کو اطمینان ہوسکتا ہے،

یاقوت مستعصمی[1] کے نسخہ قرآن کو آپ خود یہان آکر دیکھئے، ۳ ہزار مین طے ہوجائیگا پورا نسخہ،

شبلی، لکھنؤ۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۲۱)

مجبی، سلام مسنون،

ا۔ حضور سرکار عالیہ لکھنؤ تشریف لائینگی تو ان کا نہایت پرشان استقبال اہل شہر اور ندوہ کیطرف سے ہونا چاہیئے امتزاج کر کے جو مصلحت ہو لکھئیے کہ ابھی سے اس کا

[1] مستعصم باللہ آخری خلیفہ بغداد کے دربار کا خوشنویس تھا، اسکے ہاتھ کا قرآن لکھا ہوا لکھنؤ مین ایک کتب فروش کے پاس موجود ہے

انتظام کیا جائے،

۲۔ ندوہ کی حالت یون درست نہ ہوگی۔ انسپکٹر نے جو رپورٹ کی وہ مفتی انوار الحق صاحب نے یہان سے منگوائی ہو اسکو دیکھیے۔ مزید یہ کہ تمام کام محض خودمختاری سے کیے جارہے ہین، اور اب یہ چاہتے ہین کہ مولوی عبد الکریم کو پرنسپل بنادین جنکے بابت سب جھگڑا ہوا اور جنکے متعلق گورنمنٹ کی چٹھی آئی تھی، اسکے لیئے مولوی عبد اللہ موجودہ پرنسپل کو تنگ کیا جارہا ہی کہ وہ استعفا دیکر چلے جائین، لیکن اس کا یہ مطلب نہین کہ اعانت بند ہوجائے، بلکہ یہ ہوگا کہ چونکہ اکثر جگہہ اظہار بے اطمینانی کے جلسے تک ہوچکے ہین اور انسپکٹر سرکاری ایسی سخت رپورٹ لکھ گئے کہ اور انتظامات کی ناقابل اطمینان ہی اسلیئے ریاست کی طرف سے یہ ہدایت ہوکہ ارکان ندوہ ایک کمیٹی قائم کرین جو اُمور اصلاح طلب کا فیصلہ کرے، اسکے ممبر آزاد اور بے لاگ لوگ مقرر کیئے جائین، مثلاً مسٹر محمد علی، مسٹر مظہر الحق، حکیم اجمل خان، یا جو لوگ مناسب معلوم ہون۔ اصلی ضرورت یہ ہی کہ ممبرون کا انتخاب آزادی اور بے لوثی سے ہو، اور قواعد انتخاب کے موافق ہو جیسا یونیورسٹی کیلیئے تجویز کیا گیا ہے،

۳۔ یہ بھی واضح رہے کہ میرا استعفا جس کمیٹی نے منظور کیا اسکو حق نہ تھا نہ جو شخص ناظم مقرر کیا گیا وہ ناظم ہو سکتا تھا اسلیئے کہ قواعد ندوہ کے رو سے ناظم جلسہ سالانہ مین مقرر کیا جاتا ہی،

۴۔ میرا لکچر تحریری نہ تھا، مین کبھی لکھ کر لکچر نہین دیتا، نظم البتہ لکھ دیتا ہون،

نواجوانون سے خطاب

کیئے تھے ہمنے بھی کچھ کام جو کچھ ہمسے بن آئے — یہ قصہ جب کا ہی باقی تھا جب عہد شباب اپنا

اور اب تو بس یہ ہی جو کچھ اُمیدین ہین وہ تمسے ہین — جوان ہو تم لب بام آچکا ہے آفتاب اپنا

سیرۃ نبوی کی تکمیل

مصارف کیطرف سے مطمئن ہون مین بہر صورت — کہ ابر فیض سلطان جہان بیگم زرافشان ہے

رہی تالیف و تنقید روایت ہائے تاریخی — تو اسکے واسطے حاضر میرا دل ہی مری جان ہے

غرض دو ہاتھ ہین اس کام کے انجام مین شامل — کہ جسمین اک فقیر بے نوا ہے ایک سلطان ہے

۵۔ پرنس حمید اللہ خان صاحب کے نام ایک خط ابھی کالج کے پتہ سے روانہ کرچکا تھا کہ آپ کا خط پہنچا، ترجمہ قرآن (بلگرامی) اب بھوپال کے پتہ سے انکو بھیجتا ہون،

لوگ شاکی ہین کہ نالۂ شبلی کی قیمت بہت رکھی ہے،

نواب علی حسن خان سے بالواسطہ پوچھا تھا جواب نہ ملا، آج ان کے گھر جاکر پوچھتا ہون،

ترجمہ قرآن کے نوٹ[۱] کے متعلق ایک خط آپ کو بھیج چکا ہون،

شبلی

۱۰۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

---

[۱] مولانائے مرحوم کی فرمائش سے نواب عماد الملک قرآن مجید کا انگریزی زبان مین ترجمہ کررہے تھے، اس پر نوٹ (حواشی) لکھنے کی ضرورت تھی، مولانا نے اس کام کیلئے مولوی حمید الدین صاحب کو انتخاب کیا تھا، دیکھو مکتوب ۴۲۔

(۲۲)

مخبی۔

ندوہ کی حالت بہت ابتر ہوگئی، اسقدر جباری اور خود مختاری سے کام لیا جا رہا ہے کہ حیرت ہوگی، پھر ترقی کی کوئی کوشش نہین، ہر چیز بگڑتی جاتی ہے،

مجھکو مجبوراً اپنے ہاتھ مین کام لینا پڑیگا، مطلع فرمائیے کہ اگر مین اطلاع دون کہ مین نے پھر کام اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے تو وظیفہ ماہوار بدستور جاری ہو جائیگا یا نہین، یہ ایک بہت ضروری معاملہ ہے، ورنہ ندوہ تباہ ہو جائیگا، انسپکٹر کی رپورٹ اگر مفتی انوار الحق کے پاس گئی ہو تو منگوا کر دیکھئے۔

لڑکے ہمیشہ مجھ سے کوئی نہ کوئی سبق پڑھا کرتے تھے، اب یہ حکم دیا ہے کہ کوئی شخص نہ پڑھنے پائے اور جو پڑھتے ہین ان کے نام خارج کر دیئے جائین،

آج ترجمۂ[۱] بلگرامی کی ایک کاپی بھیجتا ہون، حضور سرکار عالیہ کو ملاحظہ کرا کے پرنس حمید اللہ خان صاحب کی خدمت مین پہنچا دیجیے، مین نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ ترجمہ ان کے دیکھنے کو بھیجدونگا، وہ دیکھ کر مجھکو لکھنؤ کے پتہ سے واپس بھیجدین،

باقی اُمور پھر۔

شبلی

۱۲- جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

---

[۱] ترجمہ قرآن انگریزی ترجمہ مولوی سید حسین صاحب بلگرامی۔

(۲۳)

مجبیّ۔

یہ تو بڑا ظلم ہی کہ سرکار عالیہ جو نہ صرف میری بلکہ تمام قوم کی محسن ہین، ہمارے گھر آئین۔ اور ہم اپنے عقیدہ کا کچھ اظہار نہ کرنا چاہین، خیر آپ تو ضرور ساتھ آئیے اور دو چار روز پہلے مطلع فرمائیے، حسب مرضی ہم کچھ پبلک طور پر نہ کرینگے

جناب کرنل صاحب[۱] سے معاملہ جلد طے ہونا چاہیئے، مین نے انگریزی مترجمون سے گفتگو شروع کردی، انگریزی اچھے لکھنے والے مسلمان قریبًا ناپید ہین اور غیر مذہب اس کام کو اچھی طرح انجام نہین دیسکتا۔ قرآن مجید کے متعلق مین آپ کو لکھ چکا کہ صرف مولوی حمید الدین اس کام کو اچھی طرح کرسکتے ہین اور مین انکو راضی کرسکتا ہون، اس معاملہ کو بھی طے کردیجیے تو یہ کام شروع ہو جائے، ترجمہ سیرۃ اور حواشی قرآن کا اسٹاف یکجا ہو جائیگا تو دونون کو مدد ملیگی۔

شبلی، لکھنؤ، ۲۵۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۴)

مجبیّ۔

انشاء اللہ آپ کا نام کسی تقریب سے دیباچہ اولین[۲] مین آئیگا، جب اصل کتاب نکلے گی۔ کام مستعدی سے ہو رہا ہے،

---

[۱] کرنل عبید اللہ خان صاحبزادۂ بھوپال، سیرۃ نبوی کے انگریزی ترجمہ کے وہ متکفل تھے۔ [۲] سیرت کے دیباچہ مین۔

ہمایون نامہ تو انڈیا میں چھپا ہی، تزک جہانگیری سید صاحب نے علی گڈھ مین چھاپی تھی لیکن اسکا نسخہ اب نہین ملتا، لوگون کے پاس جابجا ہی، بابر نامہ نہایت بُرا بمبئی مین چھپا ہی، مرزا ملک الکتاب شیرازی، امر کھاڑی نمبر ۱۱۹ بمبئی سے طلب فرمایئے

مسلمان عورتون کے حال مین عربی زبان مین ایک بسیط کتاب مصر مین چھپ گئی ہی، وہ تمام کتابونکی جامع ہی، بمبئی، سورتی صاحب، بھنڈی بازار کو لکھ بھیجیے، اسقدر پتہ غالباً کافی ہو، یعنی عورتون کے حالات مین عربی زبان مین مفصل کتاب مطبوعہ مصر[1]،

مسعود علی صاحب آدمی بہت سنجیدہ ہین، انگریزی بھی اچھی لکھتے ہین، جو محکمہ وہان ترجمہ و تالیف کا قائم ہو رہا ہی اگر ہندوستان مین ہوتا اور سرکار بھوپال کیطرف سے تو زیادہ مفید ہوتا، میرا ایک خاص خیال ہی کسی خط مین لکھونگا،

سیرت کی رقم بھی مستقل ہو جاتی تو بہت اچھا ہوتا، اِسی مد کی تصنیف کا مستقل سلسلہ قائم رہتا، کانون مین بھنک توڈال دیجیے، یہ وسیع سلسلہ ہے، مثلاً سیرۃ الصحابہ، سیرِ ازواج پیغمبر علیہ السّلام وغیرہ وغیرہ۔

شبلی۔ ۳۰- جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۵)

مجتبیٰ۔

ترجمہ[2] انگریزی کے متعلق کوئی یکسو فیصلہ کرا دیجیے، اگر وہان کے بندوبست مین

---

[1] دیکھو مکتوب ۱۱ و ۱۴۔

[2] سیرت کا ترجمہ انگریزی۔

تامل ہو تو اجازت دیجیے کہ مین اور کچھ بندوبست کرون کام فوراً شروع ہوتا ہے نواب ڈھاکہ ان الفاظ مین مستدعی ہین کہ "مجھکو بھی اس سعادت کی شرکت کا موقع دیجیے"
حیدرآباد سے عماد الملک نے خود مجھکو لکھا اور مین پہلو بچا گیا اس بنا پر اس مسئلہ کو صاف
کرا دیجیے

اردو حصہ مطبع مین جاتا ہے

جواب لکھنؤ کے پتہ سے دیجیے

شبلی ۱۲- مارچ ۱۹۱۴ء

(۲۶)

مجبی-

نہایت ضروری خط لکھ چکا ہون - اعتراضات کا جواب مین کہہ چکا، نہایت مہمل اور محض معاندانہ اعتراضات تھے، لیکن عبدالشکور کو مین مخاطب نہین کرسکتا اسلیے کسی اور کے نام سے وہ چھپ سکتا ہے، مین اپنے نام سے نہین چھپوا سکتا، غرض اظہار حقیقت ہے نہ اظہار نام -

ہان الگ رسالہ چھپے یا الہلال مین بھیجدیا جائے، مین ۱۰ مئی کے قبل نہین آسکتا

لہ سیرت کے شائع شدہ مقدمہ پر ایک مولوی صاحب نے اعتراضات کئے تھے، اور ان اعتراضات کو ایک رسالہ کی صورت مین چھاپکر دربار بھوپال مین بھیجا تھا، مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ ان کے جوابات دیئے جائین، بیگم صاحبہ بھی متأمل تھین، مولانا نے فرمایا کہ ہندوستان کے علماے کبار مثلاً مولانا محمود الحسن صاحب یا مولانا عبیداللہ صاحب مسودہ کو دیکھکر رائے دین تو مجھے اس مشورہ مین کوئی عذر نہو گا،

بہت ضرورت ہو تو ایک دو دن کیلئے آجاؤن، لیکن اگر اسی درجہ کے لوگون کے لکھنے پر میری دارو گیر ہوتی رہیگی تو مین نہین سمجھتا ہون کہ اعانت سے مستعفی ہو جاؤن،

شبلی، بمبئی۔ ۸- جون ۱۹۱۴ء

(۴۷)

مجتبیٰ۔

کیا اب تک میری تحریر سرکاری مراسلہ کے جواب مین پہنچ نہین چکی، مین نے لکھا تھا کہ کسی مستند عالم کو تجویز کیا جائے، تاکہ مین مسودہ وہان بھیجدیا کردن، البتہ کاتب کو ڈھونڈنا پڑیگا، یہان نہین ملتے، نہ لکھنؤ سے یہان آتے،

مین نے دیباچہ کو بہت کچھ بدل دیا ہی، اگرچہ اعتراضات مین علانیہ خیانت کی ہی یعنی میری عبارت جو نقل کی ہی اسکے الفاظ تک بدل دیئے ہین اور اکثر اعتراضات محض غلط تعبیری پر مبنی ہین، تاہم مین نے دیباچہ کو ان اعتراضات کی زد سے بھی الگ کردیا ہی، باوجود اس کے بہتر ہی کہ کوئی عالم نظر ثانی کرلین کہ ملک کے اعتماد کا باعث ہو۔ مولوی محمود حسن دیوبندی مسلّم شخص ہین، میری نسبت چاہے انکی جو رائے ہو لیکن وہ کوئی رائے دیانت کے خلاف نہ دین گے۔ مولوی عبیداللہ صاحب سندھی کو اس کا متوسط بنایا جاسکتا ہے۔

یہان کام نہایت سکون اور اطمینان سے ہو رہا ہی ارادہ تو یہ ہے کہ اب بغیر تکمیل کتاب یہان سے نہ ٹلون۔

ہندوستان میں سخت پریشان خیالیاں پیش آجاتی ہین اور ملنے والے بہت سا
وقت ضائع کر دیتے ہین،

میرے ماموں زاد بھائی مولوی حمیدالدین مشرقی یونیورسٹی حیدرآباد کے پرنسپل
مقرر ہو گئے، صماصہ ماہوار تا ترقی ایک ہزار ہر سال صہ کا اضافہ اُمید ہو کہ ان کے
وجود سے فائدہ پہنچے،

شبلی، بمبئی، ۱۸ جون ۱۹۱۴ء

(۲۸)

مجتبیٰ-

مسودہ کی نقل کیلئے لکھنؤ سے بھی ایک خوشنویس بلایا ہو، ایک یہان پہلے سے تھا،
مولوی محمود حسن، اور مولوی عبید اللہ سندھی کو خط لکھتا ہون،

سیرۃ عائشہ، سید سلیمان مدت سے اسکا ذخیرہ فراہم کر رہے تھے، حضرت عائشہ
نے صحابہ کی روایتون پر جو تنقیدات کی تھین انکو علامہ سیوطی نے یکجا کر دیا تھا۔ سید سلیمان نے
کہا وہ نہین ملتی، بس اسکا انتظار ہو، مین نے کئی مہینے ہوئے ان کو حیدرآباد سے مستعار
منگوا دی۔

آج مین نے انکو خط لکھا ہو کہ اب کیا انتظار ہو اور کیا دیر ہو۔ ادھر[۵۲] وہ عرب جاہلیت
کی تاریخ لکھنے مین مصروف ہو گئے تھے، نہایت محققانہ کئی سو صفحون کا ایک رسالہ لکھا ہو۔

---

[۵۱] دیکھو سلیمان ۸۵- [۵۲] دیکھو سلیمان - ۸۴-

بہرحال سیرۃ عائشہ تو وہ لکھ دینگے بقیہ ازواج مطہرات کو مینے سیرۃ مین لے لیا ہے لیکن بہت پھیلا کر نہین، یہ حصہ اپنی زیر ہدایت ابن ... نے عبد السلام سے طیار کرایا گو ابھی نظر ثانی نہین کی، ان لوگون کے حالات اتنے نہین کہ الگ الگ رسالے لکھے جا سکین، بلکہ سب کو ایک رسالہ کرنا ہوگا تاکہ ایک معقول ضخامت کی کتاب ہو جائے، لیکن عبد السلام الہلال مین (۱۰۰) سو روپیہ پر مقرر ہو گئے اور جولائی سے ان کا قیام کلکتہ مین ہوگا۔ الہلال کے سب ایڈیٹر ہون گے، اسلیئے نہین کہہ سکتا کہ دونون کام کر سکین گے یا نہین، بہرحال انکو لکھتا ہون اور ذرائع بھی سوچتا ہون۔

خدا سرکار عالیہ کو عمر و سی سال سلامت رکھے انکی بدولت بڑے بڑے اسلامی کام ہو جائین گے،

بیگم صاحب جنجیرہ آج کل یہین ہین ان سے اکثر ملنا ہوتا ہے وہ اور زہرا حضور سرکار عالیہ کی مدح مین تر زبان رہتی ہین اور انکے وسعت علم اور محاسن اخلاق پر سخت حیرت ظاہر کرتی ہین۔

شبلی۔ ۳۰۔ جون سنہ ۱۹۱۴ء

بمبئی مین سارا دن کام کیلیئے ملتا ہے، دن بھر کوئی جھانکتا نہین، اسلیئے برس دن تک یہان سے ٹلنے کا ارادہ نہین۔

بھائی کلہ، اکبر بلڈنگ

(۲۹)

مجتبیٰ -

یہ خط بالکل بہ صیغۂ راز ہے،

مین نے مسودہ مولوی عبید اللہ صاحب کے پاس بھیجدیا کہ وہ دیوبند لیکر جائین، آج ان کا خط آیا کہ وہ گئے، لیکن دیوبند پارٹی کو بھوپال سے اطلاع مل چکی تھی اور ان لوگون نے مولوی محمود حسن صاحب کو باز رکھا کہ وہ مسودہ کا سرے سے دیکھنا ہی منظور کرین۔ دیوبند کے خیالات سے مولوی محمود حسن صاحب فی نفسہ الگ ہین، چنانچہ مولوی عبید اللہ صاحب کو ان لوگون نے کافر بنا دیا لیکن مولوی محمود حسن صاحب کے تعلقات اب تک ان سے وہی ہین، بہرحال اب غور کرنا چاہیئے کہ کیا کیا جائے، چونکہ مولویون نے ایک جتھا بنا لیا ہے، اس لیے سردست اور کوئی مولوی بھی مسودہ دیکھنے کی ذمہ داری اپنے سر نہ لے گا، ورنہ سمجھے گا کہ برادری سے خارج ہونا پڑیگا،

اب اگر معاملہ اس پر موقوف ہے تو مجھکو وظیفہ بھوپال سے خود دست بردار ہونا چاہیئے اخبارات مین تو یہ پہلے شائع ہو ہی چکا ہے، کوئی نئی بات نہین، مین بھی کشمکش سے نجات پا جاؤنگا اور کتاب کو مطبع مین بھیجدونگا،

مین جانتا ہون کہ سرکار کو بھی مولویون کے بدنام کرنے کا لحاظ ہوگا اور ہونا چاہیے اب اگر سرکار چاہین تو یا تو سرے سے اس رقم کو بند کردین یا دار المصنفین کی طرف منتقل کردین، یا جو ان کی مرضی ہو، مجھکو ہر حال مین انکی رضامندی منظور ہے یہ معلوم ہے کہ میرا کام

رک نہین سکتا، مین خود مصارف کا متکفل ہوسکتا ہون، اس کے علاوہ جس ریاست سے خواہش کرون اعانت کیلئے طیار ہوگی، جواب جلد عنایت ہو، ورنہ اسٹاف کا خرچ ابھی سے کم کردینا ہوگا،

شبلی۔ ۲۸۔جولائی ۱۹۱۴ء

(۳۰)

مجبّی۔

متعدد خطوط ابھی لکھ چکا ہون کہ آپ کا خط پہنچا۔ اطمینان ہوا۔

مین جس تحقیق و تدقیق سے سیرۃ لکھ رہا ہون، ناممکن تھا کہ مولوی محمود حسن صاحب اسکو دیکھتے اور تحسین نہ کرتے، لیکن مخالفون نے اِن کو اسپر آمادہ کیا کہ وہ سرے سے دیکھنے ہی سے انکار کردین۔

البتّہ **مولوی عبیداللہ** صاحب سندھی مسودہ دیکھ رہے ہین، انکی راے آجائیگی تو بھیجدونگا۔ مولوی عبداللہ ٹونکی پر اگر اطمینان ہو تو ان کے پاس بھیجدون یا جو مصلحت ہو، یہ بھی ممکن ہی کہ سردست اِس قصّہ ہی کو خاموش چھوڑ دیا جائے۔

شبلی، ۲۹۔جولائی ۱۹۱۴ء

(۳۱)

مجبّی

السلام علیکم۔ خط ملا۔ اگرچہ مین نے کہین بخاری و مسلم کی روایتون کو ضعیف نہین

ثابت کیا ہی، لیکن بہرحال، کتاب کا جھیلے مین پڑجانا بڑا دردسر ہی، آج تک کہین ایسا ہوا کبھی نہین کہ کسی مصنف پر ایسا دباؤ ڈالا جائے۔

مین اب بالکل دل شکستہ ہوگیا ہون، برادرم اسحاق کی موت نے دل ٹھا دیا۔ یہ وطن ہی اور ہر طرف ہمدرد معین ہین، یہان جو کام کیا جائیگا ہر طرف سے مدد ملے گی بلکہ مل رہی ہی اسلئے دار المصنفین کا پورا انتظام ہو رہا ہی، کچھ صورت پذیر ہو جائے تو قطعاً آپ کو ایک دفعہ یہان آنا پڑے گا،

سیرت کا کام جاری ہی گو تاخیر طبع سے طبیعت اچھی طرح آگے نہین بڑھتی،

ندوہ کی عرضداشت بنام حضور سرکار عالیہ الہلال نے چھاپی، یہ لوگ جھوٹ بولنے مین کسقدر دلیر ہین، کہتے ہین کہ سب نقائص شبلی کے زمانے کے ہین، ہان بیشک، لیکن نقائص کی اصلاح کس کے ہاتھ مین تھی۔ ناظم، یا نائب ناظم، مین سرے سے ناظم یا نائب ناظم نہ تھا، البتہ معتمد دار العلوم تھا جس کو قانون مین کچھ اختیارات نہ تھے اسلئے ۲ برس تک مجالس انتظامیہ مین ان نقائص کا اظہار کرتا رہا، کسی نے نہین سُنا، بلکہ صرف میری دشمنی کی تدبیر و نمین مصروف رہے، آخر مجبور ہو گیا،

دو ہفتہ سے کچھ علیل ہون اسلئے مفصل خط آئندہ۔

شبلی، اعظم گڈھ

۱۳- اکتوبر ۱۹۱۴ء

(۱۲) مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی اڈیٹر الہلال کے نام

(۱)

مضمون واپس ہی، الندوہ مین درج ہونے کیلئے دیدیجئے۔ عبدالصمد طالب العلم ندوہ جس نے میرا مضمون لکھا ہی وہ لکھدیگا، لیکن انگریزی نامونکو اپنی نگرانی مین لکھوائیگا کوشش کیجئے گا کہ یہ پرچہ جس مین عرفی کی لائف ہی اور جس مین آپ کا یہ مضمون بھی درج ہوگا بہت جلد طیار ہو جائے، دیر ہوگی تو ذمہ داری آپ پر ہے۔

شبلی۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

(۲)

خط پہنچا۔ ایک مضمون آج بھیجا ہی۔ منشی محمد علی کے نام صحت کے ساتھ لکھوایا جائے عنوان آپ خود تحریر کیجئے۔

ایک جلسہ ہوا، مین بیمار تھا، تاہم آدھ گھنٹہ سے زیادہ تقریر کی[۱]، شاید لوگون نے پسند کیا ہو

والسلام۔ شبلی۔ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء بھوپال۔

(۳)

برادرم۔

یہ تو ظاہر ہی کہ اسوقت کانپور[۲] کے سوا کوئی آواز کچھ اثر نہین رکھ سکتی لیکن اب

---

[۱] اس زمانہ مین مولانا ابوالکلام الندوہ کے اڈیٹر تھی اسی مناسبت سے مکتوب ۱ و ۲ مین [۲] بھوپال مین بغرض ندوہ [۳] واقعۂ انہدام مسجد کانپور

گورنمنٹ بھی سختی اور پامردی پر آمادہ ہی، ہز آنر نے سفارت کو سو کھا جواب دیا۔ لکھنؤ مین اعانت کا جلسہ حکماً روک دیا گیا حسن نظامی وغیرہ کو کلکٹر نے بلایا۔ مین نے ایک نظم مختصر کانپور کے متعلق زمیندار مین بھیجدی ہی گو کسیقدر موثر ہی تاہم بہت احتیاط کی ہی کلکتہ آنے کو سو سو بار جی چاہتا ہی لیکن کیا کرون، سیرۃ کیلیے کتابونکی کئی المارہان ساتھ رکھنی پڑتی ہین، انکو کہان کہان لیئے پھرون، یہان سورتی سے استعارۃ بھی کتابین ملجاتی ہین، اُسپر بھی بہت سی خریدنی پڑین۔ ایک کافی ذخیرہ ساتھ آیا تھا، پھر بھی ہر قدم پر ضرورت پیش آتی ہی،

چونکہ بہت کچھ کام ہو بھی چکا ہی اسلیئے اب ہر منٹ گران معلوم ہوتا ہی اور جی چاہتا ہی کہ جلد سے جلد پریس مین جاسکے۔

عماد الملک بلگرامی تفریحاً حیدر آباد بلاتے ہین، لیکن پس و پیش مین ہون کہ اتنے دن کیون ضائع جائین، عماد الملک ترجمہ قرآن مین مصروف ہین، لکھا ہی کہ پندرہ پارہ ہو چکے۔

آپ نے بہت اونچا نصب العین رکھا ہی، ورنہ جی یہ چاہتا تھا کہ سب طرف سے نظر کر کے وہین آرہتا اور آپ کے ساتھ ملکر کوئی ضروری خدمت انجام دیتا۔ اسوقت مسلمان سخت پراگندہ اور پریشان خیال اور پریشان عمل ہو رہے ہین، کسی خاص مرکز پر انکو لانا ہی، ورنہ ہر طرف سے بھٹکتے بھٹکتے آخر بالکل برباد ہو جائین گے۔

مریضہ کی نسبت آپ نے نہین لکھا کہ انکو کہان تک فائدہ ہوا۔

یہ تو آپ کو لکھ چکا ہون کہ میری جدید نظمین علی گڈھ والے چھاپ رہے ہین کشافیات[۵] پر بھی انکی نظر ہو لیکن اس کا سلسلہ اگر ہو گا تو الگ ہو گا۔

ہان عطیہ فیضی کے یہودی شوہر نے جو آرٹسٹ ہی میری تصویر ہات سے کھینچی ہی ابھی پوری طیار نہین ہو چکی، مین اس کا فوٹو لیکر آپکو بھیجونگا۔ نائب سفیر ٹرکی جو نہایت خوبصورت شخص ہی، اُسنے خواہش کی کہ اسکے ساتھ تصویر کھنچواؤن، چنانچہ ایک انگریزی کارخانہ مین فوٹو لیا گیا۔ توفیق آفندی بھی گروپ مین ہے۔

شبلی۔ ۲۰۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ع

(۴)

برادرم۔

مین چند روز کیلئے حیدر آباد آ گیا۔ مولوی سید حسین صاحب کا ایما تھا، ترجمہ قرآن مجید کے متعلق مشورے مقصود تھے۔ پندرہ پارے ہو چکے، روزانہ وہ کام کرتے ہین،

یہان سیرت کے متعلق بعض اچھی کتابین ہاتھ آئین۔ ہان مطبوعات یورپ یہان اکثر ملتی ہین، آپ چاہین تو خرید سکتے ہین، مثلاً نفح الطیب، ابن الاثیر، جغرافیہ کا پورا سلسلہ وغیرہ وغیرہ۔

آپسے ملنے کی بہت ضرورت ہی کہ آئندہ کوئی متفقہ پروگرام طیار ہو کر کاروائی ہو سکے۔

شبلی، حیدر آباد، ۱۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ع

---

[۵] الہلال مین بعض نظمین کشاف کے فرضی نام سے مولانا نے لکھی تھین کشافیات سے یہ نظمین مراد ہین ۵۲ دیکھو سلیمان ۸۴۔

(۵)

برادرم —

کان پور کا معاملہ خیر حسبطرح ہوا فیصل ہو گیا، اب سردست اس سے آگے بڑھنے کی ضرورت نہین۔

اب فرمائیے ندوہ پر کب توجہ ہوگی، مدت سے میری رائے تھی اور اب تو بالکل موقع آگیا کہ تمام قومی کام قوم کے ہاتھ مین آجائین اور دو چار شخصونکی خود اختیاری مٹ جائے ندوہ مین سب سے بڑی چیز ممبری کا انتخاب تھا، پہلے تو یہ سب ایک ہی جلسہ مین بغیر اطلاع سابق سب کچھ کر لیا کرتے تھے، مین نے مجبور کر کے کچھ قاعدے بنوائے لیکن اسکو خود غرضی سے برتتے ہین، حالانکہ دستورالعمل موجودہ مین علاج موجود ہے

بہر حال اگر آپ پورے زور کے ساتھ اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہون اور تمام حزب الاحرار کو متوجہ کر سکین تو مین کلکتہ آکر دستورالعمل اور دیگر کاغذات اچھی طرح آپ کے پیش نظر کر دون، میری معتمدی کا سوال نہین ہے اور نہ اب مین خود یہ عہدہ لینا چاہتا لیکن عام اسلامی اقتدار قائم ہونا چاہیئے اور عام انتخاب ہونا چاہیئے

سیرت کی وجہ سے میری نقل و حرکت سخت مشکل ہو گئی ہے، ہر جگہ ایک ونٹ کتابین لاد کر لیجانی پڑتی ہین اور پھر کام نہین چلتا۔ یہان کچھ نیا سامان ہات آگیا ہے اور بلا توقع سابق ماہوار مین ۱۰۰ اضافہ ہو گیا۔ اب تین سو ملین گے، گویا قیام ممبئی کا خرچ نکل آیا۔

لکھنؤ سے مسعود[1] مسلم گزٹ کا جانشین نکالنا چاہتے ہین کہ ندوہ کی صدا قائم رہے،

شبلی۔ حیدرآباد، ۲۰- اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۶)

برادرم،

آپ نے یہ گمانی کیونکر کی کہ مشرف علی الموت ہوکر بھی ملازمت کا کانٹا دامین مین[2] باقی ہے،

ع یہ قصے ہین جب کہ آتش جوان تھا،

قدیم سے عادت ہے، اور اب روز بروز ضعف کی ترقی کے وجہ سے ایک دن کا ناغہ بھی سخت گران گذرتا ہے، ادھر طبیعت کی یہ حالت کہ ہزار کوشش پر ہفتہ مین بہت سے بہت دو تین دن لکھ سکتا ہون، باقی شب بیداری اور ناسازی مزاج کے نذر ہوتا ہے،

حیدرآباد عماد الملک کے بلانے سے آگیا تھا، حسن اتفاق یہ کہ اضافہ منصب کی تحریک عماد الملک نے کردی گو انھون نے میرے قیام بمبئی کے زمانہ مین بھی وہان اسکا ذکر کیا تھا، حیدرآباد سے بہت جلد نکلنا مقصود تھا لیکن عجیب اتفاق ہے کہ مکان ایسا دلخواہ اور تفریح بخش ملگیا ہے کہ لکھنؤ وغیرہ کہین توقع نہین، اسلئے نکلنے مین طبیعت ذرا کسمساتی ہے، اسکے ساتھ ایک اور بالکل غیر متوقع بات پیدا ہوگئی ہے جو میرے

[1] مولوی مسعود علی ندوی، [2] دیکھو مکتوب ۵ کا فقرۂ آخر،

خوش قسمتی سے بہت ابعد ہے۔

آپ کا تمام حیدرآباد مشتاق ہو لیکن یہان کوئی شخص حدود ریاست کے اندر کوئی آزادانہ تقریر نہین کرسکتا، ایسی حالت مین لوگ یہ کرتے ہین کہ رزیڈنسی کے حدود مین جلسے کرتے ہین جو بالکل شہر سے متصل ہو اور ریاست کے تمام شائقین شریک ہوتے ہین، مفصل انتظامات دریافت اور استصواب کے بعد لکھونگا،

وایسرائے کے آنے پر بڑے بڑے انقلابات کا انتظار ہو، اور ایک دفعہ یہانکی سطح انتظامی بالکل اُلٹ جائیگی، سیّد علی امام کو سب چاہتے ہین[1] لیکن حاشیہ بوسان بارگاہ جن کا نظام پر بڑا اثر ہو سخت مخالف ہین،

ندوہ کا قصّہ اب ٹالنے کی چیز نہین، میرا کلکتہ کا آنا موقوف علیہ نہین ہو میرے سر مین اسوقت سخت درد ہو، جا چکے تو دستور العمل اور مجلس اخیر کے متعلق ضروری اطلاعات معہ اصل نصوص بھیجدونگا تاکہ جو کچھ لکھا جائے بالکل قانونی الفاظ مین ہو۔

الہلال وغیرہ نے احساس عام پیدا کردیا ہو یعنی تمام اسلامی کامون پر لوگونکو مداخلت کا دعوی پیدا ہوگیا ہو، اِسی اصول پر الہلال مین یہ صدا بلند ہونی چاہئے اور قطعًا ملک متوجہ ہوگا، کم ازکم ایک پرزور کمیشن تحقیقات اور درستی طریق عمل کیلئے قائم ہونی چاہیئے، اس مین پانچ ممبر ہون، مسٹر مظہر الحق، اور مولوی عبد الباری بھی ہون (گو آخرالذکر میرے مخالف سہی)

---

[1] افواہ تھی کہ سر علی امام حیدرآباد کی وزارت پر آئین گے،

آپ نے یہ نہ لکھا کہ کونسا کام لیکر بیٹھون، مین خود بھی یہی چاہتا ہون لیکن ابھی تک مختلف مقاصد مین سے کسی ایک کا قطعی انتخاب نہین ہوتا۔ چاہون تو خود سیرت کو ایک مقصد مستقل قرار دون یعنی ایک اکاڈمی قائم ہو، سیرت کے متعلق تمام نادر تصانیف جمع کی جائین، لوگون کو وظائف بطور فیلوشپ کے دیئے جائین کہ سیرت کی اسٹڈی کرین اور خاص اس فن مین ماہر بنین، اور سیرۃ پر تقریر و تحریر کرین وغیرہ وغیرہ، اس مین بقدر ضرورت مالی اعانت بھی ملسکتی ہے۔

اِدھر خدام کعبہ کی طرف سے ممبری کا تقاضا ہے لیکن اسکی عالمگیری مقاصد مین خواب پریشان ہوا جاتا ہے، ایک کام ہو تو آدمی لیکر بیٹھے، مرتبہ اطلاق اور تعمیم سے پریشان ہون۔

ندوہ کا سالانہ جلسہ اگر کہین ہو جائے تو موجودہ نظامت کا شیشہ بالکل چکنا چور ہو جائے کیونکہ نظامت کی شرط اولین یہ ہے کہ جلسہ عام سالانہ مین اتفاق رائے ہو، درد بڑھتا جاتا ہے، پھر حاضر ہونگا۔

تسلیم

شبلی، حیدرآباد۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۷)

تار

اگر آپ اس اثنا مین ملجاتے تو سیرت نبوی کی اسکیم کا کچھ انتظام ہو جاتا، ورنہ سب کارروائی بیکار ہو جائیگی، سید سلیمان اگر موجود ہوتے تو اُنکو پورا پلین سمجھا دیتا۔[1]

۱۵۔ نومبر ۱۹۱۴ء

[1] مولانا کا سب سے آخری پیغام، وفات سے چار دن پہلے،

(۱۳) مسٹر عبدالماجد بی۔اے کے نام

(۱)

مجبی۔

کالج ابھی تو بند ہی، مین عید کی صبح کو چلونگا، وہین جو کچھ کہیئے گا کرونگا، میان عبدالباری کے معاملہ مین کس کا قصور ہی، پبلک سے کسی کی سفارش کرنا اسوقت بہت آسان ہوتا ہی جب خود اِس نے بھی پبلک مین پیش کیا ہو، سید سلیمان بلکہ عبدالسلام و عبدالواجد تک کے لیے کسی سے کچھ کہنا نہایت آسان ہی، لیکن . . . . کی تمام داستان خود کہنی پڑتی ہے۔

حمید کیلیے جب مین نے کالج مین کوشش کی تو پورے دو برس تک کسی کو یقین نہین آیا لوگون نے کہا یہ تو تم ہو حمید نہین ہین، . . . . کو تقریر یا تحریر کسی صورت مین پیش کرنا تھا، انکی ظاہری صورت سے بجز اسکے کہ کسی اسکول کا نیم تعلیم یافتہ شخص ہی اور کیا تبا و رہوتا ہی، عربی دانی کا کوئی اثر ان کے چہرہ پر نہین ہی، مین ان کی قدر کرتا ہون اور ان کو قابلِ ترقی سمجھتا ہون، اور اس کے لئے آمادہ ہون کہ . . . . لیکن مین پبلک تو نہین بن سکتا۔

لہ مکتوب الیہ نے ان کے بارے مین لکھا تھا کہ آپ علیگڈھ کالج مین انکو آسان شرائط پر کرا دیجیے، یہ اس کا جواب ہی حمید سے مولانا حمید الدین بی اے مراد ہین، اور آزاد سے مولانا ابوالکلام اڈیٹر الہلال پولیٹیکل کوشش سی ہی کا تیسرا نمبر مراد ہی منعقدہ مسلم گزٹ

پولٹیکل کروٹ کا مضمون آج لکھنے بیٹھا اور ختم بھی کر دیا، لیکن اب تو سب یہی بولی بولنے لگے ہین، اور آزاد تو مجھ سے آگے ہین،

شبلی۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۲ع بمبئی۔

(۲)

تسلیم، ترجمہ پہنچا، یہ میری خوش قسمتی ہی کہ آپ خوش خط ہین، لیکن میری ضعف بصارت مستدعی ہی کہ ذرا جلی لکھیئے، مارگولیوس[1] کا پایہ جرجی زیدان سے بہت بلند ہی وہ اس مکار کا خوشہ چین نہین، اسکی وسعت نظر بے انتہا ہی، اگرچہ اسکے ساتھ سخت بد دیانت اور غلط نتائج نکالنے والا ہی، مین نے اسکی کتاب کا پورا ترجمہ کرالیا ہی۔ میور کے ماخذ بالکل ضعیف و ناقابل اسناد ہین۔

مین نے بمشاہرہ ما، مترجم کیلئے اشتہار دیا تھا، متعدد گریجویٹ کی درخواستین آئی ہین، ہاشمی صاحب (خارج کردہ کالج) بھی انھین مین ہین، گو بی اے نہین ہین، کسیکو انتخاب کرنا ہوگا، اب میری معیت کی ضرورت ہی۔ آپ کی اسکیم اب کیا ہی؟ کاش آپ کے کسی کام مین مین آپ کے کام آسکتا۔

ولہاوسن کا ترجمہ صرف وفات کا مطلوب ہے،

شبلی، حیدرآباد،

[1] مکتوب الیہ نے بہ تعلق (سیرۃ نبوی) انگریزی ترجمہ کی پہلی قسط بھیجی ہی ضمناً یہ بھی تذکرہ کردیا ہی کہ انگریزی مستشرقین مین اسوقت مارگولیوس و میور دو بہت بلندپایہ سمجھے جاتے ہین گو مارگولیوس کا ایک ماخذ جرجی زیدان ہی یہ اسکا جواب ہی۔

(۳)

محبّی -

سلام مسنون، دوسری قسط بھی ترجمہ کی پہنچی، ترجمہ کی خوبی مستغنی عن الوصف ہے۔ آپ مجھے تحریر فرمائیے کہ آپ کس شغل مین ہین، اور آپکی اسکیم کیا ہی؟

میرے اشتہار پر جن لوگون نے درخواستین بھیجین، اُن مین سے مین نے ہاشمی کو بلایا ہی، ابھی تک وہ نہین آئے فرض کیجئے وہ نہ آئین تو کیا چار پانچ مہینہ کیلئے بھی آپ اسٹاف مین مستقل تعلق نہین رکھ سکتے، اصل یہ ہی کہ پہلی جلد مین اب انگریزی اقتباسات کی جو جگہین خالی ہین، اُن کے بغیر کام رُکا پڑا ہی، آپ صرف مترجم نہین بلکہ مصنف بھی ہین، اسلیئے آپ کے سوا کوئی اور شخص مشکل سے میرے ارادون اور خواہشون کے موافق کام کرسکے گا، بہرحال جو فیصلہ ہو مطلع کیجیے گا،

ترجمہ مین آنحضرت کے متعلق واحد کی ضمیر نہ استعمال کیجئے بلکہ جمع کی،

مین اپنی مستقل قیامگاہ کا فیصلہ ابھی نہ کرسکا، ممکن ہی کہ پیری اور ضعف کی پہمتی مجھکو وطن کی پابندی اور "بہ شہر خود روم وشہریار خود باشم" پر آمادہ کرے، وہان مکان ہے، رعایا ہے، احباب ہین، عزیز ہین، غرض ایثار کے سوا سب کچھ ہے،

له مکتوب الیہ نے لکھا ہی کہ سیرۃ کے لیئے دو ایک گھنٹہ روزانہ وقت نکال سکتا ہون لیکن اسٹاف سے مستقل تعلق نہین پیدا کرسکتا یہ اس کا جواب ہے،

پولیٹیکل معاملات مین جو طوائف الملوکی پیدا ہوگئی ہی سخت قابل نفرت ہی، وزیرحسن اور امیر علی کا کیا مقابلہ ہی؟ قوم حقیقت مین سرسید مرحوم کے وقت مین بھی اندھی تھی اور اب بھی ہے۔

شبلی، ۱۵- نومبر ۱۹۱۳ء

(۴)

مجبی،

سلام مسنون، مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے خیالات اور تجویزات[۱] سے مفصل مجھکو اطلاع دی، مگر آپنے اِس کا لحاظ نہین کیا کہ قدیم مصنفین اور بانیان فن، ابن سینا، طوسی، رازی، ابن رشد وغیرہ نے سرکاری ملازمتون کے ساتھ علمی خدمتین انجام دی ہین سرسید کے مہات مشاغل صدر الصدوری کے زمانہ کے ہین، خالص علمی خدمت کیلئے دُنیا مین بہت کم موقع ہی، یعنی دائرہ نہایت تنگ ہوجاتا ہی،

یہان فیلوشپ کا اب تک طریقہ نہین، مشرقی جامعہ کے بعد جو جلد قائم ہوگا، (یعنی اس سال) یہ طریقہ جاری ہوگا، لیکن معلوم نہین یہین کیلئے یا باہر والون کیلئے بھی۔ نواب عماد الملک سے مین نے ابھی بذریعۂ ایک خط کے پوچھا ہی اتفاق یہ کہ آپکے

---

[۱] مکتوب الیہ نے اپنی اسکیم سے اطلاع دی ہی اور یہ لکھا ہی کہ "عام دُنیوی عہدہ مجھے پسند نہین، فیلوشپ کے طریقہ کی کوئی صورت نکل سکے تو بہتر ہی" میری کتاب " فلسفۂ جذبات" اسوقت تک طبع نہین ہوئی ہی، لیکن مکمل ہوچکی ہی" عبد الحق صاحب سے مولوی عبد الحق بی اے، سکرٹری انجمن ترقی اُردو مراد ہین۔

خط پہنچنے کے وقت اُن کا دستی خط آیا تھا، اور مین جواب لکھ رہا تھا، عبد الحق صاحب آپ کی کتاب بھیجدیتے تو مین عماد الملک کو دکھلا سکتا۔

ہان فوراً ایک امر قابل غور اور مشورۂ احباب کے بعد لکھ بھیجیئے۔ مین اب واپس آنا چاہتا ہون اور لکھنؤ خواہ مخواہ قیام کرنا پڑیگا، لیکن دار العلوم کے حالات اور ارکان کے تعلقات و خیالات کے لحاظ سے ایسا تو نہ ہو کہ مجھکو تکلیف ہو، یعنی گو مین کسی معاملہ مین دخل نہ دونگا، لیکن حالات بہر حال کانون مین پڑینگے، اس سے شاید کوفت ہو، مین سیرت کی پہلی جلد ۴-۵ پانچ مہینہ مین تمام کرنا چاہتا ہون اور اس زمانہ کو نہایت سکون کے ساتھ بسر کرنا چاہتا ہون، مین نے سید سلیمان کو بلایا ہی، غالباً وہ آجائین، اگر آپ صرف ۴-۵ مہینے کیلئے صیغۂ انگریزی کی افسری اور جہتمی کا کام انجام دیتے تو پہلی جلد نکل جاتی، مجھکو معلوم نہین کہ یورپ کے بیشمار ذخیرہ مین سے کیا کیا چیزین لینے کے قابل ہین، اور عام مترجم یہ بتا نہین سکتے، یہ کام کون کرے،

شبلی۔ ۱۰- نومبر ۱۹۱۳ء حیدر آباد،

(۵)

جناب من۔

مین نے مولوی عبد الحق سے آپ کی کتاب سائکالوجی مانگی تھی، کہ عماد الملک بہادر کو دکھلاتا، جو بہر حال فائدہ سے خالی نہ تھا، اُنھون نے لکھا کہ وہ کتاب مذکور واپس بھیج چکے، نیز اُنھون نے لکھا کہ وہ کتاب چھپ رہی ہی۔ بعد اشاعت عماد الملک کو دکھلاؤ

مین نے اطلاعاً آپ کو لکھا،

عنقریب آتا ہون، کوئی مکان ننھ ، ھ ، کرایہ کا اچھا ملسکے تو نظر مین رکھیے،

شبلی۔ ۲۷۔ نومبر ۱۹۱۳ء

(۶)

مجبّی۔ سلام مسنون،

والہاؤسن کے مضمون سے اب مقدم ضرورت یہ ہے عرب کے متعلق انسائیکلوپیڈیا وغیرہ سے ایک مضمون جو قریباً دس بارہ صفحہ کا ہو یا بشرط ضرورت اس سے زیادہ لکھدیجیے جسمین امور ذیل کے متعلق معلومات ہون

عرب کی قدامت،

عرب مین کون کون حکومتین قائم ہون،

حمیری، سبائی، تابتی خاندانون کے مختصر حالات اور اُنکے کتبہ،

عمارات قدیم مثلاً غمدان، مآرب، حصن ناعدا،

تہذیب و تمدن،

مین جلد تر روانہ ہونا چاہتا ہون، لیکن واقعات میرے اختیار مین نہین، آپنے میرے ضروری خط کا جواب نہین لکھا،

شبلی۔ ۴ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۷)

جناب ماجد صاحب زاد لطفہٗ

یورپین تصانیف کے متعلق سیرت کا ٹکڑا بھیجتا ہون، اِس مین دو باتین مطلوب ہین،

۱- انگریزی نام انگریزی حرفون مین لکھ دیئے جائین (جہان کہ صرف اُردو خط مین ہین)

۲- مصنفین یورپ کا جو نقشہ دیا ہے، اس مین معمولی اور کم حیثیت تصانیف کو قلمزد

مثلاً جان ڈیون پورٹ کی کتاب اِس نقشہ کے تمام نام انگریزی خط مین لکھدیئے

جائین۔

شبلی ۶- جنوری ۱۹۱۴ء

(۸)

جناب ماجد صاحب زاد لطفہ'

یورپ کے خرافات متعلق اسلام کا میرے پاس پہلے سے بڑا سرمایہ ترجمہ شدہ

موجود ہے، اسکے متعلق آپ کچھ نہ لین۔ فارسٹر کا جغرافیہ تاریخی شاید آپ کے پاس ہے'

اس مین عرب قدیم کے متعلق معلومات مفیدہ و نادرۂ انتخاب فرمائیے۔

گلارز کو الہ آباد لائبریری سے دریافت فرمائیے کہ وہان ہے یا نہین'

شبلی- ۹- جنوری ۱۹۱۴ء

(۹)

اسلام کے وقت روم، فارس، ہند کی تمدنی و اخلاقی کیا حالت تھی؟ اسکو تلاش

کرکے لکھیئے "مورخون کی تاریخ عالم" کا آپ کیا ذکر کرتے ہین، مین نے اکثر سنی ہے۔

اسلام کے متعلق محض عامیانہ معلومات ہین

شبلی' ۱۹- جنوری ۱۹۱۴ء

(۱۰)

مکرمی -

اب تو درساول کے پیرایہ مین آپ کے احسانات فوق الحد ہوتے جاتے ہین، مولوی امیر علی کا ترجمہ مقصود نہ تھا[1]، بلکہ انکے ماخذون سے لینا مقصود تھا، مین انکا حوالہ نہین دیسکتا

ع آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

شبلی ۳۱ - جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱)

مکرمی جناب مولوی عبد الماجد صاحب بی - اے،

اسوقت ایک نہایت ضروری مشورہ کی غرض سے آپ کو تکلیف دیتا ہون[2]

شبلی - ۱ - فروری سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] مکتوب الیہ نے "اسپرٹ آف اسلام" باب دل کی تلخیص کرکے بھیجی ہے۔ [2] مسٹر عبد الماجد فرماتے ہین: تحریر بالا شب کو ملی، مین اسیوقت گیا، مولانا بہت دیر تک تخلیہ مین گفتگو کرتے رہے، ماحصل یہ تھا کہ گورنمنٹ آجکل مجھ سے بدظن ہے، خصوصاً معاملہ کانپور کے متعلق میری نظمون سے حاذق الملک حکیم اجمل خان مجھے آج مسٹر برن چیف سکرٹری کے پاس لیگئے تھے وہ بہت کبیدہ تھے حالانکہ اس سے پیشتر نہایت اخلاق و تپاک سے ملتے تھے، تم اسکے نام ایک مفصل چٹھی اس مضمون کی میری طرف سے لکھدو کہ مین مدت العمر کبھی انگریزی گورنمنٹ کا بدخواہ نہین رہا ہون، میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان یگانگت بڑھے، اور ایک دوسرے کی طرف سے جو غلط فہمیان مدت دراز سے چلی آتی ہین، دور ہون، چنانچہ اس پر میری تمام تصانیف شاہد ہین، اس سے بڑھکر یہ کہ سنہ مین مین نے الندوہ مین ایک مستقل مضمون کے ذریعہ سے یہ ثابت کیا کہ مسلمانون پر انگریزی حکومت کی اطاعت و وفاداری مذہباً فرض ہے، اور اسی سال ندوہ کے سالانہ جلسہ مین وفاداری کا ایک رزولیوشن بھی پاس کرایا، پھر معاملہ مولوی عبد الکریم مین مجھے محض اس جرم پر کہ مین نے اپنے ضمیر کے مطابق ایک باغیانہ مضمون کی اشاعت بند کی، اخبارات مین گالیان سننا پڑین - رہا واقعہ کانپور کے متعلق نظمین تو وہ ایک ہنگامی جوش کا نتیجہ تھین، جس مین سارے ہندوستان کے مسلمانون کے ساتھ مین بھی شریک تھا،

(۱۲)

مجتبیٰ۔

جس[1] خط کیلئے مین نے سب کو کہا ہی، وہ آدمی کے ہاتھ نہ بھیجیے گا، یہ بھی مناسب موقع پر بڑھا دیجیے گا کہ مین نے اپنے کانشنس کے مطابق معاملہ مین پانچ ارکان کو ساتھ لیکر جو کیا، باوجود اس کے کہ بعد کو پبلک کے شور و غل کی وجہ سے سب نے اخبارات کے ذریعہ سے اپنی برأت ظاہر کی اور یہ لکھا کہ ہم نے فلان شخص کی وجہ سے مجبور ہو کر ایسا کیا، لیکن صرف مین اپنی رائے پر اپنے فرض کے مطابق قائم رہا۔

شبلی۔

(۱۳)

مکرمی ماجد صاحب۔

۱۔ اب آپ کیا کر رہے ہین،

۲۔ انگریزی کتابون مین دیکھیے حسب ذیل کتابین ہین یا نہین۔ ۱-ہنٹ ۲-ولسٹیڈ ۳-جغرافیہ فارسٹر (دوسری جلد)

۳۔ مضمون دار المصنفین کا جو انگریزی ترجمہ آپ نے کیا تھا، مبیضہ کی دفتی مین ہی، میان مسعود سے رجسٹرڈ بھجوا دیجیے،

۴۔ سرقہ کے متعلق کیا کارروائی ہوئی، داخل دفتر یا زیر تحقیقات۔

---

[1] رقعہ ذیل بھی رقعہ اُسی کے متعلق ہی۔

۵ - میان مسعود کا پتہ کیا ہے،

۶ - میان مسعود سے پوچھیئے کہ کمرہ بند ہی تو خوشنویس کیا کرتے ہونگے، اور خود کمرہ کی حفاظت کا کیا بندوبست ہی، جبکہ ڈنکے کی چوٹ چوریان ہوتی ہین،

۷ - جواب مفصل لکھیئے،

مولوی ابوالکلام آئے تھے، اور کہکر گئے تھے کہ ندوہ دیکھنے جاتا ہون۔

شبلی۔ ۲۰۔ فروری ۱۹۱۴ء الہ آباد۔

(۱۴)

تسلیم، کارلائل وغیرہ کو ہات نہ لگائیے، وہ عربی مین موجود ہی، گبن کی بھی ضرورت نہ تھی، سر سید مرحوم کے ہان اس کا پورا ترجمہ قلمی موجود تھا، اور مین نے بارہا پڑھا ہی مین نے جن کتابون کے نام پریشان کردیئے ہین وہ قابل ترجمہ ہون تو انکو لیجیئے۔

فارسٹر کا ایک نسخہ تو اب آیا ہی، لیکن پہلے نسخہ کی صرف ایک ہی جلد ہی یا دونون وہ نسخہ حیدر آباد کا ہی اور تقاضا آیا ہی۔ بھوپال سے ابتک جواب نہین آیا پھر لکھتا ہون، یہان مین دونون وقت کھانا کھاتا ہون، اور بہت صحیح ہون، اسلیئے ابھی تو یہین ہون نکا عبدالسلام کو زیادہ تنخواہ ملتی ہی وہ کیون رکین گے، یونہی بہتر ہوگا کہ کوئی نیا شخص طیار کیا جائے[۱]۔ اگر تاریخی کتابون سے فراغت ہوچکی تو فلسفۂ مذہب کو لیجیئے،

---

[۱] اس زمانہ مین ارادہ یہ ہوا کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک خالص علمی رسالہ المعارف کے نام سے نکالا جائے، ذمہ دار ایڈیٹر مولوی عبدالسلام صاحب ندوی تجویز ہوئے ہین، مگر وہ الہلال کے اسٹاف مین کلکتہ جارہے ہین،

میری الماری مین چند کتابین ہین -

شبلی، الہ آباد، ۳- مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۵)

حسب ذیل مضامین سے وقتاً فوقتاً تحریر فرمایئے، لیکن خاص اقتباسات بھی ہون کہ بعینہ نقل کر سکون، الحاد ورد الحاد پر دو کتابین انگریزی مین دفتر سیرت مین ہین
وجود باری کے دلایل، مذہب کی تائید و تردید، نکاح، طلاق، وراثت کے اصول (عقلی و تمدنی حیثیت سے) نیز ان چیزونکی تاریخ، اثبات روح یا تردید۔
میان عبدالسلام تو کلکتہ جا رہے ہین، اب رسالہ کا کیا ہوگا، ہمت نہین ہارنی چاہیے

شبلی، ۵- مارچ ۱۹۱۴ء الہ آباد

(۱۶)

مکرمی۔
اجزا پہنچے، یہ ملحوظ رکھیے کہ آپ کبھی کسی حالت مین دو ڈھائی گھنٹہ روزانہ سے زیادہ کام نہ کیجیے، اسقدر کافی ہی، اس مین جتنا ہو جائے، مضمون کیلئے کتابونکا دیکھنا یا مہیا کرنا بھی انھی گھنٹون مین داخل ہے۔
مذہب یا الحاد پر ویسی تحقیقات کی ضرورت نہین جو آپ نے الکلام[۱] کے لیئے کی تھی، ایک دو مستند کتابین کافی ہین، ہان نکاح، وراثت، تعزیرات، تعدد ازواج

[۱] مکتوب الیہ نے الکلام پر چند نمبرون مین ناقدانہ مضمون لکھا تھا،

کی تاریخ اور ان کے جدید اُصول کے متعلق لکھنے کی بھی ضرورت ہے۔

شبلی۔ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۷)

مجتبیٰ۔

خط پہنچا، سید کرامت حسین[1] کی کتاب مولوی ابوالکلام مجھ سے لیگئے کہ وہ خود ریویو لکھ دینگے،

حیدرآباد کی نسبت آپ کا خیال[2] صحیح نہین۔ مولوی سید حسین صاحب کی نسبت یہ خیال کہ بہ حیثیت پریسیڈنٹ انجمن اُردو آپ کی کتاب پڑھ چکے ہونگے، عجیب حسن ظن ہے مولوی صاحب موصوف نے مشاہیر مصنفین کی کتابون کے بھی دو ہی ایک صفحے پڑھے ہونگے۔ اسکے علاوہ بڑی چیز وہان شہرت ہے، جب تک کوئی شخص عام شہرت نہ پیدا کرلے لوگون کو خود حضور نظام سے سفارش کرنے مین تامل ہوتا ہے، اسکے لیئے ابھی دیر ہے اور نہ اسکی کوئی مثال موجود ہے۔ میرے لیے جب مولوی صاحب موصوف نے سفارش کی تھی تو حضور نظام نے خود جواب مین لکھا تھا کہ مجھکو خوشی ہوئی کہ ایسے شخص کیلئے آپ نے سفارش کی اور مین انکی سب تصنیفات اپنے پاس رکھنا چاہتا ہون۔ بہرحال اسکی اُمید سردست نہین ہوسکتی۔ فلسفہ کے باب مین میری سفارش

---

[1] مولوی سید کرامت حسین صاحب کی کتاب علم الاخلاق کا نیا ایڈیشن شائع ہونیوالا ہے، مکتوب الیہ نے مولانا سے تحریک کی ہے کہ یہ آپکے مقدمہ کے ساتھ شائع ہو، اسکا ذکر ہے۔ [2] حیدرآباد کی فیلوشپ وغیرہ کے تذکرہ کا جواب ہے۔

تحسین ناشناس ہوگی، البتہ اگر مولوی عبدالحق انکو خوب یقین دلادین تو شاید کوئی صورت ہوسکے،

آپ نے مذہب پر آج ایک ٹکرا بھیجا، لیکن ابھی تو نولدیکی کا مضمون قرآن باقی ہی، وہ پورا کر لیجئے، مین نے اور عنوانات جو پہلے لکھے تھے انکا بھی خیال رکھیئے۔

مولویون نے میرے کفر کے فتوے چار پانچ لکھکر بھوپال بھجوائے ہین، اور اشاعت کفر مین سفرائے ندوہ سے کام لیا جارہا ہی، آفتاب احمد خان اور علیگڈھ کی سخت پارٹی اصلاح ندوہ کی مخالفت اور حالات موجودہ کی حمایت پر جان لڑا دینے کے لیے آمادہ ہی، یہ ہی ہمارا خلوص، خیر زمانہ گو حقیقت شناس نہین ہی تاہم سچ ہمیشہ نقاب مین نہین رہیگا۔

شبلی، ۱۱-جون ۱۹۱۴ء بمبئی،

(۱۸)

جناب من۔

نولدیکی کا مضمون متعلق قرآن شریف آپ نے ناتمام چھوڑ دیا، پورا کرکے بھیجدیجئے، انگریزی کتابون مین ایک کتاب قرآن مجید کی تاریخی ترتیب پر ہی، اس کا یا اس کے اقتباسات کا ترجمہ ارسال فرمائیے،

مشکل یہ ہی کہ اب ضرورت پڑتی ہی کہ مترجم کی معیت ہو، اور یہان اسقدر رہنے کا ارادہ ہی کہ ایک جلد بہمہ وجوہ طیار ہو کر نکل جائے، گذشتہ مہینون مین فضول وقت

بہت ضائع ہوا -

ندوہ کو جسقدر سنبھالا جائے، بگڑتا جائیگا، اگرچہ اس سے اسقدر نفع ہوا کہ یہ لوگ ندوہ کے کامون مین زیادہ سرگرم ہو گئے ہین، اور شاید عمارت وغیرہ مین کچھ کام چل جائے رہا نصاب تعلیم تو اُسے زمانہ خود درست کر لیگا، ندوہ دیوبند نہین بن سکتا اور خود دیوبند کب تک دیوبند رہ سکتا ہے -

تاریخی نظمون کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہی، الہلال دیکھیئے گا، یہان بڑا سکون اور خاموشی ہی، دن بھر چپ چاپ گذر جاتی ہی، کوئی جھانکتا تک نہین -

شبلی - بھائی کلہ - بمبئی - ۱۶ - جون ۱۹۱۴ء

(۱۹)

اصل[۱] یہ ہی کہ مین نے آپ کا مطلب ہی نہین سمجھا تھا - مین اخبار کیلئے ریویو بھیجا تھا - رسالہ سامنے تھا مولوی ابوالکلام نے دیکھا اور مانگ لیا، بہرحال اب کلکتہ سے منگوایا ہی - بقیہ ترجمہ نولدیکی پہنچا -

شبلی، ۲۰ - جون ۱۹۱۴ء

(۲۰)

تسلیم - آپ ہی کے ہات کی لکھی ہوئی فہرست کتب انگریزی مین ایک کتاب ہی،

---

[۱] مکتوب الیہ نے لکھا ہی کہ مولوی کرامت حسین صاحب کی کتاب پر بجز آپکے یا مولانا حالی کے کسی اور شخص کا مقدمہ لکھنا اسکی توہین کرنا ہی اگر آپ کو فرصت نہین تو اسکا بغیر کسی مقدمہ کے شائع ہونا یقیناً بہتر ہی، اسکا جواب،

جس کا اُردو نام آپ نے "قرآن کی تاریخی ترتیب" لکھا ہی، یہ کتاب ہمارے کام کی ہوگی، اس کا ترجمہ یا اقتباس ارسال فرمائیے۔ باقی نواب علی حسن خان صاحب سے منگوا سکتا تھا، تو یہی کارڈ کافی ہوگا البتہ تلاش کرنے کی زحمت آپ کو ہوگی، کتابین الگ صندوق مین ہین، نواب صاحب نکلوا دینگے۔

سیرت کے ترجمہ انگریزی کا ذمہ مسٹر محمد علی نے لیا، براہ راست کرنل عبید اللہ خان سے خط و کتابت ہوگی۔

شبلی ۲۲- جون ۱۹۱۴ء بمبئی۔

(۲۱)

کارڈ پہنچا۔ ہرگز ہرگز اسکا ترجمہ نہ کیجیے[1] ایسی کم رُتبہ چیزون کا ترجمہ مقصود نہین۔

شبلی

۲۸- جون ۱۹۱۴ء

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ "قرآن کی تاریخی ترتیب" جس کا آپ ترجمہ چاہتے ہین، نہایت ہی ادنیٰ درجہ کی کتاب ہی، اس کے آگے اس کے کچھ اقتباسات نمونہ کے طور پر دیکر دریافت کیا تھا کہ اب کیا ارشاد ہی، یہ اس کا جواب ہی۔

(۱۴) ابوالکمال سید عبدالحکیم[۱] صاحب دسنوی کے نام

(۱)

تسلیم۔ مین چھ سات مہینہ سے بیمار ہون۔ موازنہ انیس ابھی مطبع[۲] مین نہین گئی، مولانا حالی نے شاید ابتک اپنا رسالہ ختم نہین کیا۔

کتب مشتہرہ مین سے ہربرٹ اسپنسر کی کتاب چھپ گئی اور عنقریب شائع ہوگی۔ باقی زیر طبع ہین۔

الکلام۔ سرکاری کتاب ہے، اِس مین تخفیف قیمت نہین کرسکتا۔

ملازمت نے مجھکو حیدرآباد کے آنے پر مجبور کیا، مولوی **سلیمان** چندروز تک میرے ساتھ رہتے تو اچھا ہوتا[۳]۔ وہ جوہر قابل ہین۔

شبلی نعمانی۔ حیدرآباد۔ ۲۷۔ نومبر ۱۹۰۴ء

(۲)

جناب من۔

سلام مسنون۔ کارڈ پہنچا، مشکور فرمایا۔ لکھنؤ مین[۴] جو پارٹی لکھنؤ مین میری مخالف

---

[۱] مولانا کے حلقۂ احباب و معتقدین مین ہین، دسنہ ضلع پٹنہ وطن ہے، قومی کامون سے بے انتہا دلچسپی لیتے ہین، مولانا کی تمام تحریکون مین سب سے پہلے حصہ لیتے تھے، اخبارات مین اُنکی تائید مین مضامین لکھے تھے، [۲] مولانا اسوقت انجمن ترقی اُردو کے سکریٹری تھے اور اسی حیثیت سے یہ خط ہے [۳] مولانا ابتک ندوہ مین نہین آئے تھے [۴] میر عبدالکریم کے واقعہ کے متعلق خطوط سلیمان ۴۶ دیکھو۔

پہلے سے تھے اُسنے موقع پاکر اس قصہ کو طول دیا اور ایک جتھا بنا لیا ہی جو مختلف اخباروں مین مضامین لکھتا ہی- یہ ایک باقاعدہ اور مسلسل کوشش ہی جو . . . . . وغیرہ کی طرف سے کی جا رہی ہے-

حیرت یہ ہی کہ مین نے اِس معاملہ کو گورنمنٹ تک پہنچانے مین مطلق حصہ نہین لیا- البتہ جب سبنے ہی کہا تو مین نے بھی اتفاق کیا- اُسپر یہ حال ہی کہ آپ الگ ہین- نفاق کا یہ حال ہی کہ پبلک مین اپنی علیحدگی دکھاتے ہین- اور گورنمنٹ فیسر سے ملکر تمام کام انجام دیئے مجھکو خبر تک نہین ہونے پائی- حکام سے ملنا خط کتابت کرنا- چھ مہینہ کی معطلی کا ممبرون سے منظور کرانا- مجھکو ذرہ بھر اس سے تعلق نہین-

سیرۃ نبوی کے متعلق روحانیات سے آپکی کیا مراد ہی؟ اگر اخلاق اور تقدس نفس مراد ہی، تو یہ لازمۂ نبوت ہی، بلکہ نبوت اسکا نام ہی- اس مین کیونکر کوئی شخص کمی کرسکتا ہی- اور اگر اور کچھ مراد ہی تو تحریر فرمائیے،

آج کل کے ریاکارون نے دوسرون سے بدگمان کرنے کے لئے بہت سے الفاظ تراشے ہین- ان مین سے ایک یہ بھی ہی کہ فلان شخص مین روحانیت نہین- فلان شخص عالم ہی لیکن دیندار نہین- لیکن انہی دیندارونکو مہینون دیکھا ہی کہ نماز فجر کبھی نصیب نہین ہوئی- باوجود اسکے انکی دینداری اور روحانیت مین ذرہ بھر فرق نہین آتا- یقین فرمائیے زمانہ کی خرابازاری دیکھکر دُنیا مین زندگی وبال معلوم ہوتی ہی

سلہ مخالفین معترض تھے کہ سیرۃ مین روحانیت نہین ہوگی، مکتوب الیہ نے اسی کے نسبت پوچھا تھا،

خواص تک عوام پینگنے ہین۔ حق و باطل کی تمیز کا مادہ مسلوب ہو گیا ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کے نصاب پر جو کچھ یہ حضرات لکھ رہے ہین، کیا سچائی پر مبنی ہے۔ صرف یہ کاوش ہے کہ ان کا نام کیون نہین لیا گیا۔

قرآن شریف پر نقطے حجاج بن یوسف نے لگائے۔ اور کسی نے یہ نہ کہا کہ حجاج پر قوم کو بھروسا نہین۔ بلکہ وہی منقط قرآن آج تمام دنیا مین پھیلا ہوا ہے۔ موجودہ عمارت کعبہ بھی حجاج کی ہے۔

بلاغت کا پورا فن جس سے قرآن مجید مین ہر جگہ کام لیا جاتا ہے جاحظ۔ عبدالقاہر جرجانی سکاکی۔ کا بنایا ہوا ہے، یہ سب معتزلی تھے کسی نے نہین کہا کہ اپنر قوم کو اعتماد نہین، تفسیر کشاف تمام محدثین تک پڑھتے تھے، حالانکہ اس مین اعتزال بھرا ہوا ہے۔

قوم مین جب نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے تو وہ کسی چیز سے نہین ڈرتی۔ اسکو خود بھروسا ہوتا ہے کہ وہ خذ ما صفا کریگی۔ جب علم نہین رہتا اور حسد اور رشک کے سوا اور کوئی جوہر نہین موجود ہوتا تو لوگ اس قسم کی باتین کہکر اپنا دل خوش کرتے ہین، اور لوگونکو بدگمان بناتے ہین۔

ارباب دیوبند نہایت زاہد اور متقشف ہین۔ اسکے ساتھ وسیع النظر بھی نہین ہین۔ تاہم چونکہ مخلص ہین۔ اسلیئے شور و شر نہین مچاتے۔ کوئی پوچھتا ہے تو جو جانتے ہین بتا دیتے ہین۔

غرض یہ قصہ طول ہے۔ مین اب تک لکھنے سے بھی عاجز ہون۔ جوش مین

آگر کیا کیا لکھ گیا۔ یغفر اللہ لی۔

شبلی ۲۹۔ مئی ۱۹۱۳ء بمبئی

(۳)

سلام مسنون۔ عنایت نامہ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ لڑکون کے تار[۵۱] پے در پے نہایت الحاح کے ساتھ آئے کہ استعفا[۵۲] واپس لون۔ مین نے انکو جواب مناسب لکھ دیا ہی۔ قدردان احباب کے خطوط بھی آرہے ہین۔ شاید جا بجا جلسے بھی اظہار افسوس کے ہون۔ لیکن خیال فرمائیے چارہ کیا تھا۔ یقین سمجھیے کہ اگر یہ ظالم قدم قدم پر روڑے نہ اٹکاتے تو ندوہ اب تک کہان پہنچا ہوتا۔ دلّی کا جلسہ آغا خان کا بلانا۔ اور سالانہ مقرر کرانا۔ رامپور کے تعلقات۔ گورنمنٹ سے صفائی کے وسائل اولین سیّد رشید رضا کی آمد۔ یہ تمام باتین، ان سبھونکی مخالفت کے ساتھ انجام دی گئین۔ اور بعض واقعات کو پہلے ان سے مخفی رکھا گیا۔

بات یہ ہی کہ جب کسی بڑی جگہ سے ندوہ کو روشناس کیا جاتا ہی تو یہ مخالفت کرتے ہین، اس بنا پر کہ روشناسی کا ذریعہ وہ خود نہین ہوتے۔ مین نے انکو بارہا کہا اور موقع دیا کہ آپ خود تحریک کیجئے۔ لیکن اگر کی بھی تو کسی نے ذرا توجہ نہ کی۔

بہر حال ابتو ایک ورس، ان بدباطنون سے نجات رہیگی اور دربار رسالت کا آستانہ ہوگا۔

شبلی ۲۱۔ جولائی ۱۹۱۳ء

---

[۵۱] طلبائے دارالعلوم [۵۲] دارالعلوم کی معتمدی سے۔

(۴)

جناب من۔

تسلیم۔ سیرت کے ابھی تک صرف تین سو[۳] صفحے ہوئے ہین جو اصل کتاب کا پانچوان حصہ ہے، میری نظمین ضبط نہین ہوئی ہین۔ بلکہ اور لوگونکی نظمون کا ایک پمفلٹ کلکتہ سے شائع ہوا تھا اِس مین میری صرف ایک نظم تھی۔ سید سلیمان اس سے بخوبی واقف ہین اُن سے دریافت فرمالیجئے[لہ]۔

مین نظم پر باوجود ہزارون شعر کہنے کے بالکل قادر نہین۔ یعنی بغیر کسی خاص فوری تاثر کے ایک حرف نہین لکھ سکتا۔ بارہا احباب نے فرمائشین کین اور کئی کئی دن تک طبیعت پر زور ڈالا لیکن کچھ نہ کہہ سکا۔ اسلیئے طالب معافی ہون۔

سیرۃ کے بعض مواد کی تلاش مین بمبئی سے یہان چلا آیا ہون۔

شبلی ۲۲ ستمبر ۱۹۱۳ء از حیدرآباد۔

(۵)

تسلیم۔ پمفلٹ نہین، بلکہ سلسلۂ مضامین کا ارادہ[ہے] ہے۔ پرچہ کون نکالے مین کسی کام کا نہین رہا۔ سید سلیمان پونا گئے اور جانا ناگزیر تھا۔ سید سلیمان کے مقابلہ مین پانچ بی۔ اے تھے جن مین سے دو ایم۔ اے تھے۔ لیکن کوشش کی گئی اور وہی کامیاب رہے۔ سال بھر مین چھ مہینہ کی چھٹی ہوئی ہے۔ تین تین مہینہ کی مستقل۔

لہ دیکھو سلیمان ۶۷ ہے متعلق معاملات ندوہ

ندوہ مین سردست تو اسیقدر تعلق ہی کہ مستعد طلبہ آتے ہین اور انکا ایک سبق[1] خاص تحقیقات کے ساتھ اپنے ذمہ لے لیا ہی۔ حالت یہ ہورہی ہی کہ برس چھ مہینے مین اِدھر یا اُدھر کوئی فیصلہ ہوجائیگا۔ سرکاری انسپکٹر آیا تھا اُسنے سخت رپورٹ لکھی اور اعانت سرکاری کے بند ہوجانے کا خوف دلایا۔

شبلی ۱۶-جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۶)

مکرمی۔

تسلیم۔ جو خط اتفاقاً جواب دینے سے رہجاتا ہی۔ نہ وہ محفوظ رہتا ہی نہ اُسکا مضمون یاد رہتا ہی۔ آپ نے خط مین کیا تحریر فرمایا تھا۔

ضعف کی وجہ سے کچھ لکھا نہین جاتا۔ کچھ بھی لکھ سکتا ہون۔ تو سیرۃ کے سوا اس قوت کو صرف کرنے کی ہمت نہین ہوتی۔ اسلیئے ندوہ پر کچھ نہ لکھ سکا۔

ملک مین اضطراب[2] تو ہی، لیکن اتنے سے کیا ہوسکتا ہی۔ خودغرض بہت سخت دل ہین۔

شبلی۔ ۲۰-مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۷)

سلام مسنون۔ مین نے پانچ مہینہ پہلے آپکی تحریک پیش[3] کی تھی لیکن ندوہ والے

[1] بخاری شریف کا درس، دیکھو ۱۲-۲۳۔ [2] متعلق حالات ندوہ اور مولانا کے استعفا کے متعلق، [3] یعنی یہ کہ دار المصنفین ندوہ کے اندر قائم

راضی نہین۔ ان کے نزدیک میرا لکھنؤمین قیام بھی مضر ہے۔

یہ عزم ہوچکا ہی۔ سردست تو مین بمبئی مین رمضان کے بعد چند عربی خوان طلبہ کو بلاؤنگا۔ ان مین ایک **معین الدین** استھانوی بھی[1] ہے۔ پھر کچھ اور انتظام کرونگا۔

شبلی۔ ۱۹ جولائی ۱۹۱۴ء بمبئی۔

(۱۵) مولانا سید عبد الحی صاحب ناظم ندوہ کے نام

(۱)

خط متعلق تحریر دعا نامہ موسومہ نواب بہاولپور پہنچا۔ مین پہلے لکھ چکا ہون کہ یہ نہایت دناءت کی بات ہی کہ موقع جشن پر اور رنگتون کی طرح، ندوہ کا وفد بھی اپنا بھیجن گے۔ علماء کی شرکت اسی قسم کے خیالات پیدا کرتی ہی۔

کیا علی گڈھ **کالج** بھی ایسی بدہمتی کرسکتا ہی؟

شبلی۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۳ء

(۲)

حیدرآباد کا وفد طیار ہی، اب مصارف سفر کیلئے روپئے نکلوا دیجئے۔ اگر شاہ **ابوالخیر** صاحب بھی لیئے جائین تو رقم زیادہ ڈیل ہوگی۔

---

[1] مولوی معین الدین ندوی کا نام مکتوب الیہ کے قرب وطن کی وجہ سے لیا ہی۔

سید سلیمان کا چلنا بھی مناسب ہوگا، اور شاہ صاحب[1] تو سب پر مقدم ہیں۔

شبلی الہ آباد۔ ۱۷- نومبر ۱۹۰۷ء

(۴)

مکرمی۔

شاہ صاحب[2] کا خط میرے پاس بھی آیا ہو کہ بمبئی آئینگے، لیکن میرا خیال ہو کہ وہ اس غرض سے آتے ہیں کہ یہاں سے براہ دریا کراچی جائیں، خیر مجھکو اس سے کیا غرض، حیدر آباد چلنا ہو کراچی کے بعد ہی سہی۔

شاہ ابو الخیر کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی، لیکن ڈر ہو کہ وہ ناراض نہ ہو جائیں میں تو بالکل طیار ہوں، لیکن تنہا کیونکر جاؤں، غالباً جنوری سے پہلے کوئی نہ آئیگا، اسلئے شروانی صاحب کو لکھئے کہ اس سے اچھا کیا موقع ہو کہ کراچی سے بمبئی آئیں یہاں سے ساتھ حیدر آباد چلیں گے، وہ خود بھی حیدر آباد کے شائق ہیں۔ پاؤں کے بننے میں ابھی دیر ہے، لنگڑا ہی بنکر جانا ہوگا، روپیے کی بیشک ضرورت ہوگی لیکن ابھی کیا مانگوں کیا معلوم لوگ آتے ہیں یا نہیں۔

رپورٹ دار العلوم بہت سی بھجوا دیجئے، ہر جگہ تقسیم کرنی ہوگی۔

شبلی

۲۲- دسمبر ۱۹۰۷ء

---

[1] شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی، [2] شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی۔

(۴)

آپ کو خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا خط آیا۔

۱۔ بٹلر کی ترقی بھی ہملوگون کو مضر ہوتی ہی کیا قسمت ہی، بہرحال وہ کاغذات بٹلر کس محکمہ مین کسکے پاس بھیجے یا آپ کو واپس کئے، مفصل لکھیئے آپ تو اجمال سے کام لیتے ہین، ان کی باتون سے کیا ان کا صاف ہونا ثابت ہوتا تھا۔

۲۔ بٹلر صاحب شملہ گئے ہون گے، کیا وہان کوئی شخص مل کر اُن سے ان کے جانشین کے نام سفارشی خط نہین ۔ سکتا

۳۔ جب ایک مہینہ کے بعد بھی میرا آنا جلسہ کیلئے کافی ہوسکتا ہی تو اتنے مین حیدرآباد کیون نہ ہو آؤن، شاہ سلیمان صاحب کو تار دیجیے کہ آپکا کیا ارادہ ہی، اور جواب سے فوراً مطلع فرمائیے۔

۴۔ کیا منشی احتشام علی صاحب جلسۂ عام پر لکھنؤ مین راضی ہین۔

۵۔ چند طلبا کو عربی تقریر کی مشق کا حکم دیجیے۔

۶۔ بھوپال سے مجھکو ایک کتاب کی درستی کے صلہ مین ۵۰۰ ملے، مین نے انکو لکھا کہ ندوہ مین دیدیئے جائین، کئی بار لکھا، ابتک جواب نہین آیا۔ اب مین اپنی طرف سے وہ روپیے بھیجدیتا ہون، مدرسہ مین کھانے کا کوئی کمرہ نہین ہی، پانسو کی لاگت مین ایک کمرہ کا نقشہ تجویز کیجیے، یہ رقم موجود ہی باقی بھی مین دونگا، اور کمرہ میری مرحوم بیوی کے نام سے موسوم ہو،

۷- باقی امور کی نسبت پہلے خط مین لکھ چکا ہون مفصل جواب لکھیے۔

شبلی۔ ۲۹ جنوری ۱۹۰۸ء بمبئی

(۱۶) مولوی سید نواب علی پروفیسر بڑودہ کالج کے نام

(۱)

مکرمی۔

تسلیم- والا نامہ پہنچا- انگریزی خوان جو فارسی دان بھی ہون، کم ملتے ہین۔ کالجون کی فارسی جیسی ہوتی ہی- آپ کو معلوم ہی- پرانا طریقہ تعلیم فارسی معدوم ہو چکا ہی علی گڈھ مین شاید ایسے تعلیم یافتہ ملین- میرے بعض شناسا انگریزی کے ایف اے موجود ہین لیکن انکی فارسی پر اطمینان نہین- مین نے آپ کے حسب ارشاد، بالکل سکوت کیا، یہان تک کہ اب ندوہ سے استعفا بھیجدیا- البتہ اس بات کی ضرورت ہی کہ اب ندوہ کا تمام کاروبار پبلک کے سامنے آجائے اور شخصیت اور ذاتیت سے جو نقصان پہنچ رہا ہی دہ جاتا ہی تاکہ ندوہ کچھ ابھر سکے، لوگونکی دراندازی کی وجہ سے مین دو تین برس سے کچھ ترقی نہ دے سکا۔

دو آدمیون نے ندوہ کو بالکل ذاتی چیز بنا لیا ہی، خیر یہ باتین پھر کبھی ہونگی۔

سیرت کی جلد اول تا زمان وفات، گویا طیار ہی- لیکن یہ کتاب کا دسوان حصہ ہی- انگریزی ماخذ تمام پیش نظر ہین جرمن مین سے صرف نولدیک اور والهاوسن انگریزی

مین ترجمہ ہو گئے ہین۔ باقی سے محرومی ہی۔ لیکن مستند ہی چند اشخاص ہین۔
سیرۃ کے متعلق یورپ کی غلط کاریون کا تعجب نہین جبکہ خود اسلامی مورخین اور ارباب روایت نے سیکڑون غلطیان کی ہین۔ مجھکو تاریخ نہین بلکہ عدالت کا فیصلہ لکھنا پڑتا ہی۔ لیکن انداز بیان تاریخی ہوتا ہی ورنہ بے لطف ہو جائے۔

شبلی۔ بنوناگپاڑہ روڈ، ممبئی، ۱۶-جولائی ۱۳ء

(۲)

مکرمی۔ تسلیم

والانامہ پہنچا۔ نہایت ممنون کیا۔

انگریزی ترجمہ کے لئے دو شخص مستقل ملازم تھے، ایک بی اے، اور ایک انڈر گریجویٹ مارگیولوس کی لائف آف محمد کا پورا ترجمہ اور سر ولیم میور، اور نولدیکی جرمنی کا آرٹکل قرآن مجید مندرجہ انسائیکلوپیڈیا اور باسورتھ ایم اے، اور میکڈانلڈ وغیرہ کے اقتباسات کا ترجمہ ہوا، نولدیکی جرمن کا بہت بڑا عربی دان عالم ہی، اسکے آرٹکل کا پورا ترجمہ کیا گیا۔

ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی۔ عربی کا بہت ماہر تھا، اس نے آنحضرت کی سوانحعمری ۳ ضخیم جلدون مین لکھی ہی۔ اس سے فائدہ اُٹھانے کا کوئی سامان نہین[۱]۔

آپ پہلے یہ دریافت فرما کر لکھین کہ وہان اسلام، اور جناب رسالت پناہ کی

---

[۱] دیکھو مکتوب ۵۴۔

سوانح کے متعلق کیا کیا کتابین ہین۔ جرمن و فرنچ، و انگریزی سب مین جرمن کے ترجمہ کا
کیا بندوبست ہوگا۔ فرنچ مین دوزی بڑا عربی دان گذرا ہو، اس نے عربی لغت پر جو اضافہ
کیا ہو وہ عجیب و غریب چیز ہو اور میرے پاس ہو۔ بادمہ قیمت ہے۔

ہان ایسی کتابین بھی درکار ہین، جن مین فلسفیانہ طور پر مذہب اور اصول مذہب
سے بحث ہو، اور یہ کہ مذہب کوئی ضروری چیز ہو یا نہین، اور ہو تو صحیح مذہب کے کیا اصول
ہو سکتے ہین۔

جواب آئے تو بڑودہ آنے کے متعلق اپنا ارادہ ظاہر کرون۔ غنیمت ہے کہ یہان بعض
احباب اور تلامذہ ہین۔ جو انگریزی معلومات مین مدد دیتے ہین۔ مثلاً پروفیسر عباس، اور مولوی
محمد علی بی۔ اے، اور شیخ عبدالقادر ایم اے۔

شبلی، بمبئی۔ ۱۸ جولائی ۱۹۱۳ء

(۳)

تسلیم۔ ارادۃ اللہ غالبۃٌ علی ارادۃ الناس۔ سیرت کے چھپوانے کے بندوبست کے لیے
جلد تر لکھنؤ واپس جانا ہو۔ کتاب کا چھپوانا تصنیف سے زیادہ مشکل ہو۔ ۲۵ برس کا تجربہ
متواتر ہو، افسوس لوگ آشنا نہین ہین ورنہ ٹائپ، کھیڑون سے آزاد تھا۔ ادھر عماد الملک
بلگرامی نے پندرہ پارے ترجمہ قرآن مجید طیار کر لیے ان کو مشتبہ اور غیر فیصل شدہ الفاظ کیلیے
کوئی صاحب مشورہ نہین ملتا۔ کچھ اشارہ ہو کہ چند روز کیلیے حیدر آباد جاؤن، دیکھیے ہوا
کدھر کی تیز ہو، کیا آپ ملاحدہ کے قوی اعتراضات کا ملخص دے سکتے ہین۔ مین نے اصول بحث

ایک کتاب منگوائی ہی لیکن یہان ترجمہ نہین ہوسکا۔

شبلی۔ مبئی۔ ۲۵۔ اگست ۱۹۱۳ء

(۴)

جناب مکرم، تسلیم۔

انشاءاللہ پرسون روانہ ہوجاؤنگا۔ ابھی تک حیدرآباد کا ارادہ ہی، کتابین بند ہوچکین، اسلیئے رسالہ الحادیہ کے مصنف کا نام نہین بتا سکتا۔ لیکن حال کا شخص ہی اور اسپنسر سے زیادہ لیتا ہی۔ نظم کا کیا کہنا۔ اگر اس مین کوئی نقص ہی تو یہی ہی کہ میری تعریف ہی۔ اور وہ بھی فوق الحد، حیدرآباد سے جلد واپس ہوکر الہ آباد جاؤنگا، اور چھپنے کا بندوبست کرونگا، یہان پتھر کے چند مطابع بہت بڑے پیمانہ کے انگریزون اور ہندؤنکے ہین۔ تمام ملازم انگریز ہین۔ نہایت عمدہ کام ہوتا ہی۔ صرف کاتب کا انتظام خود کرنا ہوتا ہی۔ ایک کا نام ہاٹے پریس ہی۔ جو بھائی کلا مین ہے۔

مین کہین ہون۔ آپ جواب یہین بھیجین۔ والتسلیم

شبلی ۲۹۔ اگست ۱۹۱۳ء

(۵)

مکرمی۔

تسلیم۔ عجیب اتفاق ہی دو دن ہوئے، چاہا کہ آپ کو خط لکھون اور خلاصۂ آرا حکمائے یورپ طلب کرون، آج آپ کا نوازشنامہ ملا مشکور فرمایا۔ مین یہان نواب عمادالملک کے

ایما سے آگیا تھا۔ وہ ترجمۃ القرآن سے آگے ہمت نہین کر سکتے۔ عمر بھی تو ۸۰ کے قریب ہے۔ ترجمہ نصف ہو چکا ہے۔

سیرۃ نبوی کا تیسرا حصہ قرآن مجید پر مستقلاً ایک کتاب ہے، اگر اسوقت تک طیار ہو جائے تو وہی نواب عماد الملک کو دیدونگا۔

اہل قادیان کو دعویٰ ہے کہ مولوی محمد علی قادیانی نے اپنے ترجمہ اور حواشئے قرآن مین یہ تمام عقدے حل کر دئیے ہین۔

ارباب فلسفہ کی اخیر تحقیق بھی قرآن مجید کے اشارات بلکہ تصریحات سے آگے نہین بڑھتی، قرآن مجید حقائق سے مملو ہے، ذرا غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

مین غالباً سیدھا لکھنؤ۔ اور پھر الہ آباد جاؤن۔ اس غیبت مین ادھر کے بہت سے کام رہ گئے اور دیر ہوئی تو برباد ہو جائین گے ندوہ کے لیے شرر، عبدالودود بریلوی اور بعض اور اشخاص نے صدائین بلند کین کہ یہ ایک بڑا قومی معاملہ ہے جو کچھ ہونا چاہیئے، قوم کی مجموعی رائے سے ہونا چاہیئے نہ کہ چار پانچ شخص نے جو چاہا کر لیا اور جس کو چاہا ناظم بنا دیا۔

بہرحال متفقہ صدائے احتجاج کی ضرورت ہے۔

مین گو درحقیقت ضعف کی وجہ سے سکرٹری شپ کے قابل نہین لیکن ایسے لوگ موجود ہین جو ناظم موجود سے ہزار درجہ بہتر ہین۔

شبلی ۴۔ نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

حیدرآباد۔

(۱۷) مولانا محمد علی صاحب ناظم ندوہ کے نام

(۱)

والا نامہ نمبری ۱۱۵ پہنچا۔ مالیر کوٹلہ اور اجمیر جانا چاہتے ہیں، مگر ضرور ہے کہ راہ وہیں سے آئے تب، کیونکہ یہ مقامی .... اور ندوہ کے صرف سے ہر جگہ کوئی عہدہ دار جایا کرے تو دیوالہ ہو جائے۔

اشاعت اسلام کیلئے کوئی مہتمم بلحاظ قبولیت اور شہرت کے نامزد کر دینا چاہیے گو وہ کانپور میں ٹھہر کر کام نہ کرے، کام ہوتا ہی رہیگا اور آخر تمام ارکان و مہتممین بھی کچھ نہ کچھ حصہ لیتے ہیں۔

مہتمم کے نامزد کرنے سے اولاً تو .... خواہ مخواہ کچھ بار پڑیگا۔ دوسرے قوم پر اس کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ .... اور متعدد لائق آدمی کام کر رہے ہیں، کالج میں مولوی سمیع اللہ خان۔ مولوی مشتاق حسین، خواجہ محمد یوسف مختلف صیغوں کے سکرٹری تھے، حالانکہ یہ لوگ دور دور رہتے تھے، خصوصاً مولوی سمیع اللہ خان ملازمت کی وجہ سے اکثر باہر رہے۔

میاں مہدی حسن[1] کی علالت اب خطرناک ہو گئی ہے اور تمام خاندان سخت پریشان ہے۔

والسلام شبلی۔ ۱۴- اپریل ۱۸۹۷ء

---

[1] مولانا کے بھائی،

(۲)

مولانا۔ مین کانپور کا ارادہ کرچکا تھا کہ ناظم دار العلوم[1] کالج ۵۔ جون کو کھلتا ہے۔ مین اگر ایک دن کی دیر لگاتا تو تمام تعطیل سوخت ہو جاتی یعنی تعطیل ایام رخصت مین شمار ہوتی اسوجہ سے مجبوراً جلسہ انتظامیہ کی شرکت سے باز رہا، آپ میری طرف سے جس کو چاہین وکیل مقرر کردین، مجھکو منظور ہے۔

قواعد حجاج کے[1] رزولیوشن سے مجھکو اختلاف ہے۔ ڈیپوٹیشن اسوقت تک کامیاب نہوگا جب تک لوگ یہ نہ جانین کہ ندوہ سے کے ہاتھ سے کون سے بڑے کام کے انجام پانیکی اُمید ہے۔ ابھی تک بجز عہدۂ افتا کے کوئی بڑا مقصد ظاہر نہین کیا گیا۔ والتسلیم

شبلی نعمانی۔ ۳۰۔ جون ۱۹۱۵ء علی گڈھ

(۱۸)۔ ملا عبدالقیوم صاحب حیدرآبادی کے نام

(۱)

مخدومی۔ سلام مسنون، ندوہ پر جو کچھ گذری اور گذر رہی ہے وہ آپ سُنتے رہے ہونگے، اسمین شک نہین کہ ندوہ کے کارکن اچھے نہین ہین، لیکن کام ایسا ہے کہ تمام مذہبی اُمیدین اسی سے وابستہ ہین، اسکی کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ اس کا سالانہ جلسہ ایک دفعہ حیدرآباد مین ہو اور آپ کے زیر اہتمام ہو، ہمنے بعض علمائے حیدرآباد

---

[1] حج کے متعلق ندوہ کوئی تجویز پیش کرنے والا تھا۔

کو لکھا تھا اور یہی تحریک کی تھی کہ نواب مدار المہام بہادر یا ظفر جنگ بہادر سے صدر انجمنی کی درخواست کیجائے، اُنھون نے لکھا کہ سب کچھ ہو سکتا ہی لیکن پہلے شرط یہ ہی کہ مُلّا صاحب آمادہ ہون اور اسکی سرپرستی قبول کرلین، اس بنا پر میری گذارش ہی کہ آپ اس کار خیر مین اعانت فرمائین اور مجھکو جواب سے مطلع فرمائین۔

شبلی نعمانی۔ ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۰۶ع

(۲)

مولانا۔

ندوہ کا علی گڈھ مین ضم ہونا محالات سے ہی، ارکان مین میرے سوا علی گڈھ کا طرفدار کون ہی؟ لیکن مین باوجود حمایت تعلیم انگریزی کے ندوہ کو انشاء اللہ علیگڈھ مین ضم ہونے دونگا۔ واللہ علی ما نقول شہید

آپ کی مجبوریان مجھکو معلوم ہین، لیکن مین یہ نہین کہتا کہ آپ کھلم کھلا ندوہ کے لئے وہان کوشش کرین، بلکہ آپ کی خاموش اور مخفی تدابیر ہمارے لیے مفید ہونگی۔

مدار المہام بہادر کے پاس اگر ندوہ کا وفد جائے تو کیا وہ اسکی درخواست کو اعلیحضرت[1] مین نہ پیش کرینگے۔

غرض آپ سے مشورہ اور صلاح مطلوب ہے، اور آپسے زیادہ وہان کا کون اندازہ دان ہو سکتا ہے۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ع

---

[1] حضور نظام۔

(۲)

مولانا۔

افسوس ہی کہ مولوی مسیح الزمان صاحب[۱] کا پہلا خط میرے پاس نہین رہا، اس مین اور بھی زیادہ اِس بات پر زور دیا تھا،

ارکان مجلس مین مولوی عبد الغنی صاحب[۲] اگر مفتی لطف اللہ صاحب کو بھی جو یہان ایک مدرسہ مین صدر مدرس ہین، شامل کرایا جائے، نواب عماد الملک بھی شرکت پسند کرینگے اور وہ نہ ہون تو مولوی حکیم عبد الرحمٰن صاحب تو ہر طرح اہل ہین، البتہ وہ کسیقدر پُرانی لکیر پر زیادہ زور دینگے، لیکن اُن سے گفتگو کر چکا ہون وہ رفتہ رفتہ راہ پر آجائین گے، معین الندوہ کے وہ سکرٹری بھی ہین،

پہلے ایک مجلس ہو جسمین آپ حکیم عبد الرحمٰن، مولوی غلام محمد، مولوی عبد الغنی، مولوی رفیع الدین، مولوی احمد زمان متولی مدرسہ اور بعض اور بزرگ جمع ہون مجلس مین اِن اُصولون پر بحث کیجائے جسپر کارروائی چلانی ہی پھر وہین ایک مسودہ کارروائی طے کیا ہو، اسکی بھی آئندہ کارروائی چلے،

پرسون تعطیل ہی آپ جہان چاہئیے جلسہ کیجئیے اور مجھکو اور سب لوگونکو اطلاع دیکر بلائیے کل کے جلسہ مین بھی اسکا تذکرہ کردیا جائے اور اِس حیثیت سے کہ معین الندوہ کا کام اصلاح نصاب بھی ہی اور اسکا عمدہ موقع اسوقت فلان مدرسہ مین حاصل ہی۔

---

[۱] مولوی مسیح الزمان صاحب شاہجہانپوری، اُستاد حضور نظام، ناظم ندوہ،

بہرحال ایک جلسہ کیجیئے پھر سب کچھ فیصلہ ہو جائیگا، لیکن سب سے مقدم یہ کہ مولوی احمد زمان سے پوچھنا ہوگا کہ آپ کا مدرسہ اصلاحون کو برداشت کرسکتا ہی یا نہین۔

شبلی۔ ۶۔شعبان ۱۳۲۱ھ

(۱۹) شیخ رشید الدین صاحب انصاری کے نام

(۱)

برادرم

تمہارا غمزدہ خط پہنچا، چھوٹی بھاوج کا انتقال درحقیقت افسوس کے قابل ہی بھائی! تمہارے حالات بے شبہہ دردانگیز ہین لیکن مین بھی کسیقدر تمہارا ہمدرد ہون۔

حبل المتین مین تم نے میرے متعلق جو خبر پڑھی وہ بے شبہہ صحیح ہی چنانچہ نواب مدارالمہام کا حکم تحریری آچکا، لیکن مین نے منظور نہین کیا، یہانکی پوزیشن کے لحاظ سے چار پانچسو روپیہ ماہوار مین کام نہین چلتا۔ بہرحال ابھی تک کوئی بات یکسو نہین ہوئی، ولیعہد بہادر ایک ناگہانی صدمہ سے بچگئے تھے، اُسپر نواب مدارالمہام بہادر کیطرف سے ایک جلسہ ہوا مین نظم کیلئے مجبور کیا گیا۔ چنانچہ ایک فوری نظم لکھی۔ اسکی ایک کاپی مرسل ہے۔

میرے خطوط بالکل بدمزہ ہوتے ہین۔ اُنکو کیا جمع کرتے ہو، مجھکو خود مزا نہین آتا تو اورون کو کیا آئے گا۔ میرے مصارف بہت بڑھ گئے ہین۔ اور آمدنی بجالہ۔ میان حمید[۵۲] کا

---

[۵۱] مولانا کے ماموں زاد بھائی۔ [۵۲] مولوی حمید الدین صاحب بی۔اے۔

مدت سے کوئی خط نہین آیا۔ افسوس اُنھون نے کسی قسم کا کوئی پبلک کام نہین کیا۔ ورنہ مین اسوقت یہان ان کے لیئے بہت کچھ کرسکتا تھا خصوصًا اسوجہ سے کہ وہ ذو جہتین ہین یعنی انگریزی بھی جانتے ہین۔

صدرالدین ایک ہفتخوان سے تو میان حمید کی بدولت نکلا تھا۔ اِس ہفتخوان سے خدا ہی نکالے تو نکلسکتا ہی۔ ماموں صاحب سے اسقدر توقع نہ تھی۔

مین نے یہان ایک لکچر دیا تھا۔ لوگ اسکو چھاپ رہے ہین کہ شائع کرین۔ والسلام

شبلی۔ حیدرآباد۔ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۲ء

(۲)

عزیزی۔ شاید تمکو معلوم ہو کہ ندوہ کا سالانہ جلسہ اجلاس ۱۴۔ اپریل کو بنارس مین ہوگا۔ اور تین دن تک رہیگا۔ اس مین اب کے ایک صیغہ علمی نمائش کا ہوگا۔ اسمین نہایت قدیم کتابین۔ فرامین شاہی، قطعات، وغیرہ رکھے جائین گے۔ میری رائے ہی کہ تم بھی شریک ہو، نمائش کا اہتمام تمھارے سپرد کیا جائے۔ فرامین کے فوٹو لیئے جائینگے اسکا بھی انتظام تم خوب کرسکو گے، اگر آسکو تو بواپسی ڈاک مطلع کرو، والسلام

شبلی۔ ۲۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء ندوہ لکھنؤ

(۳)

واقعی مجکو بے انتہا مسرت ہوئی۔ خدا اسکو زندہ رکھے، میرے پانو مین اب تک تکلیف دہ تشنج ہی علاج کچھ کام نہین کرتا۔

مرزا غالب کے حالات دریویو مولوی حالی صاحب نے جس تفصیل سے لکھے اسکے بعد کسی اور کتاب کی کیا ضرورت ہے۔

ایک ایک جلد مین تاجرانہ رعایت کیا ہو۔

شبلی۔ ۲۹۔ اگست ۱۹۰۷ء۔ لکھنؤ ندوہ۔

(۲۰) حکیم غلام غوث صاحب بھاولپوری طبیب سرکاری (سپرنٹنڈنٹ آبکاری) ریاست خیرپور سندھ کے نام

(۱)

مکرمی۔

تسلیم۔ مدت کے بعد عنایت نامہ پہنچا، مسرت ہوئی[1] بچہ کی تولید مبارک ہو، "حکیم تشریف آوردند" [۱۳۲۹ھ]

محمد عبدہ نہایت سعید نام ہی، خدا سعید کرے، مین تعمیل سے معذور رہون اور معافی طلب،

شبلی سنہ ۱۹۱۰ء

(۲)

مکرمی۔

تسلیم، ہان سیرت کا نمونہ الہلال مین دیا جائے گا، الندوہ بند ہی، القاسم کے

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ بچہ کی ولادت کا قطعہ تاریخ یا قصیدۂ دعائیہ عنایت کیجیئے۔ اسپر اپنی معذوری ظاہر کی۔

نزدیک ہماوک کافر، کم از کم مضل و گمراہ ہین۔

شبلی۔ ۱۳- دسمبر ۱۹۱۲ء

(۳)

جناب من۔

سلام مسنون۔

عنایت نامہ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔

۱- سیرت نبوی کم از کم ۲ برس مین طیار ہو سکتی ہو۔

۲- انطباع شاید مین خود اپنے صرف سے کراؤن۔

۳- ہان ارادہ ہو کہ کبھی کبھی اسکا نمونہ کسی پرچہ مین شائع ہو۔[1]

۴- جدید طرز پر لکھی جائیگی لیکن روایات کی تنقید پوری محدثانہ اصول پر جال و حدیث کی کتابون سے جائیگی۔

۵- غالباً ۲ جلدونمین کتاب تمام ہوگی۔

افسوس یہ ہو کہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ سیرت مین کیا مشکلات ہین، اور کیون ایک عمدہ تالیف کی ضرورت ہو۔ عربی مین کوئی کتاب (اور مین اکثر کتابونکو پڑھ چکا ہون) ایسی موجود نہین جس مین صرف صحیح روایتونکا التزام کیا ہو۔

افسوس یہ ہو کہ میری آنکھونمین پانی اُتر رہا ہو- ایک بیکار ہو چکی صرف

[1] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ سیرۃ نبوی کا نمونہ، الندوہ یا القاسم (دیوبند) مین شائع کیا جائے۔

ایک کا سہارا ہی۔

شبلی۔ ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء

(۴)

جناب من۔ تسلیم،

اخبارات مین نظمین دیکھ کر آپ مجھکو زندہ تصوّر کرتے ہین۔ لیکن کبھی اتفاق سے دیکھنے کا اتفاق ہو تو آپ کو رحم آئیگا کہ ایک مردۂ متحرک، فرمائش کے لیئے موزون نہین۔ ۲۴ گھنٹہ مین ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ کام کر سکتا ہون وہ بھی اِس لیئے کہ سیرت کو جسطرح ہو (گو جان دیکر) پورا کرنا ہے۔

والتسلیم

شبلی، حیدر آباد۔ ۹۔ نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۱) چودھری سیّد نظیر الحسن صاحب[1] ضوی کے نام

(۱)

جناب من۔ تسلیم،

آج کتاب پہنچی، مین آجکل نہایت عدیم الفرصت ہون، اور ضعف کی وجہ سے روزمرہ کے ضروری شغل کے سوا کسی کا کام نہین رہا، تاہم آپ کی کتاب کی دلچسپی نے میرا

[1] یہ صاحب ضلع متھرا کے علم دوست رئیس ہین، موازنۂ انیس و دبیر کا اُنھون نے جواب لکھا ہی، مصنف نے طرزِ تحریر، مباحث، ترتیب، ہر چیز مین مولانا کا تتبع کیا ہی، اور وہ تمام خصوصیات جو مولانا نے میر صاحب کے کلام مین دکھائین وہ مصنف نے میرزا صاحب کے کلام مین دکھائی ہین، اسکے جواب کا نام المیزان ہے۔

کافی وقت لیا۔ آپنے نہایت متانت وسنجیدگی سے جواب لکھا ہی جو اس زمانے مین نہایت غنیمت ہے۔ آج مجھکو موازنہ کی قدر ہوئی کیونکہ اس بہانہ سے اردو مین ایک اچھی کتاب کا اضافہ ہوا، اور ایک باکمال (مرزا دبیر مرحوم) کے جوہر اچھی طرح کھُلے۔

آپ کی عنایت کا مشکور، اور طرز تحریر کا مداح ہون۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۲۹-جون ۱۹۱۴ء

(۲)

مکرمی۔

تسلیم۔ آپ کی قدر دانی کا مشکور ہون، آپ حضرات امام حسن علیہ السلام کے حالات مبارک لکھ رہے ہین۔ بہتر اور باعث اجر ہی لیکن پہلے جناب امیر کا درجہ تھا، امام حسن علیہ السلام کے حالات کم ملین گے، اور خلافت تو کل چھ مہینے کی ہی،

جناب امیر کی عمدہ سوانحمری کی سخت ضرورت ہی نہایت ناتمام کتابین ابتک لکھی گئین، عربی مین کوئی جامع تصنیف نہین، انکے غزوات اور محاربات کے علاوہ انکے علمی کارنامے بہت ہین، اگر آپ عربی سے خوب واقف ہین تو مین بہت مدد دیسکتا ہون، اکثر اہل سنت ان کے بہت سے فضائل سے بے خبر ہین، اکثر خواص مین یہ بھی خیال پھیلا ہوا ہی کہ جناب موصوف کے اُصول سیاسی کامیاب نہین ہوسکتے تھے اسکو بھی رفع کرنا ہی۔ مین حضرت عمرؓ کے بارہ مین سُنّی اور حضرت امیرؑ کے بارہ مین شیعہ ہون۔

شبلی، ۱۲-جولائی ۱۹۱۴ء

(۲۲) بنام طلبائے دار العلوم

عزیزان من۔

السلام علیکم۔ آپ لوگون کے پر اثر خطوط اور تار پے در پے آئے، مین ایسا سنگدل نہ تھا کہ اُن سے متاثر نہ ہوتا، لیکن موجودہ حالت مین کام کرنا ناممکن تھا، اور مین دار العلوم کو کسی قسم کا فائدہ نہین پہنچا سکتا، مجھکو اپنی تمام کوششون اور جانفشانیون کی (اگر مین نے یہ فرض کچھ کی ہین) داد ملگئی، اور یہ میرا پورا صلہ ہی کہ جنکی خدمت کیگئی وہ اسکی قدر کرتے ہین آپ لوگ مایوس ہین لیکن مایوسی کی کوئی بات نہین۔ عام اسلامی جماعت بیدار ہوگئی ہی، وہ اپنے ہر قسم کے فوائد کو سمجھے گی اور اُسکی نگہداشت کرے گی، ممکن ہی کہ کچھ دیر ہو لیکن جو تخم زمین پر پڑ چکا ہی وہ انشاءاللہ برباد نہ جائیگا،

ندوہ کیا چیز ہی؟ موجودہ زمانے کے مقابلے مین مذہب کی حمایت، یہ احساس عام ہو چلا ہی، معارف قرآنیہ دہلی اسی رفتار کا ایک قدم ہی، ندوہ بھی اپنے اولیت کے نتائج حاصل کریگا۔ ولو بعد برھۃ

باوجود استعفے میری زندگی کا مرکز ندوہ ہی رہیگا، اور آپ لوگونکی خدمت نہ صرف دل سے بلکہ ہاتھ سے بھی کرسکونگا، وعلی اللہ التکلان۔

شبلی۔ بمبئی،

۱۳- جولائی ۱۹۱۳ء

(۲۴۳) مولوی عبداللہ صاحب مہتمم و اساتذہ و طلبہ کے نام

تسلیم

مولانا، اور جملہ مدرسین و طلبہ،

آپ صاحبون کی ہمدردی اور قدردانی کا شکریہ[1] ادا کرتا ہون، لیکن فرمائیے چارہ کیا ہی؟ پورے چار برس گذرے، بجز اسکے کہ ہر کام مین میری مخالفت کیگئی، اور کیا ہوا، اس بنا پر مین ندوہ کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہون، دو ایک برس بھی آزادی سے کوشش کرسکتا تو ندوہ کو کچھ ترقی دیسکتا۔

اس لیئے یہی بہتر ہی کہ اور لوگ یکسوئی سے کام کرین ممکن ہی کہ وہ مجھ سے اچھا کرسکین، بہرحال مین مدرسہ کا اور طلبہ کا ویسا ہی خدمت گذار رہونگا۔ اب محبت اور ہمدردی کا تعلق بالکل بے لاگ ہوگا، یعنی افسری کی ظاہری بیگانگی بھی نہ رہیگی اور بچے دیکھین گے کہ مین کیونکر اُن کا برابر کا بھائی بنکر کام کرتا ہون۔

افسوس ہی کہ میری طبیعت ابتک صاف نہین ہوئی اور لکھوآؤن تو فوراً بیمار ہوجاؤنگا، ورنہ اسیوقت آجاتا۔ سب کو میرا نیازمندانہ سلام کہیئے۔

میرا خط لڑکون کو بھی دکھلا دیجیئے جہان تک اُن سے تعلق ہی

شبلی، بمبئی

۱۶- جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

---

[1] معتمدی دارالعلوم سے استعفا کے متعلق،

(۲۴) منشی سید افتخار عالم صاحب مارہروی (مولف حیات النذیر) کے نام

(۱)

میرے خاندان پر جو حادثہ عظیم[۵۱] پیش آیا، اُسنے مجھکو زندہ درگور کر دیا[۵۲] انا للہ وانا الیہ راجعون

شبلی، ۔ستمبر ۱۹۱۴ء

(۲)

جناب من، تسلیم

میری لائف میرے بعد لکھیے گا، ورنہ مکمل لائف[۵۳] کیونکر ہوگی،

تاریخ[۵۴] کا مادہ (خاتم رسل) نہایت عمدہ بلکہ الہامی ہی کسی مناسب موقع پر لکھونگا،

شبلی، لکھنؤ ۲۵۔جنوری ۱۹۱۴ء

(۲۵) سید محمد محسن خان بلگرامی[۵۵] کے نام

(۱)

جناب من، تسلیم

کیا کہا جائے مسلمانوں کی نا قابلیت سے کوئی کام جلد انجام نہیں پاتا۔ اب صرف یا یہی ہے

---

[۵۱] مولانا کے بھائی مولوی اسحاق کی غیر متوقع موت، [۵۲] یہ واقعی حقیقت تھی، [۵۳] دیکھو سلیمان، ۶۸،

[۵۴] تاریخ اختتام جلد اول سیرۃ نبوی، [۵۵] ساکن قصبہ کوات ضلع آرہ،

کہ ایک عمدہ میموریل طیار ہو جائے۔ کوئی لکھنے والا نہین ملتا۔ سب کہہ چکا اور تین سو روپیہ محنتانہ تک پیش کرچکا۔ اب مولوی امیر علی صاحب لندن کو لکھا ہے میموریل نہایت پُر زور اور مدلل ہونا چاہیئے۔

مسٹر جینا غالباً شرع کے موافق قانون بنائین گے۔ لیکن اُنھون نے مجھکو نہین لکھا البتہ مسٹر مظہر الحق سے خط و کتابت ہے۔ مین بمبئی جا کر مسٹر جینا سے ملونگا۔

شبلی۔ ۲۔ فروری سنہ ۱۹۱۱ع

(۲)

جناب من، تسلیم

وقف اولاد کا قانون حسب مراد پاس ہوگیا۔ مین نے خود کلکتہ جا کر ہر پہلو سے حکام کے گوش گذار کیا اور اسپیچ دین۔ اگلے موسم سرما مین وقف کا باقاعدہ قانون بنا کر منظور ہوگا اور شائع کیا جائیگا۔ وقف اولاد کے متعلق آپ بالکل مطمئن رہیئے۔ مین خود کلکتہ جا کر ممبران کونسل سے سب مراتب طے کر آیا ہون۔

شبلی سنہ ۱۹۱۲ع

(۲۶) سیّد احمد مرتضیٰ صاحب ناظر سر رشتہ دار ریاست ٹونک کے نام

(۱)

جناب من۔ السّلام علیکم

قدردانی کا شکریہ۔

۱۔ رباعی مین غلطی ہوگئی[1] وجہ یہ ہی کہ دولت شاہ اور چہار مقالہ مین اسطرح اختلاف ہی اور مین نے غلطی سے ایک جگہ ایک کی اور دوسری جگہ دوسری کی روایت لے لی۔

۲۔ میرے انتخاب کا اصول یہ ہی کہ فردوسی کے زمانہ سے لیکر اخیر تک اُنہی کو لیا ہی جو ایک طرز خاص رکھتے ہین۔ جامی کا کوئی خاص طرز نہین۔ خاقانی کا انداز سب سے الگ ہے لیکن مین اسکو شاعری نہین سمجھتا بلکہ محض لفاظی اور تلمیحات کی بھرتی ہی قاآنی یون رہ گئے کہ مین نے دو سو برس ادھر کا زمانہ ہی نظر انداز کر دیا ہی۔ بہر حال ایک اور جلد باقی ہی کہ دوسرون کے لیئے بھی کام کرنے کا موقع رہے۔ چوتھے حصہ پر جو خاص ریویو اور شاعری کی حقیقت باقی کی تفصیل ہی۔ زیادہ وقت صرف کرنا ہی۔ اور آجکل اسی مین مصروف ہون۔ خدا جلد اس سے فرصت دے اصلی کام علوم القرآن اور آنحضرت کی سوانحعمری ہی۔ انکے انجام کی خدا توفیق دے لیکن عمر ۵۵ تک پہنچگئی۔ قویٰ مین انحطاط آگیا۔ غذا صرف ایک چپاتی رہ گئی ہی۔ اِس لیئے،

صریرِ خامۂ شبلی کی آتش افشانی یہ مان لیجے کہ ہی بھی پر اسی دم کیا ہی

اللہ بس، باقی ہوس،

شبلی۔ ۶ ستمبر ۱۹۱۰ء لکھنؤ

(۲)

مکرمی،

السلام علیکم سلطان صلاح الدین کی کئی سوانحعمریان اُردو مین ہین لیکن سب لغو،

---

[1] یہ مکتوب شعر العجم کے متعلق ہی، اس سے یہ معلوم ہوگا کہ مولانا نے شعر کا انتخاب کس اُصول سے کیا ہی، اور کیون بعض اکابر شعرا کو چھوڑ دیا ہے

میرا مدت سے ارادہ تھا لیکن اب تو اُمید نہین معلوم ہوتی۔ واقعی صلاح الدین بڑے پایہ کا شخص تھا۔ اور لوگ اس کے اصلی کارنامون سے واقف نہین۔

موازنہ، جلد بندی کو دیدی ہو۔ بنکر آجائے تو بھیجدون

شبلی، ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء

(۲۷) منشی شرف الدین صاحب رام پوری کے نام

جناب من،

تحیت و تسلیم۔ نامہ مبارک و سرگذشت بوعلی پہنچی۔ آپ نے مدتون کی میری ایک خواہش پوری کی، گو آپ کو اس خواہش کی اطلاع نہ تھی۔ میرا ایک مدت سے خیال ہو کہ بڑی بڑی سوانحعمریان تو مدتون مین لکھی جاسکتی ہین، لیکن نامورانِ سلف کے مختصر حالات بھی اگر چھوٹے چھوٹے رسالون کی شکل مین شائع ہون تو نہایت مفید ہی، مین نے ٹرکی مین اِس قسم کا ایک سلسلۂ تصنیف دیکھا جس کا نام مشاہر رجال ہی، اسمین نظام الملک، فخر رازی، مولوی روم، اور بہت سے بزرگون کے حالات مین مستقل رسالے ہین اور ان سب کو یکجا کرکے ایک مجموعہ چھاپا گیا ہی، اس کو دیکھکر مجھکو خیال ہوا کہ ہمارے ملک مین بھی اس قسم کا ایک سلسلہ قائم ہونا چاہیئے یعنی قوم کے چند اعیان چند بزرگون کے حالات لکھین اور اُن سب کو ایک مجموعہ کی شکل مین مرتب کرکے شائع کیا جائے، چنانچہ مین نے بعض دوستون سے اسکے متعلق خط کتابت بھی کی اور کررہا ہون۔ آپ کی تصنیف اس

مجموعہ کا ایک عمدہ حصہ قرار پا سکتی ہی، اسکی زبان صاف اور شستہ ہی اور طرز ادا

مین دلچسپی ہے۔

چونکہ مین اس سلسلہ کی نسبت چند قواعد قرار دینا چاہتا ہون اور انکا اثر آپکی

تالیف پر بھی پڑتا ہی، اسلیئے آپ کو بھی اُن سے مطلع کرنا چاہتا ہون۔ اس قسم کی تالیفات

کیلیئے پہلی شرط یہ ہی کہ مولف شروع کتاب مین بتاے کہ اسکی تالیف کے ماخذ کیا ہین مثلاً

بھی بوعلی سینا، اسکے حالات حبیب السیر، و نامۂ دانشوران، اُردو کی تاریخ الحکما سب

مین موجود ہین، ممکن ہی کہ ایک عامی شخص جس کو اُردو عبارت لکھنی آتی ہو، ان

کتابون سے بلکہ صرف مرۃ الحکما سے لیکر بوعلی کی ایک لائف مرتب کردے اور یہ

یقین دلادے کہ وہ بلند درجہ کی تصنیف ہی۔ اس سے علاوہ اسکے کہ ایک قسم کی تمویہ

ہی، ایک بڑا نقصان یہ پہنچتا ہی کہ ناظرین اس تالیف کی نسبت غلطی و صحت کا فیصلہ

نہین کرسکتے، کم سے کم یہ کہ اسکے اعتبار کیلیئے ان کے پاس کوئی معیار نہین ہوتا، وہ لوگ

جو ان روایتون کو اصل ماخذ بھی ملا کر صحیح اور غلط دریافت کرسکتے ہین، ان کے لیے

بھی یہ زحمت ہی کہ ہر روایت کی تطبیق کرتے پھرین اور اگر اسقدر تکلیف اُٹھائین تو

اُنکو اِس تالیف کی کیا ضرورت ہی، اصل ماخذ کیون نہ دیکھ لین گے،

ایک اور مشکل یہ ہی کہ نامۂ دانشوران و روضۃ الصفا وغیرہ مین صریح متعصبانہ

رنگ آمیزیان موجود ہین۔ سلطان محمود کا بوعلی کے قتل کا خیال اس بنا پر کہ بوعلی

شیعی تھا، صرف شیعہ مورخون کی گھڑت ہی۔ اور نامۂ دانشوران مین زیادہ چمکایا ہی کہ

آپ نے اور حسن کے نامہ نگار نے (جس نے حال مین بوعلی کی مطول بیاگرفی لکھی ہی) اس واقعہ کو صحیح تسلیم کر کے لکھدیا ہی، اور نامۂ دانشوران کا حوالہ بھی نہین دیا، جس سے اس گمان کا موقع باقی رہتا کہ شاید شیعیانہ تعصب کا اثر ہو، اِسطرح کے اور بھی بعض اُمور ہین۔ اِس قسم کی تالیف مین دیباچہ مین تمام ماخذ بتانے چاہئین اور بیچ بیچ مین جہان کوئی اہم اور تحقیق طلب واقعہ ہو خاص کتاب کا نام لینا چاہیئے، اگر آپ اِس سلسلہ کی نسبت مجھ سے خط کتابت کرنا پسند فرمائینگے تو مین اور بھی اُمور عرض کرونگا۔

آخر مین دوبارہ آپکی عمدہ کوشش کی داد دیتا ہون۔ والتسلیم

شبلی نعمانی علی گڈھ ۲۹-دسمبر ۱۸۹۲ء

(۲۸) مولانا شاہ سُلیمان صاحب پھلواروی کے نام

مولانا۔

اللہ اکبر! آپ[1] دارالعلوم کیلئے چندہ مانگین تو کِسکو انکار ہوگا۔

ع غازی چو توئی رواست کافر بودن

بے شبہہ علاج کیلئے لکھنؤ آسکتا تھا، لیکن میرے خاص عادات ہین، جنکے بغیر مین بسر نہین کرسکتا تھا، مثلاً ایک حجرہ، اور ایک بیت الخلا کا غیر مشترک ہونا۔ وہان اِس کا بند وبست نہین ہوسکتا۔

---

[1] شاہ صاحب اسوقت معتمد دارالعلوم تھے۔

سنا ہی کہ آپ ندوہ کے نصاب کو پھر وہین کھینچ کے لیجانا چاہتے ہین، جہان دو سو برس پہلے تھا، خیر مردہ بدست زندہ، جو چاہیئے سو کیجئے۔

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ، ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

(۲۹) مولوی عبد الغنی صاحب بہاری (اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل ریاست حیدرآباد) کے نام

مکرمی، تسلیم

والا نامہ پہنچا، ممتحنی کیلئے غالباً شمس العلماء مولوی عبد اللہ ٹونکی صاحب پرنسپل دار العلوم ندوہ موزون ہونگے۔ قدیم طریقہ کے علماء مین بھی اُنکا اعتبار ہی اور مذاق حال سے بھی واقف ہین، فلسفہ مین مولوی لطف اللہ صاحب کے ارشد تلامذہ مین ہین۔ کتابین پوری پوری درس ہین یا بعض ابواب ہین، اسکی تفصیل سے ممتحن کو اطلاع ہونی چاہیئے۔

میرا وظیفہ اب تک نہین آیا، نوٹ بیمہ کرا کے بھیجیئے۔

سیرت کے اجزاء اب نظر ثالث ہو رہے ہین تاکہ جسقدر درست ہوتا جائے مطبع مین جانے کے قابل ہوتا جائے، لیکن بڑی دشواری مطبع کی انتخاب کی ہی، رعد کے سوا کوئی جنچتا نہین، اور وہ ظالم برسون بلکہ قرنون لگادیگا۔

شبلی۔ لکھنؤ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

ـــلــه آخر مولانا کی وفات کے بعد پہلی جلد وہین چھپ رہی ہی،

(۳۰) مولانا خلیل الرحمن صاحب کے نام

جناب مولانا، السلام علیکم و رحمۃ اللہ

والانامہ پہنچا، رجسٹر اب مرتب کرا دیئے گئے ہین، اور مین انشاء اللہ ہر مہینہ مین جانچ لیا کرونگا۔ مولوی حفیظ اللہ صاحب کو سیکڑون کام مین دیکھا وہ قاعدہ کی پابندی نہین کرسکتے تھے۔ مولوی شیر علی صاحب فلسفی آدمی تھے اور اُسکے اہل ہی نہ تھے۔ مولوی سیّد علی ہدایتون پر عمل کرتے ہین، اور ایک محرر روزانہ رجسٹر وغیرہ درست رکھتا ہے۔ مین آجکل تمام دن وقت کی مراسلات مین مصروف رہتا ہون۔ بہت نازک وقت ہے، مختلف لوگون کی رائین مخالف بھی ہورہی ہین اور یہ سلسلہ بڑھا تو سب کام بگڑ جائیگا، اسلیئے بڑی مستعدی سے سب کو ایک مرکز پر لانا ہے۔ مین چاہتا تھا کہ وفد ڈیپوٹیشن کا قافلہ سالار کوئی عالم ہوتا اور سب لوگ خوشی سے منظور کرتے، لیکن نہ کوئی اسقدر با اثر ہے نہ متفق علیہ عام ہے کسی دنیادار پر تو علما متفق ہی ہوجائینگے، لیکن خود اپنے ہی گروہ مین سے کسی پر متفق ہونا مشکل ہے۔

حیدری صاحب اب ہوم سکرٹری ہوئے ہین، اور افسر تعلیمات ہین اسلیئے مولوی عبدالحیٔ صاحب کے متعلق مجھکو بھی کچھ تائید اور تحریک کا موقع مل سکے گا، انسے میرے خاص تعلقات ہین۔

سلہ قائم مقام ناظم ندوہ،

فقیہ کے مشاہرہ کے متعلق منشی احتشام علی صاحب کو تحریر فرمائیے کہ وہ بجٹ دیکھکر بتائین کہ کہان تک گنجائش ہی، مشکل یہ ہی کہ اس سال آغا خان اور رامپور کا روپیہ نہین آیا، دوبارہ کوشش کرنا ہی، چندہ اس سال گویا بالکل نہین آیا، سفیر کے مصارف بھی اس سال نہین ادا ہو سکے۔

دارالعلوم کی موجودہ تنخواہین بھی مشکل سے چلینگی اور غالباً کچھ تخفیف کرنی پڑیگی۔ مکان ناتمام رہیگا۔ جلسہ انتظامیہ مین دو دفعہ طے ہو چکا ہی کہ موجودہ مکان فروخت کر دیا جائے، اگر منشی احتشام علی صاحب راضی ہوتے تو اسکی قیمت سے جدید عمارت بالکل طیار ہو جاتی، اور اسمین تنگی کے ساتھ طلبہ بھی رہ سکتے۔ اسکے بعد بورڈنگ کیلئے گورنمنٹ سے قرضہ لیا جا سکتا تھا، پہلا مرحلہ فروخت مکان کا ہی، اگر یہ مکان کرایہ پر دیا جائے تو بمشکل صہ پر اُٹھے گا، حالانکہ جو قیمت مل سکتی ہی وہ اس سے زیادہ نفع کی ہے۔

شبلی، ۱۰ - مئی سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۳۱) بنام اڈیٹر صاحب جرائد اسلامیہ

جناب من،

ندوۃ العلما کے سالانہ اجلاس سنہ ۱۹۰۶ء مین جو علمی نمائش ہوئی، اس مین فرامین شاہی اور قطعات وغیرہ کے فوٹو لیئے گئے، ان کی متعدد کاپیان طیار کرائی گئین تاکہ

عام اشاعت ہوسکے، قیمتین حسب ذیل ہین، اور میرے پاس درخواست بھیجنے سے مل سکتی ہین، محصولڈاک قیمت کے علاوہ ہے۔

فرمان ہمایون شاہ جو ہندو گسائین کو جاگیر کے متعلق عطا ہوا تھا،

فرمان اکبرشاہ۔

فرمان عالمگیر۔

قطعہ نوشتۂ خاص شہزادہ داراشکوہ۔

قطعہ نوشتۂ آغا رشید دیلمی خوشنویس خاص شاہجہان۔

سند منصب قضا۔

شبلی نعمانی۔

۱۹-اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۲) مولوی عبداللہ صاحب بلوچی، بی اے علیگ (ندوی) کے نام

عزیزی،

آپ کا خط پہنچا۔ بے شبہہ دارالاقامتہ کی حالت نہایت خراب ہی، لیکن کیا کرون، اگر مین ان کامون مین اُلجھون تو اور کام کون کرے۔

آپ کے آنے سے بہت تقویت ہوئی۔ سید سُلیمان کے مشورہ سے جو انتظامی اُمور قرار دوگے مین اسکو جاری کرادونگا۔

نومسلم[۵] صاحب کے لیئے مین نے منشی محمد علی کو لکھا ہی اور اور بندوبست بھی کردونگا، وہ دل برداشتہ نہ ہونے پائین،

چونکہ مجھکو بخار ہی، زیادہ نہین لکھ سکتا مختصر یہ کہ آپ کو اپنا کام سمجھکر ندوہ مین رہنا اور مدد دینا چاہیئے۔

افسوس آپ نے اتنے لمبے خط مین اپنا نام بھی نہ لکھا۔

شبلی۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۰۶ء

(۳۴۳) بنام مہتمم صاحب دار الاخبار انجمن اسلامیہ مظفرنگر

السلام علیکم۔ میری تصنیفات مین صرف علم الکلام، موازنہ، اور سوانحعمری میرے پاس ہین، وہ آپ کے پاس پہنچ جائینگی۔ لیکن یہ اصول فی نفسہ صحیح نہین، اسلیئے کہ مصنف تو ایک ذات واحد ہوتا ہی، اور انجمن ملک مین سیکڑون ہین، اگر سب اس اصول پر عمل کرین تو مصنف کے پاس کیا رہیگا۔ انجمن آخر اشخاص قائم کرتے ہین، اسلیئے انجمن کا مفت لینا اور اشخاص کا مفت لینا ایک بات ہی لیکن چونکہ میری معاش کتابون پر نہین ہی، اسلیئے مین تعمیل ارشاد کرتا ہون۔

شبلی۔ لکھنؤ

۲۱۔ مارچ ۱۹۰۹ء

[۵] ایک انگریز نومسلم تھے جنھون نے ندوہ مین بغرض تعلیم اقامت کی تھی دیکھو سلیمان۔ ۵۔

(۳۴) اڈیٹر الناظر، لکھنو کے نام

جناب اڈیٹر صاحب! ادلطفہ۔ آپنے اپنے پرچہ مین لکھا ہی کہ مین خواجہ عزیز الدین صاحب[۱] کا شاگرد ہون، خواجہ صاحب میرے مخدوم ہین، لیکن مین اِن کا شاگرد نہین، مین شاعر ہون نہ مین نے کسی شاعر سے اصلاح لی ہی، یہ جو کبھی کبھی موزون کر لیتا ہون یہ شاعری نہین تفریح طبع ہی۔

شبلی۔ لکھنؤ۔ ۲۔ اگست سنہ ۱۹۰۹ء

(۳۵) مسٹر شاکر صاحب اڈیٹر رسالہ ادیب الہ آباد کے نام

تسلیم۔ یہ بالکل ناممکن ہی کہ مین اپنے حالات خود لکھ سکون۔ مسلم ریویو مین ایک صاحب نے کچھ واقعات لکھے تھے، وہ آپ لے سکتے ہین، اسکے سوا سید سلیمان پروفیسر ندوہ کو آپ یہ تاکید لکھین تو وہ بہت کچھ لکھ سکتے ہین۔

مین اورنٹیلسٹ کانفرنس شملہ مین آج شملہ جا رہا ہون۔

شبلی۔ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء لکھنؤ

---

[۱] خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنؤ سابق پروفیسر فارسی کیننگ کالج لکھنؤ مصنف قیصر نامہ فارسی کے نہایت مشہور استاد تھے مولانا کو اُنکی خدمت مین عزیزانہ نیاز حاصل تھا، فارسی مذاق کی یکجہتی دونون مین رشتہ اتحاد تھا، اکثر مولانا اُن کے ہان جایا کرتے تھے کبھی کبھی اُنھین کے گھر پر قیام کرتے تھے، مکاتیب مین خواجہ صاحب کا اکثر خطون مین ذکر ہی، غالباً اس اتحاد کی بنیاد سنہ ۱۸۸۴ء سے ہوگی، دیکھو مکتوب ۳-۷ و ۹ - ۳۰ - سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق سنہ ۱۹۱۵ء مین وفات پائی۔

(۳۳۶) مولوی ظفر علی خان اڈیٹر زمیندار کے نام

عزیزی[1] مولوی ظفر علیخان صاحب دام قدرہٗ

السلام علیکم۔ مین نے جو فتوی[2] لکھا اُس سے علمائے **فرنگی محل** بھی متفق ہین، اور مولوی عبد الباری صاحب کا خط بھی شائع ہوچکا ہے، ہدایہ مین اس کا جزئیہ موجود ہے، البتہ ہدایہ مین صرف جواز ہے، اور مین نے افضلیت کا فتوی دیا ہے، اسقدر میرا اجتہاد ہے۔

بھائی اترکونکی اعانت اسوقت فرض عین ہے، اور قربانی کا درجہ واجب سے زیادہ نہین آپ کہتے ہین کہ سنت ابراہیمی موقوف نہ ہو، ہان وہی سنت مقصود ہے، فرق یہ ہے کہ آپ اس سنت کو لیتے ہین جسکا مینڈھے پر عمل ہوا، اور مین وہ پیش نظر رکھتا ہون جو اسمعیلؑ پر مقصود تھی، کیا ترکون کی جان مینڈھے سے بھی کم ہے؟

یہان کے جلسے مین مین نے چند شعر پڑھے تھے، مناسبت موقع سے چند شعر درج ہین،

مراکش جاچکا فارس گیا اب دیکھنا یہ ہے	کہ جیتا ہے یہ ٹرکی کا مریض سخت جان کب تک
بکھرتے جاتے ہین شیرازۂ اوراق اسلامی	چلینگی تند باد کفر کی یہ آندھیان کب تک
حریفون کو گلہ ہے آسمان سے خشک سالی کا	ہم اپنے خون سے سینچینگے انکی کھیتیان کب تک

---

[1] عزیزی کا خطاب اس بنا پر ہے کہ علی گڈھ کالج مین مولوی ظفر علی خان مولانائے مرحوم کے مخصوص تلامذہ مین تھے،

[2] اسوقت ٹرکی اور ریاستہائے بلقان مین جنگ عظیم قائم تھی، عید الضحیٰ کے موقع پر یہ تحریک تھی کہ قربانی کی قیمت ترکون کو چندۂ اعانت مین دیجائے، عام علما اس کو ناجائز کہتے تھے، لیکن مولانا نے ضرورت شدید اور بعض فقہی روایات کی سند سے اسکے

جواز کا فتویٰ دیا تھا،

حرم کے سمت بھی صید افگنوں کی جب نگاہیں ہیں تو پھر سمجھو کہ مرغان حرم کا آشیان کب تک

جو ہجرت کر کے بھی جائیں تو شبلی اب کہاں جائیں
کہ اب امن و امان شام و نجد و قیروان کب تک

شبلی۔ لکھنؤ ۱۶۔ نومبر ۱۹۱۲ء

(۳۷) جرائد اسلامیہ کے نام

جناب من! بعض صاحبوں کا خیال ہے کہ ترکوں کی ہمدردی مین اگر قربانی کے بجائے قیمت دیگئی تو اس سے احتمال ہوگا کہ قربانی خود غیر ضروری ہے،

لیکن یہ صحیح نہین، شریعت مین فرائض کے درجات مین بھی ترتیب ہے، اور وقتی ضرورتوں کا خیال رکھا گیا ہی، غزوہ خندق مین جہاد مین مصروف ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلعم کی نماز عصر قضا ہوئی، تو کیا یہ حجت ہو سکتی ہی کہ نماز کا قضا کرنا جائز ہی؟

ترکون کی اعانت اسوقت فرض عین ہی اس لیئے اس خاص موقع اور ضرورت کے وقت اگر یہ فرض مقدم رکھا گیا تو اس سے آئندہ کیلئے کیا حجت ہو سکتی ہی۔

قربانی شعار اسلام ہی، مسلمان اسکو نہین چھوڑ سکتے، نہ کوئی قوم انکو اسپر مجبور کر سکتی ہی نہ وہ اسکے مقابلہ مین دنیا کی کسی قوم کی پروا کر سکتے ہین،

امید ہی کہ میرا خط اور صاحبان اخبار بھی اپنے پرچون مین نقل کر دین۔

شبلی۔ ۱۷۔ نومبر ۱۹۱۲ء

(۳۸) فاطمہ خانم[1] کے نام

(۱)

فاطمہ! نہ میرا پہلے خیال تھا نہ اب ہو کہ تم کو جلد رخصت کردوں تمھارا علاج سب سے مقدم ہے۔

تمنے خود ہی لکھا تھا کہ مجھکو دو چار دن مین جانے دیجئے۔ اسپر مین نے لکھدیا تھا، میری طبیعت اب تک اچھی نہین۔ ورنہ تمسے خود آکر یہ باتین کہتا۔

شبلی۔ ۲۹۔ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء لکھنؤ

(۲)

عزیزی۔ گھبراؤ نہین۔ فاطمہ! مین کیا بتاؤن۔ میرے دلکو کیا قلق ہو۔ خیر ایسے خیالات دل مین نہ لاؤ۔ تمھاری بیماری تکلیف دہ ہی لیکن مہلک نہین،

شبلی۔ ۴۔ اگست سنہ ۱۹۰۹ء۔ لکھنؤ۔

(۳)

قرۃ العین من! سخت افسوس سے سنا کہ تم کو ابھی تک افاقہ نہین ہوا۔ عزیزی میری اولاد مین جسکو مجھ سے پدری محبت ہی، صرف تمھین ہو۔ اسلئے تم سمجھتی ہو کہ مجھکو کسقدر تمھاری بیماری کا رنج ہی۔ مین اسوقت لکھنؤ سے بہت دور رہون۔ ورنہ فوراً پہنچتا۔ خدا نے چاہا تو لکھنؤ پہنچکر سب سے پہلے بندول آؤنگا۔ ابھی چند روز اور سفر مین گذرین گے۔

[1] مولانا کی صاحبزادی۔

فاطمہ! تم اپنا دل رنجیدہ نہ کرو، خدا تمکو صحت دیگا،
خدا کی مرضی پر قانع رہنا چاہیئے - آدمی کے فکر کرنے سے کیا ہوتا ہی - جو خدا چاہتا
ہی وہی ہوتا ہی -

اسوقت زہرا میرے پاس ہین، اور تمکو سلام کہتی ہین -

شبلی ازبمبئی - ۱۰ - اکتوبر ۱۹۰۹ء

(۳۹) حامد حسن صاحب نعمانی کے نام

حامد،

ابتک اس غریب کیڈٹ کا بھی کچھ فیصلہ نہ ہوا اور تم تو کوسون دور رہو،
میری نسبت کمیٹی نے فیصلہ کر دیا کہ محکمہ کو توڑ دینا چاہیئے، اب یہ رپورٹ کینیٹ
کونسل مین جائیگی بس اتنی دیر ہے،
مین ایران جانے کی طیاری کر رہا ہون، گھر آتا لیکن وہان قرضخواہون اور
چپراسیون کے جھولپٹ جائینگے، بہتیرا چاہا کہ قرضہ کا کوئی انتظام ہو کوئی سنتا ہی نہین،
بیشک تم کو اور کچھ بندوبست سوچنا چاہیئے،
میری زندگی عجیب پریشانی مین ہی - بری آبنی ہی، نہ جیتے بنتا نہ مرتے - رہون تو
کہان رہون، اور جاؤن تو کہان جاؤن -

شبلی، ۲۸ - مارچ ۱۹۰۲ء

(۴۰) ماسٹر محمد شفیع کے نام

عزیزی۔ تم ضرور کبھی کبھی خط لکھا کرو۔ تمھارے ہر خط مین ایسی باتین ہوتی ہین، جن سے دل کو تعلق ہوتا ہے،

میان عثمان کے صاحبزادہ کیلئے نظم کیا لکھون؟ اب وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی، میان اسحق وحہدی کو خدا اولاد دے تب بھی کچھ نہ لکھ سکونگا، شعر کہنا اب ایسا پہاڑ ہو گیا ہو کہ سابق کے اشعار دیکھکر تعجب ہوتا ہو کہ کیا مین نے ہی لکھے تھے،

میان کامل کی موقوفی سے پہلے تو کسی نے یہ خیالات ظاہر نہین کئے تھے، بہرحال اب تو وہ موقوف ہو چکے ایسا جلد تو رائے مین تبدل نہین ہو سکتا،

ہان مین لاہور گیا تھا، انجمن حمایت اسلام کا جلسہ تھا سید صاحب وغیرہ سب گئے تھے،

ابکی سالانہ انتخاب مین مین یونیورسٹی[1] کا ممبر فیکلٹی آف آرٹس و ممبر بورڈ آف اسٹینڈی دونون مقرر ہوا، رمضان کے بعد ایک مطول یادداشت کورسون کے متعلق طیار کرون گا،

والسلام،

شبلی۔ ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۵ء

---

[1] الہ آباد یونیورسٹی۔

دار المصنفین
اعظم گڈھ

وہ مجلس علمی جو علامہ شبلی نعمانی
رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں قائم کی گئی اور جس کا
مقصد اسلامی علوم و فنون کی اشاعت و ترویج ہے، اس
مجلس میں تالیف و تصنیف کا ایک محکمہ قائم ہے، جس میں چند لائق
اور قابل ارباب علم و قلم کام کرتے ہیں،
ایک وسیع کتب خانہ اس کے احاطہ میں ہے،
اس کی طرف سے ایک ماہوار علمی رسالہ **معارف** نام شائع ہوتا ہے، سال
کے مختلف حصوں میں مستند اور عمدہ تصنیفات یہ مجلس شائع کرتی ہے اور ممبروں کو
ہدیۃً مع رسالہ ماہانہ پیش کرتی ہے،

ممبری کی فیس حسب ذیل ہے

۱- پانچ روپیہ سالانہ ادا کرنے والوں کی خدمت میں رسالہ ماہانہ اور غیر معمولی رسائل مرسل ہونگے
۲- دس روپیہ سالانہ جو ادا کریں انکو مطبوعات علمیہ ہدیۃً دیجائینگی،
۳- پندرہ روپیہ سالانہ میں ماہوار رسالہ اور ایک سال کی تمام مطبوعات مرسل ہونگی۔

سید سلیمان ناظم
دار المصنفین اعظم گڈھ

سلسلۂ دار المصنفین

CHECKED

(۶)

مکاتیب شبلی

حصّہ دوم

یعنی

علامہ شبلی نعمانی مرحوم کے اُن خطوط کا مجموعہ جو وقتاً فوقتاً اُنھون نے اپنے تلامذہ
اور شاگردون کے نام لکھے، اور جن مین زیادہ تر علمی اور اصلاحی خیالات کی
اُن کو تعلیم و تلقین کی ہے

Checked
1987

مع ضمیمہ

ضمیمہ اوّل مین دوستون کے وہ خطوط ہین جو دیر مین پہنچنے کے باعث حصّہ اول مین
جگہ نہ پا سکے، اور ضمیمہ دوم مین اُن کے قدیم فارسی و عربی خطوط ہین،

باہتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی منیجر دار المصنفین

مطبعۂ معارف اعظم گڈھ مین چھپکر شائع ہوئی

سنہ ۱۹۱۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام مولانا حمید الدین صاحب بی۔اے۔ کے نام۔

(۱)

برادرم۔

یہان تمام حالات تحقیق کیے تم بطور طالب العلم۔ایم۔اے مین نہین جا سکتے اسکی لئے

لہ مولانا حمید الدین صاحب مولانا مرحوم کے ماموں زاد بھائی اور تمام تر ان کی تعلیم کے نمونہ اور ان کے شاگرد ہین مولانا سے مرحوم کے علاوہ مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کا بھی انکو شرف تلمذ حاصل ہے تکمیل عربی کے بعد علیگڈھ کالج مین سرسید کے زمانہ مین انگریزی تعلیم حاصل کی، اسی زمانہ مین سرسید کی فرمائش سے بدء الاسلام اور طبقات ابن سعد کے ایک ٹکڑے کا فارسی مین ترجمہ کیا یہ دونون رسالے اسی وقت چھپ گئے تھے تکمیل انگریزی کے بعد مدرستہ الاسلام کراچی مین عربک پروفیسر مقرر ہوے، لارڈ کرزن جب سواحل عرب کا دورہ کر رہے تھے تو خلیج عرب کی سامنے لارڈ موصوف نے جو ایڈریس دیا تھا اسکا عربی ترجمہ مولانا ہی نے کیا تھا اسکے بعد علیگڈھ کالج مین عربک پروفیسر مقرر ہوے پھر میور کالج الہ آباد مین اسی عہدہ پر ان کا تقرر ہوا آج کل حیدر آباد کے اورینٹل کالج دار العلوم کے پرنسپل ہین سب سے زیادہ اہم کام وہ اسوقت یہ کر رہے ہین کہ عربی مین نئے طرز پر قرآن مجید کی تفسیر لکھ رہے ہین۔ ان مکاتیب مین جو

چھہ مہینہ کی مدت ضرور ہی، اور امتحان اکتوبر مین ہوگا، البتہ پرایوٹ جا سکتے ہو کیونکہ اس مین مدت کی کوئی قید نہین۔ صرف اتنا ضرور ہی کہ امتحان سے دو تین مہینہ پہلے پرنسپل صاحب کے دستخط سے تمھارا نام یونیورسٹی مین جانا چاہیئے۔

کتابین حسب ذیل ہین۔ سبعہ معلقہ تمام۔ متنبی تمام۔ حماسہ تمام۔ مقدمہ ابن خلدون ۵۰ صفحہ اول۔ مقامات حریری نصف۔

کلکتہ کا کلنڈر کئی برس سے یہان نہین آتا۔ مقامات حریری کا نصف ہمیشہ بدلتا رہتا ہی یعنی کبھی نصف اول اور کبھی نصف اخیر۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ تم رجسٹرار یونیورسٹی کلکتہ کو لکھو کہ وہ یونیورسٹی کا پراسپکٹس سنہ حال ویلوپیبل بھیجدے۔ تھوڑی قیمت کو آتا ہی۔ تم کو فوراً متنبی اور حماسہ کے مطالعہ مین مشغول ہو جانا چاہیئے۔

ہان ایک دن صرف ایس سے لکھوایا جاتا ہی اور یہ پرچہ پورے پانچ گھنٹہ کا ہوتا ہی، ایس سے مین ہمیشہ عرب کی اور مسلمانون کی تاریخ یا عربی لٹریچر، اور عربی گرامر کی تاریخ ہوتی ہے، ایس سے انگریزی مین لکھواتے ہین، اسواسطے تم کو انگریزی لکھنے کی مشق بھی پیدا کرنی چاہیئے اور کوئی تازہ حال نہین،

والسلام

شبلی نعمانی

(۲)

۳۰ جون ۱۸۹۵ء۔ علیگڈھ

عزیزی۔

خط پہونچا۔ بہتر ہی تمہین سید صاحب کو سرٹیفکٹ کے لئے لکھو، اور ترجمہ طبقات ابن سعد

و ہیرد ا الاسلام کو یاد دلاؤ۔

انگریزی مین عربی گرامر کی ایک مختصر کتاب آرنلڈ صاحب ترجمہ کرانی چاہتے ہین انھون نے تمہارا نام لیا، چونکہ کتاب بہت مختصر ہی اور تمام اصطلاحین معلوم ہین تم قبول کرلو۔ ترجمہ ان کو بعد دسمبر کے ۱۵- تاریخ کے بعد بلکہ اوائل جنوری مین مطلوب ہو اس لئے تمہارا کچھ ہرج نہین۔

والسلام

شبلی۔

(۳)

۱۸- نومبر ۱۸۹۶ء- علیگڈھ

برادر عزیز،

خط پہونچا۔ تمہاری خالصانہ ہمدردی سے طبیعت کو بہت تشفی ہوئی[1]۔

۱- تم لکھتے ہو کہ "آپ مجھکو تنہا یادگار نہ بنانے دیتے[2]" اس کا کیا مطلب؟ تم کیا یادگار بنواتے اور تنہا کیونکر بنوا سکتے؟

یادگار تم کس صورت مین تجویز کرتے ہو مجھکو تم سے نمنٹل مین معقول چندہ لینا تھا لیکن یادگار کی صورت مین ادھر کا بدلہ ہو جائیگا۔

۲- حامد کو تصویر کے لیے لکھدون گا۔

۳- مین نے الفاروق مطبع نامی کانپور مین چھپنے کو دیدی لیکن ابھی اصل کتاب مین ایک ثلث تصنیف کے لیے باقی ہی[3]۔

---

[1] مولانا مرحوم کی پہلی بیوی کی تعزیت سے [2] مرحومہ کی یادگار [3] الفاروق کی طبع و تصنیف کی تاریخ۔

۴۔ بانی کے بغیر بڑے خطرات کا سامنا ہی۔

۵۔ تم وہاں کے حالات لکھو۔ لوگوں کو اجنبیت وجدت کی وجہ سے اشتیاق ہی۔

۶۔ تم علاوہ فرض منصبی کے اور کیا شغل رکھتے ہو۔ والسلام

شبلی۔ ۱۱ جولائی ۱۸۹۷ء

(۴) اعظم گڑھ

ہاں میں مصر سے بآسانی کتابیں منگوا سکتا ہوں، تم نام لکھ بھیجو۔

میں اول مئی سے چھ مہینہ کی رخصت لونگا۔ دیکھئے کہاں بسر ہو۔

الفاروق حصہ دوم بہمہ وجہ میں نے تیار کر لیا ہی، قریباً نصف چھپ بھی گیا ہی۔

والسلام

شبلی۔ ۴ فروری ۱۸۹۸ء

(۵)

برادرم۔

خط پہنچا۔ ان کتابوں کے لیے مصر و بیروت کی زحمت اٹھانا بیکار ہی کیفیت یہ ہی کہ بیروت کی ڈاک کا انتظام بالکل ناقابل اعتبار ہی مجھکو باوجودیکہ مدت سے معاملہ رہتا ہی اور اکثر کتابیں منگوا چکا ہوں، تاہم متعدد منی آرڈر ضائع ہوئے۔ ڈاک خانہ سے بہت سی خط کتابت کرنیکے بعد ایک دو رقم برآمد ہوئی، اور بعض کا ابتک پتہ نہ لگا۔ مصر کو وہاں کی نسبت

ا؎ بنیادی کے لیے قحط کا اندیشہ ہی ۲؎ کراچی کے ۳؎ علیگڈھ کالج کی خدمت سے۔

بر صحیح ہی لیکن اطمینان یہان بھی نہیں - ایک دفعہ میرا منی آرڈر بڑے جھگڑون کے بعد چھ مہینہ پھر پھرا کر واپس ہوا - تمنے جو کتابین لکھی ہین سب یہین ملجائینگی - مولوی نورالدین - توپخانہ بقدر قدیم کا پتہ ہے اُنسے خط وکتابت کرو، وہ بھیجدینگے اور جو نہ ہونگی وہ منگوا دینگے قیمت کا بھی چندان فرق نہ ہوگا مین بھی اب یہین سے خریدا کرتا ہون -

لوگ جو بیروت وغیرہ کو خط بھیجتے ہین، اس کا طریقہ نہین جانتے، اول تو ٹکٹ لفافہ پر ڈھائی آنے کے لگانے چاہئین، پتہ انگریزی اور عربی دونون مین ہونا چاہئے - سب سے زیادہ مقدم یہ کہ آج کل کی زبان مین خط کتابت کرنی چاہئے - اور خصوصاً اصطلاحی الفاظ مثلاً ڈاکخانہ رجسٹری، قیمت، ٹکٹ ان الفاظ کو جب تک موجودہ اصطلاحات مین نہ لکھا جاے وہ سمجھ نہین سکتے - تمہارے دوست نے انہی چیزون مین غلطی کی ہوگی -

ہان آرنلڈ گیے، اور کالج کو نہایت رنج دے گئے، ان کے وداعی جلسے بڑی دھوم سے ہوئے، یہان جون کے مہینہ مین کالج بند ہوگا - غالباً مین وطن یا کشمیر مین ہونگا -

شبلی - ۱۷ فروری ۱۸۹۸ء

علیگڈھ

(لہ)

لہ
- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

ایک ہزار روپیہ پہلے دیکھ چکا ہون، اور تین چار ہزار اب پھر دینا پڑے گا اس امید

لہ کارڈ کا نصف حصہ پھٹ گیا ہے، بقیہ نصف کی یہ عبارت ہے -

پر کہ شاید لوگ رفتہ رفتہ دبین۔
کالج[1] کا حال کشمکش میں ہے، سررشتہ ایک صاحب نے قبضہ کرلیا ہے، سید محمود کی حالت
بہت خراب ہے۔

والسلام

شبلی - ۱۶ - اپریل ۱۸۹۸ء

(۸) علیگڑھ

میاں حمید،

ع تا تو من رسی رسن بگذاری رسم
نیشنل اسکول کا تم پر کچھ نہ کچھ حق ہے لیکن تم نے لیڈری کی مد میں ایک حبہ بھی ادا نہیں کیا جب عمارت تیار ہو چکے گی اسوقت تمہاری کیا حاجت رہے گی، دینے کا وقت یہی ہے، کہ تمام کام اٹکا پڑا ہوا ہے میں علاوہ چندہ سابق کے ما رطے ۲۵۰ اور دے چکا لیکن سو دو سو کی رقم کے بغیر تمام کمرے ناتمام پڑے ہیں اور خراب ہوتے ہیں، جو کچھ دینے اسوقت یا باقساط دو۔ ورنہ آ پس از آنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد۔ والسلام

شبلی - ۳۱ جولائی ۱۸۹۸ء

(۹)

برادرم -

تمہارے اخباری کارڈ کا میں نے جواب لکھدیا تھا کہ "وہ سب خبریں صحیح ہیں"، کیونکہ میں یہ جانتا تھا کہ وہاں صحیح خبریں پہنچی ہونگی لیکن اب معلوم ہوا کہ بعض جگہ غلط خبریں مشہور

[1] علیگڈھ کالج کا ایک صاحب پرنسپل تھے، سید محمود، سید احمد خان پر حاوی ہو گئے تھے اور ہندوستانہ ہر ایک شخص سے دا الجھتے تھے

ہوئی ہیں یعنی یہ کہ دو شخص[1] معلوم ، نے میرے ساتھ وفاداری کی لیکن یہ خبر بالکل بے
اصل ہے واقعہ یہ ہے کہ بک صاحب اور سید صاحب وغیرہ یہ چاہتے ہیں کہ میں یہاں
مستقلاً قیام کروں لیکن سید محمود دفعتاً اسکے مخالف ہو گئے ، اور اسی اپنی حالت
میں بہت سی باتیں اسکے خلاف کہیں لیکن اس قسم کی نسبت کسی کو اب شکایت نہیں رہی
ہر روز یہاں کے رؤسا اور ٹرسٹیز اور ارکان کالج اس قسم کی باتوں کے متحمل ہوتے ہیں
میں تو اسوقت سے جبتک سید صاحب کی کوٹھی پر پڑا ہی ہوں۔

اس دفعہ بظاہر یہاں کی آب وہوا میں مجھکو خاص مضرت نہیں معلوم ہوتی باقی کثرت
تعلق اس کی یہ کیفیت ہی کہ میں نے سال بھر کی رخصت اسی تجربہ کے لیے لی تھی میں نے
دیکھا کہ علیگڈھ میں سال بھر برابر نہیں رہ سکتا۔ وہاں کوئی ایسی دلچسپی نہیں کہ سال بھر تک
کام چل سکے۔ اس لیے کچھ یہاں، کچھ وہاں، کچھ ندوہ۔ اسطرح بسر کرنے کا ارادہ ہی،
اگرچہ واقعہ یہ ہی کہ اب کہیں دل نہیں لگتا۔ بالکل خانہ بدوش معلوم ہوتا ہوں۔
نہیں معلوم کیا ہونا ہی

والسلام
شبلی۔ ۹۔ نومبر ۱۸۹۸ء

(۹)

برادرم۔
میں علیگڈھ آگیا۔ اور حالات اس قسم کے پیش آگئے کہ ابھی یہیں رہنا پڑے گا

---

[1] اس سے مقصود غالباً سید محمود ہیں۔

معلوم نہین تم کن اشغال مین ہو، کوئی علمی کام بھی کرتے ہو یا نہین؟
تمھارا چندہ ماہوار نہین پہنچا۔ اسکی وجہ سے سخت ہرج ہی باقیات وحال فوراً بھیجدو۔
میرے کتب خانہ مین کتب ذیل اضافہ ہوئی ہین۔
الیضاح فی المعانی للخطیب القزوینی نسخہ قلمی نہایت قدیم۔
صدرا، الٰہیات وغیرہ کامل نسخہ عمدہ۔
المحاسن والمساوی للجاحظ۔
مکاتیب ابوالعلاء المعری۔
مفتاح سکاکی کامل یعنی مع نحو وصرف وغیرہ۔
اور کتابین یورپ وغیرہ سے آرہی ہین مثلاً الوجیز فی الفقہ للامام الغزالی۔ کتاب المعمرین لابی حاتم السجستانی۔ فلسفۃ البلاغۃ تصنیف حال۔ والسلام

شبلی ۔۳۔ دسمبر ۱۸۹۸ء۔ علیگڈھ

(۱۰)

رسائل[۱] یہان نہین رہی، علیگڈھ لکھدیا ہی وہانسے جائینگے الفاروق جاتی ہی۔
آج کل ایک بڑی ریاست بلکہ سلطنت[۲] سے ابن خلدون کے ترجمہ کا استفسار آیا تھا۔ دس ہزار روپیہ نقد معاوضہ دیتے ہین۔ مین نے اپنی صحت کے لحاظ سے انکار کیا
اس لکھنے کا مقصد یہ ہی کہ اگر تم پبلک مین آجاؤ تو اس قسم کے کامون سے اچھی طرح آزادانہ بسر

[۱] رسائل شبلی ۱۲ [۲] سلطنت افغانستان، دیکھو خط ۳۔

کر سکو۔ لیکن تم کو جنبش بھی نہین ہوتی۔

شبلی۔ ۳۔ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۱)

خط پہونچا۔ مین خود اسبات کا خواہشمند ہون کہ اس تعطیل مین تم سے ملاقات ہو، تاکہ علاوہ اور باتون کے کوئی علمی کام پابندی کے ساتھ تمھارے متعلق کر سکون۔ لیکن مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مین اسوقت کہان ہونگا۔ ایک طرف تو کلکتہ کانفرنس کا ارادہ ہی دوسری طرف رامپور کا ارادہ ہی۔ مکان پر تو مین جا نہین سکتا۔ لیکن کوئی جگہ ابھی متعین بھی نہین، تاہم تم سے ملنے کی کوشش کرونگا۔

ہان امور ذیل کو اچھی طرح دریافت کر کے لکھو۔

۱۔ بوشہر و بصرہ جانے والے جہازات کونسے دن جایا کرتے ہین۔

۲۔ سکنڈ کلاس کا کرایہ بوشہر یا بندر عباس تک کیا ہی؟

۳۔ قسطنطینہ کہان کہان ہوتا ہی۔

والسلام

شبلی۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۹ء

(۱۲)

علیگڈھ

خط پہنچا۔ اور شرائط منظور ہین۔ لیکن یہ نہین کہ جسقدر ترجمہ ہوگا معاوضہ دیا جائیگا کتاب بیچ مین رہ گئی تو کس کام آئیگی اور چندہ دینے والون کو کیا جواب دیا جائیگا۔

اسپنسر کے فرسٹ پرنسپلز تھوشلزم کا حصہ چھوڑ کر غالباً چارسو صفحہ سے زیادہ ہی

کہ کم سے کم چار سو اور زیادہ سے زیادہ پانسو معاوضہ دیا جائیگا میں اسکو پسند نہیں کرتا تھا کہ سب معاوضہ کالج یا اسکول میں دیا جائے۔ اس سے طبیعت پر پورا بار نہیں اٹھے گا۔ بلکہ بیگار سی معلوم ہوگی۔

شبلی

(۱۳) الٰہ آباد۔ ۲ - مارچ سنہ ۱۹ء

برادرم۔

مفصل شان نزول سنکر جواب لکھو۔

ترجمہ[1] کا خیال امیر عبد الرحمن والی کابل کو پیدا ہوا ہی اور بڑے وسیع پیمانہ پر اس کے لیے انھوں نے اپنے سفیر ہندوستان کو لکھا اور سفیر نے مجھکو و مولوی حالی صاحب و نذیر احمد کو، مین نے پہلے انکار کیا پھر یہان کے تمام اعزہ و احباب کے اصرار سے رضامندی ظاہر کی، سفیر صاحب نے یہ معلوم کر کے کل ترجمہ اور اس کا تمام اہتمام میرے ذمہ کر دیا، اور دس ہزار کی رقم منظور کی جو بہ تفاریق لی جائے خواہ یکمشت،

ابن خلدون کا ترجمہ تم بے شبہ خود کر سکتے ہو لیکن اس مین تاریخی تلمیحات اور اجمال اور حوالے اسقدر ہین کہ مین اچھی طرح اندازہ کرتا ہون کہ ابتدائی جلدون مین تم کو دقت پیش آئیگی۔ کتاب مذکور کے سات ہزار صفحے ہین اور وہ بھی ٹائپ کے، در آور د خط مین مین نے تین برس کا وعدہ کیا ہی اب چند باتین بطور تذکرہ کے سنو۔

---

[1] دیکھو خط ۱۰۔

۱- سنسکرت تمہارے ساتھ ترجمہ ہونے پر بغیر راضی نہیں ہو سکتے بلکہ میرا انتساب بھی ضروری ہے۔

۲- کتاب بہت مشکل ہے تجربہ کے کہ دو ایک برس مستقل اشتغال کے بغیر اس کا ترجمہ انجام نہیں پا سکتا۔

۳- ترجمہ کے ضروری مشوروں کے لئے میری قربت ضروری ہو۔

۴- تم چاہو تو کسی ہندوستانی شخص کو پوری تنخواہ پر رکھ سکتے ہو۔

۵- مستقل ابتدائی کام اور محکمہ قائم ہونے تک تمہارا یہاں رہنا درکار ہے پھر جہاں چاہو رہ سکتے ہو۔

۶- یہ کام شہرت اور عزت کا ذریعہ ہو اور آگے کے لئے راہیں نکلیں گی کیونکہ گورنمنٹ انگریزی کی سرپرستی میں یہ کام ہوگا۔

۷- گھر پر رہ کر کام کرو گے تو تمہارا خرچ مختصر ہوگا ورنہ تم کو کم از کم ماتحت کی حیثیت ہوگی

امیر صاحب انگریزی کتابوں کے ترجمہ کا بھی محکمہ قائم کرنا چاہتے ہیں جو انگریزی دان ہوں گے ہندوستانی مترجم ملازم ہونگے، محکمہ کا صدر مقام کلکتہ ہوگا، اس محکمہ کا سکریٹری مجھ کو مقرر کرتے ہیں، لیکن میں نے انکار لکھ بھیجا، اور زیادہ تر امید ہے کہ اگر تمہارے لئے مناسب تحریک کرونگا تو تم کو یہ عہدہ ملجائیگا۔ اس صورت میں اتنے بڑے وسیع کام کا تمہاری ماتحتی میں انجام پانا بہت سے فوائد کا مثمر ہوگا۔ اب اپنی رائے لکھو۔

شبلی۔۔۔ ۱۸ جولائی ۱۹۱۰ء

۱۵۷ انجمن

(۱۵)

برادرم،

خط پہنچا۔ اِسکو بلا مبالغہ خیال کرو کہ اگر مجھکو یقین ہو کہ کسی کام مین اپنے سلف ریکٹ کو کھو کر تمکو فایدہ پہنچا سکتا ہون۔ تو مین ہرگز ریسپکٹ کو عزیز نہین رکھ سکتا ہون مارلیسن کو جس وقت کہو اور جن الفاظ مین کہو خط لکھدون۔ لیکن پہلے ان باتون پر غور کر لو۔

۱۔ انگریز بغیر اپنی ذاتی واقفیت کے کسی شخص کی نسبت ایسی سفارش کرتے ہین یا نہین
۲۔ تم سے مارلیسن سے ایسی ذاتی واقفیت ہی یا نہین۔

جواب علیگڈھ کے پتہ سے لکھو۔ والسلام

شبلی۔ ۲۲۔ فروری سنہ ۱۹۰۱ع

(۱۶)

برادرم

افسوس تم نے اسقدر مجھ سے بے تعلقی کر لی کہ تمہارے حالات مجھکو بجاے اس کے کہ تم سے معلوم ہون اورون سے دریافت کرنے پڑتے ہین، شاید تم مجھکو بھی اسی الزام کا ملزم ٹھیراؤ لیکن کیفیت یہ ہی کہ حیدرآباد رہکر انسان خدا کو بھول جاتا ہی، تا بآدم چہ رسد، یہان ایک سٹ بھی راحت اور سکون سے انسان بسر نہین کر سکتا۔ مجھ سے زیادہ یہان کوئی زاویہ نشین نہ ہوگا۔ تاہم ہندوستان کے تناسب کے لحاظ سے مجھکو پورا پولیٹشین کہنا چاہئے، خیر ذکر غم بدتر از غم، کہنے کے قابل کوئی بات ہی تو یہ ہی

کہ تالیف کا مشغلہ جاری ہے۔

غزالی ختم ہو کر مطبع میں جا چکی[1]۔ شاید سیرۃ النعمان کے لگ بھگ ہو جاے، علم کلام کی تاریخ لکھ رہا تھا وہ بھی قریب الختم ہی[2]۔ اب کلام جدید کا مرحلہ ہے۔ کوئی انگریزی دان دوست ہوتا تو بڑا کام نکلتا۔ جو حکماے یورپ روح و واجب الوجود کے قایل ہین ان کے دلائل سے کتاب کی بہت رونق ہوتی۔ تم سے زیادہ کون اس مصرف کا تھا، انگریزی دان تھے، عربی دان تھے، عزیز تھے، لیکن ان سب کچھ ہونے کے ساتھ بھی کچھ نہین، بہتیرا کہا کہ یورپ کے فلسفہ کا ہلکا سا ڈھانچا بھی کھڑا کر دو تو بہت بصیرت ہو۔ تم کو کسی پروا ہی۔ حالانکہ جو حصہ اب لکھ رہا ہون اس مین مدد دینا ایک مذہبی اور قومی کام ہی۔

خط سے معلوم ہوا کہ عربی عبارت لکھی ہی۔ داؤد بھائی کے پاس بھیجتے ہو اس قسم کے مہملات کام کرو گے عربی عبارت لکھ کر اپنا دل خوش کرو گے کہ دوسرا حریری پیدا ہو، اچھا پھر نتیجہ کیا؟ مسلمانون کو آج کل حریری اور امراء القیس کی ضرورت ہی!

یہان ایک بیاض دیکھی جو مرزا صائب نے شعرا کے کلام سے انتخاب کی نسخہ بھی اسی زمانہ کا ہی کسقدر نفیس شعرا کے کلام انتخاب کیے ہین، چودہ ہزار شعر ہین اور سب اچھے ہین۔ اسرار البلاغہ جرجانی مصر مین چھپ گئی منگوائی ہے ابھی آئی نہین، امام غزالی کی کتاب محک النظر جو منطق مین ہی اور نہایت جامع اور صاف و سادہ ہی وہ بھی چھپ گئی ہے، والسلام

شبلی - ۲۲- فروری ۱۹۰۲ء - حیدر آباد

---

[1] تاریخ اختتام الغزالی۔ [2] تاریخ اختتام علم الکلام۔

برادرم۔

خط پہنچا۔ مین اسی قسم کے خطوط کی تم سے خواہش رکھتا ہون اور اسی لیے نہایت خوشی سے جواب لکھتا ہون۔

اشعار جاہلیت مدت ہوئی میری نظر مین ہین، لیکن مین نے ان پر چندان توجہ نہین کی یہ اشعار ایسے ماخذون سے جمع کئے گئے ہین مثلاً اغانی وغیرہ جن مین ضعاف اور موضوعات تک ہین البتہ ناقد خود صحیح اور موضوع کی تمیز کر سکتا ہی۔

نظام القرآن کا مین شوق سے خیر مقدم کرونگا، ابومسلم ہی ایک شخص ہے جو دل و دماغ رکھتا ہی، وہ معتزلی ہے، اس کی تفسیر بارہ جلدون مین تھی اور رازی کی تفسیر سے پہلے اسیکا نام کبیر تھا۔ مین نے اس کا کسیقدر حال اپنی نئی تصنیف علم الکلام مین لکھا ہی۔ جو ابھی شائع ہوتی ہی۔ اس کا پورا نام محمد بن علی بن مہر یزد ہی۔ ۴۵۹ھ مین وفات کی بہت بڑا ادیب و معقولی[۱] تھا

ابن خلکان کی طرح اور رجال کی کتابین بھی مختصر ہین، صرف طبقات الشافعیہ ابن السبکی مین کسیقدر مفصل تراجم ملتے ہین۔ لیکن وہ اب تک چھپی نہین[۲]۔ یہان اس کا نسخہ موجود ہی۔

---

[۱] اس کی تفسیر اب ناپید ہی، امام رازی کی تفسیر کبیر مین اس کے جستہ جستہ فقرے منقول ہین،

[۲] اسکے بعد مصر مین چار جلدون مین چھپ گئی ہے، اور ہر جگہ ملتی ہی۔

طبقات الاطبا بھی غنیمت ہی، اور وہ پانچ روپیہ کو آتی ہی،

مسٹر آرنلڈ کی کیا فرمائش تم نے تعمیل کی؟

نیشنل اسکول کے متعلق آج ہی لکھتا ہون۔

مین نے علم الکلام نہایت ناتمام کتاب لکھی، اور وہ درحقیقت میری تصنیفات کا سب سے ناقص حصہ ہی۔ جدید علم کلام غالباً اچھا لکھا جائے۔ بہت کچھ ہوچکا ہی

عنقریب ہی ابن رشد کی لائف لکھنا چاہتا ہون۔ والسلام

شبلی۔ ۹ مارچ ۱۹۰۳ء۔ حیدر آباد

(۱۸)

برادرم۔

نظام القرآن کو مین شوق سے دیکھونگا اور اپنا معتدبہ وقت صرف کرونگا لیکن نام

---

۹۱ ابن ابی اصیبعہ کی تصنیف ہی، مصنف چھٹی صدی مین تھا، تراجم کے ضمن مین مسلمانون کی علمی تاریخ کے متعلق بہت سی کام کی باتین لکھ جاتا ہی، مولانا نے رسائل مین اس سے بہت کام لیا ہی ۹۲ مولانا فرماتے تھے کہ علم الکلام کی تصنیف کے وقت مین سخت بیمار تھا کہ زندگی سے بھی ناامیدی تھی، کرسی پر بیٹھ نہین سکتے تھے، فرش پر بیٹھکر لکھتے تھے، علم الکلام کی ناتمامی کے معنی یہ ہین کہ متکلمین اسلام کے جو مختلف اسکول ہین، اشعری، ماتریدی، معتزلی، ظاہری، ان مین سے علم الکلام صرف اشعری کلام کی تاریخ ہوکر رہگئی، جس تفصیل سے یہ باب مستقل لکھا ہی، اسی تفصیل سے دوسرے فرقون کے علم کلام کی تاریخ بھی لکھنی چاہئے تھی۔ ۹۳ الندوہ مین متفرقاً چھپی ہی۔

بدل [۵۱] دو، یعنی الف گھٹا دو، جاحظ اور عبد القاہر نے بھی اس موضوع پر کتاب لکھی ہی،
اسکا نام نظم القرآن تھا، نظام مین ذرا پھیلاپن ہی۔
حامد معاینہ کے لئے الہ آباد گئے تھے لیکن پچھلے سال کے امیدوارون کا اس قدر
بقایا تھا کہ نئے پیش بھی نہ ہوسکے۔
نواب [۵۲] محسن الملک نے گمنام خط کے چھاپنے مین سخت غلطی کی۔کم سے کم مجھ سے
پہلے پوچھ لینا تھا وہ سب ایک حیدر آبادی مفسد کی کارروائی ہے۔
آج کل مصر مین سیرۃ الفاروق [۵۳] لکھی گئی، بڑا اہتمام کیا گیا مشہور مصنف نے لکھا
لیکن دیکھا تو الفاروق کا عشر عشیر بھی نہ تھی۔اسپر خیال ہوا کہ الفاروق کا عربی مین ترجمہ کرالیا
جائے۔مجھکو تو فرصت نہ تھی ایک اور شخص کے حوالہ کی تیاری کے بعد مین

[۵۱] مکتوب الیہ نے جو تفسیر لکھنی شروع کی ہی اوسکا نام نظام القرآن ہی جس مین زیادہ تر قرآن کے آیات و سور مین ربط معنوی کی تحقیق ہے، تمام قرآن مجید کا، اور قرآن مجید کے ایک ایک سورہ کا موضوع الگ الگ قرار دیا ہی اور اس کو سورہ کی ہر آیت سے تطبیق دی ہی ظاہر بینون کو قرآن مجید مین جو بے ربطی سی نظر آتی ہی، اس تفسیر سے ان کے شکوک کا ازالہ ہوتا ہی، آئندہ جن سورتون کے حوالے آئینگے وہ اسی تفسیر کے اجزا ہین۔

[۵۲] شاید علیگڈھ کالج مین عربی تعلیم کے اجرا کے متعلق تھا، جسکے متعلق مولانا نے دکن ریویو مین نواب صاحب کی مخالفت مین ایک مضمون لکھا تھا، ضبط کرون مین کب تک آہ۔ چل رے خامہ بسم اللہ۔

[۵۳] رفیق بک العظم ایک مشہور مصری مورخ ہے اس نے اشہر مشاہیر الاسلام کا سلسلہ مولانا کے ہیروز آف اسلام کی طرح شروع کیا تھا اس مین حضرت عمر کی سیرت بھی ہی۔

درست کرلون گا قصد ہے کہ مصر مین چھپوائی جائے۔

اردو سکشن کی کارروائی زور شور کے ساتھ شروع کرتا ہون۔ والسلام

شبلی - ۱۱ - اپریل ۱۹۰۳ء

حیدرآباد۔

(۱۹)

برادرم۔

نظام القران کو اول سے آخر تک دیکھا عبارت اور طرز بیان کی خوبی مین کلام نہین لیکن اصل مدعا کی نسبت ابھی کوئی یکسو راے نہین دیسکتا جس قسم کا ربط تم بتاتے ہو وہ بہت وسیع معنون کے لحاظ سے ہی، ایک دقت یہ پڑتی ہی کہ دفعہ وار جو مطالب بیان کئے ہین، اوران مین ربط ثابت کیا ہے، اسکے ساتھ ساتھ قرآن کی آیتین نقل نہین کرتے اسلئے خود قرآن کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

ایک اور امر یہ ہے کہ تم صرف رابط چیزونکو لے لیتے ہو۔ حالانکہ اعتراض یہ ہے کہ دو مربوط مطلب کے بیچ مین جو غیر متعلق باتین آجاتی ہین وہ سلسلۂ کلام کو برہم اور غیر منسجم کردیتے ہین، ان کا تعلق اور ربط ثابت کرنا چاہئے۔

بہرحال اور اجزا بھیجدو، بہت بڑا کام ہے جسقدر بھی کامیابی ہو غنیمت ہی۔ اس قدر کاوش تم کسی ممکن الحصول کام مین کرتے تو خدا جانے کیا کرتے۔

انجمن ترقی اردو کی کاپی بھیجتا ہون۔ ارکان اعانت اور خریدارون کے نام بھیجنے چاہئین۔ والسلام۔

شبلی - ۱۱ - مئی ۱۹۰۳ء حیدرآباد

(۲۰)

برادرم۔

پہلی دفعہ مین ہندسون کا کچھ مطلب سمجھ نہ سکا۔ اس دفعہ تمھاری ہدایت کے موافق قرآن مجید پر ہندسے لگائیے۔ اور پھر نظام القران کے اجزاء کو دیکھا۔ اس مین شبہہ نہین کہ اب کی زیادہ وجوہ ربط معلوم ہوئے۔ لیکن جن دو آیتون مین تم ربط بتاتی ہو اُن کے درمیان مین اور آئیتین آجاتی ہین جو بظاہر ان دونون سے بے تعلق معلوم ہوتے ہین، تاہم مجموعی طور سے یہ کوشش بے سود نہین۔

المنار مین ضرور بھیجدو[1]۔ لیکن ہر شخص کو ہندسہ لگانے کی فرمائش نہین کیجاسکتی اس لیے حاشیہ پر تمام آئیتین نقل کرنی چاہئین کہ ساتھ کے ساتھ آدمی دیکھتا جائے۔

اُردو کے شرکاء کے جو نام تم نے لکھے تھے وہ پرچہ جاتا رہا پھر لکھ بھیجو۔

مین نے آج کل شرح بخاری از عینی۔ کتاب سیبویہ۔ شرح طوالع وغیرہ خریدی ہی۔ خدا کا شکر ہے کہ قرضہ ہائے کثیر مین سے اب صرف ایک ہزار اور رہ گیا ہے جسکو مین ماہوار ادا کر رہا ہون۔ باقی سب ادا ہوگئے۔ مجموعی قرضہ (والد مرحوم) کی تعداد تیئس ہزار تھی۔ والسلام

شبلی۔ ۱-جون سنہ ۱۹۰۳ء

[1] یعنی نمونہ کے لئے نظام القران کے بعض اجزا مصر کے رسالہ المنار مین بھیجدو، اسکے چند سال کے بعد شاید سنہ ۱۹۱۰ یا اوسکے حوالی مین مصنف نے چند اجزا بھیجے تھے، سید رشید رضا صاحب المنار نے مصنف کو بڑی داد تھی اور المنار مین اسپر مفصل تقریظ لکھی تھی۔

(۲۱)

برادرم۔

بخار کی حالت مین خط لکھ رہا ہون۔

ہان اب یہی کرون گا یعنی قرآن مجید کو بلحاظ ربط آیات دیکھون گا، اور پھر تمکو اطلاع دیتا رہونگا[۵۱]۔ کتاب سیبویہ جو کلکتہ مین چھپی ہے مسخ ہی مصر مین مشکل اور بہ نہایت صحیح اور محنتی چھپی ہے۔

نیشنل اسکول کے ممبر محض مسلمان ہین، اور ہیڈ ماسٹر بھی مسلمان ہونا چاہیے لیکن ملتا نہین۔

مین یہان سے چھوٹا تو اعظم گڑھ نہین بلکہ ندوہ مین رہونگا۔ یا کالج مین وطن سے جی سیر ہو گیا۔

اردو[۵۲] نے ابتک جو کام کیا وہ علیگڈھ گزٹ مین اس ہفتہ چھپے گا اسمین دیکھنا۔ تم بتاؤ کہ عربی زبان سے کونسی کتابین اُردو مین ترجمہ کے قابل ہین۔

والسلام

شبلی

۱۷۔ جون سنہ ۱۹۰۳ء

---

۵۱ نظام القرآن کے تعلق سے، ۵۲ یعنی انجمن ترقی اردو نے جس کے مولانا اس وقت سکریٹری تھے، غالباً سنہ ۰۵ء مین اس سے استعفا دیا،

(۲۲)

خط پہنچا۔ بھائی تم اپنے آپ کو نہین، بلکہ ہم لوگون کو عزیز ہو، مین سچ کہتا ہون کہ مین تمھارے وجود کو اپنی تمام برادری کے لیئے تاج عزت سمجھتا ہون، اور تم کو مہدی و اسحاق سے کم نہین جانتا۔ اس غیر ضروری اظہار کی ضرورت یہ ہے کہ تم اپنی صحت کا خیال رکھو، رخصت لو، وطن جاؤ۔ چند روز میرے پاس رہو۔ یہ ضرور کرنا چاہیئے۔

مین اردو[1] کے قصہ مین بہت عدیم الفرصت ہو گیا ہون۔ جو وقت بچتا ہے، بالکل خط و کتابت مین صرف ہو جاتا ہے۔

جواب سے مطمئن کرو۔

شبلی ۱۳۔ جولائی ۱۹۰۳ء

(۲۳)

برادرم۔

خط مورخہ ۲۰ جنوری پہنچا۔ اس سے پہلے جو خط آیا تھا اس کی تو کوئی تدبیر اسوقت نہین ہو سکتی مین اسوقت یہان کے سازشی الجھاؤ مین مبتلا ہون۔ اسی خط کا جواب لکھتا ہون۔ بلاذری صفحہ ۴۴۶ مین لکھا ہے کہ ان بلاد اگیدعی العیقان بین قشمیر و الملتان وقابل کان لہ ملک عاقل۔ الخ

یہ بھی لکھا ہے کہ اس شہر کا بادشاہ معتصم باللہ کے زمانہ مین خود اپنی خواہش سے مسلمان ہوا

---

[1] یعنی انجمن ترقی اردو۔

عربی کے کسی جغرافیہ مین عسیقان کا نام نہین، بلاذری اسکو شہر بتاتا ہے، قیاس کو دخل دیا جائے تو عسیقان کو "یوسف زئی" کا محرف قرار دیا جا سکتا ہے۔

مسلمان انگریزی اردو دان یہان سے کون ستر روپیہ پر جائیگا، اگر حامد اس قابل ہون تو انکو بندوں کے پتہ سے لکھو، شاید وہ قبول کرلین، انکو سیر و سیاحت کا بہت شوق ہے۔

امیر خسرو کا وہ قصیدہ "ضرب الامثال" کے نام سے مشہور نہین وہ کہین چھپا نہین۔ مین نے ان کے قلمی دیوان مین دیکھا ہے۔ اس کا مطلع یہ ہی کہ۔

ع کوس شہ خالی و بانگ غلغلش در دسرا ست

مسٹر براؤن کی تجویز، ابھی ایک راز ہے۔ مجھسے مسٹر مارلیسن سے خط کتابت ہو رہی ہے۔ ابھی تک اس کا مفہوم میرے سمجھ مین نہین آیا، کوئی بات سمجھ مین آجائے تو تم کو لکھونگا۔

شبلی۔ ۲۵۔ جنوری ۱۹۰۴ء

(۲۴)

برادرم۔

مسٹر آرنلڈ قطع تعلق کرکے ولایت جاتے ہین۔ علیگڈھ مین انکو اڈریس دیئے جائینگے۔ ایک فارسی مین بھی ہوگا، اس کی مجھسے فرمائش ہے، لیکن مین فارسی اچھی نہین لکھتا۔ اسلئے تم فوراً لکھ کر پروفیسر ابو الحسن علیگڈھ کالج کے پاس بھیجدو

عربی مین لکھدونگا، وہ ۲۶-فروری کو علیگڈھ پہنچینگے۔

شبلی۔ ۱۵-فروری ۱۹۰۴ء

(۲۵)

برادرم۔

روپئے پہنچے۔ چونکہ تم نے لکھا تھا کہ سفر نے تم کو زیر بار کردیا، اس لئے مین نے چاہا تھا کہ تم کو لکھدون کہ بقیہ روپے نہ بھیجنا۔ یہ کونسی بڑی رقم ہی جسکے لئے تم کو تکلیف دی جاتی لیکن تم نے بھیجدیئے اور ایسے وقت مین بھیجے کہ مین روپیہ کا سخت حاجتمند تھا۔ مسٹر آرنلڈ کے لیئے ۵ کا تحفہ، ۵ اڈریس کا چندہ، ۵۔ ۵ بمبئی کا سفرخرچ اس بنا پر تمھاری رقم واپس نہین کی،

دیوان کی پچاس کاپیان بھیجتا ہون۔ زیادہ ضرورت ہو تو لکھ بھیجو، سو پچاس کاپیان بھیجدی جائین۔

تم نے ایک زمانہ مین مجھسے کہا تھا کہ تم نے مثنوی مولوی روم غور سے پڑھی اور انکے اصول اور پرنسپلز متعین کیئے۔ اگر خیال مین ہون تو لکھ بھیجو۔[۵۱]

والسلام

شبلی۔ ۱۸ فروری ۱۹۰۴ء۔ حیدرآباد[۵۲]

---

۵۱ سوانح مولانا روم کے لئے۔

۵۲ قیام حیدرآباد اب ختم اور ندوہ کے قیام کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔

(۲۶)

برادرم۔

کیا بتاؤن علیگڈھ سے لکھنؤ گیا تھا کہ دفعۃً تار پہنچا کہ حامد کو طاعون ہوا گھبرایا ہوا بدحواس اعظم گڈھ پہنچا، تمام خاندان یہین جمع ہی، علاج ہو رہا ہی بظاہر فایدہ معلوم ہوتا ہی آگے خدا کی مرضی۔

الندوہ کے لیئے لکھدون گا۔ تمھارا حسن ظن صحیح نہین، جس دن سے الندوہ نکلا مین بیمار ہوا، اور اب تک اطمینان نہین، اس لیئے مضامین دلخواہ نہین لکھے گئے۔ دفتر کو لکھدیتا ہون، تمہارے پاس سب پرچے پہنچینگے۔ مضمون ضرور لکھو، الندوہ یون ہی عام عقائد کے خلاف نکلتا ہی۔

تمھاری سفارش مین مین نے ڈائرکٹر صاحب کو ایک خط پہلے ہی لکھدیا ہی، ڈائرکٹر صاحب خاص طور پر میرے معترف اور ملاقاتی ہین، لیکن مجھکو شبہہ ہے کہ وہ ولایت چلے گئے ہین یا موجود ہین، اور کوئی اور شخص قائم مقام ہے۔

شبلی۔ ۱۸۔ مارچ ۱۹۰۵ء
اعظمگڈھ

(۲۷)

برادرم

الندوہ کے لیے کچھ جلدی نہین، جب فرصت ہو لکھنا۔ جرجانی اور جاحظ کی

بحث کو مین نے دیکھا ہی، زیادہ تدقیق کے بعد نزاع لفظی رہجاتی ہی، جرجانی صرف یہ کہتا ہے کہ محض صوت اور آواز کوئی چیز نہین، بلکہ معنی اور معنی کا طریقہ بلاغت ہی،

مین نے انسائیکلوپیڈیا سے تو کچھ نہین لیا۔ اس کا ذکر تم نے کیون کیا۔ ارسطو کا مطلب اگر مسلمان مترجمون نے نہین سمجھا تو یورپ پر بھی چندان اعتبار نہین ہوسکتا۔ منطق ارسطو پر مین نے جو کچھ لکھا[۱] اس کا تذکرہ تم نے نہین کیا۔

جرجانی کو اگر تقلیداً تو تو کل اہل فن اس کی زلہ ربائی کو فخر سمجھتے ہین، مطول وغیرہ مین اس کے اقوال بطور وحی کے نقل کئے جاتے ہین، اسی نے قواعد بلاغت اول منضبط کئے پھر اس کے نقش قدم پر سب لوگ چلے ہین،

مین آج کل بہت پریشان ہون۔ حامد اچھے ہوے لیکن گھر مین طبیعت خراب ہی اور صرف مین تیمار دار رہون۔ شبلی۔ ۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء

اعظمگڈھ

(۲۸)

برادرم۔

تفسیر سورہ ابی لہب اور جمہرۃ البلاغۃ[۲] کے اجزاء بغور دیکھے، تفسیر پر تم کو مبارکباد

---

[۱] الندوہ مین ۵۲ مولوی حمید الدین صاحب جرجانی کے معتقد نہین ہین وہ اسکو صرف الفاظ سمجھتے ہین۔ مولانا اُسکے بے انتہا معتقد تھے، ان فقرون مین جرجانی کی فضیلت کا بیان مقصود ہی۔

[۲] مکتوب الیہ نے جمہرۃ البلاغہ کے نام سے فن بلاغۃ کی تحقیق اور ارسطو کی نظریۂ بلاغۃ کی تردید مین ایک

[margin:] ۲۰ رسالہ لکھا ہی۔

دیتا ہون، تمام مسلمانون کو تمھارا ممنون ہونا چاہیئے، بلاغت کے بعض اجزاء معمولی اور سرسری ہین، ارسطو کا رد البتہ قابل قدر ہے، مین الندوہ مین اس کا اقتباس درج کرونگا عبارت مین جا بجا کمزوریان ہین، تعجب یہ ہے کہ تم اذا، اور لمّا، کے محل استعمال مین فرق نہین کرتے۔

ارسطو کی کتاب کے لیے کتیکر کو لکھدو[1]

اگر تم دروس الاولیہ[2] پڑھا سکو اور وقت نکل سکے تو یہان سے دو ایک طالبعلم تمھارے پاس جانیکے لئے تیار ہین۔

شبلی۔

۳-جون ۱۹۰۵ء لکھنؤ

(۲۹)

برادرم۔

زنانہ[3] مین سخت علالت ہے، تپ کہنہ اور کھانسی ہے، خدا ہی ہے کہ شفا[4] ہو، تم حسب وعدہ یہان آئے[5]، گو نہ وعدہ یکسا پورا وعدہ تھا، چنانچہ دروس الاولیہ کی تعلیم کا انتظام صرف تمھارے بھروسہ پر اٹھا رکھا گیا۔

---

[1] مشہور کتب فروش کمپنی کا نام [2] الدروس الاولیہ فی العلوم الطبیعیہ، طبیعیات جدیدہ مین ایک جدید تصنیف عربی کا نام ہے، ندوہ کے نصاب مین مولانا نے یہ کتاب داخل کی تھی، لیکن اس کی تعلیم کے لئے انگریزی خوان مولوی کی ضرورت تھی، [3] مولانا کی دوسری بیوی [4] شفا نہ ہوئی اور آخر اسی زمانہ مین پہلے بچہ نے پھر خود مان نے وفات پائی، [5] یعنی ندوہ مین۔

تمکو اپنی تصنیف کے متعلق بھی یہان کچھ نہ کچھ سامان مل سکیگا والسلام

شبلی - ۳ - ستمبر ۱۹۰۵ء

لکھنؤ

(۳۰)

برادرم -

اچھا ہے، رمضان کرکے آؤ، مین دو چار دن مین دورہ پر جانیوالا ہون، رمضان مین گو یہان تعطیل نہ ہوگی، لیکن روزون مین محنت بخوبی نہین ہوسکتی -

حامد اس سال غالباً لے لیئے جائینگے، بورڈ نے وعدہ کیا ہی

کالج[1] سے میری نسبت سخت اصرار ہے تا (۲۰۰) معاوضہ دیتے ہین، لیکن مین نے لکھ بھیجا کہ، ع شاخِ بریدہ را نظرے بر بہار نیست -

واقعی، اب متاع دنیوی کی بالکل ہوس نہین رہی، قوم کی کچھ خدمت ہوسکے تو زندگی ٹھیک لگ جائے -

میان اسحاق کے گھر مین لڑکی پیدا ہوئی، وہ خود شملہ مین ہین -

مین ایک کتاب شعر العجم لکھنی چاہتا ہون، گو فرصت نہین، لیکن بچپن سے ابتک کا مذاق ضایع کرنے کو جی نہین چاہتا -

ابن تیمیہ کی کتاب العقل والنقل چار جلد و مین چھپکر آگئی، باوجود پریشان گوئی کے

[1] علیگڈھ کالج مین عربی کی اسسٹنٹ پروفیسری کے لیے،

بہت سے نوادر ملجاتے ہیں، محصّل امام رازی مع نقد المحصل طوسی بھی آگئی ہے۔
شبلی۔ ۱۶-اکتوبر ۱۹۰۵ء
لکھنؤ

(۱۳)

برادرم۔
یہاں مدت سے غلغلہ تھا کہ تم رخصت لیکر آتے ہو، اور درو س الاولیہ پڑھاؤ گے،
تمھارے بھی متعدد وعدے ہو چکے تھے، سب کو انتظار تھا، بلکہ مستقل قیام کی توقع
تھی، اب تم نے اپنے وعدہ پر، میری ضمانت واعتبار پر، طلبا کی امید پر، قومی کام پر،
ان سب باتوں پر، بچوں کی طرح گھر کے قیام کو مقدم رکھا۔ اور کہا کہ وہیں کوئی لڑکا چلے اور تم
پڑھادو، افسوس صد افسوس!!

خیر دنیا کا کوئی کام اٹکا نہیں رہتا، خدا مسبب الاسباب ہی لیکن تم سے جو امیدیں
تھیں، اُن کا خاتمہ ہو چکا۔ میرے بست سالہ حقوق کے مقابلہ میں تم ایک مہینہ نہ دیسکے
اس کا افسوس نہیں کہ کام رہجائیگا، بلکہ اسکا افسوس ہی کہ جن لوگوں کو عالی ظرف اور بلند
ہمت سمجھا تھا، ان کا یہ حال ہی تو تا بہ دیگران چہ رسد۔ گویا وعدہ کرنا بازیچۂ دشمن ہے۔
اس خط کے جواب لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

شبلی
۲۹۔ رمضان ۱۳۲۳ھ

(۳۲)

ندوہ کے لئے بھوپال آیا تھا، سرکار عالیہ سے ملاقات کی، اور ۵۰ ماہوار ندوہ کے لئے انھوں نے مقرر فرما دیئے - اب شاید کبھی جاؤن، تم تیار رہو، دو تین مہینہ قیام کرکے صرف دروس الاولیہ پڑھادو - تمہارے رہنے کے لئے میرا کوٹھا نہایت مناسب اور حسب مزاج ہوگا - اگر تم ترک تعلق کردوگے تو سدّ رمق کی قدر کچھ بندوبست ہوجائیگا

اِنَّ اللہَ ھُوَ الرَّزَّاق،

اپنے ارادہ سے مجھکو مطلع کرنا، خط ندوہ ہی کے پتہ سے بھیجا جائے -

شبلی - مکان ڈائرکٹر تعلیمات

۲ - نومبر ۱۹۰۵؁ء - بھوپال

(۳۳)

ایک کاتب بہت اچھا اور کم اجرت ہاتھ آگیا ہی، بواپسی ڈاک جو اجزا بلاغت و حقائق قرآنی - سے تعلق رکھتے ہین، بھیجدو، یون بھی انسے کام ہی -

ندوہ کا سالانہ جلسہ بنارس مین قرار پایا ہی، ۱۴ - اپریل سے شروع ہوگا -

[illegible] صاحب ہاتھ آگئی اور بہت مسرت ہوئی -

اب کے ندوہ مین کتب نادرہ کی نمایش بھی ہوگی،

حامد نائب تحصیلداری مین لے لئے گئے،

مین نے شعر العجم لکھنا شروع کردیا، اگرچہ سخت عدیم الفرصت ہون،

شعر العجم کی تصنیف کی ابتدا [illegible]

والسلام — شبلی - ۱۴ - اپریل ۱۹۰۶ء

(۳۴)

مین آج کل بمبئی مین ہون، ونشمس مین کوئی اہم بات نہ تھی بعض جگہ وہم پرستی کی جھلک تھی، مثلاً حضرت عثمان اور امام حسین کی شہادت کو سببِ عقاب قرار دینا اسکو مین نے تمہاری متاثرانہ طبیعت کا اثر سمجھا اور کچھ تعرض نہ کیا۔

حامد پہلے دیوگام مین نائب تحصیلداری پر تھے اب جونپور کے کسی تحصیل مین ہین

مین ابھی یہان چند ہفتہ اور رہونگا۔

سوانح مولانا روم[۵۱] اب جاکر تیار ہوئی۔ ابن القیم کی کتاب اقسام القرآن، اور کتاب فی القضاء والقدر، نہ دیکھی ہو تو یہان سے منگوالو۔

شبلی - ۴ - اگست ۱۹۰۶ء

بمبئی

(۳۵)

کارڈ پہنچا سورہ قیامت کی تفسیر دیکھی، لا کے باب مین توارد ہوا، میرا مدت سے یہ خیال[۵۲] تھا یہ محاورہ عام ہی۔ مجھکو بخار آنے لگا تھا اسلئے پڑھنا لکھنا چھوٹ گیا ہی، اب اچھا ہو رہا ہون،

شبلی - ۲۳ - اگست ۱۹۰۶ء بمبئی۔ فلارنس ہوس

---

[۵۱] سوانح کے اختتام تصنیف کی تاریخ، [۵۲] قرآن مجید مین اکثر واو قسم سے پہلے لا آتا ہی، عام مفسرین اس لا کو ہمیشہ زائد لکھتے ہین، یعنی اسکو معنی مین کوئی دخل نہین، مولانا کی رائے تھی جو محاورہ کے بالکل مطابق ہے کہ اس لا سے خصم کے دعوی کی نفی اور قسم سے اپنے دعوی کی تائید مقصود ہی، عربی مین لا واللہ لا و رب الکعبہ

(۳۶)

برادرم - سلام علیکم،

۱- بمبئی مین اس دفعہ صرف منضج[^1] پر اکتفا کیا گیا، وہان شدت سے یہ خیال پھیلا ہی کہ ندوہ کفر ہے -

۲- عرب[^2] کا پتہ یہ ہی - محلہ سلطان شاہی - گول دروازہ - احمد بن عبد اللہ -

بمبئی مین، دو تین سو روپیہ میرے بچ کے خرچ ہو گئے، اس لئے مین آج کل بالکل نادار ہون - عرب فہرست بھی بلا قیمت پیشگی نہ بھیجیگا -

۳- ابن النحاس کی کتاب ناسخ و منسوخ القرآن چھپی ہے، اس مضمون کی تمام کتابون سے بہتر اور نہایت مستند ہی -

۴- سوانح مولانا روم آج بھیجتا ہون -

۵- صحت بہت خراب ہی بخار بار بار آتا ہی، مسہل سے پرسون فارغ ہوا ہون، لیکن طبیعت اب بھی صاف نہین -

۶- علیگڑھ کی خبر غالباً غلط ہو کیونکہ جب تک انگریزی پروفیسر نہ ملے کوئی اسسٹنٹ نہ مقرر ہوگا - اور انگریز تو اب تک نہین ملا، نہ امید ہے -

۷- شاید تم سے سفر کے بعد نہ ملاقات ہو کیونکہ مین اچھا رہا تو فوراً دورہ کو جاؤنگا -

[^1]: ۵۱ یعنی ندوہ کے متعلق صرف ایک تقریبی تقریر کی گئی، دیکھو خط بنام سید سلیمان،

[^2]: ۵۲ عرب تاجر کتب -

۸۔شوال کو یہان دستار بندی کا جلسہ ہی، تم اسوقت آجاتے تو اچھا تھا۔

۸۔اجزاء تفسیر واپس ہین۔

۹۔حامد نائب تحصیلداری مین خوش ہین، اور دیوگام مین ہین، رعایا انسے بہت راضی اور حکام بھی۔

۱۰۔جہان آرا بیگم ہمشیرہ عالمگیر کی ایک تصنیف، اور خود اس کا تیار کرایا ہوا نسخہ سو(۱۰۰) روپیہ کو ہات آیا، دیکھنے کے قابل ہے۔

شبلی۔ ۲۳۔اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۷)

برادرم۔

مین کلکتہ جارہا ہون تم سے ملاقات کی امید نہین لیکن اسقدر ضرور کرنا کہ لکھنؤ ہوتے ہوئے گھر جاؤ۔ اور مولوی حفیظ اللہ صاحب سے کہنا کہ دو طالب العلم ہوشیار اور مستعد تمہارے ساتھ کردین تم انکو ساتھ لیتے جانا، اور جب تک مکان پر رہنا انکو دروس الاولیہ پڑھانا، اور نیز تفسیر القرآن مصنفہ خود، یہ کارڈ محفوظ رکھنا اور مولوی حفیظ اللہ صاحب کو دکھا دینا۔

شبلی۔ ۱۲۔دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۸)

کیا یہ شعر یا اس سے ملتا جلتا کسی قدیم یا حال کے شاعر کا ہی۔

پیکر آرائے ازل، طلعت زیبای ترا[۹۱] نقش می بست و بروی تو تماشا می کرد

شبلی - ۱۸- اپریل ۱۹۰۷ء

الہ آباد

(۳۹)

برادرم-

میری حالت بدستور ہے، ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب نے ایک مرہم بتایا، اس کے استعمال سے کچھ فایدہ نہین[۹۲] ہوتا، تین مہینہ کا مستقل زمانہ ایک گوشہ[۹۳] مین بسر کرنا نہ عقلاً مناسب ہی نہ مصلحۃً -

ندوہ مین میرا بالاخانہ خالی ہے، آؤ اطمینان و تنہائی مین تفسیر کا درس دو اگر جی چاہے ورنہ اسکی بھی ضرورت نہین -

البتہ دروس الاولیہ کا ایک سبق پڑھا دیا کرو، خدا نے تم کو بلند پایہ بنایا تو بلند خیال بھی بننا چاہئے[۹۴] -

---

۹۱ یہ خود مولانا کا شعر ہی مقصود یہ ہی کہ یہ مضمون کسی اور نے بھی باندھا ہی یا نہین، دیوان مین یہ شعر صرف ایک لفظ کے بدلنے سے کسقدر بلند ہو گیا ہی،

پیکر آرائے ازل صورت زیبائے ترا نقش می بست و ہم از ذوق تماشا می کرد

و ابروے تو، سے چہرہ کی خصوصیت ہو گئی تھی، حالانکہ محبوب کا ایک ایک عضو ذوق تماشا کے لائق تھا -

۹۲ بواسیر کے زخم مین، ۹۳ اعظم گڈھ مین، ۹۴ دیکھو مکتوب -۲۶، ۲۹، ۳۵،

مین شاید جلد بمبئی جاؤن، اسیلئے میرے رہنے تک آجاؤ تو اچھا ہے -

شبلی - ۱۱ - اگست ۱۹۰۷ء

(۴۰)

برادر عزیز مولوی حمید الدین -

مولوی غلام محمد صاحب شملوی وہان[۵۱] جاتے ہین، وہ نہ صرف ندوہ کے وکیل وسفیر ہین، بلکہ تمام قومی کامون مین انکو محنت اور دلچسپی اور شغف ہے، کانفرنس دہلی مین اور شملہ ڈیپوٹیشن وغیرہ مین انھون نے نمایان شرکت کی، اور درحقیقت وہ قوم کے لئے ایک نہایت مفید کارکن ہین - تم انکو آرچبولڈ اور جرمنی پروفیسر[۵۱] سے تعارف کراؤ، مسٹر ماریسن اور مسٹر آرنلڈ نے انکو سرٹیفکٹ دیا ہے - وہ ان لوگون کو دکھلاؤ - اور اگر وہ لوگ بھی کوئی سرٹیفکٹ دین تو اس سے کیا بہتر -

زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین، والسلام

شبلی - ۲۴ - فروری ۱۹۰۸ء - لکھنؤ

(۴۱)

آج انشاء اللہ ۴ بجے پٹیالہ[۵۲] کے قصد سے روانہ ہونگا -

---

۵۱ مکتوب الیہ کا قیام اب علیگڈھ کالج مین بحیثیت عربک اسسٹنٹ پروفیسر تھا جرمنی پروفیسر سے مقصود مسٹر جوزف ہارووِٹز ہین، ۱۹۱۴ء مین یہ کالج سے قطع تعلق کرکے جرمنی واپس گئے - ۵۲ کرنل عبدالمجید خان وزیر پٹیالہ نے یہان راجپوت کانفرنس قائم کی تھی اسکی شرکت کے لیئے مولانا گئے

۱۷-۱۸ تک غالباً علیگڈھ آسکون[۵۱]
کتاب کی تصیحح کا مجھکو موقع اب نہ مل سکیگا۔ مین مدت تک ایاب و ذہاب مین رہونگا، اس لیئے کاپیون کی تصیحح تم ہی کردینا،
فردوسی کے اشعار مین کہین الفاظ کے معنی تحت اللفظ لکھدینا، اسکے اکثر الفاظ اب نامانوس ہین۔
الہ آباد کی ایک متوحش خبر سنی، معلوم نہین کہان تک صحیح ہے، یعنی بندوق کی صدمہ سے اسحاق کی نواسی کا انتقال ہوگیا۔
باردودسے نے ہمارا گھر دیکھ پایا ہے۔ شبلی

۱۲- مارچ سنہ ۱۹۰۶ء - لکھنؤ

(۴۲)

افسوس اتنی لمبی تعطیل مین تم یہان نہ آئے۔ دروس الاولیہ ابکی بھی رہ گئی، وظیفہ جو تم نے مقرر کیا بھیجا بھی یا نہین،
سُنا ہوگا کہ گورنمنٹ نے ۳۲ بیگہ زمین نہایت خوش منظر عنایت کی، اسکے شکریہ کا بہت بڑا جلسہ اس اتوار کو ہوگا۔
اور بھی متعدد امور ندوہ کی ترقی کے عنقریب ظہور مین آنے والے ہین۔
مین پھر حیدرآباد جاؤنگا، وہان کا کام[۵۲] ابھی تمام نہین ہوا[۵۳]۔

---

[۵۱] شعر العجم کی تصیحح، جو علیگڈھ کے ایک مطبع مین چھپ رہی تھی، [۵۲] مشرقی یونیورسٹی کیلیئے وضع نصاب،

سادہ فارسی کے التزام کے ساتھ ایسی ہی غزل ان قافیون مین ہو سکتی تھی،
باوجود کثرت شغل آج کل بہت سی غزلین لکھین بعض اشعار لکھتا ہون۔

در شوق، پاس گرمیِ نازش بجا نماند | یا آنکہ کار با صنمے خود پسند ہست
ہرگز حدیث شوق بہ پایان نمے رسد | یارب کدام جا سر این رشتہ بند ہست
می بینم این کہ قیمت دل تا کجا کشد؟ | پرسد ز من، کہ نرخِ متاع تو چند ہست
دل در اداے طاعتِ حق، حیلہ جو نبود | عذرم بنہ کہ بادہ بقدرِ وضو نبود

شبلی۔ ۲۷۔اگست ۱۹۰۸ء

(۴۳)

برادرم حمید۔

مجلس انتظامیہ ندوہ نے یہ رزلیوشن پاس کیا کہ "ایک طالب العلم وظیفہ دیکر مولوی حمید الدین کے پاس بھیجا جاے کہ وہ اسکو دروس الاولیہ وہیئت جدیدہ پڑھائین اور ممکن ہو تو وہان[۱] آلات سے اسکو تجربہ بھی سکھلایا جائیے" اس لئے ایک طالب العلم تمھارے پاس بھیجا جائیگا، تم اسکے صورت قیام اور تعلیم و تجربہ سے مطلع کرو، اگر تم اپنے مکان مین جگہ دو تو اپنا وظیفہ اسی مین محسوب کر سکتے ہو۔

شبلی۔

۱۔ستمبر ۱۹۰۸ء ندوہ

---

۱ یعنی علیگڈھ کالج کے بیت الآلات مین،

(۴۴)

تماشہ داشت، آن ہنگامہ خیز یہائے امیدم　　دریغ از زود کاریہا کہ مکتوب تو وا کردم

متاعے گر بدست آسان رسد قدرے نمی دارد　　بہ او دل را بسیر دن خواستم اول بہا کردم

شبلی - ۶ - نومبر ۱۹۰۸ء - لکھنؤ

(۴۵)

میان ضیاء الحسن[۵۱] علیگڈھ کالج مین تعلیم کے لیئے جاتے ہین، تم ایک خط انکی معرفی کا

ڈاکٹر ہارویز کے نام لکھ کر میرے پاس بھیجدو - مین انکو بھیجدونگا -

خواہید اگر کہ عیش[۵۲] "فزون از" فزون کنید　　دیوانۂ ایست عقل ز شہرش برون کنید

عمریست این کہ عاقل وفرزانہ بودہ اید　　ہم بد نباشد ار دو سہ روزے جنون کنید

دور از وصالِ دوست نشاطم حرام باد　　در جام بادہ گر بتوانید خون کنید

من نیز ہم چو شیخ دم از زہد مے زنم　　اول مرا بہ بادۂ وے آزمون کنید

فرصت ز دست می رود ار دیر مے کشد　　گر کردن است چارۂ شبلی کنون کنید

تیمارِ خستۂ غم الفت ز دست رفت　　من خود بجیرتم چہ بگویم کہ چون کنید

۱۴ - نومبر ۱۹۰۸ء - ندوہ

---

۵۱ مولوی ضیاء الحسن ندوی، ندوہ سے فراغت کے بعد تحصیل انگریزی کے لیئے علیگڈھ کالج جاتے ہین ۱۹۱۳ء مین اسی کالج سے انھون نے بی - اے - پاس کیا - اور ۱۹۱۶ء مین انھون نے یہین سے ایم - اے بھی کیا

۵۲ دیوان مین یہ مصرع اسطرح ہی: خواہید اگر کہ عیش "ونشاط،" فزون کنید -

(۴۶)

تمہارا وظیفہ بہت دنوں سے نہین آیا۔

فارسی شاعری مین تخیل کی چند مثال حسب خیالات یورپ، لکھ بھیجو۔

شعر العجم مین صرف خواجہ حافظ کا حال چھپنا رہ گیا ہی اور وہ بھی قریب الانجام ہی۔

مین عنقریب سفر مین جاتا ہون۔ حیدرآباد تک اور شاید عرب تک[۹۱]

شبلی۔ ۲۷- اگست سنہ ۱۹۰۹ء

(۴۷) ندوہ۔

عزیزی۔

۱- ابکی جلسہ انتظامیہ مین امور مہمہ پیش ہین، اور چونکہ تعطیل کی وجہ سے وکلاء ممبر باہر چلے جائینگے، اس لئے شاید کورم مین دقت ہو۔ تم اسکو تو ضرور آؤ۔

۲- عمارت اب اس حالت تک پہنچگئی ہے کہ نہایت تفریح ہوتی ہی، اور جی چاہتا ہی کہ وہین رہا کیجئے۔ حالانکہ صرف کمر کمر تک دیوارین آئی ہین، تم دیکھکر لطف اٹھاؤ گے۔

۳- اگر کچھ دقت نہ ہو تو شوکت[۹۲] کو لیتے آؤ، مین کلکتہ جاتے ہوے پھر الہ آباد پہنچا دونگا۔

۴- انجیل اور توریت مین خاص اخلاقی احکام کہان مل سکتے ہین یعنی کونسے باب اور فصل مین؟

شبلی۔ ۹ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

---

[۹۱] یہ عزم سنہ ۱۹۱۴ء مین بھی تھا لیکن پورا نہ ہوا۔

[۹۲] مولانا کا نواسہ۔

(۴۸)

برادرم۔

جلسہ سالانہ[۵۱] مارچ کے اخیر مین دلی مین قرار پایا لیکن میزبان مصارف کا ذمہ نہین لیتے اس لیئے ہم کو خود انتظام کرنا پڑا، چندہ ممبری صہ کردیا گیا ہے، اور ہر رکن انتظامی سے استدعا ہے کہ پانچ ممبر ہم پہنچا کر انکی فیس بھجوا دے، تمکو بھی اس کی تعمیل کرنی چاہیئے۔

میاں اسحاق وغیرہ پاس ہین، کوئی بڑی تعداد نہین، انشاءاللہ جلسہ مین وہ امور فیصل ہونگے جو ندوہ کی نئی زندگی اور اصل مقصد کا آغاز ہین۔

شعرالعجم کی جلد اول وغیرہ مین خراب بندھی تھی، لیکن اب نہایت خوبصورت انگریزی وضع کی جلدین تیار کرائی گئی ہین، لیکن مزہ یہ ہی کہ چارون طرف سناٹا ہی، ایک درخواست بھی نہین آئی فارسی دانی کی یہ نوبت پہنچی[۵۲]۔

شبلی - ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۴۹) ندوہ

برادرم۔

جلسہ نہایت کامیاب رہا، پانچ ہزار روپیہ سردست (اور جسقدر ضرورت ہو اسکا وعدہ) سردار اسمعیل خان[۵۳] نے دیئے کہ ندوہ کے اہتمام مین قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا جائے۔ اسکے متعلق تم جو رد دیسکتے ہو دو، یعنی ان لوگون کے نام بتاؤ جو اس کام کو معاوضہ

---

۵۱ ندوہ کا۔ ۵۲ تاہم سنہ ۱۹۱۳ء مین تمام جلدین ختم ہوگئین۔ ۵۳ سفیر دولت افغانستان۔

لیکر کرین، نیز انگریزی مین قرآن مجید کے جسقدر ترجمہ ہو چکے ہون انکے نام اور پتہ،

یہ کام بہت وسعت کے ساتھ کیا جائیگا۔

میان اسحاق کے دو سو مدِ تعمیر کمرہ مین داخل کر دیئے گئے اور جلسہ سالانہ مین اسکا

اعلان ہوا، اور بھی کمرون کے متعلق چندے ہوئے۔

شبلی۔ ندوہ۔ لکھنؤ۔ ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۰ء

(۵۰)

عزیزی۔

تمھارے ہان کب تعطیل ہوگی؟

کیا تم چند روز سرائے میر[۵۱] کے مدرسہ مین قیام کر سکتے ہو۔ مین بھی شاید آؤن اور اس کا

نظم و نسق درست کر دیا جائے۔

اسکو گروکل کے طور پر خالص مذہبی مدرسہ بنانا چاہیئے، یعنی سادہ زندگی، اور قناعت

اور مذہبی خدمت مطمح زندگی ہو۔ شبلی۔ ۲۹ اپریل ۱۹۱۰ء لکھنؤ

[۵۱] اعظمگڈھ سے چند اسٹیشن ادھر سرائے میر ایک مشہور قصبہ ہے مسلمانان اعظمگڈھ نے مولانا کے زیر ہدایت یہان ایک عربی کا مدرسہ بطرز جدید قائم کیا، اسوقت اس کی عمارت بھی بقدر ضرورت بن گئی ہے، دو سو سے زائد طلبہ تعلیم پاتے ہین، ۱۹۱۴ء مین ارادہ تھا کہ اسی مدرسہ کو ندوہ کے اصول پر چلایا جاے، ضروری کار روائی ہو چکی تھی کہ مولانا نے وفات پائی، مولانا کے مخصوص تلامذہ صرف اپنے استاد کی یادگار مین اسپر اپنا وقت صرف کر رہے ہین، اس مدرسہ کے متعلق مولانا کا جو خیال تھا وہ مکتوب ۔۶۵ سے معلوم ہوگا،

(۵۱)

برادرم -

مسٹر ہارویز نے کتاب کی سفارش کی جو منظور نہین ہوئی[۱] - جسٹرار کا خط میرے پاس آیا کہ یونیورسٹی نے آپ کی کتاب کسی امتحان مین نہین رکھی لیکن بطور ایک نہایت ممتاز تصنیف کے کالجون اور اسکولون کے کُتب خانون کے لیئے سفارش کی -

کیا ہارویز صاحب نصاب مین رکھنا چاہتے تھے، ایک اردو تصنیف فارسی نصاب مین کیونکر داخل ہوسکتی ہی - پنجاب یونیورسٹی نے اتنا کیا کہ بی - اے اور ایم - اے - کے طلبہ کو مطالعہ کی ہدایت کی[۲] -

وقف اولاد کے متعلق خدا کے فضل سے بہت کچھ کامیابی کی امید پیدا ہوئی اور کوشش رائیگان نہ گئی -

ا سند ﷺ کے جلسہ مین آؤ تو ہفتہ کی بھی رخصت لیکر آؤ کہ وقف کے جلسہ مین شریک ہوسکو،

مارسڈن بی - اے کی کتاب تاریخ ہند، بہت دل آزار تھی، مین نے اس کے متعلق رجسٹرار کو لکھا تھا - مارسڈن خود یہان آئے اور مجھسے ملا اور کہا کہ بعض فقرے مین نے نکالدیئے اور اور بھی نکالنے کو تیار ہون، اس سے مطلب یہ ہی کہ لوگ مطلق ہاتھ پاؤن نہین ہلاتے ورنہ کوئی کوشش بے اثر نہین جاتی -

شبلی - ۱۲ - اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

[۱] یعنی شعر العجم کے یونیورسٹی کے کورس مین داخل ہونیکے متعلق، [۲] سنہ ۱۹۱۴ء مین اسنے کورس مین بھی داخل کرلیا

(۵۲)

میر اکبر حسین صاحب نے انکار کیا۔ اور مولوی عزیز مرزا صاحب کا نام داخل ہوگیا

اب زیادہ ممبرون کی ضرورت نہین، جلسی مین مولوی رحمت اللہ کے انداز تقریر کا مین اندازہ

نہ کرسکا، استفساری خط لکھوالیا ہی مسٹر برن کو بھیجونگا۔ جواب آنے پر یادداشت لکھی جائیگی

تم بھی اپنے خیالات قلمبند کرو۔ جنرل ریڈر اُردو منگوا کر دیکھی، اردو ہندی دونون مین چھپی ہی

اور ایک ہی عبارت ہی اگر ایسا کورس بنانا مقصود ہے تو ابتدائی درجون تک مضایقہ نہین[۱]،

پروف واپس آگیا۔ شبلی

۲۸ ستمبر ۱۹۱۱ء لکھنؤ

(۵۳)

کل سے فی الجملہ صحیح ہون، اور پھر چند عربی صفحے[۲] لکھے، افسوس یہ ہے کہ غالباً

جرجی زیدان، ابن الاثیر مطبوعہ یورپ کے حوالے دیتا ہی، وہ یہان موجود نہین، اس لئے اکثر

اس کی چوریان رہ گئین، کیونکہ انکی طرف مراجعت نہین ہوسکتی، ورنہ وہ ایک واقعہ بھی صحیح

طور سے نہین نقل کرتا۔

وقف اولاد کے متعلق مین نے ہوم ممبر کو جن سے تمام قوانین کا تعلق ہی لکھا تھا کہ وہ

ایک ڈیپوٹیشن منظور کرین کہ انکو تمام کاغذات سمجھائے، اُنھون نے نہایت خوشی سے

---

[۱] شاید یہ خط ورنیکولر اسکیم کے متعلق ہی، ۹-۷-۹۱ء و ۴۲-۳۹ [۲] جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر نے تمدن اسلامی کے نام سے پانچ جلدون مین تمدن اسلامی کی تاریخ لکھی ہی، مولانا نے اسپر عربی مین انتقاد لکھا ہی اُسکے چند صفحے مقصود ہین۔

منظور کیا۔ ۲۷۔ تاریخ مقرر کی ہی لیکن شاید کچھ ٹل جائے۔ یہ کام ہو جائے تو ایک بڑا بار اتر جای۔

شبلی۔ ۲۴۔ دسمبر ۱۹۱۱ء

(۵۴)

لکھنؤ

حملت علی، مین تم کو شبہ[۱] تھا۔ جاحظ کی عبارت کتاب الحیوان[۲] سے نقل کرکے بھیجتا ہون

صفحہ ۱۹، ‏"ان حملنا جمیع من یتکلف قرأة هذا الکتاب علی مُر الحق وصعوبة الجد وثقل المؤنة وحلیة الوقار لصبر علیه مع طوله"

شبلی

۲۔ جنوری ۱۹۱۲ء۔ ندوہ

(۵۵)

برادرم۔

مین نے خدا کا نام لیکر خدام الدین کی جماعت[۳] قایم کردی، الگ مکان لے دیا ہی اور الگ تربیت ہے۔ قریباً ایک مہینہ ہوا، اب تک امید افزا آثار ہین، احکام اسلام کی پابندی مین شغف اور مستعدی پائی جاتی ہی۔ ابھی تک سات لڑکے عہد و پیمان کے ساتھ خود

---

[۱] الانتقاد مین ایک جگہ مولانا نے حمل کا صلہ علی استعمال کیا ہی، مولوی حمیدالدین صاحب کو کلام تھا، جاحظ کی عبارت سے مولانا نے استناد کیا ہے، [۲] کتاب الحیوان ج ا ص ۱۹، مصر۔

[۳] مولانا کی خواہش تھی کہ طلبہ کی ایک جماعت مخصوص خدمت دینی کے لئے ندوہ مین قائم کی جائے، جسکو متقشف زندگی بسر کرنے کی عادت دلائی جائے کہ تحمل مصائب و شدائد کے ساتھ وہ گاؤن اور دیہاتون مین تلقین اسلام کرسکین۔

اپنی مرضی سے داخل ہوئے ہین، یہ دیہات وغیرہ مین اشاعت اسلام کے کام بھی
آئینگے، اور جو کام انکو بتایا جائیگا۔

تیار شدہ اجزاء المنار[۱] کے پاس بھیجدیئے تھے، بہت مسرت بلکہ شکریہ ادا کیا ہے،
اور لکھا ہی کہ مین نے مصر کے علماء کو ترغیب دی تھی، لیکن لوگون نے ہمت نہ کی۔ المنار
مین وہ چھاپین گے۔

تم اپنا وظیفہ، مخصوص عبدالواجد متعلم درجۂ تکمیل کے نام کر دو، معتمد مال کو اطلاع دو، اور
لکھدو کہ یہ وظیفہ لیاقت ہی، اور اس وظیفہ کے علاوہ ہی جو انکو خوراک کے لیئے ملتا ہی،
غرض یہ ہی کہ یہان اب تک خوراک کا وظیفہ ہی جس مین سب برابر ہین، لیاقت کا کوئی وظیفہ
نہین، اسلیئے طلبہ کو کوئی تحریک نہین ہوتی۔

عبدالواجد نے درجۂ تکمیل ادب مین امتحان دیا۔ زبانی امتحان ڈاکٹر ہارویز نے لیا،
اور مجھکو تعجب انگیز طور پر انکی لیاقت کے نسبت لکھا، اب وہ اشاعت اسلام کی غرض سے
انگریزی پڑھینگے پہلے سے بھی انگریزی پڑھتے تھے،

شبلی - ۸ فروری ۱۹۱۲ء - ندوہ

(۵۶)

برادرم۔

ا۔ سورۂ تحریم[۲] کی تفسیر جو تم نے شایع کی ہی، وہ بھیجدو،

---

[۱] الانتقاد کے ۵۲ یہان سے جو مکاتیب ہین انکا تعلق سیرۃ نبوی سے ہی۔

۲۔سورہ احزاب مین آنحضرتؐ کو ازواج کی جو اجازت ہی اور عدل کی قید بھی اڑا دی گئی ہے۔ یہ کیا بات ہی؟

۳۔مرزا سلیم کا مزاج معلوم ہے لیکن وہ جلد یعنی تھوڑی سی خوشامد مین رام بھی ہو سکتے ہین۔ مین یہ کر دونگا۔ البتہ عبدالاحد مفسد آدمی ہین اور سخت۔

۴۔ہان مین بیمار ہو گیا تھا، آٹھ دن تک۔

۵۔وہان آنے مین صرف کتابون کی دقت ہی تمام کتابین وہان نہین مل سکتین نہ مین ساتھ لا سکتا۔

۶۔کاپی نویس مقصود نہین بلکہ خوشنویس۔

شبلی۔ ۲۶۔اکتوبر ۱۹۱۲ء

(۵۷)

برادرم۔

جن لوگون نے شبلی کے ساتھ باوجود قرب حقوق اور میری سخت گیری کے یہ برتاؤ کیا وہ سراسے میر کے ساتھ کیا کرینگے، چندہ لکھ دینگے لیکن وصول کیونکر ہوگا۔ مین اعظم گڈھ جاؤنگا تو یہ کوشش کر سکتا ہون، لیکن نتیجہ کیا ہوگا۔

خوشنویس کی تنخواہ اب تقسیم ہو گئی، اب صرف ۵ کی جگہ رہ گئی ہی، بندہ دل سے یوسف کا خط بھی آیا ہی ان کو بھی یہی جواب لکھ دیا گیا۔

طبقات ابن سعد وغیرہ مین مذکور ہی کہ آنحضرتؐ نے نو مین سے صرف چار ازدواج کو رکھ لیا

تھا پانچ الگ کردی گئی تھین، گو ان کو طلاق نہین دی۔ ان کے نام بھی لکھے ہین، یہ غالباً تحدید اربع کی تعمیل ہوگی لیکن نزول آیت کا زمانہ نہین معلوم ہوتا۔

یورپین مؤرخون پر روز بروز حیرت بڑھتی جاتی ہی، نولدکی اور گولڈزیہر کا ترجمہ دیکھ رہا ہون عجیب عجیب قیاس آفرینیان نظر آتی ہین حبش کو اسلئے آپنے صحابہ کو بھیجا تھا کہ ابرہہ سے نے جو کعبہ کو ڈھانا چاہا تھا اس کی بنا پر سلطنت حبش سے سازش کرکے روٗساے قریش کو نقصان پہنچائے لیکن پھر سوچا کہ وہ خود آنحضرتؐ کو بھی بیدخل کردیگا۔

ہر قسم کے وجوہ داعی ہین کہ وہان آکر رہون، معدہ یہان کسی طرح صحیح نہین ہوتا لیکن کتابون کا انبار کہان کہان لادے پھرون۔

شبلی۔

۷ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء ۔ لکھنؤ

(۵۸)

برادرم۔

تم نے حضرت اسحاق کی صغرسنی سے جو استدلال[۱] کیا ہی وہ ناتمام ہی، توراة سے ثابت ہے کہ حضرت اسحاق کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر سٙو برس کی تھی،

[۱] مسئلہ یہ ہی کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے یا اسماعیل؟ مولوی حمید الدین نے یہ ثابت کیا ہی کہ وہ اسماعیل تھے، یہ بحث سیرۃ کے دیباچہ مین مفصل ہے۔ مولوی حمید الدین صاحب کا استدلال یہ ہی، کہ خدا نے قربانی سے پہلے حضرت اسحاق کو تکثیر نسل کی بشارت دی ہی اگر اون کی قربانی مقصود تھی جسکے بعد قطع نسل ہوگا، تو اس بشارت کی صحت کیونکر ہوتی، اگر یہ کہا جاے کہ وہ شادی کے بعد، اولاد ہونے کے بعد قربانی ہوتے تو یہ اس لئے صحیح نہین کہ وہ اسوقت صغیر السن تھے،

یہ بھی توراۃ مین ہی کہ حضرت ابراہیم ایک سو پچھتر ۱۷۵ برس کی عمر مین مرے، اسلئے حضرت اسحاق حضرت ابراہیم کی زندگی مین سٹتر برس سے زیادہ عمر کے ہوچکے تھے۔ توراۃ مین یہ کہین مذکور نہین کہ قربانی کے وقت حضرت اسحاق صغیر السن تھے۔

تم نے صغر سن کی دلیل یہ قرار دی ہی کہ انھون نے اسوقت شادی نہین کی تھی، لیکن یہ صغر سن کی کوئی دلیل نہین، حضرت اسحاق نے تو ۴۰ برس کی عمر تک شادی نہین کی تو کیا ۳۰-۳۵ برس تک ان کو صغیر السن کہہ سکتے ہین۔ خدا نے اسحاق کی بشارت کے ساتھ کثرت نسل کی اگر بشارت دی تو اسکو قربانی سے کوئی منافات نہین، ممکن ہی کہ شادی ہوجاتی اور اولاد ہوتی، پھر وہ قربانی کیئے جاتے۔

شبلی۔ ۱۲- نومبر ۱۹۱۲ء

(۵۹)

برادر عزیز سلمہ،

السلام علیکم۔ مین اب سیرۃ ابتدا سے اس طرح لکھ رہا ہون کہ مکمل ہوتی جاتی ہے اور ساتھ ہی مطبع مین دیدی جائے، لیکن اس ترتیب مین بعض جگہ رکاوٹ پیدا ہوتی ہی اور بعض مباحث ایسے پیش آجاتے ہین کہ تم سے استفسار و تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے، اسوقت دو یا تین باتین تحقیق طلب ہین۔

۱- توراۃ مین بہ تصریح موجود ہی کہ حضرت اسمعیل بیر سبع یا فاران مین آباد ہوئے (کتاب پیدائش باب ۲۵ ورس ۱۸) مین یہ الفاظ ہین،

"اور وہ حویلہ سے شور تک جو مصر کے سامنے اس راہ مین ہے جس سے اسور کو جاتے ہین بستے تھے ان کا قطعہ زمین ان کے سب بھائیون کے سامنے پڑا تھا"

ان عبارتون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت اسمعیل و ہاجرہ عرب مین نہین آئے اس کے متعلق تمہاری کیا تحقیق ہی، اور کیا توراۃ سے بالکل قطع نظر کر لینی چاہیئے!

۲- دوسری بات یہ ہی کہ بخاری کتاب الانبیاء مین ایک حدیث مرفوع ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت اسمعیل جب مکہ مین آے تو شیر خوار تھے، لیکن توراۃ مین جہان ختنہ کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابراہیم نے جب حضرت اسمعیل کا ختنہ کیا تو انکی عمر ۱۳ برس کی تھی، ان دونون مین کیونکر تطبیق ہو سکتی ہے۔

والسلام

شبلی نعمانی ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء۔ بمبئی۔

(۶۰)

مدت سے تمہارا کوئی خط نہین آیا، سیرۃ کے لئے چندروز بہ استقلال الہ آباد رہنا بھی ضروری ہے۔ توراۃ سے اب کام پڑا ہی۔ عبدالسلام[1] نے ضروری مباحث کے متعلق تم کو خط لکھا ہو گا۔

زبور ۸۴- آیت ۶- مین وادی بکا کا لفظ ہے بعض یورپین کی راے ہی کہ یہ بکہ ہی جو مکہ کا نام ہی۔ لیکن موجودہ نسخون مین اسکی شکل بکائی ہے اسکے متعلق تحقیق کر کے لکھو۔

شبلی - ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء - بمبئی

[1] مولانا عبدالسلام ندوی سابق اڈیٹر الندوہ، اسوقت وہ سیرت مین مولانا کے مددگار تھے۔

(۶۱)

انگریز نومسلم[۵۱] کی خبر سے بہت خوشی ہوئی، ان کی وجہ معاش کیا ہے، رہتے کس مکان میں ہیں؟ میں رمضان میں آجاتا لیکن رمضان میں تم سے ملنا کہان ہوگا افطار کے بعد تم کیونکر آسکوگے۔ اس بنا پر عید کے بعد آنا چاہتا ہون۔

دلی میں غالباً تم مولوی عبید اللہ[۵۲] کی وجہ سے زیادہ رہے ہوگے، انکی نظارۃ المعارف کا کیا حال ہے، کیا اس بار عظیم کو وہ تنہا اٹھا سکتے ہیں۔ والسلام

شبلی - ۲۷ جولائی ۱۹۱۳ء - بمبئی

(۶۲)

برادرم۔

مفصل خط پہنچا جو باتیں تم نے لکھیں ہیں پہلے سے پیش نظر ہیں۔ لیکن امور ذیل پر لحاظ کرو۔

۱۔ وادی بکا۔ بکا کا املا اس طرح لکھتے ہیں کہ بُکا بھی ہوسکتا ہے چنانچہ ایک نسخہ میں یہی معنی لئے ہیں، اسلئے عبرانی نسخہ دیکھو کیا ہے۔

۲۔ ان آیتوں کا حوالہ لکھو جن میں قربانی کے لئے "بکر" ضروری ہے۔ بعض اور باتیں جو تم نے لکھیں، ان کے حوالے نہیں نقل کئے۔

---

۵۱ مکتوب الیہ کے ہاتھ پر اس زمانہ میں ایک انگریز مسلمان ہوا تھا، اُس کے متعلق ہے۔

۵۲ مولوی عبید اللہ صاحب ناظم نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی۔

۳- مزمور ۸۳ مین اوس و خزرج کا تو ذکر نہین، صرف اسمعیل کا لفظ ہے۔

۴- سورۃ کے کیا معنی جسکو انگریزی مین تحریف کر دیا ہے۔

ایک مبسوط کتاب ایک انگریز نے صرف اس بحث[۵۱] پر لکھی ہے کہ حضرت اسمعیل ذبیح نہ تھے اور نہ رسول اللہ کو اُنسے کوئی نسبی تعلق ہے، مین اسکو ساتھ لیتا آؤنگا۔ عبرانی عبارتین بھی نقل کی ہین اور مسلمانون کے تمام استدلالات بھی۔

خاص قرآن مجید پر، ایک انگریزی کتاب ہے، وہ بھی ساتھ لاؤنگا۔

جرمن کے مشہور پروفیسر نولدیک اور ولہاوسن ہین جنکی تحریر تمام یورپ مین مستند ہے ان کا ترجمہ مین نے کرالیا ہے۔ نولدیک نے صرف قرآن پر لکھا ہے۔

باوجود علالت کے اتنا کام ہوگیا ہے کہ پہلی جلد کی تیاری کے لئے صرف دو تین مہینہ اور درکار ہین، یہ جلد تقریباً پانسو صفحہ کی ہوگی۔

مین انشاءاللہ جلد آتا ہون صرف اسقدر دیر ہوگی کہ شاید کچھ دنون بھوپال مین ٹھیرنا پڑے ابھی وہان سے اختتامی تحریر نہین آئی ہے۔ اسی کا انتظار ہے۔

انصاری وفد جو قسطنطنیہ سے واپس[۵۲] آیا، اسپر مین نے ایک نظم لکھی تھی شاید تم نے دیکھی ہو۔ زمیندار و وکیل مین چھپی تھی۔ جلسہ مین تمام لوگ بے اختیار روتے تھے مجھ پر خود بھی رقت تھی۔

---

۵۱ دیکھو ام - ۵۶، ۵۷ - ۵۲ مسلمانان ہند کی طرف سے طبی وفد جو ڈاکٹر انصاری کی ماتحتی مین جنگ بلقان کے موقع پر قسطنطنیہ گیا تھا، واپسی مین اُسکے اعزاز مین مسلمانان بمبئی نے ایک جلسہ کیا تھا۔

ظفر علی[۱] ملے تھے۔ وہ تو بڑی امیدیں دلاتے ہیں لیکن وہ بالکل غیر معتدل جوش اور خوش اعتقادی ہیں۔ ان کا اصرار ہے کہ تم اور حمید مدینہ یونیورسٹی کے لئے چلے جاؤ ان کا خیال ہی کہ خود وہان سے طلبی ہوگی۔

ہان دین حنیفی جو اسلام سے پہلے بھی تھا اور زید وغیرہ اُسکے پیرو تھے۔ اس کا پتہ کہیں جاہلیۃ کی صحیح شاعری مین بھی ہی یا کسی اور مستند کتاب مین؟

بخاری اور اصابۃ و ملل و نحل وغیرہ مین جسقدر ہی پیش نظر ہی۔ شبلی۔

۲۰۔ اگست ۱۹۱۳ء۔ بمبئی

(۶۴)

برادرم۔

تمھارے خط کا بہت انتظار ہی جس خط مین تمنے حضرت سمعیل کے ذبیح ہونے پر آٹھ نو دلیلین لکھی تھین اس مین توراۃ کے نصوص نہین نقل کئے، وہ لکھ بھیجو، مثلاً یہ کہ قربانی سے مراد خدمت ہیکل ہی، اولاد اسمعیل کا بڑے بال رکھنا وغیرہ وغیرہ۔

کتاب کے ابتدائی حصہ مین صرف یہی بحث ناتمام ہے، اس لئے کتاب مطبع مین جانے سے رکی ہوئی ہے جلدی لکھ بھیجو۔

سید صاحب کے استدلال فاران پر ایک مفصل کتاب ایک پادری نے ۱۸۸۴ء مین لکھی وہ میرے پاس ہی لیکن نہایت لغو جواب دیئے ہین[۲]۔

---

[۱] مولوی ظفر علیخان بی۔ اے اڈیٹر زمیندار، وہ بھی قسطنطنیہ سے واپس آئے تھے ۲ دیکھو ۴۸ و ۵۱ و ۵۶۔

تاہم فاران کے متعلق جغرافیہ دانان یورپ کی تصریح مشکل ہی۔ انسائیکلوپیڈیا یا بائبل ڈکشنری دیکھو، کوئی پختہ بات ملے تو لکھ بھیجو۔

مجھکو وہان آنا نہایت ضروری ہی لیکن آب وہوا مین اسقدر فرق پاتا ہون کہ وہان آنے کی ہمت نہین ہوتی۔

یہان بلا مبالغہ وہان کی بہ نسبت دونی غذا ہی، دعوتون مین ثقیل غذائین کھالیتا ہون کہ لکھنؤ مین وہ مہینون کی بیماری کے لئے کافی ہین، یہان صرف ایک آدہ وقت غرہ کر دینا کافی ہوجاتا ہی۔

جی گھبراتا ہی ورنہ صحت کے لحاظ سے تو یہین وطن بنا لینا چاہیے۔

شبلی

(۴۶) ۸۔ ستمبر ۱۹۱۳ء۔ بمبئی

برادرم۔

مین اتفاقاً چند روز کے لئے حیدرآباد آگیا، سیرت نبوی کے متعلق[۱] عماد الملک نے تمہارا نام پرنسپلی دار العلوم کے لئے پیش کیا لیکن اصل معاملہ حیدری کے ہات مین ہی، ناظم تعلیمات کا اتفاق وتائید بھی درکار ہی، بعض لوگون نے مجھسے اصرار کیا کہ مین ان مراحل کو طے کردون۔ مجھکو معلوم تھا کہ تم خود ملازمت سے کارہ ہو، اسکے علاوہ تم پر اہل وطن کا حق زیادہ ہی۔ اسلیئے مین نے ابھی تک کوئی حصہ نہین لیا، لوگ کہتے ہین کہ اگر تم

---

[۱] یعنی کتبخانہ آصفیہ مین کسی کتاب کے دیکھنے کے لئے۔

نہ ہوئے تو کوئی نااہل شخص باہر سے آجائیگا یا کوئی انگریز، اسلیئے ایک اسلامی تعلیم گاہ کو نقصان پہنچیگا۔ اس دلیل سے مین بھی مجبور ہوجاتا ہون۔

بہرحال اپنی رائے لکھو۔

یہ ضرور ہی کہ افادہ کا عمدہ موقع ہی، آمدنی وافر۔ طلبا کثیر۔ مشاہرہ اسقدر ہی کہ نصف پس انداز کرسکتے ہو کہ جلد خانہ نشین ہوسکو۔ مین صرف ایک دو ہفتہ یہان ہون۔

شبلی۔

۲۶۔ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء۔ حیدرآباد

(۶۵)

برادرم۔

آیت تخییر[۱] (ازواج) اعتزال۔ مظاہرۂ ازواج۔ تین واقعے الگ الگ بیان کئے جاتے ہین، لیکن میرے نزدیک سب ایک ہی سلسلہ کے اور ہمزمان ہین۔ ابن حجر کی بھی یہی راے ہی۔ تم اپنی تحقیق لکھو۔

لیکن سب سے مقدم بحث یہ ہی کہ حضرت عائشہؓ۔ اور حفصہؓ کا مظاہرہ ایسی کیا چیز تھی جسکے لئے خدا و ملائکہ و صالح المومنین کے اعانت کی ضرورت پڑی۔

شبلی

۲۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء۔ حیدرآباد

---

[۱] دیکھو۔ الم۔ ۶۵

(۶۶)

برادر عزیز - حیاکم اللہ -

خط پہنچا - قربانی کا مضمون بہت صحیح ہی مین اس سے کام لونگا -

جدید انسپکٹری کے لیئے ضرور کوشش کرو - ڈیلافوس سے ملو، میری سفارش فضول ہوگی کیونکہ وہ تم کو اچھی طرح جانتے ہین، ورنہ مجھکو عذر نہین بلکہ دلی مسرت ہی -

اعظمگڈھ کے لوگ تو دو ہزار (مد تعمیر) کے مہیا کرنے مین درد دل ہین - ۲۰-۲۵ ہزار کیونکر جمع کر سکین گے -

سورہ تحریم کی تفسیر دیکھ تو چکا ہون لیکن دو نسخے بھیجدو، اس وقت میرے پاس نہین -

افسوس ہی - روز بروز ضعف بڑھتا جاتا ہی - روزانہ ایک گھنٹہ سے زیادہ کام نہین کر سکتا اور مہینہ مین کم از کم پندرہ دن ناغہ ہوتا ہی بوجہ ناسازی طبیعت کے -

سیرت کا کام نہایت وسیع ہی - سخت صدمہ ہوتا ہی کہ ناتمام رہ جائے پھر کون پورا کریگا -

غذا چوبیس (۲۴) گھنٹہ مین پاؤ بھر بھی نہین -

یہان سے اب نکلنا ہی لیکن کہان قیام کرون، لکھنؤ صحت کے لئے سخت مضر ہی الہ آباد کچھ اس سے کم، اعظمگڈھ مین صحبت نہین -

بہر حال جلد آتا ہون، اور وہان پہنچکر ایک مکمل اسکیم طے کرونگا -

بمبئی مین نہایت صحیح رہتا ہون، مصارف کا بھی اب تردد نہین۔ ماہوار گنگنی ہو گئی
ہے لیکن وہان بھی صحبت نہین، اور کسی قسم کی علمی یا اسلامی تحریک کا محل نہین۔
حیدرآباد کی ملازمت کا قریباً فیصلہ ہوگیا۔ ڈایرکٹر تعلیمات خلاف یا متامل تھے انھون
نے بالکل میرے اوپر فیصلہ چھوڑ دیا۔

شبلی

(۷۱) ۱۹۱۳ء۔ حیدرآباد

برادرم۔
آج اعظم گڈھ سے خط آیا۔ اسکول اچھی حالت مین ہی۔ گورنمنٹ نے منظور کیا ہی
کہ عمارت کے لئے تین ہزار دینگے بشرطیکہ تین ہزار کمیٹی دے۔ مین نے لکھدیا ہی کہ دینا
چاہئے اور مین بھی مناسب رقم دونگا۔
مدرسہ اپنی آمدنی سے چل رہا ہی۔ بحث یہ ہی کہ ہماری قومی قوت سرائے میر پر صرف ہو[1]
یا اعظم گڈھ پر، دونون کے برداشت کے قابل قوم نہین ہی کم سے کم یہ کہ دونون کی جداگانہ
پوزیشن قایم ہونی چاہیئے اور ان کا باہمی تعلق۔
کبھی کبھی یہ خیال ہوتا ہی کہ ان مین سے ایک کو مرکز بنا کر اسکو دین و دنیا دونون تعلیم
کا مرکز بنایا جائے، یہین خدام دین بھی تیار ہون۔ مذہبی اعلیٰ تعلیم بھی دلائی جائے، گویا
گروکل ہو۔ تم اپنی رائے لکھو۔ ندوہ مین لوگ کام کرنے نہین دیتے تو اور کوئی دائرہ عمل

[1] دیکھو مکتوب ۴۸، نیز ۵۲-۵۴ [2] دیکھو مکتوب ۵۳،

بنانا چاہیئے ہم سب کو وہین بود و باش کرنی چاہیئے - ایک معقول کتب خانہ بھی وہان جمع ہونا چاہیئے اگر تم بہ عزم جزم آمادہ ہو تو مین موجود ہون -

آج ڈائرکٹر تعلیمات سے تمہاری متعلق فیصلہ کرانا ہی، صرف یہی ایک زینہ رہ گیا ہے لیکن یہ فیصلہ موافق بھی ہو جائے تب بھی مین اسکو قومی خدمت پر ترجیح نہین دیتا البتہ کچھ معاش کا سہارا ہونا چاہیئے - وہ بقدر کفاف کسی نہ کسی طرح ہوتا رہیگا - آخر تمہارا بھی خود خیال تھا - پرنسپلی، اور بیش قرار تنخواہ چند روزہ مین، اور یہ کام ابدی ہی -

شبلی

۲۲ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء حیدر آباد

(۶۸)

یہان جرمن زبان مین کئی کتابین ملین جن مین یمن وغیرہ کے کتبات دو تین ہزار برس قبل اسلام کے فوٹو مین، یہ بالکل معلومہ خطوط سے الگ ہین - وہان لائبریری مین دیکھو ایسی کتابین عرب کے متعلق موجود ہین یا نہین - ابتدائی حصہ کی تکمیل اسی پر موقوف ہی -

مظاہرہ کو سیاست سے کیا تعلق ہی؟ مفسرین تو وہی نفقہ کا جھگڑا بتاتے ہین اسکو سیاست سے کیا تعلق ہی؟

شبلی

۲ - نومبر سنہ ۱۹۱۳ء - حیدر آباد

(۶۹)

برادرم - بھائی کیسرت سب چیزون سے زیادہ عزیز ہی سفر کے اباب و ذہاب مین

ہفتون تک طبیعت نہین جمتی، الہ آباد و لکھنؤ کی آب وہوا مستقل قیام نہین کرنے دیگی،

اب یہان طبیعت درست ہوچلی ہی اور ہر روز کام کرلیتا ہون گو زیادہ نہین کرسکتا

غرض یہ ہو کہ ارادہ یہ ہوگیا ہی کہ پہلی جلد ختم کرکے یہان سے اٹھون۔ اسٹاف بھی یہین بلا

لیا ہی۔ سید سلیمان کو بھی بلایا ہی، اور انگریزی مترجم بھی۔

اس لئے وہان کے امور کو میرے آنے پر محول نہین رکھنا چاہیئے۔ ادھر دارالعلوم[۵۱]

کے چند احباب مصر ہین کہ تم چلے گئے تو مولوی حمید کی تقرری کا معاملہ رہ جائیگا، بہرحال

اب بظاہر دو تین مہینے تک یہین رہنے کے سامان نظر آتے ہین۔

قربانی کے مضمون سے اب کام لے رہا ہون۔ نہایت عمدہ ہی لیکن بعض جگہ تقریب

تمام نہین، آئندہ لکھونگا۔ وہ آیت بھی توراۃ مین نہین ملی جس مین حضرت ابراہیم کا استغنا

حضرت اسحاق سے تم نے بیان کیا ہی۔

انسپکٹری کی بابت یہ سوچنا ہی کہ سفر کی تگ و دو مین تم اپنا تصنیفی کام اطمینان

کے ساتھ کرسکوگے یا نہین، ایک جگہ کے قیام مین زیادہ موقع ہی، اور حیدرآباد مین

تو کام بہت کم ہی،

اعظم گڈھ کے اسکول کے لیئے بمد عمارت مین نے لکھدیا ہی کہ ڈیڑھ ہزار روپیہ جمع

کرین پانسو مین دونگا۔ راجہ ابوجعفر سے بھی کوئی معتدبہ رقم دلا دونگا۔

جریر و فرزدق کے مناقضات مع شرح نہایت اہتمام سے لندن مین چھپی،

---

[۵۱] دارالعلوم حیدرآباد۔

بڑی کتاب ہی، مانٹ ۱۳؍ قیمت ہی۔

شبلی

۱۲- نومبر ۱۹۱۳ء - حیدرآباد

(۷۰)

برادرم۔

تم نے صفحہ ۷ مین ایک جگہ لکھا ہی۔

"انہ لما جاءتہ البشارۃ باسحق اظھر انہ لا حاجۃ لہ الی غیر اسمعیل فانہ ملأ قلبی"

اس کے بعد تم نے یہ علامات لکھے ہین۔ ت ۱۱ : ۱۸۔

مجھکو تکوین کی اصحاح ۱۱ مین یہ عبارت کہین نہین ملی۔

صفحہ ۱ مین تم نے لکھا ہی کہ حضرت ابراہیم کا مسکن صفا کی جانب مین تھا پھر تکوین ۸ کا حوالہ دیا ہی لیکن تکوین مین صفا کا ذکر نہین۔

جرمن کی مبسوط کتاب صرف کتبات پر ہی جس مین نابتی خط کے بہت کتبے ہین مین نے ولایت خط لکھدیا ہی۔ اور بھی چند کتابون کے لئے۔

مین نے افیون شروع کر دی ہی اور مجھکو بے انتہا فایدہ ہی معدہ نہایت درست ہو گیا ہی، غذا بڑھ گئی ہی، اطبا سے پہلے مشورہ لے لیا تھا سب نے بہ اتفاق رائے دی۔ کسی قسم کا ضرر نہین۔ اور توقع ہی کہ موجودہ مقدار سے کبھی بڑھانے کی ضرورت نہ پڑے گو تجربۂ عام اسکے خلاف ہی۔

تمہارے لیے آب وہوا کا تبدل ضرور مفید ہوگا۔ چھٹی لیکر کہین اور بسر کرنا چاہئے۔

شبلی

۲۲۔ نومبر ۱۹۱۳ء

(۱۷)

برادرم۔

سرائے میر جانے سے سخت نقصان ہوا۔ مین اسقدر بیمار پڑگیا کہ آگرہ نہ جا سکا۔ حالانکہ وہان جانے کے بہت سے ضروری وجوہ تھے۔

خیر۔ اشعار عرب مین جہان حج کعبہ، یا کعبہ یا مکہ کا ذکر ہو، اُن کا پورا پتہ لکھ بھیجو۔ مین یہی مقام لکھ رہا ہون۔

عبرانی زبان مین بکہ کا تلفظ بُکا ہی اور اسکے معنی رونے کے ہین، اِس بنا پر زبور کی آیت کو نصاریٰ مکہ کے متعلق نہین سمجھتے۔

خواجہ کمال الدین کا خط آیا کہ امریکا مین ایک زبردست تحریک، اسلامی مشن کی ہو رہی ہے، خواجہ کمال الدین کو بلایا ہی۔

الہ آباد آنے کو جی چاہتا ہے لیکن مین نے طلبہ کو بخاری شروع کرادی ہی، مغرب کے بعد درس ہوتا ہی، بہت شوق سے پڑھتے ہین۔ فترہ ہو گا تو سب بیدل ہو جاینگے۔

شبلی

۷۔ جنوری ۱۹۱۴ء۔ لکھنؤ

(۷۲)

برادرم-

سیرت کا ایک مضمون آج مرسل ہی، یہ بہت کم زور اور ناتمام ہی، اس کو تم وسیع اور پرزور کرکے بھیجدو-

مین اب شروع سے چل رہا ہون یعنی مسودہ جسقدر نظر ثانی ہوتا جاتا ہی مطبع مین جانے کے قابل ہوتا جاتا ہی- اسلئے اس مضمون کی جلدی ہی کہ سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے،

آج امیر خسرو کا دیوان غرۃ الکمال مع دیباچہ نشرہا[ت] آیا، جو انکا بہترین دیوان ہی خط بھی بُرا نہین، البتہ بعض جگہ سے کچھ اوراق گئے ہوئے ہین-

میان اسحاق سے ملنے کے لئے الہ آباد آنا چاہتا ہون-

شبلی

۱۰ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء - لکھنؤ

(۷۳)

برادرم-

ہان بھائی مین اب بالکل فاعل بالاختیار نہین رہا-

سورہ براۃ کے متعلق ایک امر نہایت اہم اور اساس مباحث عظیمہ ہی یعنی یہ سورہ کب اُترا صحاح ستہ مین فتح مکہ کے بعد اس کا زمانہ ہی یعنی ۹ھ مین-

لیکن بظاہر صلح حدیبیہ کو جب کفار نے توڑ ڈالا ہی، اسکے بعد اور اسی کے متعلق

[ت] یہ نسخہ اب دار المصنفین کے کتب خانہ مین ہی-

یہ واقعہ معلوم ہوتا ہی۔ اس سورۃ مین صاف مسجد حرام کے پاس جو معاہدہ ہوا تھا، اسکا ذکر ہے، اور یہ ذکر ہی کہ۔

"اسپر جب تک کفار قایم رہین تم بھی قائم رہو"

ظاہر ہی کہ مسجد حرام کے پاس حدیبیہ کے سوا، اور کوئی معاہدہ نہین ہوا تھا لیکن فتح مکہ کے وقت تمام اہل مکہ مطیع ہو گئے۔ اور پہلا معاہدہ بالکل بے تعلق ہو گیا۔ اور پھر کوئی دوسرا معاہدہ نہین ہوا۔ اسلیئے اگر یہ سورہ ۹ھ مین اترا تو اسکا تعلق کس معاہدہ سے ہی۔

یورپ نے جو کتبے یمن و حضرموت و حجر و تبوک وغیرہ مین پائے اور جن کو فارسٹر نے بعینہ اصلی خطوط قدیمہ مین نقل کیا ہی، ان سے قرآن مجید کے تاریخی بیانات کی تصدیق ہوتی ہی[ف ا]۔

عجیب بات یہ ہی کہ امیر معاویہ کے زمانہ مین ان کتبون کو عبد الرحمن گورنر عرب نے پڑھا تھا۔ اور اس کا ترجمہ نویری نے نقل کیا ہی، وہ یورپ کے حاصل کردہ کتبون سے قریب قریب بالکل متفق ہی۔

تم کو فارسٹر صاحب کا جغرافیہ عرب ضرور پیش نظر رکھنا چاہیئے، مین نے خرید لیا ہی اور جا بجا سے ترجمہ کرا رہا ہون۔

شبلی

۱۶- جنوری سنہ ۱۹۱۴ء - لکھنؤ

ف ا فارسٹر نے صرف حضرموت کے دو کتبے نقل کئے ہین، مولانا نے غلطی سے دیگر مقامات کے نام لکھے ہین۔

(۱۴۷)

برادرم۔

بات یہ ہی کہ ایک کتبہ حصن غراب[1] مین آج کل یعنی ۱۸۳۶ء مین یورپ کو ملا جسپر خط حمیری مین چند سطرین ہین جنکا یہ مطلب ہی کہ ہمارے بادشاہ ہم کو ہود کی شریعت کی تعلیم دیتے ہین، یہ کتبہ میرے پاس ہی، اور عجیب طرح کا خط ہی، انگریزی ترجمہ بھی ہی، مین شاید اتوار کو رودولی مین ہونگا۔

میرے کمرہ کا نمبر ۸۴ ہے۔

اب یہان[2] اسقدر ضد شروع ہوئی کہ میرے پاس چند طلبہ کچھ پڑھتے تھے، اس بنا پر حکم نافذ کیا ہی کہ کوئی طالب العلم باہر کسی سے نہ پڑھے۔ طلبہ سخت پریشان ہین، اس لئے کہ میرے سوا بھی بہت سے طلبہ مختلف لوگون سے پڑھتے ہین۔ اب تک طلبہ نے اسکی تعمیل نہین کی، طرح طرح کی تدبیرین ہو رہی ہین کہ مجھسے کوئی مدرس کبھی ملنے نہ پاے۔ حالانکہ جسوقت سبق پڑھاتا تھا۔ وہ بھی عام وقت ہوتا تھا، اور ملنے کا وقت بھی عام ہوتا ہے۔

مین تو ہمہ وقت سیرت مین مشغول رہتا ہون۔

---

[1] واقع حضرموت مین ولسٹڈ نام ایک انگریز نے دریافت کیا تھا فارسٹر نے اپنے جغرافیہ مین اس کتبہ کو نقل کیا ہے۔ مولانا کا ماخذ بھی وہی ہے۔

[2] یعنی ندوہ مین۔

بڑی مشکل اب چھپنے کی ہی، لیتھو مین تو برسونکا عرصہ ہوگا۔ کیا ٹائپ مین چھپواؤن۔

شبلی

۲۳۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء۔ لکھنؤ

(۷۵)

بھائی! بہ این ضعف و دل شکستگی مدرسۂ سرائے میر کی نظامت کیونکر کرسکتا ہون

کوئی دوسرا شخص سوچو، امکانی مدد کرتا رہونگا۔

بنگلہ اور باغ کا وقف نامہ لکھا گیا، دستخط کرا رہا ہون، اور بھی علمی سامان ہو رہے ہین،

ایک اچھا خاکہ متوقع الفوز پیش نظر ہے، لیکن صحت کی بے اطمینانی ہے، ایک ہفتہ سے

بخار ہے،

ندوہ مین اب کل ۳۲ طالب العلم رہ گئے، حالانکہ اسٹرایک کرنے والے لڑکون

کی تعداد بھی جو واپس آگئے تھے، اس حالت کا بھی کوئی پرسان نہین۔

شبلی

۱۲۔ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء۔ اعظم گڈھ۔

(۷۶)

برادرم۔

بھائی اچھا ہونا کیا ولن یصلح العطار ما افسد الدھر

دو دن اچھا رہا تو چار دن بیمار رہتا ہون، لیکن بات چیت کرتا رہتا ہون، لوگ

جانتے ہین کہ کوئی شکایت نہین، نظام جسم برہم ہو چکا، ابھی ابھی سخت سردی لگی حالانکہ دو پہر کا وقت ہی، [۱]

افسوس یہ ہی کہ سیرت پوری نہ ہو سکی، اور کوئی نظر نہین آتا کہ اس کام کو پورا کر سکے [۲]

وقف نامہ مین اسٹامپ کا جھگڑا تھا، اسلئے کلکٹر کے یہان درخواست دیدی، وہ طے کر دین تو تکمیل ہو جائے، تم کو متولیون مین رکھا ہی، اور اگر دار المصنفین قایم ہوا تو تمہارے سوا کون چلائیگا۔

الہ آباد کا معاملہ امید ہی کہ طے ہو جائے۔ دس [۱۰] ہزار پر خاتمہ ٹھہرا، دستاویز لکھ دی گئی، رجسٹری باقی ہی، [۳]

آج سید سلیمان آوینگے، اور کل پرسون چند طلبہ تکمیل۔ لیکن بیماری سب منصوبے غلط کر رہی ہے۔ سید سلیمان یون ہی ملنے کو آتے ہین۔

ماموں صاحب کا کتب خانہ یہان آگیا، قلمی کتابین اکثر برباد ہو گئین، اور کچھ مطبوعہ بھی، تقریباً سنو [۱۱] کتابون کی جلد بنوانی ہی۔

شبلی

۱۶- اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء - اعظم گڈھ

---

[۱] مرض الموت سے دو ہفتہ پہلے کا بیان

[۲] وفات سے ایک ماہ پیشتر کی پیشنگوئی۔

[۳] مولوی اسحاق مرحوم کی وفات کے بعد اُنکی بیوی نے ورثہ پر مقدمہ دائر کیا تھا۔ اسکے متعلق یہ فقرہ ہی،

(۷۷)

برادرم

سلمہ[۱]

. . . .

وقت تو یہ تھا کہ ہم چند لوگ یکجا ہو جاتے اور کچھ کام کرتے، لیکن میری دنیا طلبی کا یہ حال ہے کہ خود بے نیاز ہو گیا ہوں، لیکن عزیزوں[۲] کی بے تعلقی[۳] شاق ہوتی ہے، سید سلیمان بھی تعلق موجودہ[۴] پر راضی نہیں، ذرا اشارہ ہو تو میرے پاس آجائیں لیکن میں خود روک رہا ہوں، آہ!

مرا گر تو بگذاری اے نفس طامع
بسے بادشاہی کنم در گدائی

شبلی

۲۸- اکتوبر سنہ ۱۴ء

[۱] مکتوب الیہ کے نام یہ سب سے آخری خط تھا جو مرنے سے ۲۰ دن پہلے لکھا تھا یہ خط افسوس ہے کہ ضائع گیا، خط کے آخری فقرے چونکہ حد درجہ حسرت انگیز تھے، اور مولانا کے آخری خیالات کے آئینہ تھے۔ اس لئے جامع مکاتیب نے ان کو نقل کر لیا تھا، خط کے ابتدائی حصہ میں دارالمصنفین کیلئے باغ و بنگلہ کے وقف کے متعلق کچھ مشورہ طلب امور تھے، [۲] یعنی تلامذہ کی [۳] نوکری اور دنیا کی طلب جاہ سے [۴] دکن کالج پونہ کی اسسٹنٹ پروفیسری۔

۴۱۔ سید سلیمان کے نام

(۱)

۱۔ سب سے مقدم یہ ہی کہ ہر وفد کے ساتھ ایک اسپیکر ہو،[۱]

۲۔ جہان وفد جائے وہان عام جلسہ کرائے۔ مقاصد ندوہ بیان کرے بعض جلسون مین صرف اسلام کے فضایل پر تقریرین کیجائین بعض خاص اہل علم کے جلسہ مین کسی علمی مسئلہ پر بیان کیا جاے، غرض ملک کو ندوہ کی تعلیم وتربیت کا نمونہ دکھایا جائے، اور الندوہ کی اطلاع مین یہ غرض بھی ظاہر کی جائے۔[۲]

۳۔ صرف وہ طلباء بھیجے جائین جنکی وضع وقطع اسلامی ہو، اور احکام شرعیہ کے پابند[۳]

---

[۱] مکتوب الیہ کے نام سب سے پہلا خط، اس وقت مکتوب الیہ دارالعلوم ندوہ مین طالب العلم اور وہان کی انجمن المعین کا ناظم تھا، جسکا مقصد یہ ہی کہ فرصت کے ایام مین طلبہ ملک مین دورہ کرین، اور دارالعلوم کے فضائل ونتائج تعلیم پیش کرین اور غریب طلبہ کے لئے امداد حاصل کرین، مولانائے مرحوم ۱۹۰۵ء سے دارالعلوم کے معتمد تھے، اس بنا پر مکتوب الیہ نے مولانا سے پوچھا تھا کہ المعین کی کامیابی کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائین، مولانا کا یہ مکتوب اسی سوال کے جواب مین ہے

[۲] یعنی رسالہ الندوہ جو ندوہ کی طرف سے شائع ہوتا تھا اس مین اس وفد کی اطلاع ان اغراض کی تفصیل کے ساتھ شائع کی جاے،

[۳] مولانا نے احتیاط کو مد نظر رکھا تھا ورنہ ہر طالب العلم اسکا پابند تھا۔

ہون یعنی نماز وجماعت وغیرہ کے، اگر طلباء اچھا نمونہ دکھائینگے تو قطعی کامیابی ہوگی،

شبلی

۵ - جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

(۲)

عزیزی۔

تم اور جواد، دو دن پہلے آؤ،[۱]

آزاد[۲] کی کتابین دار الاخبار مین رکھوا دو،

مولوی حفیظ اللہ صاحب کو جلسہ مین آنا چاہئے اور مدرسین بھی آئینگے لیکن ندوہ سے کرایہ ملنے پر آنا نہین ہوسکتا،

مولوی عبد الحیٔ صاحب کے پاس میری ایک کتاب مکررات[۳] القرآن ہے وہ لیتے آؤ۔

---

[۱] اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مین ندوہ کا سالانہ جلسہ بنارس مین منعقد ہونیوالا تھا، اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اسکے ساتھ کتب نادرہ اور فرامین شاہی وغیرہ کی نمائش بھی تھی فرامین کی فوٹو اور کتابون کا تذکرہ مکتوب ۲-۳-۴-۵-۶-اور ۸ مین اسی تعلق سے ہی مولانا مکتوب الیہ اور مولوی جواد علیخان عالی ندوی (مکتوب الیہ کے ایک ہم درس) کو اسی نمائش کی اہتمام اور کتابون کی ترتیب وانتظام کے لئے جلسہ سے دو دن پہلے بلاتے ہین،

[۲] مولوی ابو الکلام آزاد جو اسوقت ندوہ مین مقیم اور الندوہ کے اڈیٹر تھے، [۳] مکررات القرآن علامہ کرمانی شارح بخاری کی تصنیف ہی جسکا موضوع قرآن مجید کی ہم معنی و مکرر آیتون کی تکرار کی تاویل ہی، مصنف نے یہ ثابت کیا ہی

اختیاراتِ[۱] قاسمی بھی مولوی صاحب موصوف لیتے آئین۔

شبلی

۱۸-اپریل ۱۹۰۶ء - بنارس

(۴۳)

عزیزی۔

۱-کتابون کے دونون صندوق، نہایت احتیاط سے کھلواؤ، میری کتابین، اور کتب خانہ کی الگ الگ اپنے مقام پر رکھوا[۲] دو، نواب علی حسن خان کی کتابین بھی میری کتابون مین رکھوادو، ایک قرآن مجید قلمی ہی جس کا صرف پہلا صفحہ طلائی ہی، باقی سادہ ہی، وہ حکیم مرزا مہدی کا ہی جو نخاس جدید کے پُل کے نیچے رہتے ہین، اُن کے مکان پر سائن بورڈ لگا ہوا ہی، خود جاکر ان کو دے آؤ، اور رسید لیکر میرے پاس بھیجدو، نواب علی حسن خان کا قرآن بھی طلائی ہی لیکن وہ سراپا طلائی ہی، دونون مین امتیاز کرلینا آسان ہی،

۲-مجھکو آنے مین ذرا دیر ہوگی، اب انگریزی پر زیادہ توجہ کرو، مین آکر تفسیر کا مستقل درس دونگا،[۳]

۳-صندوقون مین نمائشگاہ کے مطبوعہ فارم ہین انکو بھیجدو کہ نمائش کی رپورٹ

---

[۱] قاسم فرشتہ صاحب تاریخ فرشتہ کی یہ ایک ہندی طریقہ طب پر تصنیف ہی،

[۲] کتابین اب نمائش کے بعد لکھنؤ واپس جاتی ہین، ان کے متعلق ہدایات ہین،

[۳] آنے کے بعد درس شروع ہوا اور ایک حد تک پورا ہوا اس درس کا موضوع قرآن بحیثیت بلاغت وکلام تھا

مرتب کر سکون[۹۱]،
شبلی[۹۲] سے کہدو کہ ان کے خطوط، میرے پاس چلے آتے ہین مین اسکا کیا علاج
کرون،
شبلی نعمانی

۱۹-اپریل سنہ ۱۹۰۶ء - بنارس

(۴۱)

عزیزی،
۱- کتابون کے صندوق مین بیرونی کی کتاب قانون مسعودی[۹۳] بھی ہی، اسکے پہلے
صفحہ مین دس بارہ صفحہ کے بعد ایک شخص کا قول نقل کیا ہی جو حرکت ارض کا قائل تھا
وہ پوری عبارت نقل کرکے بھیجدو، نہایت صحت اور وضاحت کے ساتھ -
۲- طبقات الشعراء، قدرت اللہ قدرت، اور ایک اور اردو کا تذکرہ[۹۴] ہی، ان کا
سنہ تصنیف اخیر مین لکھا ہی وہ لکھکر بھیجدو -
۳- ٹکٹ کے متعلق پہلے لکھ چکا ہون کہ سب کو جمع کرکے بھیجدو[۹۵] -

---

۹۱ رپورٹ الندوہ سنہ ۱۹۰۶ء مین شائع ہوئی، ۹۲ مولوی شبلی متکلم ندوی مدرس اول سرائے میر
۹۳ ابوریحان بیرونی کی تصنیف ہی جغرافیہ ریاضیہ اس کا موضوع ہی، سلطان مسعود غزنوی کے نام سے
لکھی گئی ہی، یہ نسخہ مدرسۃ العلوم علیگڈھ مین ہی، جہان اس کے چھاپنے کا اب سامان ہو رہا ہی،
۹۴ یہ دونون اردو شعرا کے تذکرے ہین، نہایت نادر ہین، اب کتبخانہ ندوہ مین موجود ہین،
۹۵ نمائش کی کتابون کے ٹکٹ جن پر کتابون کا حال درج تھا،

۴۔ ایک موٹی سی کتاب ہے جس کے پشتہ پر اوپنشد لکھا ہے، فارسی میں ہے،
اور دارا شکوہ کی تصنیف ہے، اس کی عبارت بقدر ڈیڑھ صفحہ اصل کتاب سے خوشخط
لکھوا کر فوراً بھیجدو۔[1]

شبلی

۲۱۔ اپریل ۱۹۰۶ء۔ بنارس

(۵)

عزیزی۔

مجھکو بخار آنے لگا، مضمون جو شروع کیا تھا، یوں ہی رہ گیا، کچھ فکر کرو،[2]

فرامین کے فوٹو سعید برادرز کمپنی بنارس سے منگوالو،

اپنے نام کے ساتھ دار العلوم ندوہ کا انتساب ضرور ظاہر کیا کرو،

الکلام کا اشتہار کیوں نہیں الندوہ میں دیتے۔ میرا مضمون، ترجمہ رسالہ اسلام

رجب کے لئے رکھو،

ہاں اڈیٹوریل نوٹ میں امور ذیل کو زور دیکر لکھو،

ندوہ کا اثر علماے مدراس نے سالانہ جلسہ کانفرنس میں انگریزی زبان کو عربی

---

[1] یہ سب حوالے نمائش کی رپورٹ کی تیاری کی غرض سے مطلوب تھے۔

[2] مکتوب الیہ اب دار العلوم کے آخری درجہ میں زیر تعلیم تھا، لیکن مولانا مرحوم نے اُس کو اسی زمانہ میں الندوہ کا کام بھی سپرد کر دیا، مضامین اور مضامین میں متعلم دار العلوم ہونا ظاہر کرنا سب اسی سے متعلق ہیں،

مدرسہ مین لازمی قرار دیا۔

ایک انگریز[۵۱] کا ندوہ مین عربی زبان کی تعلیم حاصل کرنا، اور ندوہ سے اسکی کفالت، تعلیم سے اسکی غرض اشاعتِ اسلام۔

شبلی

بنارس - ۲۱ - اگست ۱۹۰۶ء

(۶)

اردو تذکرون کا سنہ لکھنا تم بھول گئے، اب لکھ بھیجو۔

منشی احمد علی کی کتابون مین سے خمسہ نظامی رہنے[۵۲] دو، باقی واپس کردو۔

ندوہ کی کارروائی اور فہرست چندہ فوراً اخبارون مین چھپوانی چاہیئے۔ مین نے آج ایک مختصر تمہید، دفتر مین بھیجی ہی، مولوی عبدالحئی صاحب کو مین نے لکھا تھا، انھون نے خبر نہ لی۔

والسلام

شبلی

بنارس - ۲۴ - اپریل ۱۹۰۶ء

(۷)

عزیزی۔ بھائی اب مہینہ دو مہینہ تو سستا لینے دو، ابھی وہان نہ بلاؤ، یہان بھی

---

[۵۱] کرسٹری اور اسلامی نام محمد، ایک انگریز اس زمانہ مین مسلمان ہوکر ندوہ مین آیا تھا، اس کے متعلق ہدایت ہی۔

[۵۲] بغرض نمائش لی گئی تھی، نہایت مطلا اور خوشخط نسخہ تھا،

مین سب سے الگ رہتا ہون۔ ایک بنگلہ کرایہ پر لے لیا ہی، وہین رہتا ہون لیکن لوگون کو پتہ نہین دیتا کہ یہان بھی رات دن کی بک بک نہ رہی،

نمایش کی رپورٹ لکھ کر بھیجدی لیکن مجمل رہگئی، کتابین سامنے نہ تھین، اس لئے لکھتے نہ بنا۔

حضرت عائشہ رض کے متعلق طبقات، اسد الغابہ وغیرہ تمکو خود معلوم ہین لیکن وہ بالکل ناکافی ہین،

مسانید، اور کتب حدیث کی تفحص سے کام نکلیگا[۱] لیکن اس کے لیئے ابھی تم تیار نہین، ورنہ معمولی پڑھائی مین ہرج[۲] ہوگا۔

کتب خانہ یقیناً، مدرسہ کے علاوہ اوقات مین کھُلنا چاہئے، یہ کارڈ مہتمم صاحب کو دکھا دو کہ حکم دین کہ کتب خانہ ۳ بجے سے ۶ بجے تک کھلا رہی ورنہ بالکل بیفایدہ ہی۔[۳]

شبلی

بنارس۔ ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

(۸)

صندوقون مین کچھ قطعات اور وصلیان بھی ہین، ان کو احتیاط سے رکھنا چاہیئے

---

[۱] مکتوب الیہ نے اس وقت حضرت عائشہ کی لائف لکھنی چاہی تھی اسکے متعلق مواد دریافت کیا تھا، اس کا جواب ہی دیکھو ۶۰ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۹ و ۹۰، [۲] مکتوب الیہ اسوقت طالب العلم تھا، [۳] مکتوب الیہ نے لکھا ہی کہ کتب خانہ اور مدرسہ کھلنے کے اوقات مختلف ہونے چاہئین، ورنہ طلبہ کتبخانہ سے مستفید نہین ہوسکتے،

وہ سب نواب علی حسن خان کی ہیں، ان کے ہاں بھیجکر رسید منگوا لینی چاہئے،
دیوان آملی طلائی، اور دائما شکوہ کا نسخہ محفوظ رہے[۹۱]۔
شبلی

بنارس ۔ ۲۸ ۔ اپریل ۱۹۰۶ء

(۹)

ابن رشد کا بقیہ بھیجدیا[۹۲] ہے، اور مضامین کی ترتیب پیشانی پر بتا دی ہے، لکھی پڑے تو کوئی اور مضمون لکھ لینا۔
یہاں[۹۳] کا موسم نہایت خوشگوار ہے، قدرت اور مقدرت ہوتی تو یہیں کا ہو جاتا۔
ندوہ کے لیے یہاں مولویوں کا جادو درکار ہے، کسی مشہور واعظ کو بلوانا پڑے گا
شاہ سلیمان صاحب سے یہاں کے لوگ بدظن ہیں، ہیں اس میدان کا مرد نہیں، دیکھے کیا ہوتا ہے۔
قرآن کا درس[۹۴] ہو لیکن تحقیق کے ساتھ ہو، سرسری بیکار ہے۔ والسلام
شبلی۔ بمبئی۔ ۲۔ اگست ۱۹۰۶ء

[illegible] مجھ سے مولانا حفیظ اللہ صاحب مدرس اول دار العلوم نے درس شروع کیا تھا، لیکن چند اسباق ہو کر رہ گیا اس کے متعلق ہدایت ہو

۹۱ بنارس سے آخری خط، اسکے بعد مولانا لکھنؤ تشریف لائے، اور قرآن کا محققانہ درس شروع کیا، جسمیں گو تمام طلبہ شریک ہوتے تھے، لیکن مقصود اوپر کی جماعتیں تھیں، تین مہینہ کے قیام کے بعد بمبئی پہلی بار تشریف لے گئے اسکے بعد تقریباً ہر سال ایام گرما وہیں بسر فرماتے تھے ۹۲ مضمون ابن رشد کا بقیہ، بغرض اشاعت، الندوہ، ۹۳ بمبئی کا ۹۴ قرآن کا درس جو مولانا نے بنارس سے واپس آکر شروع کیا تھا، دیکھو مکتوب ۳۰ بمبئی جانے سے

(۱۰)

میری کتابون کو دیکھتے رہو، برسات کے دن ہین، کمرہ مرطوب ہی، کتابون مین ضرور پھپھوند لگجائیگی۔ دھوپ دکھلانی چاہیئے۔

قرآن ہوتا ہی یا نہین۔

ثواب علی کا مضمون مجبوراً بھیجا گیا، اگر اور مضمون مل سکے تو نہ شایع کرو۔

الہلال کے دفتر سے مجموع الادب، اور ذخیرۃ الاحسان ندوہ کے لئے منگوائی تھی ۲۴ قرش قیمت ہی ندوہ سے بھجوادو، کتابین آگئی ہین،

شیخ محمد نومسلم[۱] منشی احتشام علی کے ہان کیون گئے، انکی تعلیم کا کیا انتظام ہوا؟ ان کے حالات، اور ندوہ کا ان کو بلاکر تعلیم دلانا بغرض اشاعت اسلام، تمام مشہور اخبارات مین مشتہر کردو،

مین اگر اچھا رہا تو خود بھی ایک مضمون لکھونگا،

دیوان دو عدد اور بھیجدو۔

منشی محمد علی سے روپئے بھجوادو ورنہ فاقہ ہوگا۔

شبلی۔ ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء

(۱۱)

میری کتابون مین ایک قلمی کتاب، فارسی زبان مین میخانہ نام ہی، چھوٹی تقطیع کی

---

[۱] دیکھو مکتوب ۵۔

اور شعراے فارسی کا تذکرہ ہی، اور موضوع صرف وہ شعراء ہین جنھون نے کوئی ساقی نامہ
لکھا ہی۔ اسکو حسب ذیل پتہ سے بھیجدو، لیکن رجسٹرڈ، اور جوابی رجسٹری کے ساتھ،

خواجہ حسین الدین صاحب۔ پھاٹک سلیم شاہ۔ بنارس،

آج الندوہ کے لیئے ایک مضمون بھیجتا ہون،

شبلی

۱۸۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۱۲)

المنار[۱] مین اب کے مسلمانان روس کی تعلیمی و تجارتی حالت مفصل چھپی ہے،
اس کو الندوہ مین لو، پرچہ اگر وہان نہ ہو تو عمادی[۲] صاحب کے ہان سے منگوالینا۔
میری کتابون کو الماری مین سے نکلوا کر ہوا دو، کہین کیڑے نہ لگجائین۔
ضیاء الحسن کے پاس جو مستعار کتاب ہی، لیکر الماری مین رکھوا دو،
مولوی شرر[۳] کے ہان طبقات سبکی گئی ہی۔ اسکو بھی منگوالو،

شبلی

۵۔ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء۔ بمبئی

---

[۱] مصر کا مشہور رسالہ جو علامہ سید رشید رضا کی اڈیٹری مین شائع ہوتا ہی،

[۲] مولانا عبداللہ العمادی جو اسوقت رسالہ البیان عربی کے اڈیٹر تھے،

[۳] مولوی عبد الحلیم صاحب شرر،

(۱۳)

الندوہ کے پرچے دیکھے، بدخطی اور ناموزونی ایک طرف، الفاظ کا مسخ ہوتا کیونکر گوارا کرتے ہو، لکھنؤ مین بھی غلطیان ہوتی تھین لیکن یہ تو محض نسخ اور تحریف ہی، یا تو کاپیان خود مقابلہ کرکے عبدالصمد سے صحیح کرالو، ورنہ پرچے کے غارت کرنے سے کیا فایدہ، ایک سطر بھی تو صحیح نہین ہوتی۔ افسوس مین پہلے کہتا تھا کہ وہان کے کاتب سخت جاہل ہین[۱]۔

کوئی مضمون لکھتا لیکن اس حالت مین کیا لکھون[۲]۔

شبلی

۱۷۔ مارچ ۱۹۰۸ء

(۱۴)

عزیزی۔

انسان اگر بے تعلق بسر کرنا چاہے تو وہ جس قسم کی چاہے زندگی بسر کرسکتا ہی لیکن تعلق کے ساتھ، خاموشی، کاہلی، اور بے پروائی خلاف اصول ہی،

تم اب سب اڈیٹر تھے، دفعتہً لکھنؤ سے چلدیئے کسیکو خبر تک نہ کی، اسکی کچھ فکر نہین کہ پرچہ آئندہ کے لیئے مضامین تیار ہین یا نہین، کاپیون کی تصحیح کون کریگا، مین نے

---

[۱] الندوہ پہلے مطبع اُسی لکھنؤ مین چھپتا تھا، مکتوب الیہ نے آگرہ مین چھپوانا شروع کیا، اُسکے متعلق عتاب ہی۔

[۲] بمبئی سے واپس آکر اپنے وطن اعظم گڈھ جاتے ہین وہان واقعہ صدمہ پا پیش آیا اسکی طرف اشارہ ہی۔

ایک خط لکھا اس کا جواب ندارد۔

فوٹوگرافر کا تقاضا آیا[1] ہی، اسکی نسبت منشی محمد علی لکھتے ہین کہ تم کو لکھا جاتا ہی، تم کچھ، جواب نہین دیتے،

المعین اور دوسرے اور کامون سے بے تعلق ہو کر یہ خاموشی زیب دیتی ہی! سخت افسوس اور رنج پیدا ہوتا ہی کہ خداقابل طبیعتون مین ایک نہ ایک عیب ایسا پیدا کر دیتا ہی کہ وہ دنیا مین کام نہین کر سکتے۔ مین نے تم کو سخت تاکید کر دی تھی کہ دفتر مین، دیکھ کر مظفر پور کے وکیل کا نام لکھ دینا، تم نے خبر نہ لی، اب ویسا ہی خالی وکیل کا لفظ چھپ گیا، بھلا یہ کیا طریقہ ہی۔

جلسہ مین جو تقریر اردو مین کی تھی، اوسکو پھیلا کر لکھو اور رپورٹ کے لئے بھیجدو[2]،

والسلام

شبلی۔ ۱۲۔ اپریل ۱۹۰۷ء

(۱۵)

بفرض محال صحیح بھی چھپا تو بد خطی، اور گرانی نرخ کا کیا علاج؟ اس گرانی نرخ پر پرچہ ہرگز تھم نہ سکے گا[3]۔

---

[1] نمائش کے فرامین کے فوٹو کی قیمت کے لئے، [2] مکتوب الیہ نے جلسہ دستاربندی مین جو اسی سال ہوا تھا، فلسفہ قدیمہ وجدیدہ کے باہمی موازنہ پر تقریر کی تھی اُسکے متعلق ہدایت ہی،

[3] دیکھو مکتوب ۱۳۔

اگر مضامین اسقدر پشتگی لجایا کرین تو مطبع آپکی بھی وقت پر دیسکتا ہے۔
مین لکھنؤ مین اگر کوٹھے پر چڑھ ہون تو حضرت ادریس کی طرح پھر کبھی اترنا نصیب
نہ ہوگا[۱]۔ کوئی مکان ملتا، تو مین فوراً آتا۔

شبلی

اعظم گڈھ۔ ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء

(۱۶)

عجیب بات کہتے ہو، بمبئی جاؤنگا[۲]، اور لکھنؤ نہ آؤنگا،
ہان نواب محسن الملک نے لکھا کہ یہان کے مشہور ڈاکٹر دعوت دیتے ہین کہ آپکا
معالجہ بلا کسی معاوضہ کے کرینگے، اور قیام وغیرہ کا بندوبست بھی انہی کی طرف سے
ہوگا لیکن مین ابھی حرکت کے قابل کہان ہون!
احباب نے بھی رباعیان لکھین، الندوہ کے لیئے بھیجدونگا[۳]، ایک صاحب
کو خوب مضمون ہات آیا۔ کہتے ہین۔

---

[۱] مولانا لکھنؤ مین دار العلوم کے کوٹھے پر اس زمانہ مین رہتے تھے، پاؤن کٹنے کے بعد مکتوب الیہ نے لکھنؤ آنیکی خواہش کی تھی، اسکے جواب مین رقم ہے کہ اگر وہان آکر اُسی کوٹھے پر رہنا پڑا تو اترنا چڑھنا مشکل ہوگا۔
[۲] مصنوعی پاؤن بنوانے کے لیے مولانا بمبئی تشریف لے جارہے تھے، مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ کیا بمبئی سے پہلے لکھنؤ رونق افروز نہ ہون گے، اس کے جواب مین ہے۔
[۳] ان رباعیون اور نظمون کے لیئے دیکھو الندوہ نمبر ۸، ۹ جلد ۴۔

کیا اس سے بھی ہوگی کوئی ساعت منحوس
زخمی ہوا جبکہ پائے شبلی افسوس

اک پانؤن، عدم کو کیون نہ جاتا اقبال[۵۱]
تھا اہل فنا کو اشتیاق پابوس

شبلی

۳۱- جولائی ۱۹۰۷ء

(۱۷)

عزیزی-

ارتقاء پر جو مضمون تم نے لکھا[۵۲] گو مین نے نہین دیکھا، اور ممکن ہی کہ اچھا ہو، لیکن میری ناراضی کی وجہ یہ ہی کہ اس سے کم ظرفون کا حوصلہ بڑھتا ہی کہ ہم بھی اتنے ہین کہ لوگ ہمارا جواب لکھین، یہ کون یقین کرے گا کہ تم نے لکھا ہی، سب میری طرف منسوب کرینگے-

تم ایک نوٹ مین میری ناراضی کو ظاہر کردو، اور میرے بعض الفاظ کو اقتباس کرو، جواب مین تم کو مولانا روم کے شعرون سے استدلال کرنا تھا، وہ صاف ارتقاء کے قایل ہین، کیا وہ بھی قرآن کے مخالف ہین؟

---

۵۱ مولوی محمد اقبال- بی- اے، مولانا کے ایک شاگرد و عزیز، ۵۲ حکماے اسلام اور مسئلہ ارتقا کی سرخی سے الندوہ جلد ۴ مین مولانا نے ایک مضمون لکھا تھا، اسپر بعض مذہبی حلقہ مین شورش ہوئی، اور بعضون نے سخت و درشت اعتراضات کا سلسلہ شروع کیا، مکتوب الیہ نے اسوقت قرآن مجید اور مسئلہ ارتقا کی سرخی سے ایک مضمون لکھا جسمین ثابت کیا کہ ارتقا کا خیال قرآن کے مخالف نہین- دیکھو الندوہ نمبر ۱۲ ج ۴

الفاروق کا جو ریو لکھا ہی، تعجب ہی کہ حوالون کی کیونکر غلطی نکالی ہی، مین تو بہت احتیاط کرتا ہون، کچھ مثالین بھیج سکو تو بھیجو،

تاریخ طبری زیادہ تر سری سے ماخوذ ہی، لیکن مین نے تمام رجال کی کتابون بلکہ تاریخ اسلام ذہبی مین ڈھونڈھا اس شخص کا پتہ نہین لگتا۔[1]

پراونشل آفس کے جواب مین ندوہ کی طرف سے یہ کیون نہ لکھا جاسے کہ ہم دونون طرح کی مدد چاہتے ہین، مالی بھی اور اعزازی بھی، خیر اسکے متعلق قدوائی صاحب کو لکھون گا۔[2]

شبلی ۱۹۰۷ء

(۱۸)

عزیزی۔

تم نے اپنی حالت کے متعلق حجابانہ طریقہ مین اظہار خواہش کیا ہی عزیزی![3] کیا اس کے کہنے کی حاجت ہی، تم ہر وقت میری آنکھون مین ہو، اور مین موقع ڈھونڈھتا رہتا ہون، لیکن اتنی جلد کون کامیاب ہوا ہی، میان حمید اس لیاقت پر جو زمانہ کے

---

[1] مکتوب الیہ نے پوچھا تھا کہ طبری کا راوی سری کون شخص ہی،

[2] صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ نے دار العلوم کی امداد کے متعلق پوچھا تھا، قدوائی صاحب سے مقصود مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ہین جنکی تحریری تحریک بھی اس امداد مین شامل تھی،

[3] مکتوب الیہ تعلیم سے فراغت کر چکا ہی، اب کوئی خدمت چاہتا ہی، اسکے متعلق یہ تسلی بخش نصائح ہین،

موافق بھی تھی، کتنے دنوں کے بعد ٹھکانے لگے، خود میرا کیا حال ہوا! عمادی، کس حالت مین ہین!

سب سے پہلا موقع جو ملیگا مین تم کو پیش کرون گا، بھوپال مین تو علم کی کوڑی برابر قدر نہین حیدرآباد مین شاید کوئی صورت نکلے، لیکن ابھی تم کو شہرت کے عام منظر پر زیادہ نمایان ہوکر آنا چاہیئے، الندوہ بھی ایک ذریعہ ہی، اور مین تو ہر جگہ تمھاری نقابت کرتا ہی رہتا ہون، مین خود متفکر ہون کہ موجودہ حالت مین بھی تم کو کیونکر زیادہ مالی فایدہ پہنچاؤن؟

والسلام

شبلی - ۳ فروری ۱۹۰۸ء

(۱۹)

عزیزی

چند روز تک میرے مضمون سے اب پرچہ بالکل خالی رہیگا، دیکھو ایسا نہ ہو کہ اپنی حیثیت سے گر جاے، ایک غزل بھیجتا ہون، اُسکو اخیر مین چھاپ دینا۔

اے آنکہ ہمی گوئی "و کز راز خبر دارم" — اندیشۂ خامے است، من نیز بہ سر دارم
اے رنگ رخ جستہ، یک لحظہ توقف کن — من نیز ازین عالم، آہنگِ سفر دارم
رُوئے و چنین روئے شایان نہفتن نیست — بگذار کہ این پردہ، از روئے تو بر دارم
ای دوست! مپرس از من، رسم و رہِ تقوی را — اکنون کہ من بیدل، سودای دگر دارم
تا سال دگر خواہد شد رہن مے و مطرب — این خرقۂ مستوری کامسال بہ بر دارم

اے معتکف کعبہ! این جلوہ فروشی چیست؟ | من ہم بہ سر کوئے، گہ گاہ گذرے دارم
رندی، و سیہ کاری، مستی و نظر بازی | زینگونہ اگر خواہی بسیار ہنر دارم
یک دیدۂ حیرانے از ہستیٔ من باقی است | وان نیز نے خواہم کز روے تو بر دارم
از زہد و ورع خود، لفظے بشنفتہ ام خلقے | اے دوست! چہ می دانی تا من چہ ہنر دارم
اے شبلی نعمانی، این پردہ دری از چیست؟ | اینہا کہ ز خود گفتی من نیز خبر دارم

۲۔ فروری ۱۹۰۸ء

بمبئی

(۲۰)

میرا مضمون تم کہاں رکھ گئے، صفر کے لیئے تم نے کچھ لکھا تھا یا نہیں، اگر لکھا تھا تو کہاں رکھ گئے ہو، اس بے پروائی سے تم جایا کرتے ہو کہ میں سخت پریشان ہوں۔ محرم ہو چکا، صفر کا کچھ سامان نہیں، نہ مجھ سے کچھ کہا،

ہاں میں نے قرآن مجید پر جو کچھ لکھوایا تھا وہ کہاں ہے؟[۵]

شبلی

۲۶۔ فروری ۱۹۰۸ء۔ لکھنؤ

(۲۱)

عزیزمن، فرائض میں محاباۃ اور مدارا نہیں چل سکتا، اور تعلقات کے بدمزہ ہونے کا سبب

[۵] مولانا قرآن پر جو درس دیتے تھے طلبہ انکو یادداشت کے لیے لکھتے جاتے تھے اسی کی نسبت سوال ہے،

ہوتا ہے، تمہاری طبیعت قدرتی کاہل اور سست واقع ہوئی ہے جسکو غالباً اب نہین بدل سکتے، اس لئے اب تم کو یہ طے کرنا چاہیے کہ تم الندوہ کی ایڈیٹری کر سکتے ہو یا نہین، کم از کم دو مہینہ پہلے ہر پرچہ کے تمام مضامین تیار رہنے چاہئین، تاکہ پرچہ وقت پر تیار رہے، تمام میگزین یہی کرتے ہین، اسکے ساتھ تمام اہل قلم سے خط کتابت رکھنی چاہیے، اگر تم یہ کر سکتے ہو تو مطلع کرو، ورنہ کیا فایدہ روز بروز طبیعت مکدر ہوتی جائے،

صفر کا پرچہ بھیجا تو الگ، خود میرا مضمون لیتے گئے، بھلا اس سے کیا فایدہ تھا،

شبلی

۹- مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

(۴۲)

عزیزی،

الندوہ عمادی کے ہاتھ مین دیدیا گیا، پہلی اپریل سنہ سے[1]،

تم اپنی نسبت سردست طے کرو، کہ اگر تم انگریزی واقعی محنت سے پڑھنا چاہو اور دو برس تک مستقل پڑھو اور اس قدر پڑھ لو کہ اچھی طرح کتب بینی کر سکو قابل ہو جاؤ تو تمہارے وظیفہ کا جس کی مقدار موجودہ معاوضہ کے برابر ہوگی انتظام کیا جائے اور اگر مولویانہ کاہلی سرایت کر گئی ہے تو اور کچھ صورت سوچی جائے۔

شبلی، ۱۳- مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

---

[1] چند ماہ کے بعد پھر واپس دیا گیا دیکھو ۴۴

۲۳

عزیزی،

مجھکو حیدرآباد آنا پڑا، یہاں ایک سرکاری کام سے طلب کیا گیا ہون[1]، دو تین ہفتہ شاید رہنا ہو، ندوہ کی تمام کارروائیاں ابھی تک خواب خوش ہین، تعبیر نکلے تو اطمینان ہو، زمین کے لئے لکھنؤ سے رپورٹ جا چکی، اب ہز آنر کے حکم کا انتظار ہے،

یہاں نئی اسامیاں[2] تجویز ہوئی ہین، اس مین مین نے تمہارے لئے تحریک کی ہے، لیکن اس تجویز کے جاری ہونے مین کم از کم سال بھر کی دیر ہوگی، ورنہ انشاء اللہ کامیابی کی بظاہر امید ہے،

والسلام

شبلی

۶- جولائی سنہ ۱۹۰۸ء، حیدرآباد

(۲۴)

عربی اخبارات مین نے منشی محمد علی کے پاس بھیجدیئے،

برکت علی شاہ امام مسجد چکوکی ڈاکخانہ خاص ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر، حضرت امیر حمزہ کا نسب پوچھتے ہین"

---

[1] حیدرآباد کی مشرقی یونیورسٹی کے وضع نصاب کے لے،

[2] یعنی حیدرآباد کی مشرقی یونیورسٹی مین، چنانچہ سنہ ۱۹۱۵ء مین نیم منظوری بھی ہوچکی تھی، لیکن مکتوب الیہ نے دار المصنفین کے خیال سے انکار کردیا،

طبقات ابن سعد سے لکھ بھیجو،

الندوہ کے مضامین کی فکر رکھو، مین اچھا ہونگا تو لکھونگا،

مطبع سے پوچھو کہ کیا کیا مضامین ان کے پاس موجود ہین، ترتیب مین بھی انکو ہدایت لکھا کرو،

شبلی

۲۶ ستمبر ۱۹۰۸ء

(۲۵)

عزیزی

تم نے غلطی کی، اور ہمیشہ یہ غلطی ہوتی ہو کہ الندوہ مین علمی خبرین نہین دیتے ہو جسکی وجہ سے ابکی ۲۰-۲۵ روپیہ کا نقصان اٹھانا پڑا،

مصر مین جامعہ مصریہ کا خاص پرچہ نکلا ہی، یہی نام ہی، اسکے اڈیٹر سے خط کتابت کرو، اپنا پرچہ بھیجو اور مبادلہ کی درخواست کرو،

جلسہ سالانہ کے مختصر حالات اور اڈریس عربی المؤید وغیرہ مین بھیجنا چاہیئے تھا نہ بھیجا ہو تو اب بھیجو[1] مین الندوہ کے لئے کوئی مختصر سا مضمون بھیجتا ہون،

شبلی حیدرآباد

۲۴ جنوری ۱۹۰۹ء

---

[1] المؤید مصر مین مکتوب الیہ نے بھیجا، اور اُسنے خوشی سے دو نمبرون مین شائع کیا،

(۲۶)

عزیزی،

مین نے شرح نہج البلاغۃ معتزلی[۱] ندوہ کے لیے خریدی جسکو ساتھ لا دنیا۔ اسکے علاوہ متعدد کتابین بمبئی مین خرید کرکے قاری میران شاہ سے بھجوائین، معلوم نہین پہنچین یا نہین، شبلی کے باقی رہ گئے تھے، وہ آج بھیجتا ہون اس مین سے الہلال کا حساب صاف کردو، اور ایک اعجاز خسروی[۲] مطبع نولکشور سے خرید لو، اور مصری جدید مطبوعات کے لئے رکھ لو،

مضمون کی بیان توقع نہین،

مین انشاء اللہ جلد آتا ہون، جدید اسٹاف کا انتظام[۳] کرتا ہی،

والسلام

شبلی

۶۔فروری ۱۹۰۹ء حیدرآباد

(۲۷)

دونون پرچون مین تمہارا مضمون بہت اچھا نکلا[۴]، اب تم کو تصنیفی سلیقہ آچلا، البتہ عبارت کی ابھی تک کمزوری باقی ہی، وہ بھی جاتی رہیگی۔

یہ ممکن ہی کہ تم کو مصر بھیجا جائے، اسلئے اگر تم کسیقدر انگریزی پڑھ لیتے تو تمہاری ترجیح کو کوئی

---

[۱] ابن ابی الحدید المعتزلی، [۲] مصنفہ حضرت امیر خسرو دربیان صنائع و بدائع، [۳] دار العلوم کے لئے [۴] الندوہ ج ۵، نمبر ۱۱ و ۱۲ مضامین ایمان بالغیب و کمرات القرآن،

شخص دبا نہ سکتا،

ہان شذرات ضرور ہونا چاہئیے،

شبلی

۱۴- فروری سنہ ۱۹۰۹ء

(۲۸)

سید سلیمان،

نفح الطیب مین ایک موقع پر مصاحف عثمانی اور اس مصحف عثمانی کا ذکر ہی جو اندلس بھیجا تھا اور بڑی دھوم سے اسکا استقبال کیا گیا تھا، وہ مقام اگر تم کو یاد ہو تو وہ جلد آج نکال کر میرے پاس بھیجدینا[1]، فہرست مضامین کتاب مین بھی اسکا ذکر ہے،

شبلی

۱- دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۲۹)

عزیزی،

۱۰ روپیہ کے لیے لکھدیا ہی[2]، مولوی عبدالحئی صاحب دلوا دینگے،

---

[1] مضمون علوم القرآن مین حوالہ کی غرض سے، یہ مضمون تہذیب الاخلاق اتر سرج ۱ نمبر ۲ مین شائع ہوا، واقعہ مذکورہ، کتاب مذکور ج ۱ ص ۲۸۳ مین ہے، [2] بغرض مصارف صیغۂ تصحیح اغلاط تاریخی، جس کا سکرٹری مکتوب الیہ بنایا گیا تھا، دیکھو ۱۳ و ۲۳ نیز ۹ - ۸۰،

مصر جانے مین مشکلات ہین، چونکہ گورنمنٹ تک یہ مسئلہ جاچکا اور بار بار جاچکا، اور جواب نہین آیا

اس لئے یہ قطعی ہی کہ مرضی نہین ہی، اب خود دار العلوم کی طرف سے بھیجنا، دانستہ مخالفت[۱] ہی،

خود اپنی طرف سے جا سکتے ہو، لیکن رخصت کا تعلق کیونکر رہیگا، اگر روپیہ ہو تو خود جا سکتے ہو،

اور یہ ظاہر ہے کہ واپس آنے پر معقول جگہ مل ہی جائیگی،

چھ[۲] مہینہ مین وہان کیا پڑھو گے،

شبلی

۲۰ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء - الہ آباد

(۳۰)

تمہارا کوئی خط نہین آیا، ناراض تو نہین ہو، بلاغۃ العرب[۳] کے لئے نہ لکھا ہو تو اب لکھدو، اور الندوہ

سے روپئے لے لو، ضرور بھول نہ جانا، اس کی بہت ضرورت ہی،

یہان کچھ مین چندان کام نہین کر سکتا، لیکن یہ کیا کم ہی کہ حواس برجا ہین، وہان تو گرمی نے بولا دیا تھا،

مولوی شروانی صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ انھون نے میرے تمام خطوط محفوظ رکھے ہین،[۴]

شبلی - ۲۰ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء - کلکتہ

---

[۱] مکتوب الیہ دار العلوم سے فارغ ہو کر دار العلوم ہی مین ادب اور علم کلام کا مدرس ہو گیا تھا، لیکن خود مولانا کی اور بعض اعیان قوم کی رائے تھی کہ مکتوب الیہ کو بغرض تکمیل، مصر بھیجا جائے اس بنا پر اسکے متعلق گورنمنٹ سے خط کتابت کیگئی، [۲] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ چھ مہینے کی رخصت لیکر مین خود اپنی طرف سے مصر جانا چاہتا ہون، [۳] ایک شخص نے مصر مین فرنچ لٹریچر کے عمدہ نمونون کا عربی مین ترجمہ کیا ہی، اسی کا نام بلاغۃ العرب ہی، [۴] مکتوب الیہ کو مکاتیب شبلی کے جمع کرنیکا خیال اسی زمانہ مین پیدا ہوا تھا (دیکھو ۹ - ۸۰)

(۳۱)

مسعودی نے کتاب التنبیہ والاشراف مین جہان جہان حصہ ہاے زمین کا نام لیا ہے، اسیا اور

وفا، اور افریقہ لکھا ہی، شاید مروج الذہب مین بھی یہ الفاظ آے ہون[۱]،

تصحیح اغلاط کا کام غالباً تم نے چھوڑ دیا، اور اس عذر سے کہ مولوی عبدالحئی صاحب روپیے نہین

دیتے، اتنی خفیف رکاوٹون سے کام رُکا نہین کرتے[۲]،

مین انشاءاللہ جلد آتا ہون، کیا کہون وہان کا پانی میرے لیئے نہایت مضر ہی، یہان مین خوب

کھاتا ہون،

شبلی

۳جون سنہ ۱۹۱۰ء

(۳۲)

عزیزی،

تمہارے مضمون تصحیح اغلاط پر ارباب علیگڈھ کسقدر جلد چونکے، فوراً ایک کمیٹی قائم ہوئی اور مختلف

کورسون کی جانچ کے لئے مختلف کمیٹیان قائم ہوگئین، لیکن ندوہ کا ذکر نہین، بلکہ بیان کیا گیا کہ یہ کام ہم

---

[۱] مکتوب الیہ اس زمانہ مین "جغرافیہ اور مسلمان" پر عربی مین مضمون لکھ رہا تھا، اس سلسلہ مین معلوم ہوا کہ یاقوت رومی نے معجم البلدان مین اسیا، یورپ، (اورفا) کی اصطلاح لکھی ہی، یہ تعجب مولانا سے ظاہر کیا، اسکے جواب مین یہ ہی،

[۲] انگریزی کتابون مین اور کورس مین اسلامی تاریخ اور معلومات کے متعلق جو غلطیان ہین، اُنکی تصحیح کا کام ندوہ کی زیرنگرانی کیا جاے، یہ کام ایک حد تک مکتوب الیہ نے انجام دیا،

پہلے سے کر رہے ہیں، خیر کام ہونا چاہئے کہین سے ہو، تاہم تمہارا دائرہ تنگ ہی، وہ صرف گورنمنٹ کو مطلع کرینگے اور تم کو تصحیح سے تعلق ہی،

مولوی خلیل الرحمن صاحب کا خط آیا ہی کہ سید سلیمان تمہاری تربیت و تعلیم کا اصلی نمونہ ہین اس لئے وہ نماز نہین پڑھتے، شاید فجر کی نسبت ان کا الزام صحیح ہو، مخالفین کو کیون ایسا موقع دیتے ہو،[1]

تصحیح اغلاط کے لیے چندہ کی اپیل کرو، لوگ ضرور چندہ دینگے،

میری طبیعت اب تک صاف نہین،

شبلی

۱۶-اگست سنہ ۱۹۱۰ء - اعظم گڈھ

(۳۴)

عزیزی،

میرے کمرہ مین دو مجموعہ مسودات ہین۔ ان مین شعر العجم کا حصہ سوم بھی ہی جس مین تیسرے حصہ کی تمہید، اور فغانی، فیضی، عرفی، نظیری، طالب آملی، کلیم، صائب کی سوانح عمریان ہین،

تمہید الندوہ مین بھی چھپ چکی ہی، مل سکے تو وہ پرچہ لے لینا، یہ سب مرتب کر کے رجسٹرڈ مع بیمہ علیگڈھ مطبع فیض عام مین منشی محمد علی سے بھجوا دینا،

شبلی

۵-اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء

---

[1] سبحانک ھذا بھتان عظیم،

(۳۴)

عزیزی،

یا تو سموم لکھنؤ میں جھلس رہا تھا یا یہان بہشت کی ہوائین آرہی ہین، تمام دن، اور تمام رات اس قدر ہوا کے جھونکے آتے رہتے ہین کہ بیان نہین ہوسکتا، شاید ابھی زیادہ رہون،

ہان اب ندوہ یون چلتا نظر نہین آتا، پھر تم اپنے ہات مین لو، جو شرطین پیش کروگے منظور کرونگا مجھکو اب ندوہ سے کوئی غرض نہین لیکن وہ درحقیقت ندوہ کا ایک اعلان ہی اُسکو مٹانا نہین چاہئے،

حماسۂ بحتری یہان ملا، نہایت گران ہی، انتخاب بھی اچھا نہین لیکن پھر نایاب چیز تھی اسلئے خریدی،

وقف[1] کا معاملہ طول پکڑ رہا ہی اور زیادہ قوت کے صرف کرنے کی ضرورت ہی، یہان پوری کارروائی ہوگی، گو ایک گروہ مخالف بھی ہی، علماء نے کہین اختلاف نہین کیا، پشاور، اور رام پور کی رائین قانون کے متعلق آگئین،

عزلتین ہو رہی ہین لیکن بھکی، کہان تک؟ آخر عمر اور سن کا بھی کچھ تقاضا ہی!

شبلی

۲۹- مئی سنہ ۱۹۱۱ء بمبئی

(۳۵)

عزیزی،

مجھکو شاید دیر ہو جائے، اسلئے رسالہ عربی[2] کی نسبت تاکید کردو کہ چھپ جائے، پروف کی تصحیح

[1] تحریک وقف اولاد [2] جرجی زیدان کے تمدن اسلام کی تنقید بزبان عربی،

مولوی شیخ محمد صاحب سے بھی کراؤ،

ایک کاغذ اس خط مین ملفوف ہی، اسکو افضل صاحب کاتب کے پاس بھجوا دینا، افضل صاحب کے پاس شعر العجم کے چار صفحون کی ترمیم رہ گئی ہے وہ منگواکر مطبع مفید عام آگرہ مین بیرنگ بھجوا دینا،

نوٹس مردم شماری نو مسلمان[۵۱] زمیندار مین ضرور بھیجنا، اور اخبارون مین تو مین نے دیکھا،

شبلی

۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

(۳۶)

سید سلیمان

رکن الدین[۵۲] نے یہ تجویز پیش کی ہی کہ الندوہ کے دو صفحے "طلبۂ قدیم ندوہ" کے لئے خاص کر دیے جائین، اسکی سرخی "طلبۂ قدیم دار العلوم" ہو اور اسکے ذیل مین طلبہ کے اپنے بھیجے ہوے حالات یا خیالات درج ہون، جس کا مقصد بڑا یہ ہوگا کہ تمام طلبہ مین یک جہتی اور اتحاد خیالات اور ہمدردی ندوہ پیدا ہو،

شذرات مین اس کا ذکر کردو، اور اسپر اظہار مسرت کرو، لیکن مین دیکھ لون تب مطبع مین بھیجو،

---

۵۱ بسلسلۂ حفاظت اسلام، نو مسلم آبادیون کا نقشہ مطلوب تھا، اس زمانہ مین آریون کی شورش کی بنا پر مولانا نے مجلس اشاعت و حفاظت اسلام قائم کی تھی، جگہ جگہ خود دورہ کرتے تھے، اور دور دور کے مقامات مین واعظ بھیجتے تھے، مکتوب الیہ اس مجلس کا جوائنٹ سکرٹری تھا، آئندہ خطوط مین اسی تعلق سے اسکے متعلق ہدایات اور تذکرے ہین۔ دیکھو ۴۱، ۴۲، ۴۳،

۵۲ مولوی حکیم رکن الدین دانا، ندوی،

رکن الدین کا کارڈ مرسل ہے، اُن کا پتہ محفوظ رہے،

شبلی

۹ فروری ۱۹۱۴ء

(۳۷)

عزیزی سید سلیمان سلمہ،

ممکن ہے کہ مین آج کلکتہ چلا جاؤن، اسلئے ہدایات ذیل پر عمل کرنا چاہئیے،

۱-مین نے نو مسلمون کی ایک لسٹ[1] بنوائی ہی، کاتب سے لیکر اُن لوگون کے نام اور اڈریس لکھ لو

جن لوگون نے نو مسلمون کے متعلق خطوط بھیجے ہین،

نو مسلمون کے متعلق ایک اپیل جلی خط مین عبد الولی صاحب کے ہان چھپوایا ہی، لیکن ابھی انہی کے

ہان ہی، وہ منگوا کر ان اشخاص کے نام ایک ایک دو دو پرچے بھیجدو،

ایک خط کا مسودہ کاتب کو دے آیا ہون، ہر اپیل کے ساتھ وہ خط بھی بھیجدو، میرے دستخط

کاتب صاحب لکھدین،

۲-اپیل مذکورہ بالا کی سَو کاپیان میرے نام اس پتہ سے بھیجدو، شبلی - مکلاوڈ اسٹریٹ

نمبر ۱۳ - کلکتہ،

۳-ممکن ہی کہ میری ڈاک، ڈاکیہ باہر سے سیڑھیون پر پھینک جاتا ہو، اسلئے کاتب صاحب

سے کہدو کہ جب دروازہ کھولین تو دیکھ لیا کرین کہ خطوط وغیرہ تو نہین ہین، ڈاک جمع ہوتی جائے پھر

---

[1] دیکھو ۳۶،

مین منگوالون گا،

۴۔ طلبہ کا جو وفد باہر جائے ان کو خوب سمجھا دو کہ ہر جگہ انتخاب ڈلیگیٹ کا جلسہ کرائے یعنی لوگ جمع ہون کہ سالانہ جلسہ کے لئے ڈلیگیٹ منتخب کرین، اور اخبارات انگریزی و اردو مین اسکے متعلق تار چھپے، یہ نہایت ضروری کارروائی ہی، ہر جگہ ایک مجمع گو دو ہی چار آدمی جمع ہون بآسانی ہو سکتا ہی

۵۔ امام مالک کی مدونہ کے ساتھ ابن رشد کی کتاب فقہ مین چھپی ہے، نہایت عمدہ ترتیب ہی اور فقہ کی تمام کتابون سے افضل ہے،

شبلی

۱۔ مارچ ۱۹۱۲ء، الہ آباد

(۳۸)

عزیزی،

مین کل کلکتہ پہنچا، شاید دو تین دن قیام ہو، اشاعت کا کام یہان شروع کرا دینا چاہتا ہون، خطوط لوگون کے نام بھجوا دینا[۱]، غلط نامہ تیار کرکے مطبع مین دیدو[۲]، شکر ہو کہ ورنیکولر اسکیم کمیٹی مین[۳] پوری کامیابی ہوئی، مین نے جو یادداشت لکھی تھی، انگریز اور ہندو ممبر دونون نے حرف بحرف اس سے اتفاق کیا، اور اردو ناگری کی حالت مین آنے سے رک گئی، ۱۵۔ مارچ کو پھر کمیٹی ہے،

شبلی

کلکتہ، ۳۔ مارچ ۱۹۱۲ء

---

[۱] متعلق حفاظت اسلام، [۲] غلط نامہ الانتقاد [۳] دیکھو ۹-۹۷-۱۰۱-۱۰۳

۳۹

عزیزی سید سلیمان صاحب،

اشاعت[۵۱] کے جوابات آرہے ہین، میری دانست مین خط ملفوف، اور اُسکے ساتھ اور مطبوعہ کاغذات کے پمفلٹ بھیجے، چند لوگون نے استحسان اور ممبری قبول کی، بہ از یادر قم ممبری،

میان مسعود سے کہو کہ پیچش سے تنگ آکر یہان آگیا، یہان کی آب وہوا بہت موافق ہے اور مکان نہایت خوش منظر، اسلئے غالباً اخیر ماہ تک رہون،

دس[۱] ماہوار پر مسلم گزٹ مین ایسے ابتدائی معلمون کے لئے اشتہار دید و جو دیہات مین جاکر اردو کی ابتدائی کتابین اور قرآن مجید پڑھا سکین،

صیغۂ اشاعتِ اسلام کے نام کی ابھی ضرورت نہین۔ آریہ بھڑکین گے، صرف میرا نام لکھدو،

شبلی

۰جنوری ۱۹۱۳ء، الہ آباد

(۴۰)

برادر عزیز،

خط پہنچا، آپکے پروگرام کے ابتدائی حصئے سے مین سردست متفق نہین، اسی پہلے پروگرام کو آپ کی چند رایون کے انضمام کے ساتھ بھیجتا ہون،

---

۵۱ مجلس اشاعت وحفاظت اسلام ۵۲ مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ صیغہ حفاظت اسلام عیسائی مشنریون کے طریقہ سے بڑے پیمانہ پر ہو، مولانا کی تجویز تھی کہ کام آہستگی اور خاموشی سے کیا جائے،

بڑے بڑے امرا ابھی شریک نہین ہونگے، بلکہ ایسے بڑے پروگرام سے بچ کینگے، ان سے استفسار کرنا اور ناکامیاب ہونا دل شکستہ کردیگا، اسلئے ابھی بہت اونچا نہ دیکھئے، اگر مارچ مین اس کا ابتدائی اجلاس کہین منعقد ہوجاتا تو آگے کو رستہ نکلتا،

غلام حسین عارف کو خاص طرح پر لکھنا چاہیئے شاید کلکتہ مین انتظام ہوسکے،

لکھتے ہو کہ لوگ میرے نام کی تکرار سے گھبرا گئے[۵۱] بھائی یہ کاغذات دو برس سے چھپے پڑے ہین، بیسون ضروری فرائض آنکھ سے دیکھتا ہون اور زبان سے ہر وقت ہائے پکارتا ہون، اسی اشاعت کے متعلق الہلال مین خط تک چھپوا دیا، جب کوئی نہ کرے تو کیا کرون، واللہ اب نام ونمود اور افسری کا شوق نہین، کوئی کرے اسکے ساتھ ہون اور پیروین سکتا ہون،

روپیہ مولوی فضل الرحمن سے جمعہ کی تعطیل[۵۲] کے متعلق جو جمع ہی، اُس مین سے بطور قرضہ کے لو حساب درست رہے مین آکر ادا کردونگا،

یہان ذرا صحت اچھی ہی، اسلئے مقیم ہون عبد السلام آجائین تو آجاؤن کہ ان کا یہان آنا دقت طلب ہے

کلکتہ، پٹنہ، بھوپال، رامپور مین اشاعت کے کاغذات کیا بہت کم گئے، پرنس ارکاٹ کو انگریزی خط لکھوا کر اُسکے ساتھ کاغذات بھیجو، غلام احمد خان[۵۳] کو خاص طرح پر لکھو خود اپنی دستخط سے بھیجو،

---

[۵۱] ندوہ کے دیگر کارکن ہر کام کی ابتدا ان کے نام سے دیکھکر جلتے تھے، اسلئے مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ دوسرے لوگون کے نام سے کام کیا جائے کہ ان کی برہمی زائل ہو، [۵۲] سرکاری دفاتر مین نماز جمعہ کی تعطیل کیلئے مولانا نے تحریک شروع کی تھی اسکے فنڈ کی طرف اشارہ ہی دیکھو ۹-۱۰۴، [۵۳] نواب غلام احمد خان کلامی مدراس،

ورجنرل سکرٹری اشاعت اپنا نام لکھو

تم کہتے ہو کہ بجائے اپنے مشیر حسین، یا نواب علی حسن خان کا نام لکھون، وقف اولاد کے متعلق بت سا ازمین سے خود اشتہار دیا تھا کہ جو چندہ بھیجا جائے منشی احتشام علی کے پاس بھیجا جائے، صرف (۸) منے ان کے پاس آئے تھے، پھر اچھے صاحب[۱] کے نام سے انگریزی کاغذات بھیجے، ایک شخص نے الٹ کر جواب نہین دیا، مشیر حسین[۲] وغیرہ کا نام لکھ کر دیکھ لو، ایک درجن آدمی بھی جواب نہ دینگے تجربہ کرو تو معلوم ہوجائیگا، تم سمجھتے ہو کہ مین اپنے نام کے لئے ہر کام مین اپنا نام رکھتا ہون، لیکن سب تجربہ کرکے ایسا کرنا پڑتا ہی،

منشی احتشام علی صاحب نے بار بار دار العلوم کے معاملہ مین ڈایرکٹر اور انسپکٹر سے خط کتابت کی آجتک نہ آیا، جمعہ کی تعطیل کا رزولیوشن، نواب علی حسن خان کی طرف سے ہز آنر کے پاس بھیجا گیا، ابھی تک جواب کا پتہ نہین، اچھے صاحب شکایت کرتے تھے،

چونکہ ایک غلط خیال جمتا جاتا تھا، مجھکو طول دینا پڑا، تمہارا مسودہ مین نے پسند نہین کیا، اشاعۃ الاسلام کو حک واصلاح کے بعد بھیجتا ہون، دو ہزار یا زیادہ چھپوالو، اور بڑا خط بھی لیکن باریک کاغذ پر اس قدر دبیز نہین،

شبلی

۲۳- جنوری سنہ ۱۹۱۳ء، الہ آباد

---

[۱] سید رشید الدین صاحب لکھنؤ، عزیز خاص نواب علی حسن خان صاحب،

[۲] مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ایٹ لا،

(۸۴)

عزیزی،

ارادہ ہی کہ اخیر ماہ تک یہان رہون، پھر دورہ کو اٹھون، دورہ ہی مین گرمیان آجائینگی اور سفر کا سر بمبئی سے ملجائے گا، اس لیئے رکشا پر جو نوکر ہی، اُسکو اِس مہینہ کے جتنے دن تک رہا ہی تنخواہ دیکر علیحدہ کردو،

انگریزی معلومات کو دیکھ لیا[1] سب گو ڈ ہی، ان کے ترجمہ پر وقت اور روپیہ ضایع کرنا بے فائدہ ہی، منشی انعام الرحمن کی نیک مزاجی، پابندیٔ وقت۔ لیاقتِ ترجمہ سے مین بہت خوش ہون لیکن اب کوئی کام نہین، ۵ افروری ۱۳ء سے ان کا تعلق نہ رہیگا اُنکو مطلع کردینا چاہئے عبدالسلام کو لکھو کہ وہ چھ مہینے کی رخصت لین اور موجودہ رخصت ختم کرکے میرے پاس آجائین سفر مین بھی مین ان کو ساتھ رکھون گا،

تاریخ خمیس کی دوسری جلد بھی بھیجدو

تم اب کیا کر رہے ہو، اگر اور کوئی کام نہ ہو تو اب دوسرے حصہ کے اجزا[2] لے لو،

ارکان کے پاس خطوط کی نقل گئی یا نہین[3]،

شبلی

الہ آباد، ۵۔ فروری ۱۹۱۳ء

---

[1] متعلق سیرت [2] یعنی سیرۃ نبوی کے

[3] متعلق واقعۂ میر عبدالکریم مدرس دارالعلوم،

(۴۲)

برادرم،

دیکھا! پانسو اشتہارات اور کل ۲۰ - ۲۵ جواب، انہی باتون کو مین دیکھ رہا تھا[۱]، خیر اب تو پیچھے ہٹنا نہین ہے، ہزنہار اس رسید بہی سے کام نہ لو، ورنہ شاہ سلیمان اور مولوی خلیل الرحمن صاحب فوراً آکر ہات پکڑ لینگے اور کچھ کرنے نہ دینگے[۲] ندوہ سے بالکل آزاد رہنا چاہئے، ایک "مؤتمر دینی عمومی" کا مسودہ لکھ کر چھپنے کو دیدیا ہی، وہ اصل اسکیم ہے جسپر چلنا ہی، اچھا ہے تو بھیجدونگا، آج جن لوگون کے جواب قبول ممبری کے آئے ہین حسب ذیل ہین،

سید عبد الودود۔ بریلی، الطاف حسین وکیل عدالت منصفی ایٹہ، خان بہادر فخر الدین، بانکی پور،

انجمن[۳] نے تو مجھ سے کہا تھا کہ ۱۲ فروری کو تمام مساجد مین مکاتب کھل جائینگے، یہ ایک مہینہ کی بات ہی پھر آپ کی تحریک کے کیا معنی؟

کارڈ کا نقشہ بعد اصلاح مرسل ہی۔

ہان مولوی ناصر حسین صاحب کی کتاب فوراً بھجوادو،

شبلی

۶۔ فروری سنہ ۱۹۱۳ء

---

[۱] متعلق اشاعت

[۲] ندوہ کی طرف سے جناب شاہ سلیمان صاحب وغیرہ نے اشاعت کی رسیدین چھپوائی تھین، المکتوب الیہ نے چاہا تھا کہ ان رسیدون کو کام مین لائے، [۳] لکھنؤ کی ایک مجلس جو مساجد کا اہتمام کرتی ہے،

(۴۳)

عزیزی،

(۱) تم عرب بائدہ، یا عرب کی ان مہذب سلطنتون کے پیچھے نہ پڑو[۱] جو یمن، شام وغیرہ مین قائم تھین، ان کے متعلق چند صفحات مین اجمالی بحث کافی ہوگی، تمام کوشش، نجد، حجاز، یثرب کے متعلق معلومات کے جمع کرنے مین صرف کرنی چاہئے، تم انہی مقامات کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچاؤ، آبادی کعبہ اور حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کے واقعات مین جسقدر تفصیل مل سکین محقق، وہ تلاش کرو،

(۲) عبدالوہاب نجدی کی کتاب الہدی النبوی کے چند صفحات کی نقل بھیجو، تو مین اس کے متعلق راے قائم کرکے اس کی نقل کی اجازت دون،

(۳) تاریخ الاسلام لابراہیم بن عبداللہ کی جو عبارت تم نے نقل کی ہی، اس مین کوئی نئی بات نہین یہ باتین اور کتابون مین مذکور ہین، صرف **یہود** سے جزیہ نئی بات ہی لیکن اس کا ثبوت نہین،[۲]

شبلی

۱۸- اپریل ۱۹۱۳ء

لکھنؤ

---

[۱] سیرت کے لئے بطور مقدمہ کے عرب جاہلیت کی تاریخ کی ضرورت تھی، اسی کے متعلق یہ ہدایت ہی اسی مقدمہ کو بڑھاکر مکتوب الیہ نے ارض القرآن کردیا ہے،

[۲] یہ دونون کتابین بانکی پور کے کتب خانہ مین ہین،

(۱۴۴)

عزیزی،

جن انگریزی کتابون کو لکھا ہی، انکو بے تکلف خرید لو، اور مجھکو قیمت لکھ بھیجو کہ بھیجدون، لکھنؤ مین جب آؤ گے تو غریب خانہ حاضر ہے،

سیرۃ **شامی** فی الواقع سب سے بڑی اور محققانہ کتاب ہی لیکن افسوس کہ ملتی نہین، عماد بن **کثیر** کی تاریخ کا پتہ لگاؤ، وہ بھی نہایت محققانہ اور محدثانہ ہی عبدالوہاب نجدی کی سیرۃ کی نقل تم نے نہین بھیجی، **دولابی** کے دوچار صفحے بھیجدو[۱]،

اشرار... کا جواب لکھنا ضرور ہی، ان منافقین نے ایک طرف تو حکام مین یون سرخروئی پیدا کی کہ مولوی عبدالکریم کی معطلی[۲] پر ہم نے لوگون کو آمادہ کیا اور مجارٹی حاصل کی،

---

[۱] یہ کتابین بانکی پور کے کتبخانہ مین ہین اور سیرۃ کے متعلق ہین، مکتوب الیہ نے ان کی اطلاع دی تھی،

[۲] مولوی عبدالکریم، دارالعلوم کے ایک لائق مدرس تھے، مولانا کے بعد الندوہ کی اڈیٹری مقامی ارکان نے ان کے سپرد کی تھی جس کے وہ حقیقت مین اہل نہ تھے، اسی اثنا مین انھون نے جنگ طرابلس کے زمانہ مین جبکہ مسلمانون کے جذبات بے انتہا برافروختہ تھے، الندوہ ج ۹ نمبر ۶ مین جہاد پر ایک غیر مآل اندیشانہ مضمون لکھا جو گو اسوقت کے عام جذبات اسلامی کے مطابق تھا لیکن احکام اسلامی کے مطابق نہ تھا، مولانا نے مقامی ارکان کے مشورہ سے مولوی عبدالکریم کو چند روز کے لئے معطل کر دیا اور ڈپٹی کمشنر کو ندوہ کی برائت کی اطلاع دیدی، عام اخبارات مین اسکے متعلق بڑی شورش مخالفین کی طرف سے پھیلائی گئی، اسی واقعہ سے عام بدہمی کی ابتدا اور آخر استعفا تک نوبت پہونچتی ہے، دیکھو ۱۴-۲،

دوسری طرف مجھکو قوم مین سخت بدنام کیا، اور ہر جگہ اپنی براءت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہین اور یہ سب کو یقین دلایا کہ ہم نے جو کچھ کیا **شبلی** کی دھمکی سے کیا،

افسوس ہی کہ مین اب تک صحیح نہین ہوا اور خود اپنے ہاتھ سے خط نہین لکھ سکتا،

شبلی نعمانی بقلم عبدالسلام

بمبئی

(۴۵)

عزیزی،

سلام مسنون، تم کو مفصل خط لکھا تھا، افسوس نہین پہنچا، تعلق[1] کر کے پوچھنا کیا! اگر جائز ہے تو عارضی اور مستقل دونون اور ناجایز ہے تو دونون، بہرحال آپکو جو پسند ہو مین کیونکر اُسکو ناپسند کر سکتا ہون،

اجزائے تیار شدہ اسودہ یا صاف جو کچھ ہو رجسٹرڈ بلکہ بیمہ کر کے بھیجدیجئے[2]،

یہان لکھنؤ کی بہ نسبت غذا دونی ہی لیکن ضعف نہین جاتا، پھر بھی بہت غنیمت ہی،

کندی[3] کی کتاب وُلاۃ مصر عمدہ چھپی اور مین نے لے لی ہے،

شبلی

۹ - جون سنہ ۱۹۱۳ء - بمبئی

---

[1] مکتوب الیہ الہلال کے اڈیٹوریل اسٹاف مین داخل ہوگیا تھا [2] سیرت کے لئے تاریخ عرب، اور پیغمبر اسلام اور یورپ پر جو کچھ مکتوب الیہ نے لکھا تھا، دیکھو مکتوب ۲۷ و ۴۴، [3] عبدالحکیم کندی حکام مصر کی از ابتداے فتح تا زمانہ مصنف تاریخ ہے معتبر اور قدیم تصنیف ہی،

(۴۶)

عزیزی،

افسوس ہی تمکو میرے خطوط نہین ملتے، تم نے جو کچھ لکھا ہی، رجسٹری اور بیمہ کرا کے بھیجدو، یعنی مصنفین یورپ، اور عرب قبل اسلام پر اب مین عنقریب شروع سے مکمل کر دینا چاہتا ہون کہ چھپنے کے قابل ہوتا جائے، غزوات پر مفصل ریویو لکھ رہا ہون۔

افسوس ہی اسدفعہ یہان بھی اچھا نہین رہتا۔ ملیریا کی شکایت رہتی ہے۔

شبلی

بمبئی - ۱۵ - جون سنہ ۱۹۱۳ء

(۴۷)

عزیزی

افسوس ہی تمہارے پاس کوئی خط نہین پہنچتا۔ متعدد خطوط تم کو لکھ چکا، ایک کا جواب نہین آیا خیر مختصر یہ ہی کہ جو کچھ تم نے سیرۃ کے متعلق لکھا ہی یعنی مصنفین یورپ پر ریویو، اور عرب قبل اسلام وہ رجسٹرڈ اور بیمہ کر کے بھیجدو،

تم سے خط کتابت رہتی تو بہت سی باتین لکھنی تھین۔

شبلی

۲۲ - جون سنہ ۱۹۱۳ء

(۴۸)

عزیزی،

تم نے کعبہ کی تعمیر اور ذبیح[51] کے متعلق کچھ نہین لکھا۔ قران مجید مین فبشرناہ بغلام حلیم جہان ہے اس سے ہر شخص نے حضرت اسحاق کو مراد لیا ہی، کیونکہ بشارت کا لفظ انہی کے متعلق دوسرے مواقع مین آیا ہی، اور اسی آیت کے بعد یہ آیت ہی فلما بلغ معہ السعی الخ اسلئے اس سے بھی حضرت اسحاق مراد ہو سکتے ہین، اس کا کیا جواب ہی؟

صفۃ جزیرۃ العرب[52] کہان سے ہاتھ آئی، سوسائٹی[53] مین ہو تو دریافت کرو،

قبل عرب کے حالات مرتب ہو جائین تو کتاب کا نصف حصہ یعنی وفات تک کے حالات تیار ہین

ندوہ کے متعلق تم نے مطلق خاموشی اختیار کی، حالانکہ اب تم آزاد ہو،

شبلی

بمبئی - ۱۴ جولائی ۱۹۱۳ء

(۴۹)

عزیزی،

اب مین الہ آباد جانا چاہتا ہون۔ غالباً ایک آدہ ہفتہ یہان اور رہون۔

سیرۃ کا پہلا حصہ گویا ختم ہو گیا ہی، غزوات پر ایک مستقل باب اخیر مین لکھا ہی اور تمام

---

[51] یعنی حضرت اسمٰعیل و اسحاق مین سے ذبیح کون تھا، [52] ابن الحائک الہمدانی الحمیری کا جغرافیہ عرب ہی مصنف چوتھی صدی کا آدمی ہی [53] ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ،

غزوات ایک خاص سلسلہ مین آگئے ہین، بہت سی باتین نئی ہاتھ آئین،

عرب کا مضمون تمہارا واپس بھیجدونگا، انگریزی مواد مین بعض چیزین نئی ملین حضرت اسمٰعیل کے متعلق ایک انگریز نے ایک مستقل کتاب لکھی ہی اور تمام مباحث پر فیصلہ لکھا ہی ثابت کیا ہی کہ وہ نہ ذبیح تھے نہ مُورثِ عرب[1]۔ قرآن مجید پر ایک مستقل تصنیف[2] ملی،

ارادہ ہی کہ دو تین مہینہ مین، ابتدائی اجزاء مطبع مین بھیجدون،

سیرت کے متعلق عام جو امور ذہن مین آئین یعنی کن کن امور پر زیادہ توجہ کی جائے وغیرہ وغیرہ انکو وقتاً فوقتاً جب جو بات ذہن مین آئے، لکھ بھیجا کرو،

شبلی

بمبئی - ۲ - اگست ۱۹۱۳ء

(۵۰)

عزیزی

تمہارے ایک خط سے معلوم ہوا تھا کہ جغرافیۂ بطلیموس، جغرافیہ فارسٹر، اور جدید سیاحت نامہ ہائے یمن، وہان انگریزی دُوکانون پر مل سکتے ہین۔ بطلیموس کی قیمت دریافت کرو اور باقی کتابین وی پی بھجوا دو،

مولوی ابوالکلام صاحب آج کل لکھنؤ مین ہین، ندوہ کی حالت دیکھ کر بہت متاسف ہین کہ اسقدر جلد کیونکر یہ حالت ہوگئی، مسٹر مظہر الحق گئے تھے بہت برا اثر لیکر آئے، لڑکے تو اس قدر

---

[1] دیکھو مکتوب ۵۲، ۵۵، ۵۶، نیز حمید ۱۱۶۱ [2] دیکھو مکتوب ۵۶،

غمزدہ ہین گویا ماتم کدہ ہین ہین لیکن پھر وہی تقدیر۔

شبلی

بمبئی۔ ۱۲۔ اگست ۱۹۱۳ء

(۵۱)

عزیزی۔

کارڈ پہنچا۔ سیرت کی جو کتابین تمہارے ہان ہون اُن کو بھیجدو خصوصاً رحلۂ الحجازیہ[۵۱] کی ضرورت ہے۔ مضمون مین اضافہ کر دو، لیکن انداز تحریر بدلنے نہ پائے یعنی جوڑ معلوم نہ ہو۔

مضامین کے سلسلہ کے متعلق امور ذیل ملحوظ رکھنے چاہئین،

۱۔ مختلف اخبارات مین شائع ہون۔

۲۔ مختلف النوع ہون بعض ظرافت اور لطافت آمیز، بعض بالکل سنجیدہ، بعض کھلے خطوط بنام ...... ان خطوط مین بالکل سادہ اور بے غرضانہ انداز سے یہ بتانا چاہئے کہ ندوہ کی ترقی دینے کے لئے حسب ذیل چیزین ضروری ہین،

دائرہ اثر، قوت تقریر یا تحریر۔ اطراف ملک کا دورہ۔ احباب پر اثر۔ ریاستون سے تعلقات۔ مولوی محمد علی صاحب نے سب سے پہلے بذریعہ وحید الزمان خان وقار الامراء سے سو روپیہ مقرر کرائے پیری مریدی کی وجہ سے اُن کا اثر تھا۔ شبلی نے بھوپال۔ رامپور۔ آغاخان سے اپنے اثر کے ذریعہ

---

۵۱ یعنی خدیو مصر کا سیاحت نامۂ حج، خود خدیو کے ایک درباری نے لکھا ہے مصنف نے یہ کتاب مولانا کے پاس ہدیۃً بھیجی تھی،

سے کام لیا۔ اب آپ کس طریقہ سے ندوہ کو ترقی دینگے۔ ان مین سے کونسا طریقہ آپ اختیار کر سکتے ہین۔

یہ خط اس طرح کا ہونا چاہیئے کہ ذرا بھی کنایہ اور تعریض نہ ہو بلکہ اس طریقہ پر ہو کہ ان کو جواب دینا لازمی ہو جائے۔

۳۔ سب سے مقدم یہ ہی کہ جلسہ انتظامیہ جس نے یہ کاروائیان کی ہین اسکی سخت بے قاعدگی دکھائی جائے، حسب ذیل۔

(۱) دستور العمل مین قاعدہ ہی کہ ہر فیصلہ طلب پندرہ دن پہلے ارکان کے پاس پہنچ جاے اور اُن کی تحریری رائین منگوائی جائین۔ شبلی نے استعفا جو بھیجا وہ جلسہ سے صرف چند روز پہلے اس لیے وہ پندرہ دن قبل، ارکان کے پاس کیونکر پہنچ سکتا تھا۔

(۲) دستور العمل کے رو سے ناظم کا تقرر جلسہ عام کی منظوری کے بعد ہو سکتا ہی۔ تنہا جلسہ انتظامیہ نے کیونکر ان کو ناظم بنایا، اور کیونکر انکو اختیارات حاصل ہو گئے،

(۳) جدید انتظام مین تمام معتمدیان توڑ دی گئین، لیکن یہ تجویز ارکان کے پاس مطلق نہین بھیجی گئی، عین وقت پر مولوی عبدالحئی صاحب نے پیش کی اور منظور ہو گئی، یہ کیا طریقہ ہے اور کیونکر جائیز ہو سکتا ہے، اسی طرح اکثر امور ارکان انتظامی کے پاس بالکل نہین بھیجے گئے تھے اور جلسہ نے طے کر دئے۔

باوجود تمام مخربات کے چند باتین خود بخود مفید بھی نکل آئین۔ ہیڈ ماسٹر نے دوسری جگہ تعلق کر لیا اور سردست چھ مہینہ کی رخصت لی پھر غالباً مستعفی ہو جائیگا۔ اس سے انگریزی کا جو سخت نقصان

تھا رفع ہو جائیگا۔ مولوی عبداللہ صاحب کے اختیارات وسیع ہوئے اور ..... کے استعفا سے ہر ہر کام مین رکاوٹ جاتی رہی ..... اسقدر ربد مغز اور متقرعن نہین ہے،

معتمدیون کے ٹوٹ جانے سے اتنا فایدہ ہوا کہ بہرحال قوت ایک جگہ ہوگئی، یہ دوسری بحث ہو کہ اسوقت انجمن خراب ہو لیکن کوئی کام کا آدمی منتخب ہوگا تو کام مین رکاوٹ نہ ہوگی، ورنہ معتمدین کا ہٹانا بہت مشکل تھا،

غزوات کا پلین نہایت مرتب مسلسل اور صاف ہوگیا ہو۔ تمام سرایا چند خاص قبایل سے تعلق رکھتی ہین جو قریش کے حلیف تھے یا جن کے پیشہ غارتگری کو نقصان پہنچتا تھا، اور مراحل بھی اچھی طرح طے ہوگئے ہین۔ حضرت اسمعیل کے متعلق ایک انگریزی کتاب ہاتھ آگئی ہو جو محض اسی بحث پر ہو کہ عرب اُن کے خاندان سے نہین ہین، اور نہ وہ ذبیح تھے[1]،

مذہب کے اصول کے متعلق انگریزی تصنیفات مہیا کرلی ہین، ایک کتاب صرف اصول الحاد پر ہے اور ایک اس کے رد مین، ایک خاص انجیل کی رد مین ہو کہ اُسکی تعلیمات بالکل غلط ہین،

عربی مین ایک کتاب ہاتھ آئی ہو جس مین اصول فقہ اسلام کا، رومن لا اور موجودہ قوانین سے مقابلہ کیا ہے، بہرحال مواد بقدر کافی مہیا ہوگیا ہو، کام لینا باقی ہو،

علالت کی وجہ سے ہر روز دو گھنٹہ سے زیادہ کام نہین کرسکتا۔ تمہارے چلے جانیکا افسوس ہے، تم ہوتے تو الایف کے علاوہ کتاب کے اور حصے ساتھ ساتھ ہوتے جاتے، ان حصون کو تم اچھی طرح لکھ سکتے،

---

[1] مولانا نے اس مسئلہ پر سیرت نبوی مین بہ تفصیل بحث کی ہو،

کانپور[51] کے واقعہ نے لکھنؤ وغیرہ مین سخت ہیجان پیدا کر دیا ہے،

شبلی

۷- اگست سنہ ۱۹۱۳ء

(۵۲)

عزیزی،

تم نے خود لکھا کہ سیرۃ کی کتابین کچھ میرے پاس رہ گئی ہین، کہئے تو بھیجدون، اب بار بار لکھتا ہون کہ بھیجدو تم خبر بھی نہین ہوتے،

سیرت اس حد تک آگئی ہے کہ ابتدائی اجزا مطبع مین بھیجدون، لیکن سخت متردد ہون کہ کہان بھیجون، چھاپہ والون پر مطلق اعتماد نہین، برسون لگا دینگے ٹائپ کے متعلق ابھی تک تسلی نہین کہ لوگ پسند کرینگے[52]،

اگر ٹائپ کی راے قائم ہو جاتی تو وہین[53] آکر قیام کرتا

غزوات پر آخر مین ایک تبصرہ لکھا ہے جو ۲۰-۲۵ صفحے ہین، اور غالباً کامیابی سے لکھا گیا ہے،

کانپور کے واقعہ پر ایک مختصر سی نظم لکھ کر زمیندار مین بھیجدی ہے - دیکھنا -

ڈاکٹر اسپرنگر کی جرمنی کتاب[54] یہان ہے، ایک پارسی جو فرنچ، جرمن، انگریزی کا ماہر اور عربی فارسی سے آشنا، اور فارسی کا نہایت شایق، اور اردو بخوبی جانتا ہے مجھسے دوستانہ ملتا ہے، کتاب اُس نے

---

[51] واقعہ انہدام مسجد کانپور [52] جس کتاب کے چھپنے کے آیندہ تذکرے اور مشورے ہین وہ یہی سیرت کے ابتدائی اجزا ہین [53] یعنی کلکتہ مین [54] لائف آف محمد،

لاکر میرے ہان رکھدی ہی، اور کہا ہی کہ کبھی کبھی آکر سناؤن گا، اُس نے شعر العجم کو بہت غور سے پڑھا ہے اور اُسکے ایک حصہ کا ترجمہ کرنا چاہتا ہی، افسوس ہی کہ رنگون مین ملازم ہی، اسلیئے اکتوبر مین یہان سی چلا جائیگا

بکہ کی تحقیق کے سلئے عبرانی توراۃ کی ضرورت تھی، ایک قابل یہودی مل گیا ہی،

اڈریانوپل کی واپسی کا مادہ تاریخ[1] قالوا انلک بضاعتنا نکلا، تین چار حرفون کا تعمیہ ہی سنہ عیسوی ۱۹۱۲ نکلتا ہے۔

ایک نہایت استاد آرٹسٹ یہودی نے (جو اب مسلمان ہی) اپنی خواہش سے میری تصویر[2] کھینچی ہے۔ ابھی پوری طیار نہین ہوئی۔ آجائے تو اس کا فوٹو لیا جائے

ٹرکش نائب سفیر (جو سردست قایم مقام سفیر ہی) نہایت معقول ترک ہی، اس سے اکثر ملاقات ہوتی ہے، لیکن لطف یہ ہی کہ وہ اردو فارسی، عربی کوئی زبان نہین جانتا، تاہم اس سے ملنے کو جی چاہتا ہے جب وہ نہین آتا تو خود ملنے کو جاتا ہون اُس نے خواہش کی کہ مین اپنا فوٹو اس کے ساتھ لون، مین نے منظور کیا، مجھکو تصویر سے دلچسپی نہین لیکن ایسا انکار بھی نہین،

[1] پوری آیت یہ ہی قالوا انلک بضاعتنا ردت الیتنا " ہمارا یہ سامان ہی ہمکو پھیر دیا گیا " یہ اُس موقع کی آیت ہے، جب حضرت یوسف کے بھائی، مصر سے غلہ خریدنے جاتے ہین، اور قیمت مین اپنے سامان دیتے ہین، حضرت یوسف کے حکم سے اُن کا سامان، غلہ کی بوریون مین چھپا کر واپس کر دیا جاتا ہی، گھر آکر جب وہ اسباب کھولتے ہین تو سامان نکل آتے ہین تو وہ خوشی مین کہتے ہین کہ " یہ ہمارا سامان ہی ہمکو پھیر دیا گیا " اڈریانوپل کی واپسی کیلیے اس سے مناسب تر مادۂ تاریخ نہین ہو سکتا۔

[2] یہ تصویر پیرس کی نمائشگاہ سنہ ۱۹۱۳ مین دوسرے نمبر پر ٹھیری، مصوّر بمبئی کا تھا۔ رحیم بے نام ہے،

آغانی مع فہرست جدید لے لی ہی، خصائص[۵۱] ابن جنی کے چھپوانے کا انتظام ہو رہا ہی

شبلی

۲۲- اگست سنہ ۱۹۱۳ء - بمبئی

(۵۳)

سلام علیک، کارڈ پہنچا- اب یہان سے روانہ ہوتا ہون، لیکن لکھنؤ غالباً مہینہ بھر کے بعد پہنچون، اخبارات مخالف میرے پاس نہین آتے، وہ کیونکر ماتم کر رہے ہین[۵۲] یعنی کس پہلو سے اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین،

ہان وحید الدین[۵۳] لکھنؤ سے تشریف لیگئے اور ادھر اس کثافت سے صاف ہو گیا اخبارات مین بھی یہ ذکر آگیا ہی حقیقت مین ادھر نجاستون مین آلودہ ہو رہا تھا، حریت اور آزادی سے بڑھکر کوئی چیز نہین، لیکن سفاہت اور حریت مختلف چیزین ہین

رباعی متعلق واقعہ کانپور

گفتی کہ وضوخانہ بہ تعظیم نیرزد | زان روے کہ آن خانہ نہ مسجد نہ کنشت است
مایندۂ فرمان توہستیم ولیکن | معشوق من است آنکہ بہ نزدیک تو زشت است

شبلی - از بمبئی - ۲۷- اگست سنہ ۱۹۱۳ء

---

[۵۱] یہ کتاب عربی زبان کا فلسفہ ہی، مولانا نے اسکا قلمی نسخہ مصر سے نقل کرا کے منگوایا تھا یہ نسخہ ندوہ کے کتبخانہ مین ہی

[۵۲] مولانا کے استعفا پر [۵۳] گورنمنٹ کے حکم سے وہ مسلم گزٹ کی اڈیٹری سے علیحدہ کر کے لکھنؤ سے باہر گئے، وہ اس وقت مولانا کے خلاف اپنے اخبار مین ایسے مضامین لکھ رہے تھے جو تہذیب سے باہر تھے،

(۵۴)

عزیزی،

مین ٹوٹائپ کے بارہ مین تم سے متفق ہون لیکن عام پبلک تو اب تک چشم آشنا نہین۔

مولوی ابوالکلام صاحب سے کہو کہ چھپائی کا بہتر سے بہتر نمونہ، بہتر سے بہتر کاغذ پر ایک صفحہ چھپوادین،

طبقات الامم[۵۱] مین قلمی، اور مطبوع دونون دیکھ چکا ہون بہت عمدہ کتاب ہی،

اسمعیل والی تصنیف[۵۲] بھیج دیتا لیکن عین اسی وقت اس کا کام ہے مصنف معمولی درجہ کا ہی، سید صاحب کے خطبات سے بھی تعرض کیا ہی، محقق نہین بلکہ پادری ہی، البتہ کتاب بڑی ہے اس لئے غالباً مواد زیادہ ہوگا، مین نے اس کو پڑھوا کر سنا نہین،

آج کل مین یہان سے روانگی ہے غالباً الہ آباد مین قیام ہو اور وہین سے چھپنے کا بندوبست کیا جائے

یہان بعض انگریزی لیتھو کے مطبع ہین، آج ان کو دیکھنا ہی،

فوٹو کی ایک ہی کاپی میرے پاس ہی[۵۳] اور اُس پر سفیر ٹرکی کے دستخط ہین کہ اس نے یہ فوٹو مجھکو دیا ہے

شبلی

۲۹- اگست سنہ ۱۹۱۳ء

---

۵۱ قاضی ابن صاعد اندلسی المتوفی سنہ ھجری کی تصنیف عربی زبان مین علوم کی تاریخ پر ہے، شروع سے ہندوستان ایران بابل، یونان، روم، مصر، عرب، بنی اسرائیل کے علوم و تصنیفات کی الگ الگ تفصیل ہے، پہلے بیروت مین اور اب مصر مین بھی چھپ گئی ہی، ۵۲ دیکھو مکتوب ۵۱-

۵۳ دیکھو مکتوب ۵۳، مکتوب الیہ نے مانگا تھا۔

(۵۵)

عزیزی،

ایک خیال یہ ہوتا ہے کہ بطور مسودہ کے پچاس صفحے نہایت عمدہ کاغذ پر ٹائپ مین چھپوا لون، اور وہ مجلد ہو کر گران قیمت پر بکے، اگر یہ اندازہ ہوا کہ ٹائپ بھی چلسکتا ہی تو دوسرا اڈیشن بھی ٹائپ مین چھپے، ورنہ لیتھو، اسکے متعلق تمہارا کیا خیال ہی؟ مولوی ابو الکلام صاحب کی راے بھی لکھو،

حضرت اسمٰعیل والی کتاب پڑھوا کر سُنی، نہایت عامیانہ کسی پادری کی تصنیف ہی، سید صاحب کا رد پندرہ صفحون مین لکھا ہی لیکن محض ایشیائی طریقہ کا طعن و تشنیع، قرآن مجید پر جو کتاب نکلی ہے وہ گرچہ اعتراضات سے پُر ہے، لیکن سب ایک ہی جگہ مل جاتا ہی،

شبلی

۷ ستمبر ۱۹۱۳ء

(۵۶)

عزیزی،

سلام شوق، **مسعود** اگر پریس کرتے ہین، تو مین ہر طرح اعانت کے لیئے موجود ہون، سیرت بھی یہین چھپ سکتی ہی، لیکن اس کا اطمینان ہونا چاہئے کہ میری کتاب پہلا تختہ مشق نہ بنے، وہ کمپنی بنالین اور متعدد حصہ دار پیدا کرین،

مین پریس کے سرمایہ مین بھی شرکت کرسکتا ہون، گو اسکے نفع سے غرض نہین، ایک عمدہ پریس جس سے قدیم نادر تصنیفات شائع کیجائین ایک اہم مقصود ہی، یورپ کی نادر مطبوعات کو بھی دوبارہ

طبع کر سکتے ہین،

سُنا ہی کہ ناظم حال (منشی احتشام علی)، ندوہ کی مالی ترقی مین کوشش کر رہے ہین اور گورنمنٹ سے استمداد کے لئے شملہ گئے ہین، اگر یہ صحیح ہی تو بڑی خوشی کی بات ہی۔ مجھکو اس کا بہت رنج رہتا تھا کہ میرے بعد سِرے سے یہ کام برباد نہ ہوجائے،

الہ آباد گورنمنٹ نے الہلال کا پرچہ مشہد کانپور[۵۶] قابل ضبطی قرار دیا ہی، اور حسن نظامی کا پمفلٹ بھی،

مین غالباً دو ایک روز مین حیدرآباد جاؤن، اور ایک دو ہفتہ رہ کر چلا آؤن، سیرت کے متعلق بعض کتابین وہان بھی اچھی ہین ثعلبی کی کتاب غُرر تاریخ الفرس مطبوعہ فرانس یہان ہے،

ہاماوران ایک بادشاہ تھا جسنے کیکاؤس کو قید کیا تھا۔ سودابہ، کیکاؤس کی زوجہ اس کی لڑکی تھی ثعلبی[۵۷] کی تحقیق یہ ہی کہ ہاماوران، حمیر کی خرابی ہی، وہ حمیری بادشاہ تھا اور سعدیٰ اس کی لڑکی کا نام تھا،

شبلی۔ ۱۶۔ ستمبر ۱۹۱۳ء

(۵۷)

عزیزی

سلام شوق۔ مجھکو تمہاری سلامت روی اور اصابت رائے سے بہت تعجب ہوا کہ تم نے وکیل میر

---

۵۶ مشہد اکبر کی سرخی سے مکتوب الیہ ہی کا لکھا ہوا مضمون الہلال کے لیڈنگ آرٹکل مین واقعہ کانپور کی نسبت شائع ہوا تھا، تمام ملک نے اس مضمون کو نہایت پسند کیا اور اب تک اُسکا نام بچہ بچہ کی زبان پر ہے مضمون اسقدر پرجوش تھا کہ گورنمنٹ نے اُسکو قابل ضبطی قرار دیا، اور اسی جرم مین الہلال سے دو ہزار کی ضمانت طلب کی مولانا کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کسکا لکھا تھا۔ ۵۷ صاحب تاریخ غرر الفرس،

جو سوالات ناظم سے کئے اس کے اکثر تیسر ہوائی ہین، مولوی خلیل الرحمن کھانے اور قیام کا بار ندوہ پر نہین ڈالتے، اور ایک روپیہ کرایہ کا مکان اور بورڈنگ کا کھانا اس بات کا محتاج بھی نہین،

عبدالسلام کے خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ پنج وقتہ مسجد مین نماز پڑھتے ہین بعض سوالات بجا ہین لیکن معمولی باتین ہین، مولوی نسیم نے وکیل مین جو تحریر شائع کی ہی، اس کے متعلق یہ لکھنا چاہئے کہ بے شبہہ شبلی کا یہ خیال تھا کہ سردست دونون مخالف گروہون کا، کارکن حیثیت سے الگ ہوجانا چاہئے لیکن مخالف جماعت کے اصلی لیڈر تو خلیل الرحمن ہین ندوہ کے تمام مقامی ارکان جو جلسون مین برابر شریک رہی جانتے ہین کہ منشی احتشام علی کی مخالفت پہلے نہ تھی خلیل الرحمن کی مستمرہ پانچ برس کی کوششون کے یہ تمام نتائج ہین، چنانچہ تاریخ وار واقعات اس کی شہادت کے لئے موجود ہین، اس لئے منشی احتشام علی سے پہلے خلیل الرحمن کو الگ ہونا چاہئے تھا، اور کوئی شک نہین کہ اگر دونون فرقون سے الگ کوئی شخص ناظم مقرر ہوتا تو کام اچھا چلتا اور دونون فریق اسکو مدد دیتے،

دوسرے مولوی نسیم سے یہ پوچھنا چاہئے کہ جب دستورالعمل مین یہ موجود ہے کہ ناظم کا انتخاب جلسہ انتظامیہ مین ہوگا اور جلسہ سالانہ کے اتفاق کے بعد ناظم کے عہدہ پر مقرر ہوگا، تو آپ لوگون نے ابھی سے کیونکر اُن کو ناظم کر دیا کہ وہ تمام کاغذات مین اپنے آپ کو اسی لقب سے لکھتے ہین،

اس کے علاوہ انتخاب نظامت کے لئے یہ ضروری ہی کہ کسی شخص کا نام تجویز ہو کر تمام ارکان سے رائے لی جائے، یہان یہ کارروائی کی گئی کہ نئی کمیٹی قائم ہونے کے ایک دن بعد جلسہ

انتظامیہ ہوا، (حالانکہ پندرہ دن بعد ہونا چاہئے)،

جلسہ انتظامیہ کا اجنڈا جس مین امور فیصلہ طلب درج تھے اور جو پندرہ دن قبل شائع کیا گیا تھا، اس مین اس کے متعلق صرف یہ الفاظ تھے کہ ممبرون اور عہدہ دارون کا انتخاب ہوگا، کسی عہدہ دار کا نام نہین پیش کیا گیا تھا

اسی اجنڈا پر لوگون کی رائین آئی ہون گی، کیا ایسا غیر معین اور مشتبہ اور مجمل طریقہ انتخاب جایز ہے پھر کس بنا پر ایک جلسہ نے جس مین چند نہ سے زیادہ اشخاص نہ تھے، نظامت کا فیصلہ کر دیا،

سب سے بڑھکر مولوی نسیم سے یہ پوچھنا چاہئے کہ معتمدیون کے توڑنے کی تجویز مطلق اجنڈا مین نہ تھی۔ کس بنا پر، یہ تجویز فوراً پیش ہوئی اور فقط مقامی ارکان کی راے سے منظور کر لی گئی اور باہر کے ارکان کو خبر تک نہ ہوئی، یہ سوالات معقول اور سنجیدہ پیرایہ مین پوچھنے کے قابل ہین لیکن طرز عبارت مین چوٹ اور طنز نہ ہو۔

اصل یہ ہے کہ مین ضعف کی وجہ سے خط کتابت نہین کر سکتا۔ اصلی کام یہ ہے کہ مصلحین ندوہ کے نام سے ایک کمیٹی بنانی چاہئے۔ ملک کے باثر لوگون سے اسکے ممبری کی درخواست کرنی چاہئے اول تمہید مین ندوہ کے مقاصد کی اہمیت، پھر یہ کہ موجودہ حالت ناقابل اطمینان ہی، اس مضمون کے خطوط چھپوا کر شائع کئے جائین اور لوگ ممبر بنائے جائین، اس کے بعد ایک کمیشن قائم ہو جو لکھنؤ جا کر تحقیقات کرے،

قوم مین جمہوریت کا احساس غالب ہو گیا ہی اس لئے ہر طرف سے لوگ اسکے لئے آمادہ

ہونگے کہ یہ پوری قوم کی چیز ہے اور قوم ہی کا اُسپر تسلط ہونا چاہئے،

حضرت عایشہ کی استدراک[1] کا رسالہ ملا، لیکن مستعار ہے اور کوئی شخص موجود نہین کہ نقل کرے

تاہم فکر مین ہون۔

شبلی

حیدرآباد، ۲۹-اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۵۸)

عزیزی

الحاح کی حاجت نہین، کتابت کا کچھ بندوبست کرتا[2] ہون، مولوی شیر علی صاحب[3] کہین سے

لائے ہین،

حضرت عائشہ کے اجتہادات فقہی اور کلامی کو زور کے ساتھ لکھنا چاہئے، یعنی طرز استدلال

اور بیان اور عبارت سب پر زور ہو،

صحاح مین بہت سی روائتین ان کے شان کے خلاف منقول ہین، خصوصاً وہ تمام روائتین

---

[1] الاصابہ فی استدراک عائشہ علی الصحابہ حافظ سیوطی کی تصنیف ہے، سیرۃ عائشہ کے لئے مکتوب الیہ کو اس کی ضرورت تھی مختصر رسالہ ہے، [2] رسالہ استدراک عائشہ کی نسبت ہے، [3] مولانا شیر علی صاحب مقیم حیدرآباد۔ مولانا کے احباب مین ہین، معقولات و ریاضیات مین اس عہد مین یگانہ ہین، مولانا ے مرحوم کے اصرار سے کچھ روز دار العلوم ندوہ کے پرنسپل رہے، پھر حیدرآباد واپس گئے اب دار العلوم حیدرآباد مین استاذ ہین، مولانا ان کے علم و فضل کے بیحد مداح تھے، ان کا ذکر آگے بھی آئیگا،

جو آنحضرت کی معاشرت ازواج کے متعلق ہین، ان کا کیا علاج سونچا ہی، مین تو سیرۃ مین ایک مستقل بحث کرنے والا ہون کہ اس قسم کی تمام روائیتین منافقین مدینہ کے دسائس ہین، جو لوگ افک مین شریک تھے، انسے اور کیا عجب ہے،

شبلی

۵۔ نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۵۹)

عزیزی،

بھائی جو آج تم نے جانا وہ ہمیشہ سے جانتا ہون، تاہم کیا کیا جائے[1] خیر ملاقات پر اٹھا رکھتا ہون، تمہارے مشاغل کے متعلق پھر لکھونگا[2]، ایک مضبوط اسکیم بنانی چاہیے۔

سیرت کے تعلق چھوڑنے مین تم نے جلدی کی اور میرے استصواب سے پہلے وہان تعلق کرلیا۔ خیر گذشت ہرچہ گذشت،

مین غالباً دسمبر تک لکھنؤ پہنچون پھر تمام مراحل طے ہونگے،

شبلی

حیدرآباد۔ ۷، نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

---

[1] یہ اس عہد کے ایک مشہور مصلح اخبار نویس کی نسبت راے ہی

[2] مکتوب الیہ اب تک الہلال کلکتہ کے اڈیٹرون مین تھا، اب الگ ہوگیا ہے، مولانا سے مرحوم سیرۃ کے دفتر مین اُن کو بلاتے ہین،

(۶۰)

عزیزی،

مترجم انگریزی تو روپیہ ماہوار کا رکھا گیا، کاتب دو مقرر کرنے پڑے،

عبدالسلام کو بھوپال بھیجدینا چاہتا ہون، اس صورت مین کیا تم اسی قلیل معاوضہ (ضہ۵۰) پر حیدرآباد رہ کر سیرۃ کے اسٹاف مین رہنا پسند کروگے،

میری اسکیم بالکل بدلگئی، یعنے اب گرمیون تک یہین جم کر رہنے کا ارادہ ہی، پورا اسٹاف یہین بلایا ہے،

شبلی

حیدرآباد - ۸ - نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۶۱)

عزیزی

سلام علیکم - خط پڑھکر افسوس ہوا کہ تم نے اتنی مدت کے بعد، میری عقل، میری ہمدردی اور میرے تعلق خاطر کو یہین تک سمجھا، کیا مجھکو اتنی عقل نہ تھی کہ مین تم کو بلاکر زیر بار مصارف کرتا، کیا اتنی ہمدردی نہ تھی کہ تم کو تکلیف نہ دیتا، کیا مجھکو تم سے اتنا تعلق اور اتنی محبت بھی نہین کہ اگر تم کو فائدہ نہ پہنچا سکتا تو تمہارا نقصان نہ کراتا،

بہرحال اب مین یہان سے روانہ ہوتا ہون، تم یہان آجاتے تو بہت اچھا ہوتا کہ یہان کے عمائد سے تمہاری خوب معرفی کرادیتا، خیر یہ موقع تو نکل گیا، ایک اور کوشش ہورہی ہے، جواب کا انتظار

ہے، لکھنؤ پہنچکر لکھونگا[۵۱]،

دو چار مہینہ کے لیئے سیرت مین تمہاری ضرورت ہی، یون تو ارادہ ہی کہ سیرۃ کا سلسلہ مستقل قایم کردیا جائے، اور کم سے کم میری زندگی تک تو باقی رہے، لیکن بہرحال تم کو زیادہ روکنا نہین چاہتا،

پٹنہ سے عمدہ رسالہ نکالنا محال ہے، اچھی چھپائی کے بغیر سب بیکار ہے،

شبلی

حیدرآباد - ۲۸ - نومبر ۱۹۱۳ء

(۶۲)

عزیزی،

تمہارا اعراض دیکھکر یہان کے قیام کا ارادہ مین نے ترک کردیا اور لکھنؤ اور اعظم گڑھ مین رہنے کے انتظامات کرلیئے، اسلیئے اب تمہارا یہان آنا بیکار ہے، مین ۲ - دسمبر کو یہان سے روانہ ہونگا، بھوپال مین دو چار دن ٹھیرونگا، پھر لکھنؤ یا الہ آباد، کانفرنس کی شرکت سے فارغ ہوکر کہین مستقل قیام کرونگا، اور اُسوقت تم کو تکلیف دونگا،

تمہاری ضرورت اس لیئے ہی کہ مُبیضہ پر نظرثانی کرو، کوئی بات غلط درج ہوگئی ہو یا فروگذاشت ہوگئی ہو، اُن کو نوٹ کرتے جاؤ، بعض امور مین مشورہ کی بھی حاجت ہی، چند مہینہ کے بعد تم بالکل آزاد ہو، جو تمہاری اسکیم ہو، اس کے موافق کام کرو مین ہر کام مین مدد دینے کو تیار ہون،

---

[۵۱] دکن کالج پونہ کی اسسٹنٹ پروفیسری کے لئے، [۵۲] سیرت کے مبیضہ

رسالہ اگر نکالتے ہو تو ٹرسٹ پریس مین کیون نہ نکالو، الہلال پریس اچھا ہی

مولوی خلیل الرحمن کی پارٹی نے اب نظامت کے پختہ کرنے کے لئے لکھنؤ مین سالانہ جلسہ کرنا چاہا ہے، میرے پاس ضابطہ کی اطلاع آگئی ہے، لیکن جلسہ سے تین چار روز قبل تک اس کا اعلان نہ کرینگے کہ جلسہ مین نظامت کا فیصلہ ہوگا، وقت پر مقامی اشخاص کا مجمع زیادہ ہوگا اور حسب مراد فیصلہ ہوجائیگا،

پٹنہ۔ آرہ مظفر پور۔ بہار مین مسلمانون کے جلسے ہونے چاہئین، جس مین لوگ کسی حقیقی قابل شخص کا نام نظامت کے لئے پیش کرین مین اپنے لئے نہین کہتا، بلکہ مقصود یہ ہے کہ قومی کام مین تمام قوم کی حقیقی رائے معلوم ہو، اور قوم کی عام دلچسپی بڑھے،

پٹنہ مین تم تحریک کر سکتے ہو، طلبائے قدیم ندوہ، اور ڈاکٹر محمود اور اکثر بیرسٹر اور مسٹر مظہر الحق ساتھ دینگے، اس سے بڑا فائدہ یہ ہی کہ ندوہ کی اہمیت ثابت ہوگی، اب تو یہ حالت ہے کہ ندوہ مین کچھ بھی ہوجائے کسیکو خبر نہین۔ پروا نہین،

شبلی

حیدرآباد - ۲ - دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۶۳)

عزیزی،

سلام مسنون، حاشا یہ مقصود نہین کہ تم کو اسی دائرہ مین پابند رکھون، میری ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ لعجاب واعزہ درس گاہ سے نکل کر ملک مین پھیلین، اور الگ الگ نظام شمسی قائم

کرین لیکن جب تک موقع نہ نکل آسے، اور ایک محدود خاص مدت تک (جو ۴-۵ مہینے سے متجاوز نہ ہوگی)، سیرت کے کام مین رہنا چاہئے کہ پہلی جلد تیار ہوجائے ضعف، حافظہ و دماغ کی وجہ سے اپنی نظر ثانی پر اطمینان نہین،

انشاء اللہ کل روانہ ہون گا۔ بھوپال دو چار دن ٹھرنا ہوگا،

مسائل ذیل پر نہایت تدقیق اور تحقیق سے نظر ڈالو۔

کعب[۱] اشرف یہودی اور ابو رافع کا قتل بہ اذن آنحضرت[ص] جس طرح بخاری مین منقول ہی اس کو کیونکر اخلاق کے موافق تسلیم کیا جائے[۵۱]،

راوی اول جابر بن عبد اللہ ہین، کیا وہ اس واقعہ مین شریک تھے یا شرکا رسے سنا تھا؟

آیت[۲] تخییر سے کیا آنحضرت پر عدل بین الازواج باقی نہین رہا۔

حضرت عائشہ کی حدیثین ترجی من تشاء کے متعلق کہان تک صحیح ہین[۵۲]،

شبلی

حیدر آباد - ۷ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۶۴)

کارڈ[۵۳] پہنچا۔ پروفیسر صاحب نے تم پر اور مجھپر دونون پر احسان کیا ہی[۵۴]، ان کو عربی نحو و صرف پڑھا دو، صرف ضروری مسایل جس سے عبارت پڑھنا آجائے پھر ادب کی ضروری کتابین،

---

۵۱ دیکھو عبد السلام ۲ ۵۲ دیکھو حمید ۲۳،۳ ۵۳ مکتوب الیہ اب پونہ کے دکن کالج مین اسسٹنٹ پروفیسر ہوتا ہے،

۵۴ پروفیسر عبد القادر، دیکھو ۱-۲۷-۲۸-۲۹

خلیل الرحمن آگرو گئے تھے، سنا ہی کہ شاہ سلیمان کو راضی کیا ہی کہ وہ لکھنؤ آکر ایک اخبار ان کی تائید مین نکالین، شاہ سلیمان نے چار ہزار کا سرمایہ مہیا کرنا اپنے ذمہ لیا ہی،

جغرافیہ ہمدانی حافظ فضل الرحمن نے منگوایا ہی، فارسٹر کا جغرافیہ انفع الکتب ہے، یہان کے حالات مسعود سے لکھینگے،

سیرت کے اجزا چاہتا ہون کہ جلد مطبع مین بھیجدون،

وہان کسی اسلامی جلسہ عام مین خطبہ دو، جلسہ خود کرانا چاہئے، لوگ خود خواہش کرینگے،

مولوی رفیع الدین سے بھی ملتے رہو۔

شبلی

لکھنؤ۔ ۷ جنوری ۱۹۱۴ء

(۶۵)

عزیزی،

خط سخت انتظار مین ملا۔ سچ یہ ہی کہ شیخ عبد القادر صاحب کے مکارم اخلاق، حدِ احصا سے باہر ہین ان کو عربی آجاے تو مجھکو بیحد مسرت ہوگی،

ہنر برابد بدار تو شہر یزی[۵]

دعائیہ کلمات ہین جو سلاطین کے سامنے عرض مدعا سے پہلے ادا کرتے تھے، شاہنامہ مین ہر موقع پر یہی مصرعہ بہ تغیر یسیر آتا ہی، الفاظ مفردہ کے معنے لغت مین دیکھ لو، شصت کلہ کی۔

---

[۵] مکتوب الیہ نے فردوسی کے اس مصرعہ کے معنی پوچھے تھے،

وجہ تسمیہ تمام تذکرون مین مذکور ہے، فارسی تذکرے مثلاً خزانہ عامرہ، آتشکدہ ضرور منگوالو،

شصت کلہ عنصری کا نہین بلکہ منوچہری دامغانی کا لقب ہی، دولت مند ہونے کی وجہ

سے یہ لقب ہوگیا تھا،

ندوہ کے متعلق کاروائیان صرف اخبار وکیل مین محدود رہتی ہین، اس کا اثر نہین ہوتا

متعدد اخبارات مین جانا چاہئے، پیسہ اخبار روزآنہ ضرور شائع کریگا، انگریزی اخبارات مین

تار جائے تو وہ چھاپ دینگے، خصوصاً انڈین ٹیلی گراف، اور لیڈر،

نواب علی حسن خان اور حکیم عبدالولی صاحب نے اصلاحی کمیٹی کے لئے معزز ارکان کو خطوط

لکھے ہین، بعضون نے آمادگی ظاہر کی ہی،

انسپکٹر نے دارالعلوم دیکھ کر جو رپورٹ کی، اس کی تلافی کے لئے خلیل الرحمن، ٹپٹیالہ

جاکر کرنل عبدالمجید خان کو لائے وہ اُن کو لیکر ایک ایک انگریز کے ہان پھرے، غنیمت ہی کہ اس

شرماشرمی مین ندوہ کی عمارت پر بہت مستعدی ظاہر کی جارہی ہے، روپیہ مدرسہ کے فروخت

کا موجود ہے،

فارسٹر سے مین نے صرف کتبات[۵۱] لئے ہین، کتبات حمیری کے علاوہ نابتی کتبات

کے فوٹو بھی دونگا، کاپیان لکھوانی شروع کرتا ہون، رعد کے ہان چھپنے کا انتظام ہوگا

تم یہ تو دریافت کرو کہ رسالہ مین تمہارا نام اڈیٹر کے عنوان سے درج ہوسکتا ہی یا نہین

سرکاری ملازمون کو پوچھنا ضرور ہی،

---

۵۱ مکتوب الیہ نے فارسٹر کی نامعتبری کی نسبت لکھا تھا دیکھو حمید ا، ۔

میری نظمون کی ضبطی کا یہان بہت بڑا اثر ہوا[1]، لفٹنٹ گورنر صاحب سے ایک پارٹی مین سامنا ہوگیا پہلے تو کہا "مزاج مقدس"، پھر شکایت آمیز بلکہ طعن آمیز فقرے کہے، ابھی تک مین ان سے مِل نہ سکا، جاسوسون نے ان کو سب نظمین پہنچائین اور معنی سمجھائے، چیف سکرٹری صاحب بھی مجھسے شاکی تھے، مین نے کہا یہ اتفاقیہ خلاف معمول بات ہوئی ورنہ مین نے تو ہمیشہ بے تعصبی پھیلانے کی کوشش کی ہی،

الہلال سے مضمون واپس لینا مشکل ہی، مایوس ہونا چاہئے،

اوقاف اسلامی کے متعلق تحریک شروع کی ہی، ایک کاپی تم کو بھی بھیجتا ہون،

ہان وہان پبلک سے بھی تعلقات پیدا کرو، پروفیسر صاحب کا تعلق انگریزی حلقہ تک محدود ہے وہان انجمن اسلام مین آمد و رفت پیدا کرنا چاہئے،

بہت لکھ گیا (خلاف عادت) لیکن تم سے باتین کرنا اب یون ہی ممکن ہی، یا اپریل مین بمبئی آیا تب،

شبلی

۵- فروری ۱۹۱۴ء

(۶۶)

مولوی سید سلیمان صاحب

آج رات کو میرا صندوق چوری گیا، دو سو (۲۰۰) کے نوٹ تھے، اس کا تو مضایقہ نہین، لیکن

---

[1] دیکھو ۱۴۱-۱۴۲۔

بہت ضروری کاغذات تھے، اس تردد مین اور پولیس کی آمد و رفت مین جواب کافی نہ لکھ سکونگا

افتخار عالم صاحب میری لائف کیا لکھین[1] گے، کبھی تم اور دنیا کے تمام کامون سے

فارغ ہونا تو تمہین لکھنا،

وقف پر اب خود گورنمنٹ کانفرنس بٹھاتی ہے اسی مہینہ مین،

ہمدانی وغیرہ کے لیئے پھر یاددہانی کردینا، اس وقت مشوش ہون،

شبلی

۱۸-فروری سنہ ۱۹۱۴ء

(۶۷)

عزیزی

جو شرطین تم نے پہلے خط مین لکھی تھین، کیا اس سے بھی انکو اب انکار ہے، وہی قبول

کرلو، کمیشن غیر معلوم الاسماء سہی، آخر چارہ کار کیا ہے، کوئی بات ذہن مین آئے تو لکھو، میان

مسعود کیا کہتے ہین، نواب علی حسن خان صاحب یا حکیم عبدالولی صاحب بحیثیت سکرٹری

کمیٹی اصلاحی، ان لوگون سے ملین، شاید کوئی بات طے ہو،

وقت ایسا ہے کہ علیگڈھ والے جو ندوہ کے ابتدا سے دشمن تھے، البشیر وغیرہ

اب ندوہ کی حمایت کے پردہ مین اصلاح کے دشمن بن گئے ہین اور میرے انتقام

---

[1] مولوی افتخار عالم صاحب مارہروی، سوانح نگار مولوی نذیر احمد مرحوم، مولانا کی لائف لکھنا چاہتے تھے، حالات پوچھتے تھے، مکتوب الیہ نے ان کے لئے سفارش کی تھی، اسپر لکھتے ہین،

کے لئے ہر قسم کے بہتان وافترا سے کام لے رہے ہین، پیسہ اخبار وغیرہ نواب اسحاق خان کے زیر اثر ہین، ہمدرد پر اندرونی دباؤ پڑ رہا ہے، یہان بڑے بڑے مخالفت کے سامان ہین، اور حکیم صاحب کا پُر زور ہات نہ ہوتا تو یہان ہرگز جلسہ نہ ہوسکتا، اور اب بھی طرح طرح کی کوششین جاری ہین[۹۱]

شبلی

دہلی - مئی ۱۴ء

(۶۸)

برادرم،

مجھکو معلوم نہ تھا کہ تم پونہ آگئے، یہان نہایت سکون سے کام ہو رہا ہی، ہندوستان مین تمام وقت رائگان گیا، اب تو کام پورا کرکے یہان سے نکلونگا، نہایت قابل مسرت انکشافات ہوے خیبر وغیرہ کی نسبت قطعی ثابت ہوا کہ یہودیون نے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ اور تیاریان کرلی تھین، اور امدادی قبایل خیبر مین پہنچ چکے تھے، اور بہت سے اہم امور مین ترتیب کتاب بھی اب جاکر طے ہوئی،

اچھا یہ تو خاص ذاتی کام ہی، ندوہ تو سر دست گیا، اب کیا کرنا چاہئے، آزاد[۹۲] سے مشورہ ہوا، رائے یہ ٹھیری کہ اصل غرض قابل اشخاص کا تیار کرنا ہی، اس لئے مین خود دو چار

---

[۹۱] یہ خط طلبہ ندوہ کی اسٹرائیک اور دہلی مین حاذق الملک حکیم اجمل خان کی کوشش سے جو ندوہ کا اصلاحی جلسہ اس زمانہ مین ہونے والا تھا اس کے متعلق ہی، [۹۲] مولوی ابوالکلام آزاد

قابل طلبہ اپنے پاس رکھون اور اُنکو کسی کسی فن مین تیار کرون، اور صحیح مذاق ان مین پیدا کرایا جائے ان کے مصارف کا تکفل بھی (جنکو ضرورت ہو) میرے ذمہ ہوگا۔ اگر تم اس رائے سے متفق ہو تو لکھو اور کوئی طالب العلم اس کے قابل ہو اور میرے ساتھ رہنا چاہے تو اس کے نام سے مطلع کرو، نیز ایک وظیفہ فنڈ قایم ہونا چاہیئے، اس مین کچھ ماہوار تم بھی دو،

میان حمید الہ آباد جا رہے ہین، چارج دیچکے، شاید بمبئی ہوتے جائین، اب کی مولوی سید علی اور شبلی متعلم[۵۱] بھی اسٹرایک کے جرم مین نکالے جانے والے ہین،

ع کر دیا سفاک نے میدان صاف

ایک اسکیم حسب رائے مذکورہ بالا تیار کرو، اور اسکے کام ہم لوگون مین تقسیم کر لئے جائین ایک حصہ میان حمید کے ذمہ بھی ہوگا،

شبلی

بمبئی - ۱۲ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۶۹)

برادرم،

مین نے مسعود کو لکھا تھا، انھون نے لکھا کہ درجہ تکمیل مین کوئی اس قابل نہین، محسن کو بھی اسی مین شمار کیا ہی، بہرحال خلیل وغیرہ کو لکھدو۔ جب چاہین یہان چلے آئین،

عبد السلام کو تو الہلال مین بلایا ہی۔ مجھکو لکھا تھا کہ جون مین جاؤنگا، اگر وہان نہ جائین تو

---

۵۱ مولوی شبلی متکلم ندوی مولانا کے مخصوص شاگرد، اس وقت ندوہ مین مدرس تھے،

اور کوئی بندوبست کیا جائے، شبلی کے لئے بھی بہت ٹھکانے ہیں، ان میں تصنیف یا تقریر کا مادہ ہوتا تو میں اپنے ہاں بلا لیتا، عبدالرحمٰن نگرامی بھی قابل تربیت ہی[۵۱]

قبل اسلام عرب پر میں نے اجمالاً لکھا ہی، افسوس وہ اجزا یہاں نہیں ہیں، لکھنؤ سے منگوایا ہی، بہرحال مناسب ہوگا تو سیرت میں تمہارے ہی نام سے شامل کردونگا،[۵۲]

مولوی سید علی بیچارون[۵۳] کا کوئی ٹھکانا نہین، ان کی بڑی فکر ہی، بعض ارکان کو مین نے خط تو لکھا ہی کہ ان کو ہلاکت سے بچالین،

شبلی.

بمبئی - ۲۲ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۰)

برادرم،

آج بھوپال سے خط آیا، حضرت عائشہ کی سوانح کا بہت تقاضا ہی یعنی جلد تیار کردو، تم ایک مدت سے اسمین مصروف[۵۴] ہو، استدراکات علی الصحابہ کا انتظار تھا، وہ مین نے تم کو دیدی (ہان اس کو مولوی شیر علی صاحب کے پاس فوراً بھیجدو) اب کیا انتظار ہی، مفصل جواب لکھو کسقدر ضخامت ہوگی، مجتہدات لکھ لئے ہین یا نہین، بیگم صاحبہ معقول معاوضہ دینگی، وہ یہ

---

۵۱ یہ سب بعض طلباے دارالعلوم کے نام ہین ۵۲ لیکن طول و ضخامت کی وجہ سے سیرت مین داخل نہ ہوسکا اور ارض القرآن کے نام سے الگ شائع ہوا ۵۳ دیکھو مکتوب ۷۹، اسٹرائک کے جرم مین الزام شرکت کی بناپر ناظم جدید نے ان کو علیحدہ کرنا چاہا تھا، ۵۴ دیکھو مکتوب ۷۷، ۵۹، ۸۳، ۸۴، ۸۷، ۸۸

بھی چاہتی ہین کہ اور ازواج کی بھی سوانح عمریان قلمبند ہو جایئن، لیکن چونکہ جلد چاہتی ہین اور تم کو فرصت نہ ہوگی اس لئے کچھ اور انتظام کرنا پڑیگا حضرت عایشہ کے متعلق میری خاص معلومات ہین مین تمہارا مسودہ دیکھتا تو رائے ظاہر کر سکتا،

ماسٹر دین محمد ندوہ سے موقوف ہو کر بمبئی آتے ہین، اُن کا کیا ٹھکانا کیا جائے مفت مین لڑکر الگ ہو گئے،

عبید جامی کا دیوان نہایت پر تکلف لندن مین مع ترجمہ انگریزی چھپا مین نے لے لیا، معجم الادبا کی بھی چھٹی جلد آگئی، اس مین جاحظ کا بھی حال ہے، اسی کے کتاب دلایل النبوۃ کے سو نسخے ایک وقت ایک مصنف نے لوگون کے پاس دیکھے، آج ایک صفحہ موجود نہین! وذلک من جناب الاشعریۃ،

شبلی

بمبئی - ۳۰ جون ۱۹۱۴ء

(۱۷)

حضرت عایشہ اور دیگر ازواج مطہرات کو ملا کر ایک مستقل بھی شامل سیرت ہو اور مخصوصاً تمہارے نام سے ہو اس کی اشاعت اور اسکا نفع بھی تم ہی سے متعلق ہوگا، البتہ یہ ضرور ہے کہ صاف شدہ مسودہ مین ایک نظر دیکھ لون،

اگر ازواج کا حال، جدا سلسلہ مین تو مجھکو سیرۃ مین سے یہ حصہ بالکل الگ کر دینا پڑیگا، عبد السلام دو دو کام کیونکر کرین گے، ان کی زبان ادب آشنا بھی نہین،

میان حمید حیدرآباد پہنچ گئے، مولوی شیر علی صاحب بھی غالباً وہان لے لئے جائین،

شبلی

۲-جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۲)

برادرم،

مسند[1] عائشہ میرے پاس ہی، مین دیدونگا طبقات مین لغویات زیادہ ہین، اس سے کیا فائدہ بخاری مسلم، ابوداؤد کافی ہین، یہ کتابین یہانکی کسی انجمن سے مل جائینگی شیخ عبدالقادر صاحب بھی لا سکتے ہین، ان کے مجتہدات کے نوٹ مین دیکھون تو بتاؤن کہ کسقدر اضافہ ہوسکتا ہی، فن درایت کی وہ خاص موجد ہین، اس کو خوب پھیلا کر لکھ سکتے ہین فقہیات اور اعتقادیات مین بھی انکا بڑا حصہ ہی،

تم پورا ایک خاکہ دو چار صفحہ مین لکھ کر بھیجدو تو مین رائے دون،

ہان اسلم جیراجپوری نے بھی تو شاید حضرت عائشہ کی سوانح لکھی ہی، اس کو دیکھ لو کہ اس سے بہت الگ رہے یا بہت آگے نکل جائے،

تم نے لکھا کہ مسعود علی اطمینان دلاتے ہین وہ کیا بات ہی؟

حمید کا خط حیدرآباد سے آیا، مولوی شیر علی کی پروفیسری کا یقین دلاتے ہین،

شبلی

بمبئی، ۳-جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] یعنی مسند ابن حنبل جلد حضرت عائشہ،

(۷۳)

ترمذی مین اکثر مسایل مین حضرت عائشہ رض کی اجتہادی مسایل کی تصریح ہی، ان کو الگ یکجا جمع کرلیا ہی یا نہین، ایک فہرست تمھارے ہات کی لکھی ہوئی میرے پاس ہی جسمین خاص حضرت عائشہ رض کے معلومات ہین، ان پر جو اعتراضات ہین، ان کے تفصیلی جوابات پیش نظر ہین یا نہین تمھارا سرمایہ اجمالاً پیش نظر آجائے تو اسپر اضافہ کے متعلق اپنی راے لکھون، یون کیا بتاون اور کیا لکھون،

آج ایک حمایل ۵ پر ہدیہ لیا ہے

شبلی

بمبئی - ۶ - جولائی ۱۹۱۴ء

(۷۴)

مشرق کا مضمون تو بہت پرزور اور پر از لطافت[1] ہی، البتہ ایک غلطی کی فوراً اصلاح کرادینی چاہئے مین نے یکمشت چندہ چھ سو دیا تھا مضمون مین چھ ہزار چھپ گیا ہی، اس قسم کی غلطی سے مضمون کا مضمون مبالغہ آمیز ہوجاتا ہی، غالباً مشرق نے خود یہ تصرف کیا ہی،

ایک کارڈ ابھی لکھ چکا ہون، جواہر خمسہ، اربع عناصر اور فلک ہی، یونانیون کے نزدیک

---

[1] مشرق گورکھپور مین ایک بزرگ نے مولانا پر اعتراضات کا سلسلہ لکھنا شروع کیا تھا، اسکے جواب مین مکتوب الیہ نے جو مضمون لکھا تھا، اُس کی نسبت ریمارک ہی،

فلک کا عنصر ایک عنصر خاص ہی لیکن یہ تشریح قطعی نہین، ممکن ہے کہ اور کچھ مراد ہو[۱]۔

شبلی

بمبئی - ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء

(۷۵)

عزیزی

قاری صاحب ابھی تک تک دو دو مین ہین،

مسودہ دستور العمل پر کون لکھے، اتنا درد سر کسکو ہی کہ دونون دستور العملون کا مقابلہ کر کے وجوہ نقص بتائے، اصلاحی کمیٹی سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اپنا مسوّدہ شائع کر دیتی، نواب صاحب ممبرون کو تار دیتے ہین کہین سے جواب نہین آتا، ۱۷ جولائی کو ان کی کمیٹی ہی جو طے ہوگا شائع ہوگا مسودہ نے جو کچھ بھی پبلک کو مداخلت کا حق تھا وہ بھی اڑا دیا، مثلاً انتخاب نظامت مین جلسہ عام کی منظوری کی قید تھی، اب جلسہ عام کچھ نہ رہا، اور لطف یہ کہ اس کا کورم بھی صرف پچیس آدمیون سے پورا ہو جائیگا، سب سے مقدم بات یہ ہی کہ موجودہ باڈی جو جولائی سنہ ۱۹۱۴ء مین بالکل بے قاعدہ منتخب ہوئی، کیونکہ ان ممبرون نے منتخب کیا جنکی میعاد ممبری دو مہینے پہلے ختم ہو چکی تھی، وہ بعینہ قایم رہی اور وہی لوگ جدید ممبرون کو انتخاب کرینگے، اس لئے ارکان کی نوعیت ہمیشہ وہی باقی رہیگی جو تھی، حالت یہ ہی کہ ایک شخص بھی نہین جو قانون اور قاعدہ کو پڑھے اور قانونی حیثیت سے تیار ہو، آرٹیکل، لکچرز وغیرہ مین صرف لفاظی درکار ہی وہ موجود ہی، باقی اصل ضابطہ اور قاعدہ کی بحث آجاتی

---

[۱] دیکھو مکتوب ۹۲۔

ہے تو سب رہ جاتے ہین، ابو الکلام صاحب کا تار آیا کہ تم لکھ کر بھیجدو، مجھپر یہ بہت جبر ہوتا ہے اور بالکل جی نہین لگتا،

بہرحال ایک آرٹکل لکھ کر وکیل مین بھیجدو جس مین صرف یہ بات دکھائی جاے کہ اصلاح کے لئے جو ذرایع اب تک ممکن تھے مسودہ دستور العمل سے اب اس کا بھی استیصال کر دینا مقصود ہے، اس لئے کہ موجودہ کمیٹی باوجود بے قاعدگی باقی رہی، جلسۂ عام کا کوئی حق نہین رہا، ناظم کے اختیارات کی وسعت اور عمومیت کی کوئی حد نہین رہی، البتہ ایک لطف کی بات ہی، ناظم کے لئے لکھا ہی کہ مشاہیر علما سے ہو، معلوم نہین مولوی خلیل الرحمن نے یہ طے کر لیا ہی کہ ان کو لوگ مشاہیر علما مین تسلیم کرتے ہین،

ماسٹر دین محمد بھی یہان آگئے

شبلی

۱۶-جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۶)

جواہر خمسہ کے متعلق آج تصریح ملی، یعنی ہیولی، صورت، جسم، عقل، نفس، مجھکو دیا تھا لیکن ذہول ہو گیا تھا، آج ابن تیمیہ نے منہاج السنہ مین یاد دلایا،

شیخ صاحب سے جواہر خمسہ کی نسبت کہدینا،

شبلی

۱۰-جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۷)

معلوم نہین امام مالک کے اجتہادیات کو تم نے کس حد تک لکھا ہی[۵۱]، موطا کی شرح زرقانی اس کے لیئے نہایت مفید ہی، یہان ملتی ہو لیکن گران ہی،

میان حمید کے خط سے معلوم ہوا کہ مولوی سید[۵۲] علی بھی وہان لے لیئے جائینگے اور مولوی شیر علی کا تو گویا فیصلہ ہو چکا، ایک دو جگہ اور خالی ہین، کسکی تحریک کرون، تمہارا وہان جانے مین کچھ بہت فائدہ نہین، اور علمی مذاق فنا ہو جائیگا، وہان کے مصارف بہت ہین،

شبلی

بمبئی - ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۸)

بدایۃ المجتہد ابن رشد، اور احکام القرآن ابوبکر عربی، منگوالو، امام مالک کی فقہ پر اُن سے کافی مدد ملے گی،

تم نے شروع کر دیا تو خیر ورنہ ابن تیمیہ کی لائف فرض اولین ہی، مجھے اس شخص کے سامنے رازی وغزالی سب ہیچ نظر آتے ہین[۵۳]، ان کی تصنیفات مین ہر روز نئی باتین ملتی ہین بار بار دیکھنا

---

[۵۱] مکتوب الیہ نے حیات مالک لکھنی شروع کی، اُسکے متعلق مشورہ ہی [۵۲] دار العلوم حیدرآباد مین، مولوی سید علی زینبی امروہوی، مدرس ادب دار العلوم ندوہ مولانا کے مخلصین مین تھے، ان کا ذکر آگے بھی آئیگا [۵۳] مولانا روز بروز ابن تیمیہ کے بہت معتقد ہوتے جاتے تھے، بلکہ ایک بار مکتوب الیہ سے یہ بھی فرماتے تھے کہ مین عقائد اور فقہیات ہر چیز مین ابن تیمیہ کو تسلیم کرتا ہون،

شرط ہی، اس شخص کی راے ہی کہ یہود و نصاریٰ اگر اپنے مذہب پر قائم رہین (تثلیث چھوڑکر) اور اعمال حسنہ بجالائین، تو اسلام انکو اجازت دیتا ہی، اسپر کافی بحث کی ہی، گو اصل نتیجہ کو کسیقدر ماند کر دیا ہی، تمام قرآن مجید سے استدلال کیا ہی،

شبلی

۲۸ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۹)

میرا[۱] سب کچھ جاتا رہا - انا للّٰہ

شبلی -

الہ آباد - ۱۰ - اگست سنہ ۱۹۱۴ء

(۸۰)

واقعہ حال[۱] نے میرے حواس کھو دیئے، اس لئے ممکن ہی کہ جواب نہ گیا ہو،

مین اب اعظم گڈہ مین ہون، اور ارادہ ہی کہ یہین مستقل قیام کرون، استقلال کا ہر طرح سامان کر رہا ہون، دار المصنفین کے لئے بنگلہ اور باغ وقف کرنا چاہتا ہون، چونکہ خاندان کے اور لوگ شریک ہین، اس لئے ان کو بھی وقف پر آمادہ کر رہا ہون، پندرہ بیگہ خام کا رقبہ ہی، اسی مین نیشنل اسکول بھی آجائیگا،

درجۂ تکمیل کے لئے شایقین کو اطلاع دیتا ہی، اگر آؤ تو اعظم گڈھ آؤ، تمہارے قیام کے لئے

---

[۱] اطلاع وفات مولوی محمد اسحاق برادر مولانائے مرحوم [۵] وفات مولوی اسحاق،

الگ کمرہ مع ضروریات کے موجود ہی،

شبلی اعظم گڈھ، ۵ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۸۱)

تمہارا انتظار بہت[۱] رہا۔ مسعود آئے بھی اور چلے گئے، وہ تو اس ویرانہ کو علمی کوششوں (دار المصنفین تکمیل وغیرہ) کی جولانگاہ بننے کے قابل خیال کرتے ہین، کتابین بقدر ضرورت مہیا ہو گئی ہین، چھ سات الماریان بھر گئی ہین، وقف نامۂ باغ زیر تحریر ہے، بنگلہ کے بغل مین مختصر سا دار الضیوف بنگیا ہی، غالباً تمکو تکلیف نہ ہوگی لیکن آؤ تو چند روز ٹھیرو، پا در رکاب آنا پسند نہین، شاید اسوقت تک مسعود دوبارہ آئین، علی محسن وغیرہ امتحان کے بعد آئینگے،

ندوہ کی اب یہ نوبت پہنچی کہ آفتاب احمد خان کے ماتحت لازم معائنہ کو آتے ہین اور دلی کے جلسہ کی تحریک کا جواب دیا جا رہا ہی،

شبلی - اعظم گڈھ، ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء

(۸۲)

بھائی[۲] مجھکو اور لوگون کو کیون دق کر رکھا ہی، آنا ہی تو آؤ ورنہ الیاس احدی الراحتین،

شبلی

اعظم گڈھ، ۲۶۔ اکتوبر ۱۴ء

---

[۱] افسوس ہی کہ مکتوب الیہ اتفاقاً بیمار ہو گیا، اس لئے تاریخ مقررہ پر نہ پہونچ سکا،

[۲] مکتوب الیہ کے نام آخری خط، آہ جب وہ پہونچا تو بلانے والا بستر مرگ پر دراز تھا،

۴۳- مولوی مسعود علی صاحب ندوی کے نام

(۱)

عزیزی، دعاؤسلام،

خط پہنچا[۵۱] مین بخوبی اندازہ کرتا ہون کہ تم کو میرے قطع تعلق کا کسقدر رنج ہوا ہوگا، لیکن بھائی چارہ کیا تھا، میرے لئے، دارالعلوم کے لئے، قوم کے لئے یہی مفید تھا کہ اس بک بک اور زق زق سے رہائی حاصل کیجائے، اگر کام کرنا ہوگا تو کام بہت ہین،

ہان بہتر تو ہی کہ یہان آجاؤ، یہان نہایت عمدہ موسم ہی، گرمی نام کو نہین، تفریح بھی ہو جائیگی،

بھائی مین تو عام لوگون کو بھی نہین بھولتا، تم کو کیا بھولون گا،

کئی لڑکون کو جوابی خط لکھ چکا ہون، اسلئے مختصر پر اکتفا کرتا ہون،

شبلی - بمبئی ۲۲- جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

---

۵۱ مکتوب الیہ کا سال فراغت یہی ہی، اس لئے اس زمانہ سے خط شروع ہوتے ہین، یہ وہ زمانہ ہی جب مولانا نے دارالعلوم کی معتمدی سے استعفا دیدیا ہی، اور تمام طلبہ بیقرار ہین، مکتوب الیہ کا ندوہ کی اصلاحی کوششون مین بڑا حصہ ہے، اس لیے ان خطوط مین زیادہ تر اسی کے متعلق واقعات ہین، ان خطون مین نواب صاحب سے مقصود نواب سید علی حسن خان صاحب خلف نواب صدیق حسن خان مرحوم ہین، وہ اصلاحی کمیٹی کے سکرٹری تھے،

(۲)

عزیزی، سلام ودعا،

خط پہنچا، تمہارے وداعی جلسہ[۱] کا حال پہلے ایک خط سے معلوم ہوا تھا، مین ایک نہایت ضروری لیکن پرکیف خدمت مین مصروف ہون، (سیرۃ نبوی) وہ جسقدر زیادہ ختم کے قریب آتی جاتی ہی، ذوق بڑھتا جاتا ہی، اسلیئے اکثر یہ ارادہ ہوتا ہی کہ پہلی جلد تمام کرکے یہان سے نکلون، وہان یہ یکسوئی کہان، لیکن بظاہر پہلے آنا پڑیگا، اس غرض سے کہ بعض امور مین میان حمید سے مشورہ رہ سکے،

ندوہ سے تعلق منقطع ہونا تو محال ہے لیکن یہ وہین آکر فیصلہ ہوسکتا ہی کہ تعلق کی نوعیت کیا ہو، لوگ تو لکھتے ہین کہ ابھی سے حالت بالکل بدل گئی ہے - درحقیقت اب وہ محض لونڈون کا مکتب رہ جائیگا،

تمہارے اشغال کی نسبت وہین آکر فیصلہ ہوسکتا ہی، کیونکہ یہ باتین خط کتابت سے انجام نہین پاسکتین، دیر تک بالمشافہ تبادل خیالات رہنا چاہیئے،

حالت موجودہ کا افسوس ضرور ہی، لیکن ہمکو اس پیر بے مغز سے یہ سیکھنا چاہیئے کہ اس نے دس برس متواتر کوشش مین کبھی ناکامی سے ہمت نہین ہاری، پبلک کی قوت ملک مین بڑھتی جائیگی اس سے کام لینا چاہیئے، چند سازشی آدمی مفت مین ایک بڑے قومی کارخانہ کو دبا بیٹھین

[۱] تکمیل تعلیم کے بعد مدرسہ سے جب مکتوب الیہ رخصت ہوئے، تو طلبہ و مدرسین نے نہایت گرمجوشی سے وداعی جلسے کیئے، اس کی طرف اشارہ ہی،

اسکو قوم کیونکر دیکھ سکیگی، لیکن قوم کے متوجہ کرنے کی تدبیرین کرنی چاہئے،

تم عملی آدمی ہو، اس لئے قومی اشغال مین اہل قلم سے تمہاری زیادہ ضرورت ہی،

شبلی

۱۴- اگست سنہ ۱۹۱۳ء

(۳)

عزیزی،

دعا و سلام، تمہاری تمام تجویزات سے مجھکو اتفاق ہی، لیکن اس کے لئے ضرور ہی کہ میرا قیام لکھنؤ مین ہو، لیکن لکھنؤ مین بار بار اسہال اور پیچش کے ایسے سخت دورے پڑتے ہین کہ بہت ڈر لگتا ہی، غالباً الہ آباد مین مستقل قیام مناسب ہوگا، اور لکھنؤ کا ماہوار دورہ،

سیرت مین دونون صاحبون کا تعلق بظاہر دقت طلب ہی، اس لئے کہ اب صیغہ عربی سے مقدم کام انگریزی کا آپڑا ہے، اور لائق مترجم ما(۱۰۰) سے کم مین نہین ملتا، تاہم یہ مشکل بھی حل ہو جائیگی یہ بھی ایک مشکل ہی کہ سیرت کی مدت ۱۹۱۴ء سنہ مین ختم ہو جائیگی، معلوم نہین بھوپال اس کے بعد اضافہ کرتا ہی یا نہین، خیر ایسی باتین مہمات مین سد راہ نہین ہو سکتین، لیکن عزم و ثبات درکار ہی،

ایوب[۱] سے معلوم ہوا کہ تم حیدر آباد آکر وکالت کا امتحان دینا چاہتے ہو، اس حالت مین وہ سب خواب اضغاث احلام ہین،

شبلی - حیدر آباد - ۱۸- اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء

---

[۱] مولوی محمد ایوب صاحب ندوی وکیل حیدر آباد،

(۴)

عزیزی

یہ کیا بات کہتے ہو کہ لکھنؤ اور تم لوگوں سے متنفر ہو گیا ہون، تو پھر جی کر کیا کرونگا،

نظارۃ القرآنیہ مین جانا بیکار ہی، بجز ط (۱) ماہوار کے اور کچھ حاصل نہین وہ نہین کیا سکھائینگے

مین انشاء اللہ اوایل دسمبر تک لکھنؤ پہنچ جاؤنگا، مستقل قیام کے لئے سب سے پہلے تو صحت شرط ہی

پھر ایک وسیع مکان کا ملنا، جو ۵۰ للعہ کرایہ تک کا ہو،

اتفاق کی بات نظامت پر الھلی دونون شرر (۱) اور مولوی عبد الودود بریلوی نے پرزور

مضامین لکھے،

عبد الباری (۲) کو بھی لکھو، دوسرے ارکان کو آمادہ کرنا چاہیئے، ارکان کا لکھنا خاص اثر رکھتا

ہے، نواب علی حسن خان سب کچھ لکھ سکتے ہین لیکن لکھنا نہین آتا،

افسوس ہی اب مین بہت بیمار رہتا ہون ہفتہ مین بمشکل دو تین دن لکھ سکتا ہون،

شبلی

حیدر آباد - ۴ نومبر ۱۹۱۳ء

(۵)

افسوس یہ ہوا کہ تمہارے اور عبد السلام کے نام خطوط امین آباد ہی کے پتہ سے بھیجے تھے

خیر، مکان کی حفاظت کا کیا بندوبست ہی، اور خوشنویس صاحب کیونکر کام کرتے ہون گے،

---

(۱) مولوی عبد الحلیم صاحب شرر (۲) مولوی عبد الباری ندوی،

یہ تو بڑا ہرج ہوگا، معلوم نہین مقدمہ[۹۱] مین کیا ہو رہا ہی، پتہ کیا لگا ہوگا!

میان ماجد[۹۲] کا انگریزی مضمون دار المصنفین وغیرہ رجسٹرڈ بھیجدو،

عبد السلام تعین مضامین قرانی کے منتظر ہین، اُن سے کہو کہ خود کوئی کتاب قرآن مجید پر لکھتے تو کیونکر لکھتے، میرے کام مین ایسے بھولے بنجاتے ہین[۹۳]،

شبلی

الہ آباد، ۲۸- فروری ۱۹۱۴ء

(۶)

عزیزی،

اجلسہ مین عبد السلام کے اور میرے[۹۴] خطوط غلط یا صحیح پڑھے گئے، پھر کیونکر ممکن ہی کہ وہ درج کارروائی نہ ہو، اور اس سے یہ لوگ سازش کا کام نہ لین، ان لوگون نے اپنی تمام خرابیون اور اسٹرائیک[۹۵] کے سارے زور کو صرف سازش اور میرے شرکت کی ادعا ٹھنڈا کر دینا چاہا ہی، اور البشیر وغیرہ بھی اثر ملک مین پھیلا دینگے،

---

۹۱ مولانا کے کاغذات چوری گئے تھے اسکے متعلق استفسار ہی، دیکھو (۴۳) ۶۶، نیز ۴۴-۴۸، ۹۲ مسٹر عبد الماجد بی-اے ۹۳ دیکھو مکتوب ۶- نیز ۴۸-۴۹، ۹۴ دیکھو ۴۸، ۹۵ مولانا کے استعفا کی بنا پر طلبہ ناظم جدید سے برہم تھے اسکے بعد اور بھی کئی باتین ناظم جدید کی طرف سے اشتعال انگیز ہوئین جن سے لڑکون مین جوش پیدا ہوا اور دو مہینہ تک انھون نے مدرسہ جانا چھوڑ دیا، تمام ملک مین ایک شور برپا تھا، طلبہ کی تائید مین ملک مین ۱۵ جلسے ہوئے بڑے بڑے اخبارات ان کے ہمزبان تھے، اس موقع پر مکتوب الیہ بھی لڑکون کے ساتھ تھے،

۲۔تم نے مدرسہ الگ کرلیا اور فرض کرو چند روز چلا بھی سکے، تو بحث یہ ہی کہ کب تک؟ اور اس سے ان کو کیا تنبیہ ہوگا؟ وہ دیوبند وغیرہ سے لونڈے بلوالین گے اور خود شہر مین وظایف پر مل جائینگے،

۳۔عبدالسلام کو اب فیصلہ کرلینا چاہیئے، اگر لکھنؤ مین رہین تو ان سے تدریس ادب کا بھی کام لو، اور اگر وہ کلکتہ جائین تو سیرت کے لیئے کسی ایسے شخص کو لو، جو درس کے کام بھی آسکے،

۴، پورا اطمینان ہوجاتا تو مین بمبئی چلا جاتا،

۵، ماہوار مالی اعانت کی کیا سبیل ہی، اس مین میرا جو حصہ ہو بتا دو،

۶۔ ماسٹر دین محمد کو بلالو، شاید لکھنؤ مین اس قدر ارزان لایق شخص نہ مل سکے،

شبلی

دہلی۔ اپریل ۱۹۱۴ء

(۷)

مولوی مسعود علی،

(۱) میری تمام ذاتی کتابون کی یعنی جو کتب خانہ کی نہین ہین، گو اور کسی کی ہون، مولوی عبدالسلام سے کہو کہ فہرست بنا کر میرے پاس بھیجدین،

(۲) انگریزی کتابون مین سٹرنبٹ کی ایک کتاب ہی، مولوی عبدالماجد صاحب، بی۔اے سے کہو کہ میرے پاس بھیجدین،

۱- بلاغت

۲- مسایل عقاید و کلام،

۳- مسایل حکمیہ و تمدن

۴- اخلاق

عبدالسلام قرآن مجید ایک طرف سے پڑھنا شروع کرین، جو آیت جس مد مین آئے
الگ کاغذ پر اس عنوان کے تحت مین لکھتے جائین،

اُن الفاظ کو بھی یکجا کرنا چاہیے جو قرآن کے اصطلاحی الفاظ ہین، مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، منافق،
مومن، رکوع، سجود، وغیرہ، یعنی قرآن مجید نے زبان مین کتنے اصطلاحی الفاظ اضافہ کئے،

ضروری

اکرام اللہ خان[۱] نے ایک یادداشت کی بیاض بنادی تھی، جو لوگ کتاب مستعار لے
جاتے تھے، اُس پر اُن لوگون کا نام لکھ لیا جاتا تھا، اس کو دیکھکر لوگون سے کتابین واپس
لے لو، اور میری کتابون مین داخل کر دو،

شبلی

اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

(۸)

مولوی مسعود علی،

مین بار بار روکتا تھا کہ اسٹرائیک سے کیا نتیجہ ہوگا؟ لیکن آخر ہوئی اور لطف یہ کہ اسکی اتنی

---

[۱] مولوی اکرام اللہ خان ندوی، اڈیٹر الندوہ سلسلۂ جدید، دیکھو مکتوب ۱۱

قیمت ٹھیری کہ میری سازش تھی،

مجلس انتظامیہ اپنی رپورٹ شایع کرگی، اس مین بڑے بڑے نام ہین، اس کے مقابلہ مین بیچارے بچون کی کیا وقعت ہوگی،

بہرحال کیا حال ہی، اور کیا اسکیم ہی؟

یہ لوگ چھ برس سے میرے خلاف ارکان مین برہمی پیدا کرانے کی سازش اور کوشش کراتے رہے، وہ اسٹرائک نہین اور یہ اسٹرائیک ہی،

غریب لڑکے کیونکر بسر کرتے ہین، اور کب تک کرینگے، مکان کونسا ہی، وہ بھی تو خالی کرایا جائیگا،[۱]

شبلی

دہلی، اپریل ۱۹۱۴ء

(۹)

عزیزی،

حیدرآباد کی ماہوار، اب تک نہین آئی ورنہ روپیہ پہنچ گئے ہوتے، آج کل مین آئیگی یہ لکھو کہ درجہ تکمیل مین کون کون ہین، اُن کا امتحان آخری کب ہوگا؟

مین چاہتا ہون کہ دو چار قابل طلبہ اپنے ساتھ رکھون، کسی فن کی ان کو تکمیل کراؤن، ان مین سے جن مین تصنیف کا مادہ ہو ان کو تصنیف کے لئے تیار کیا جائے،

---

[۱] دیکھو ہ،

جو غیر مستطیع ہون گے، ان کے مصارف کا بندوبست ہوگا، اس لئے ایسے طلبہ کی (اگر ہون اور

پسند کرین) ایک فہرست لکھ بھیجو،

ماسٹر صاحب نے تو لکھا ہی کہ وہ نوکری چھوڑ کر یہان آتے ہین،

سید سلیمان کا کیا پتہ ہی،

شبلی

بمبئی، ۱۵ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۰)

عزیزی،

تم لکھتے ہو کہ کوئی مستقل کام نہین، اصلاح ندوہ سے بڑھکر کیا کام ہی،

نواب صاحب بالکل اکیلے ہین، کوئی ان کو مدد نہین دیتا، حالانکہ یہ کام پھیلایا جائے تو

بہت پھیل سکتا ہی،

اصلاحی مسودہ دہلی سے آگیا ہی، اب جلسہ کو لکھنؤ مین جمع ہوکر ترمیم و اضافہ کرنا اور اُسکو شائع

کرنا ہے،

اشاعت کا خود ایک کام ہی، پھر تمام ملک سے آرار کا طلب کرنا، اصلاحی کمیٹی کے ممبرون

کے دایرہ کو وسیع کرتے جانا، مختصر انگریزی رپورٹین تیار کرانا وغیرہ وغیرہ، سیکڑون کام ہین ندوہ

ایک دن مین تو درست نہین ہوگا،

معین الدین خورد کا ایک حسرت آمیز خط آیا تھا، ملجائے تو سلام کہنا، وہ ابھی میرے پاس

رہنے کے قابل نہین ہے ورنہ مین بلالیتا،

سید سلیمان نے محسن کی تعریف لکھی ہی کہ وہ ہمارے پاس رہنے کے قابل ہین، انشاپردازی کا بھی مادہ ہے،

خلیل[1] صاحب اگر آئین تو بلالون، اُن کے لیئے وظیفہ تو مین خود اپنے ہان سے دونگا لیکن رہنے کیلئے اگر وہ سلیمان عبدالواحد[2] سے بند وبست کرلین تو آسانی ہوگی، یہان بڑا مسئلہ مکان کا ہے، کئی لڑکے ہوجائینگے، تو ایک کمرہ لے لیا جائیگا،

شیخ خلیل عرب [illegible]

شبلی

بمبئی، ۲۳-جون ۱۹۱۴ء

(۱۱)

عزیزی،

فوراً مطلع کرو کہ عبدالسلام کہان ہین، اگر وہ منظور کرین تو چھ مہینہ یہان آکر رہین، بشرطیکہ آزاد صاحب بھی اجازت دین،

سرکار بھوپال چاہتی ہین کہ ازواج مطہرات کے حالات پر ایک مستقل کتاب ہوجائے، عبدالسلام سیرت کی ضمن مین ان کے حالات لکھ چکے ہین، اب کچھ تفصیل اور علمی حیثیت اضافہ کردینی ہوگی،

ہان طلبہ مین سے کوئی شخص سیرت کے دفتر کے قابل ہو تو مطلع کرو،

خلیل صاحب تکمیل کے لئے یہان آئین تو آجائین، کچھ سیرت کا کام بھی دیدونگا کہ

طریقۂ تصنیف سے آشنائی ہو.

شبلی

بمبئی، ۳۰ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۲)

الندوہ نکلا، اگر تم ایسی خوشخط، صاف، اور عمدہ چھپائی کا انتظام کر سکتے ہو تو مین قطعاً ایک رسالہ کا انتظام کر دون، اور کوئی وجہ نہین کہ تم اکرام اللہ خان کے برابر کام نہ کر سکو،

شبلی

۲۹ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۳)

عزیزی،

بھائی وہ لوگ دار المصنفین ندوہ مین بنانے کب دینگے کہ مین بناؤن، میری اصلی خواہش یہی ہے لیکن کیا کیا جائے، حالانکہ اس مین انہی کا فائدہ ہے،

قاری عبد الولی نے ولایت سے مشین منگوائی ہے پیشگی یہان آکر دیگئے ہین، اگر آگئی تو شائد وہ کام وقت پر دے سکین اور رسالہ نکل سکے،

ایک علمی رسالہ کی سخت ضرورت ہے، مین بالکل تیار ہون،

شبلی

۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۴)

عزیزی،

سخت حیرت ہوتی ہی کہ اس مین کرنے کا کیا کام ہی، جسقدر رائین آگئی تھین، نواب صاحب ارکان لکھنؤ سے ملکران کی رائین لکھوا لیتے، اگر وہ نہ لکھتے تو خود رایون کا خلاصہ اور اس کے مطابق دستور العمل کو درست کر کے اخبارون مین بھیجدیتے، کم سے کم اخبارون مین وہ اصولی امور چھپوا دیتے جو ندوہ کے دستور العمل سے مخالف ہین، کام ہر جگہ ایک ہی دو آدمی کرتے ہین، باقی لوگ برائے نام ہوتے ہین،

خیر اب بھی نواب صاحب سے کہو کہ دونون دستور العملون مین جو اہم اصولی اختلاف ہین اس کو تو اخبارات مین شایع کر دین، اور خود دستور العمل جہان تک کہ ارکان کا متفق علیہ ہی اسکو شائع کر دین،

دلی جانا ہی تو فوراً جانا چاہیے، پھر رمضان آجائیگا،

تمہارے پاس عبد الباری کے لیے جو خط بھیجا تھا وہ پہنچا یا نہین،

شبلی

۲۳- جولائی ۱۹۱۴ء

(۱۵)

عزیزی،

خط پہنچا، واقعی ایک کارکن آدمی کے لیے بے شغلی سے بڑھکر کوئی عذاب نہین، لیکن تم نے لکھا تھا کہ تم نے کسی شغل کی بنیاد ڈالی ہی اور اب شروع کر دو گے، وہ کیا تھا،

قاری عبد الولی یہان آئے ہین، مشین خریدنا چاہتے ہین، اگر چھپنے کا انتظام ممکن ہوتا تو ایک ماہوار رسالہ کی بڑی ضرورت تھی، علمی سطح بالکل گرچکی اور انگریزی تعلیم بھی جہل کے برابر بن گئی، اصلاح کا کام اونچے ہاتون مین جانے سے کیا ہوگا، کام کرنے والے کہان ہین، اپنے دھندے سے کس کو فرصت ہے،

ایک کام کرنے کا تو یہ ہے کہ دار المصنفین کا بندوبست کرو، راجہ صاحب محمود آباد نے مجھ سے کہا تھا کہ مین نے نجف کے پاس زمین لی ہے چاہو تو وہین تم کو بھی دلا دون،

کہو تو مین اُن کو لکھون، اور تمام معاملات تمہارے ہات سے انجام پائین، اگر زمین مل جائے تو ایک مختصر کھپرس کا بنگلہ اور چند اور چھپر کے کمرے بنوا لیے جائین، پھر کام چلتا رہیگا، غالباً وہان میری صحت بھی درست رہے،

سیرت مین دو کاتب یہان کام کر رہے ہین،

شبلی

بمبئی - ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۶)

عزیزی،

میری ایک قلمی نادر کتاب جہان آرا بیگم کی تصنیف مطلّا و مذہب، منشی محمد علی کے پاس ہے، لوہے کی صندوق مین رکھوادی گئی ہے، نیز ایک عالمگیر کا فرمان ہے، دونون چیزین ان سے

ؔ مونس الارواح، حالات شیخ معین الدین اجمیری، یہ نسخہ اب دار المصنفین کے کتب خانہ مین ہے،

لیکر، سردست تو نہایت حفاظت سے نواب علی حسن خان صاحب کے پاس محفوظ جگہ رکھوا دو، پھر مین آئندہ لکھون گا کہ وہ کہان بھیجی جائین، نہایت احتیاط سے ہر کام خود کرنا،

شبلی

۲۷-جولائی ۱۹۱۴ء

(۱۷)

عزیزی،

تمہارے استقلال سے بہت مسرت ہوئی خدا قائم رکھے مین نے احباب نے بھی یہی مشورہ دیا، تو یہ عزم کرلیا ہے کہ جہان ہون ندوہ اپنے ساتھ رکھون، ندوہ در و دیوار کا نام نہین سید سلیمان وغیرہ کا نام ہے، ایسے اشخاص پیدا کرنے چاہئین، دو شخص آزاد کلکتہ سے بھیجتے ہین، انگریزی کا بھی انتظام ہوگا،

جلسہ سالانہ کے متعلق ایک نکتہ بڑے تجربہ کے بعد قابل لحاظ ہے، مین دیکھتا ہون کہ اصلاح مین جسقدر زور آتا ہے مخالفت کا زور اس سے بڑھ جاتا ہے، فرض کرو جلسہ سالانہ ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو کمزور رہے لیکن اگر مخالفت کا قصد کیا جائے تو یہ لوگ بے انتہا زر صرف کردینگے، اور بڑے بڑے آدمی جلسہ مین شریک ہوکر اس کو اور با وقعت کردینگے: اور عوام کو بلا کر ہر ناجایز کاروائی کو ووٹ سے منظور کرا لینگے،

نواب صاحب نے ضروری خطوط کا جواب نہین لکھا خصوصاً میرے بعض مسودات اب تک نہین آئے، پیارے صاحب کو لکھتا ہون وہ خبر تک نہین ہوتے مل جائین تو

تاکید سے یاد دلادو،

شبلی

۲ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۸)

عزیزی:

جو مصیبت مجھ پر پڑی، اس نے بہت دنون کے لئے بیکار کر دیا،
اسپر یہ مصیبت کہ مرحوم کی زوجہ حال نے وفات کی ساتھ ہر قسم کے قانونی اور عدالتی بلکہ فوجداری جھگڑے شروع کر دیے، اب مجھکو یہان سے ٹلنا مشکل ہو گیا ہی،
مقدمات شروع ہو گئے اور ہم ہی دونون بھائی مدعا علیہم ہین،

شبلی

الہ آباد، ۱۸۔اگست سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۹)

آخر ساری دنیا لٹا[1] کے گھر مین آیا، آؤ تو یہین آؤ، ہان اتنا اور کرو کہ میری کتابون کے دو صندوق اور کچھ کتابین، مطبوعات یورپ پیارے صاحب نے نواب صاحب کے خواب گاہ کے کمرے مین میرے سامنے رکھوادی تھین، وہ بھی ساتھ لیتے آؤ، صندوق سواری گاڑی مین بیرنگ روانہ کر دینا یہان چھڑا لیئے جائینگے،

[1] مولوی اسحاق کا انتقال

میری کرسیان اور بڑی میز دفتر سیرۃ کی، اگر کم کرایہ مین آسکین تو اُن کو روانہ کرنا، اور قیمت کے قریب قریب محصول پڑ جاے تو کچھ ضرور نہین،

شبلی،

از اعظم گڈھ، ۲۹۔ اگست ۱۹۱۴ء

(۲۰)

عزیزی،

خط پہنچا، موقوفی کی وجہ کیا قرار دی ہے،

اس وقت ٹیراسٹر ٹیفکٹ دینا ان خبیثون کیلئے ایک دستاویز بن جائیگا اور فوراً تمام ملک مین غل مچا دینگے کہ مین ہی مقدمہ لڑا رہا ہون،

تلمذ حسین[2] نے میرے خط کے جواب مین ایک پمفلٹ چھاپکر تمام ممبرون کے نام بھیجا تھا، وہ کسی کے پاس ہوگا، اس مین ماسٹر پیارے صاحب[1] کی تعریف، میرے خط مین ہی، پمفلٹ مین میرا خط بعینہ نقل کیا ہی، اپنی راے لکھو،

معین الدین خرد کیا نصابی تعلیم پوری کریگا، اگر نہ کرنا چاہے تو اُسے بھی اپنے ہان کیون نہ لے لون علم کلام، اور خطابت و تقریر مین تکمیل ہوجائیگی،

اس صیغہ کے لئے میان حمید نے ۳۰ ماہوار دینا منظور کیا، ۲۰ مین بھی دون گا،

شبلی، ستمبر ۱۹۱۴ء

[1] پیارے صاحب سکنڈ ماسٹر دار العلوم کے متعلق [2] قاضی تلمذ حسین صاحب ایم اے سابق ہیڈ ماسٹر دار العلوم

(۲۱)

عزیزی،

درجۂ تکمیل یا تصنیف والون کے متعلق نقشۂ ذیل کی خانہ پری کرکے بھیجدو،

۱۔ نام اور پتہ یعنی سکونت وغیرہ،

۲۔ مستطیع ہین یا غیر مستطیع،

۳۔ کس فن کی تکمیل چاہتے ہین، سر دست صرف تفسیر اور ادب کی تکمیل کا انتظام ہوسکتا ہی

۴۔ کتنی مدت قیام کرینگے،

۵۔ مقصد زندگی کیا ہی،

۶، وضع ولباس وفرائض مین علما کی وضع کے پابند رہ سکتے ہین یا نہین، گو یہ جزئی بات ہے لیکن مین شروانی اور بوٹ تک کو ناپسند کرتا ہون، قصِّ لحیہ تو سخت ناگوار ہے،

مین صرف تعلیم نہین بلکہ تربیت بھی چاہتا ہون، ایسے لوگ درکار ہین جنکی صورت اور سیرت دونون عالمانہ ہو، علما کا ہمیشہ قاضی ابو یوسف کے زمانہ سے ایک خاص لباس رہا ہے، طلبہ بھی اسی کے قریب قریب استعمال کرتے تھے،

سرائیرس کے منتظم دلیسر نہین ہین، مدرس حال گو اُن کے نزدیک ناقابل ہین لیکن انکو فوراً موقوف نہ کرینگے، اور شاید اس مین کچھ دیر لگے،

درجۂ تکمیل والون کے ساتھ شبلی یہان چلے آئین، جب تک کوئی انتظام نہ ہو وہ تکمیل مین رہین اور اگر دفتر تصنیف سیرۃ مین وہ کوئی کام انجام دے سکے تو مین اس مین

منتقل کردون گا،

شبلی

اعظمگڈھ، ۱۵، اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۲)

عزیزی،

تمہاری خاموشی سخت حیرت انگیز ہے، مین صرف تمہارے خطوط کے انتظار مین گھر نہ جا سکا اور اب اتوار تک اور انتظار کرنا پڑیگا،

عبد الباری آتے ہین،

علیگڈھ کا مشن آیا یا نہین اور کب آئیگا؟

مین نے نواب صاحب کو تار دیا تھا، ان کو ملا یا نہین،

یہ مشن نہ قوم کا منتخب کردہ ہی نہ اصلاحی کمیٹی نے اس کو تسلیم کیا ہی، اس لیئے نواب صاحب یا مولوی نظام الدین صاحب کو اس کے قبول کرنے اور اس مین شامل ہونے کا حق نہین،

درجۂ تکمیل مین کون کون لڑکے تیار ہین، ادھر کئی لڑکون نے خط لکھے،

باغ کے پہلو مین سڑک پر جو سرکاری بورڈنگ ہی اس کے خریدنے کا بھی بندوبست ہو رہا ہی جس سے سڑک کا سامنا ہو جائیگا،

شبلی

اعظم گڈھ، ۱۵- اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

ل بغرض دار المصنفین،

(۲۳)

عزیزی،

تم نے جو کچھ لکھا، ہمدرد دیکھ کر مین نے سب کچھ سمجھ لیا تھا، اور اسی وقت آزاد اور حاذق الملک کو خطوط لکھے، بہرحال صاف کاروائی یہ ہے کہ نواب صاحب کو لکھ دینا چاہئے کہ مجھکو اصلاحی کمیٹی کی منظوری بغیر کوئی حق نہین کہ مین اس کمیشن کو قبول کردن،

مولوی نظام الدین حسن[۵۱] نہایت ضابطہ کے پابند ہین، اسلئے وہ ذاتاً شریک ہو سکتے ہین، لیکن اصلاحی کمیٹی کی طرف سے نہ شریک ہونگے، اُن کو اسی امر کو خوب ذہن نشین کردو، باقی جو کاروائی مناسب ہو کردو،

شبلی

اعظم گڈھ، ۱۶- اکتوبر ۱۹۱۴ء

(۲۴)

عزیزی،

اچھا ہے، بقرعید کے بعد ہی آئیے[۵۲] مین بھی اب تک مکان پر نہین گیا، عید کر آؤن، جو شخص کم از کم نحو وصرف پر اچھی طرح قادر نہ ہو، اور عربی پیچیدہ عبارت کے صحیح پڑھنے پر قادر نہ ہو، وہ درجہ تکمیل کے قابل نہین،

کتب خانہ کی کتابین ابھی میرے پاس باقی ہین، کوئی آدمی جائے تو اس کے ہات

---

۵۱ مولوی نظام الدین حسن بی-اے، ایل ایل-بی، لکھنؤ، ۵۲ طلباے دار المصنفین،

بھیجدو، فتح الباری کی ایک جلد بھی رہ گئی،

نواب صاحب کو خط لکھا، خدا جانے پہنچا یا نہین، کوئی جواب نہین آیا،

مولوی فضل الرحمٰن سے کتابون کی عام فہرست بھجوا دو، یعنی جسقدر کتابین اُن کے

ہان ہون

قاری عبد الولی کے ہان میان اسحاق مرحوم کا مرثیہ چھپنے کو بھیجا، مہینہ بھر ہو چکا خبر تک

نہین، ہو سکے تو تاکید کر کے چھپوا دو،

شبلی

اعظم گڈھ، ۲۱-اکتوبر ۱۹۱۴ء

(۲۵)

عزیزی،

افسوس تم مجبوراً ایسی جلدی چلے گئے کہ تمام فیصلہ طلب باتین رہ گئین، نواب صاحب

کا یہ حال کہ کسی خط کا جواب تک نہین آتا،

بہ تحقیق معلوم ہوا کہ مولوی نظام الدین صاحب نے صحیح اور صاف صاف رپورٹ لکھی لیکن

کمیشن ان کی رپورٹ کو چھپانا چاہتا ہے بعینہ بھیجنا نہین چاہتا،

سید سلیمان آتے آتے رہ گئے یعنی بیمار ہو گئے،

عبد الشکور[۱] کا ایک قصیدہ ملا، تمہارے پتہ سے جواب مانگا ہے جواب کی کیا حاجت ہے

[۱] ابو الحسنات عبد الشکور بہاری طالب علم ندوہ

بقر عید کے بعد آجانا چاہیئے،

قصیدہ مین کچھ غلطیان اور کمزوریان ہین لیکن طبیعت مین قابلیت ہی اس لئے بہت جلد یہ خامیان نکل جائینگی،

خوب سوچا ٹاٹ مین حریر کا پیوند نہین لگ سکتا، ولن یصلح العطار ما افسد الدھر پھر اچھی قوتون کو کیون ضایع کیا جائے، دار المصنفین - درجہ تکمیل، سرائے میر کا درجہ ابتدائی پورا جامعہ اسلامیہ کا مصالحہ ہی، کام کرنے کی ضرورت ہی اسرائے میر والے چند بار آئے، وہ تمہارے بہت آرزومند ہین، وہان کے موجودہ عملی ناظم اور بانی مدرسہ مولوی شفیع کی خواہش ہی کہ تم ناظم یا نائب بن جاؤ، اور وہ واعظ بن کر قصبات کا دورہ کرتے رہین کہ مالی حالت کی طرف سے اطمینان ہوجائے، وہ کہتے ہین کہ مجھکو نظم و نسق نہین آتا،

کلکٹر صاحب کے ہان وقف نامہ کی تعیین اسٹامپ کی درخواست دی تھی، کل حکم آگیا آٹھ آنہ سیکڑہ شرح ہی، اب تکمیل وقف نامہ مین کوئی انتظار نہین، البتہ مستورات کیلئے پھر اعظم گڑھ جانا پڑیگا، بقر عید کی صبح کو جاؤنگا،

انسپکٹر مدارس آئے تھے، وہ سرائے میر کو دو مہینہ کے بعد دیکھین گے اور امداد کی پوری توقع ہی، مولوی عبد الودود کل ملنے آئے تھے، بیکاری سے گھبرا گئے ہین،

نیشنل اسکول کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا نئے کمرون کی بنیادین پڑ رہی ہین،

---

۵۱ دیکھو ۱-۴۸-۶۵

۵۲ ندوی،

تم بھی اپنی نسبت اب کوئی قطعی فیصلہ کرلو،

شبلی

اعظم گڈھ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۶)

عزیزی،

الٹی گنگا بہاتے ہو، پہلے آزاد، سلیمان لکھین، تب اصلاحی کمیٹی کام کرے، بھائی ان لوگون کو قانون سے کیا خبر، اور کس کو غرض ہی کہ تمام دستور العملون کو پڑھے اور مقابلہ و ترمیم و تنسیخ کرے، دلی مین یہ تماشا دیکھ چکا،

پہلے خود نواب صاحب، خوب اچھی طرح قانون پر تیار ہوجائین، معمولی دفعات کو چھوڑ کر اساسی اور اصولی باتون کو لے لین، پھر اور ممبرون کو دونون دستور العمل دکھا کر اور بھیج کر رائین لکھوائے، لوگ خود کچھ نہ کرینگے، لیکن اگر سکرٹری صاحب اپنی یادداشت بھیجین تو لوگ دستخط کردینگے، علی گڈھ تک مین یہی کام ہوتا ہی، کام ایک ہی کرتا ہی، اور لوگ فقط ساتھ دیتے ہین،

نواب صاحب کسی اور کو کیون تلاش کرتے ہین، آفتاب احمد خان۔ عبداللہ خان، اور عبدالحق جو کچھ کر رہے ہین تنہا کر رہے ہیں، اخبارات ہرگز ایک حرف نہین لکھین گے،

زمیندار بیچارہ نے لکھنا چاہا، لیکن واقفیت نہین بیچارہ اتنا لکھ کر رہگیا کہ عبارت اچھی نہین،

نواب صاحب کو فوراً چند مہم باتون کے متعلق یادداشت لکھ کر شایع کرنی چاہئے افسوس ہی

انھون نے بالکل سکوت اختیار کیا، ورنہ مین خود لکھ کر بھیجدیتا، وہ تو خطون کا جواب تک نہین دیتے پھر مین کیا کرون،

نفقط دستور العمل کے شایع کرنے سے کچھ حاصل نہین، کون تمام دستور العمل پڑھتا ہی اصولی امور کو نمایان کرنا چاہیے یعنی،

۱- مسودہ ندوہ کے روسے بھی ارکان موجودہ جدید ارکان کا انتخاب کرینگے، اور یہی سلسلہ اور اُن کی ناجائز کثرت کا اثر ہمیشہ متعدی ہوتا رہیگا،

۲- دستور العمل قدیم مین ناظم کا تقرر جلسہ سالانہ عام پر موقوف تھا، اب پبلک کو اتنا دخل بھی نہین رہا۔

۳- جلسہ سالانہ عام، کا کورم پچیس (۲۵) شخصون کا رکھا گیا ہی، سات کرٹور مسلمانون کی قسمت پچیس (۲۵) کے ہات مین ہوگی، اور اس طرح کے اصولی امور نمایان کرنی چاہئین،

شبلی

اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۷)

عزیزی،

بھائی تمھارا ایسے مقدمہ مین پھنسنا تو بہت بُرے نتائج پیدا کریگا، تم سے بہت سے کامون کی امید تھی،

ندوہ کی سفاکیان جاری ہین،

مین یہان تکمیل کا درجہ کھول دون گا، تم طلبہ کے نام سے مطلع کرو، اور خود ان کو لکھدو کہ مجھسے خط کتابت کرین،

مین نے یہان اپنا مستقل انتظام کرلیا ہی، ہرطرح کا آرام اور پھیلاؤ ہی تعلیمی کام شروع ہوگئے ہین، کسی طرف سے کوئی رکاوٹ نہین، بالکل ایک بادشاہت معلوم ہوتی ہی اور افسوس ہوتا ہی کہ مین نے کیون اتنے دن پاجیون مین بسر کئے

باغ ہی، بنگلہ ہی حکومت ہی، گرجو بیٹے ہین، اسکول ہی تعلیمی انجمن ہی، اور سب حسب دلخواہ کام کرتے ہین، نہ کہ وہان سگانِ بازاری کے ساتھ عوعو مین مبتلا ہونا،

دار المصنفین بھی شروع ہوجائیگا[1]،

شبلی،

اعظم گڈھ، ۴ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۲۸)

عزیزی،

بھائی جو اسکیم پیش نظر ہے، اس مین تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہی لیکن مجھکو خیال ہے کہ تم نہ آسکوگے، تمہارا طبعی میلان قاعدہ کے مطابق لکھنؤ اور اطراف لکھنؤ مین پبلک کام کرنے کا ہوگا، اسلئے مین نے تم کو نہین لکھا، بہرحال تم آؤ تو کیا کہنا، لیکن مستقلاً یہان رہنا ہوگا، بنگلہ اور باغ مین خاندان کے اور لوگون کی شرکت ہی اس لئے باضابطہ وقف نامہ تکمیل

---

[1] آئندہ خطون کا اکثر سلسلہ دار المصنفین سے ہی،

پا جائے تو پوری اسکیم شروع کی جائے،

شبلی

اعظم گڑھ - ۱۱ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۲۹)

عزیزی،

افسوس بخار میں یہ خط لکھ رہا ہون، اسلئے مختصر ہوگا، مین اگر صحیح رہا تو دار المصنفین کی تجویز، اور اعظم گڑھ مین عام تعلیم کی اشاعت، ان دونون کامون کو وسیع پیمانہ پر جاری کرون گا، بنگلہ کی درستی ہو رہی ہی اور کتب خانہ وسیع کیا جا رہا ہی، تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ کون کام تمہارے مناسب ہوگا،

مکان .... والد مرحوم کا خالی ہی، یعنی مین نے کرایہ سے روک رکھا ہی اور اس کا کرایہ اپنے ذمہ لے لیا ہی، کیونکہ وہ مکان والد نے مظفر کو دیدیا تھا، وہ مکان نہایت کافی ہے طلبہ دار التصنیف اور دار التکمیل کے لئے بھی اس مین کافی جگہ ہی، میرے بنگلہ اور نیشنل اسکول سے قریب بھی ہی،

لیکن اصلی سوال تمہارے الاؤنس کا ہی جو کام تم سے تعلق ہوگا، اس کے لئے ضرور ہی کہ تمہاری پوزیشن معزز ہو، اس لئے یا تو معاوضہ معقول ہو جسکی نسبت ابھی کوئی اطمینان کے قابل انتظام نہین، یا اگر آنریری کام کرو تو مصارف کا بار پڑیگا، اگرچہ مکان مفت ہوگا اور دیگر مصارف بھی بہت کم، تاہم آخر مصارف ہون گے،

میرے پاس اسوقت صرف بھوپال کی ماہوار، اور اپنا ذاتی وظیفہ ہی، دار المصنفین کیلئے

کئی برس کے بعد، آمدنی کی صورت نکلیگی، وظایف تکمیل کا کسیقدر انتظام یون ہوا ہی کہ ۵۰ (؟) ماہوار میان حمید دینگے، اور اسی قدر ایک اور صاحب، کتب خانہ، بنگلہ، باغ کی وسعت اور ترمیم مین بہت مصارف پڑ رہے ہین اور پڑینگے، اور یہ سب اپنی ذات سے کر رہا ہون اور کرنا پڑے گا،

شبلی

اعظم گڈھ - ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۰)

فوراً یہان آؤ تو تمام اسکیم کا فیصلہ کر سکوگے، افسوس مجھکو بخار آرہا ہی، مین ہر چیز کا مقابلہ کر سکتا ہون لیکن بیماری سے سخت بدہمت ہو جاتا ہون،

شبلی

۲۰ - ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۱)

افسوس تم سے اتنا نہین ہوسکتا کہ میری تعزیت یا عیادت کو آؤ، دور ہی سے باتین کرتے ہو،

شبلی

اعظم گڈھ

۲۲ - ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۴۲)

عزیزی

مین ایک مفصّل اسکیم لکھ چکا ہون، اب جو آنے والے ہون فوراً آجائین تاکہ ایک صحیح اسکیم قایم ہوجائے، شبلی تعلیم بھی اور اور روگ بھی،

تم اپنی نسبت فیصلہ کرلو کہ کہان رہنا بہتر ہی، لکھنؤ سے بالکل قطع تعلق مناسب معلوم نہین ہوتا، ورنہ ایک عمدہ اسکیم یہ تھی کہ سرا سے پیر کا نظام تمہارے ہات مین ہوتا، اگر اس کا کچھ تدارک یعنی تلافی ہوسکے تو سرے امیر کے ارادہ سے آجاؤ، سیر ادورہ بھی اکثر رہیگا،

سید سلیمان بیمار ہوگئے، اور میرے پاس نہ آسکے،

یہ تحقیق معلوم ہوا کہ علی گڈھ والے مولوی نظام الدین کی رپورٹ بھوپال نہ بھیجینگے،

آج ٹکٹ نہ ملا، اس لئے بیرنگ،

شبلی

۱-نومبر ۱۹۱۴ء

(۳۴۳)

عزیزی!

سخت افسوس ہی کہ آپنوالے ابتک نہین آچکے ہین گھر جاکر عین بقر عید کے دن چلا آیا

ف۱ مولانا کی زندگی کا سب سے آخری خط یعنی وفات سے ۱۳ دن پہلے کا، اس وقت مولانا کے اصلی خیالات کیا تھے اس خط سے معلوم ہونگے،

دو مکان خالی کرالئے ہین، اور اُن کے کرایہ کا نقصان گوارا کر رہا ہون، شبلی تعلم یا تو بالکل بیکار تھے یا اب پندرہ تک، ان کو کوئی کام نکل آیا، اگر اسی قسم کے بچے کچے لوگ ہین تو یہ کیا کرینگے خود یہان لوگ اکثر دریافت کرتے ہین کہ طلبہ کب تک آئینگے،

یہان کافی گنجائش ہی، مدرسین کا ضروری اسٹاف بھی ہو جائیگا، مستطیع جسقدر چاہین، آسکتے ہین، اور کچھ غیر مستطیع بھی، انتظار میرے سلئے نہایت تکلیف دہ چیز ہے علی محسن وغیرہ کیا کر رہے ہین،

تمھاری نسبت یقیناً سکرامیر مین رہنا بہتر ہے، اور چھ مہینہ کی راے ٹھیک ہی، تم کو ہر بات کا تجربہ ہو جائیگا، اختیارات جسقدر چاہو ملجائینگے،

افسوس ہی کہ مجھکو اصولی امر مین اختلاف ہی، مین تیس برس سے مسلمانون کی حالت پر غور کر رہا ہون، خوب دیکھا، اصلی ترقی کا مانع وہی گران زندگی ہی جو سید صاحب سکھا گئے، ہندواسی سے بازی سیلگئے، اور قیامت تک لیجائینگے، مین اپنے مصارف برابر گھٹا رہا ہون، سرمائی کچھ نہین بنوائی، پرانی چھینٹ کی اچکن اس سال کو بھی ختم کریگی اور اور انشاء اللہ اخیر سادگی تک آجاؤنگا، بھائی ظاہری ٹیپ ٹاپ سے کیا ہوتا ہی، یہ سچ ہے کہ لوگ بدحیثیت کی وقعت نہین کرتے، لیکن یہ اُن لوگون کے لئے ہی جنکو دو چار دن کا تجربہ ہو، جن لوگون مین برسون آدمی رہ چکا اور رہیگا، وہان ظاہری ٹیپ ٹاپ محض بیکار ہی، خیر یہ سب سطے ہو جائیگا،

شبلی

اعظم گڈھ، ۵ نومبر ۱۹۱۴ء

۴۴۔ مولوی ضیاء الحسن صاحب بی۔ اے۔ ندوی کے نام

(۱)

عزیزی!

خط پہنچا، مین نے چونکہ استعفا[۱] دیدیا، اور مدار المہام کے ہان سے منظور بھی ہوگیا، صرف[۲] اعلیٰ حضرت کی منظوری باقی ہی، اس لئے جلد یہان سے روانگی کا قصد ہی، لیکن ابھی متعین نہین کہ کہان جاؤن گا، میری صحت کیلئے ضروری ہی کہ چار پانچ مہینہ تک صرف سیر و تفریح کرون، مین چاہتا ہون کہ چند روز تک آپ کا میرا ساتھ رہتا تاکہ مین ادب اور فلسفہ کی بعض کتابین آپ کو پڑھاتا، اور مضمون نگاری کی بھی تعلیم دیتا،

دیکھئے خدا کب موقع لاتا ہی،

شبلی

۴۔ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

---

[۱] حیدرآباد کی نظامت سررشتہ علوم وفنون سے، مولانا اس کے بعد ندوہ تشریف لائے ہین اور چار برس لکھنؤ مین مکتوب الیہ مولانا کی صحبت مین رہے، اس لئے درمیان کا کوئی خط نہین ہے، اس کے بعد وہ لکھنؤ سے علیگڈھ گئے اور مکاتیب شروع ہوئے، [۲] نظام دکن،

(۲)

مبارک۔ تمہارے پاس ہونے کی بیحد خوشی ہوئی، اور تمہاری نسبت حسن ظن بڑھ گیا، فرائد معانی و بیان مین ہی، مطوّل وغیرہ کی بہ نسبت کسیقدر جدت ہی۔ کلکتہ مین ایک حصہ اس کا چھپا ہی، مولوی فاروق صاحب کے ایک عزیز گورکھپور مین ہین ان کے پاس بھی جدید الخط نسخہ ہے،

اب تو تم ضرور کالج مین پڑھو گے، الندوہ مین تم پر نوٹ دون گا،

شبلی

۲۵ جون ۱۹۰۹ء

(۳)

عزیزی

۱- مین تو مدت سے یہین ہون،

۲- معجم الادبا[1] کی جو جلدین عربی زبان مین چھپی ہون اس کو دالیو بھیجدیجئے،

۳- اورنگ زیب کے مضامین کے پرچے یہان تو بالکل نہین، لیکن وکیل امرت سر نے اُن کا پمفلٹ شائع کردیا ہی، آٹھ آنہ قیمت ہی، وہان سے منگوالو،

۴- موسی بن عقبہ مشہور مورخ ہی، اس کے مختصر حالات تمام رجال کی کتابون مین ملنگے، فرصت ہوگی تو اس کا اور مدینۃ العلوم[2] کا حال نقل کراکر بھیجدون گا،

[1] مصنفہ یاقوت رومی، عربی زبان کی تراجم مین سب سے بسوط کتاب ہے [2] ازنیقی کی مدینۃ العلوم جو کشف الظنون کا مخذ ہی،

آج بیگم صاحبہ بھوپال کے شکریہ کا جلسہ[۵۱] ہے مین ایک نظم بھی پڑھونگا،

پھر ہردوئی اور بنارس کے دربار مین جانا ہی،

مین نے علوم القرآن[۵۲] لکھنا شروع کر دیا،

ہارو ینز[۵۳] صاحب سے درجہ تکمیل کے نصاب کے متعلق خط کتابت کرنی چاہتا ہون،

شبلی

۱۹- نومبر ۱۹۰۹ء

(۴۰)

عزیزی

ہان تجارب الامم[۵۴] بھی بھجوا دو،

سلیمان یہین ہین،

ڈاکٹر[۵۵] صاحب کے متعلق الگ مفصل خط لکھونگا،

بنارس ربار مین گیا تھا، کل آیا ہون زکام کی بہت تکلیف ہی۔ رجال کی کتابین یہان بھی کہان ہین۔ تہذیب التہذیب کے اخیر حصے ابھی نہین آئے جسمین موسی بن عقبہ کا حال ہی،

شبلی - ۲۷- نومبر ۱۹۰۹ء

---

۵۱ متعلق عطیہ ماہوار ندوہ ۵۲ صرف ایک فصل لکھی تھی جو تہذیب الاخلاق امرتسر مین چھپی، ۵۳ پروفیسر عربی علیگڈھ کالج، درجہ تکمیل ادب ندوہ کے لئے ان سے مشورہ مطلوب ہی، ہارسنر صاحب جرمن یہودی مستشرق ہی،

۵۴ مصنفہ ابن مسکویہ مطبوعہ یورپ ۵۵ ڈاکٹر ہاروینز پروفیسر عربی علی گڈھ کالج،

(۵)

عزیزی،

امیہ بن اصلت کا ترجمہ کرا رہا ہون،

نیکولسن کی کتاب[۵۱] صورۃً مین نے دیکھی ہی،

محرّم کے زمانہ مین، مین نہین کہہ سکتا کہ کہان رہون گا، لیکن انشاءاللہ مین خود ڈاکٹر صاحب سے علیگڈھ آکر ملونگا،

جن کی نسبت آپ نے سرٹفکیٹ[۵۲] کے لئے لکھا ہی ان کی کوئی عبارت عربی مین بھجوا دیجئے یون نادانستہ کیون کر لکھون،

شبلی

لکھنؤ - ۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۶)

عزیزی،

نصاب[۵۳] بھیجتا ہون،

عربی عبارت[۵۴] تو بہت معمولی ہی، اس سے گئی گذری اور کیا ہوتی، سرٹیفکٹ لکھون گا تو یہ لکھونگا

---

[۵۱] لٹریری ہسٹری آف عریبیا، [۵۲] مولانا کی عادت تھی کہ بغیر واقفیت کامل کسیکو سرٹفکیٹ نہین دیتے تھے، منصور احمد ایم - اے علیگڈھ سے تحصیل عربی کے لیئے یورپ جاتے تھے اور سرکاری وظیفہ کے لئے سند درکار تھی،

[۵۳] نصاب دارالعلوم ندوہ [۵۴] منصور احمد صاحب کی عربی عبارت،

کہ عربی عبارت معمولی لکھ سکتے ہین، یہ ان کے کیا کام آئیگا، اس کے علاوہ جب ڈاکٹر صاحب
اُن کو سرٹیفکیٹ دینگے تو اسکے سامنے میرے سرٹیفکیٹ کی کیا ضرورت، اور لندن مین اسکی کیا
وقعت ہوگی، باوجود اس کے تم کہو تو بھیجدون لیکن الفاظ کمزور ہون گے،

شبلی

۹ - ستمبر ۱۹۱۰ء

(۷)

عزیزی،

سلام علیکم، ہان مضمون ضرور بھیجو، الندوہ کا انتظام اب مستقل اور مستحکم کر دیا گیا ہے،
عبدالسلام نے مستقل اڈیٹری قبول کرلی ہے،
کتاب العمدہ[1] کا ریویو باقی رہ گیا ہے، اب کے پرچہ مین نکلیگا، لیکن یہ ظاہر ہے کہ نہایت
کوتہ قلمی کرنا پڑی ہے
شعر العجم مین ۲۵ فیصدی سے زیادہ کمیشن نہین ملسکتا، اگر میر صاحب[2] اس قدر منظور کرین تو مین
مطبع کو لکھدون، وہ کتابین دیدینگے، اور تم میر صاحب سے قیمت لے لو،
اور نٹیل کانفرنس کا مضمون متعلق قرآن مین نے عربی مین نہین دیکھا، پتہ بتاؤ
تو مہیا کیا جائے،

---

[1] لابن رشیق القیروانی مطبوعہ مصر، ریویو الندوہ نمبر ۱۰، ۱۱ ج ۶

[2] یہ ولایت حسین صاحب منیجر بک ڈپو علیگڈھ،

عمارت[1] اب زمین سے اوپر آگئی، اب امید ہوتی ہی کہ جلد بنے،

شبلی

۲۲ - دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۸)

مطبع کو لکھدیا، وہاں سے کتابیں سے لو، مین رنگون کہاں جاسکتا تھا،

تین ہزار جو مصطلحات[2] کے سب لئے ملے ہین، یہ کالج کی زمین مین مدفون ہون گے،

دلی سے جلسہ سالانہ ندوہ کی دعوت آئی ہی، منظوری کا فیصلہ ۱۶ جنوری کو ہوگا، اگر جلسہ

وہان ہوا تو اب کے بہت سے نئے کام کے ارادے ہین،

شبلی

۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۹)

عزیزی،

یہ کیا معاملہ ہے، کیا میر ولایت حسین صاحب یہ چاہتے ہین کہ کتابین ڈپوٹی شاب مین

رکھدی جائین، اور فروخت ہونے کے بعد اس کی قیمت دی جائے، اس طرح مین نے کبھی

معاملہ نہین کیا نہ اب کرتا،

اور اگر یہ نہین ہی تو قیمت بھیجکر کیون نہین منگواتے، یون کیون مطبع سے طلب کرتے ہین،

---

[1] ندوہ کی، [2] کانفرنس کے اجلاس مین ۵۳ علمی اصطلاحات کی اردو ڈکشنری لکھنے کیلئے کانفرنس کو ملے تھے،

جلسہ سالانہ ندوہ دلی مین قرار پایا، علی گڈھ کے لوگون کو کثرت سے شریک ہونا چاہئے،

شبلی - ۷ اجنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۰)

عزیزی،

مین انشاء اللہ دو تین دن مین وہان آتا ہون اور جناب ڈاکٹر صاحب سے ملون گا، پروفیسر ابوالحسن سے کہدو کہ میرے لئے گسٹ ہاوس مین انتظام رکھین گے،

سخت افسوس ہی کہ تم جلسہ مین نہ شامل ہوسکو گے، ۲۸ - مارچ کو اخیر جلسہ ہی، یہان بعض لڑکے عربی تقریر مین خوب تیار ہورہے ہین، ایک لڑکا اس قدر ادیبانہ عربی بول سکتا ہی کہ حیرت ہوتی ہے شمس العلماء بلگرامی[۲] لڑکون کی تقریر سنکر بہت محظوظ ہوئے،

عمارت تیزی سے بن رہی ہے، نہایت شاندار عمارت ہوگی، اس پاس کے سرکاری کالج اور بورڈنگ ابھی سے دب گئے،

فمن الناس کے متعلق تفسیر کبیر اور کشاف مین کوئی اختلاف قرارت مذکور نہین، حالانکہ ان دونون کو اس کا التزام ہے،

اور الیاس کا لفظ کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا، جملہ نہایت لغو ہوجائیگا،

شبلی - ۱۲ - فروری سنہ ۱۹۱۰ء

---

[۱] خواجہ مولوی عبدالواجد صاحب ندوی اسسٹنٹ ایڈیٹر الہلال [۲] شمس العلما سید علی بلگرامی،

(۵۴) مولوی عبد السلام صاحب ندوی کے نام

(۱)

مآثر رحیمی کے مضمون[۱] کی تصحیح اور درستی مین بہت توجہ کرنا، بُرا چھپیگا تو مجھکو بہت رنج ہوگا، رپورٹ کا کیا حال[۲] ہی؟

سلیمان پر پھر دسانہ ہوتا تو مین کوئی مضمون لکھ بھیجتا خیر! اب ڈارون کی تھیوری پر لکھ رہا ہون[۳]،

شبلی

اعظم گڈھ، ۱۰ - مئی سنہ ۱۹۰۶ء

(۲)

عزیزی عبد السلام،

رسالہ ادیب کی نسبت تم نے جو ریمارک لکھا ہی، وہ ایڈیٹوریل مین لکھا جس سے

---

۵۱ دیکھو ۱۱-۱، مضمون الندوہ مین نکلا ہے، ۵۲ طلبا سے دار العلوم کے جلسہ دستار بندی کی رپورٹ مکتوب الیہ مولانا کے حسب حکم ترتیب دے رہے تھے، ۵۳ دیکھو ۴۴-۱۷، مضمون الندوہ ج ۴ مین چھپا ہے اس تاریخ کے دوسرے ہی دن مولانا کے پاؤن مین صدمہ پہونچا تھا،

قیاس ہوتا ہی کہ بیرا لکھا ہوا ہی مجھکو اس سے نہایت افسوس ہوا - میرا وہ طرز عبارت نہین ہے، اور جو مصرع تم نے نقل کیا، اس کو تو مین اپنے حق مین ازالۂ حیثیت عرفی سمجھتا ہون، آئندہ احتیاط رکھو کہ ایسے مبتذل اور عامیانہ فقرے درج نہ ہونے پائین[۵۱]،

شبلی

دہلی ۲۰ مارچ ۱۹۱۰ء

(۳)

مولوی عبد السلام صاحب،

خط پہنچا، میان نعیم سے پوچھو کہ اگر اُن کو وقت اور فرصت مل سکے تو دفتر سیرت[۵۲] سے وہ وہین بیٹھے چند گھنٹون کیلئے ترجمہ کی خدمت قبول کرلین - معاوضہ بقدر کارگذاری جو وہ تجویز کرین، مضامین قابل ترجمہ مین بھیجدیا کرون گا،

سیرت مین سے تم چند ممتاز یہودیون کے قتل یعنی کعب بن اشرف وغیرہ جو ابتداے ہجرت مین قتل کرائے گئے، ان روایتون کو تہذیب التہذیب وغیرہ سے اور اصول درایت سے جانچو، مولوی چراغ علی نے اسپر ایک خاص رسالہ لکھا ہی لیکن اس کی تنقید کی حاجت ہے جو یہان نہین ہوسکتی، دوسرے یہ کہ انھون نے صحابہ کو بوجہ صغرسن ناقابل اعتبار بتایا ہے

---

[۵۱] مکتوب الیہ اس زمانہ مین الندوہ کے سب اڈیٹر تھے، انھون نے الہ آباد کے رسالہ ادیب پر الندوہ نمبر ۳ جلد ۷ مین ریویو کرتے ہوئے یہ لکھا تھا: حال مین الہ آباد سے ادیب ظاہری شکل و صورت مین اس آب و رنگ سے نکلا کہ تمام لوگ پکار اٹھے ع اس طرح کا جمال ہو ایسا شباب ہو [۵۲] مکتوب الیہ اسوقت مددگار سیرت تھے، اس تعلق سے یہ خطوط ہین،

یہ کافی نہیں،

مُسلم گزٹ کا اب کون اڈیٹر ہی[5]،

میاں حمید کو حیدرآباد یا لکھنؤ کی جگہ پر بلاتے ہین، مین تو پسند نہین کرتا لیکن حمید سے مین نے دریافت کیا ہی، اگر وہ چاہینگے تو جسقدر اس کام کی تکمیل کے مراتب باقی ہین پورا کردونگا،

شبلی

۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۴)

مولوی عبد السلام،

تم اسقدر بھولے کیون ہجاتے ہو، تم خود اگر قرآن مجید پر کوئی کتاب لکھتے تو کن عنوانون کو لیتے، انہی کو شروع کرو، پھر مین بتاتا بھی جاؤنگا، سردست چند حسب ذیل ہین

۱۔ زبان کی تہذیب، غیر قابل اظہار چیزون کو دوسری طرح سے ادا کرنا، مثلاً لامستم النساء، اذا جاء احد منکم من الغائط

۲۔ احکام توراۃ کے خلاف احکام،

۳۔ تاریخی ترتیب قرآن، سورتون کی تعین تو آسان ہی، اتقان مین بھی مذکور ہے لیکن صحاح ستہ سے مستنبط کرنا چاہیئے پھر مہماامکن۔ آیتون کی ترتیب۔

---

[5] مولوی وحید الدین سلیم کے بعد [2] سیرت کے تعلق سے قرآن مجید پر مولانا مکتوب الیہ سے کچھ لکھوانا چاہتے تھے، یہ عنوان اور مواد بار بار پوچھتے تھے دیکھو ۱۳-۴-۶-

۴- مدنی اور مکی سورتون کی خصوصیات امتیازی،

تعجب ہے کہ تم نے مقدمہ سرقہ[۱] کے متعلق کچھ نہین لکھا کہ کیا ہو رہا ہی۔ مولوی کی نسبت اگر کچھ ثبوت نہین ملتا تو اسکو چھوڑ کیون نہ دیا جاے،

سپیشنہ کی جلد مین دار المصنفین کا انگریزی مضمون ہی، وہ رجسٹرڈ بھیجدو،

میان مسعود سے کہدو کہ شیخ عبد اللہ وکیل علی گڈھ کا خط آیا ہی کہ اوقاف کی ممبری قبول[۲] ہی

شبلی

الہ آباد - ۲۶ - فروری سنہ ۱۹۱۴ء

(۵)

مولوی عبد السلام،

تم جانتے ہو تو رسالہ کا کیا حشر ہوگا[۳]، میان مسعود اکیلے کیا کر سکینگے، لیکن اگر یہی قصد ہے تو اکرام اللہ خان کو لے لو، مین ان سے کچھ سیرت کا کام لونگا، اور بیس پچیس معاوضہ دون گا،

اگر اور کوئی شخص تصنیفی استعداد رکھتا ہو تو بتاؤ کسی اور کو بھی تو تیار کرنا چاہیے،

تم الہلال مین جاؤ مضایقہ نہین، لیکن یہ شرط کر لو کہ تم الہلال مین جذب نہ ہو جاؤ، یعنی جو

---

۱ متعلق مقدمہ سرقہ، مولا، ملازم تھا دیکھو ۲۴، ۲۶، نیز ۴۳، ۵۰ ۲ مولانا نے اوقاف اسلامی کی اصلاح کی جو تحریک شروع کی تھی، مولوی مسعود علی ندوی اس کے مددگار تھے، ۳ خیال تھا کہ ایک علمی رسالہ نکالا جاے اور مکتوب الیہ اس کے سب اڈیٹر ہون لیکن وہ اب الہلال کلکتہ مین جاتے ہین،

لکھواپنے نام سے لکھو، ورنہ تمہاری زندگی پر بالکل پردہ پڑجائے گا، اور آیندہ ترقیون کے لئے مضر ہوگا،

تم ایک مہینہ یا چالیس دن کی تعطیل لے سکتے ہو،

کس قدر افسوس کی بات ہی کہ کاتب کا مفت ہرج ہو رہا ہی۔ کاتب کا پتہ قاری عبدالولی سے ملیگا، اسی محلہ مین رہتے ہین، ان کو جاکر لاؤ، اور مسودہ یا کاپی لکھنے کے لئے اجزا دیدو ایک دفتی مین چھوڑ آیا ہون جسپر لکھا ہی کہ برائے کاپی، اس مین سے ایک دو جزو دیدو، جب وہ ہوجائے تو نئے اجزا دیے جائین، یہ کام بڑی مستعدی سے کرو، ورنہ بجھاو ایک ایک دن کا سخت ملال ہو رہا ہے،

کاتب نے یہان مسعود کو بھی لکھا تھا، شاید ان کو خط نہین ملا،

شبلی

الہ آباد ۳ - مارچ ۱۹۱۴ء

(۶)

جناب مولوی ناصر حسین کے بھائی مولوی ذاکر حسین صاحب انساب سمعانی مستعار لیگئے ہین ان سے مانگ لاؤ،

مسودات مین تم نے جو احکام کی تاریخ کا ذخیرہ جمع کیا ہی وہ سیرت کے پٹھے مین ہے نواب صاحب کے ہان سے لیکر میرے پاس بھیجو، لیکن رجسٹرڈ۔ اور طبق پر اپنا نام بھی لکھو کہ واپس جائے تو تم کو ملجائے،

اخلاق نبوی کا ذخیرہ بھی اسکے ساتھ بھیجدو، رجسٹرڈ،

شبلی

الہ آباد - ۱۲ مارچ ۱۹۱۴ء

(۷)

مولوی عبدالسلام،

بھائی تم ناراض ہوگئے، البشیر وغیرہ کا مجھپر کیا اثر پڑسکتا ہی، ہمارد یا کسی نے تمہارے متعلق ایک حرف بھی نہین کہا، یہ خبر بھی نہین سنے دی، میری غرض تو صرف اس قدر تھی کہ کام بھی کرتے جاؤ،

تم کہتے ہو کہ اپنے ہوا خواہون کی مبالغہ آمیز سفارش کرتا ہون، بھائی تم سے بڑھکر کون ہوا خواہ ہوگا کہ با وجود میرے منع کرنے کے تم نے سلسلۂ مضامین نہ چھوڑا،

مولوی ابوالکلام یہان نہین ہین لیکن تمہارے بہت طالب ہین اور مجھسے وعدہ لیا ہی کہ الہلال مین جانے کی اجازت دون گا،

اور الہلال مین جاؤ تو ناراض ہوکر کیون جاؤ،

تم میری[۱] وجہ سے یا مین تمہاری وجہ سے بدنام ہوچکے، پھر اخیر مین ناچاقی یہ کسقدر

---

[۱] مکتوب الیہ نے مولانا سے مرحوم کے معتمدی دارالعلوم سے استعفا کے بعد ایک طالب علم کو مولانا کی طرف سے جو خط لکھا تھا، اور جسکو مخالفون نے بد دیانتی سے اڑا کر اخبارون مین شائع کرا دیا تھا اور جسپر اخبارات مین مخالفت و موافقت کا ہنگامہ برپا ہوگیا تھا، یہ تمام خط اسی واقعہ سے متعلق ہی، دیکھو ۱۳-۱۴-۵

افسوس کی بات ہی،

شبلی

دہلی - ۲۱، اپریل ۱۹۱۴ء

(۸)

مولوی عبدالسلام،

سات الماری کتابین جو جا بجا سے آئین اسقدر مخلوط ہوگئی ہین کہ کتابون کا پتہ لگنا مشکل ہوگیا ہی، صرف مستعملہ کتابین پیش نظر ہین، کتابون کی پشت پر چٹین لگائی جارہی ہین اور فن وار لگائی جائینگی، لیکن آج کل کوئی محرر تک پاس نہین،

مقتطف جلد بندھ کر آئے تو بھیجدون،

تم نے اپنے خط کی معذرت[۵۱] مین لکھا تھا کہ وہ ہیجان اور جوش کی حالت کا تھا، گویا اصلی خیالات نہ تھے لیکن اعتصاب کا مضمون لکھ کر، اس خط پر رجسٹری کر رہے ہو، اس کے علاوہ تمہاری تحریرون کا اثر اس لئے بیکار جاتا ہی کہ لوگ ابتک سمجھ رہے ہین کہ تم میرے پاس ہو اور کرایہ کے مضامین لکھ رہے ہو،

---

۵۱ دیکھو مکتوب ۷، اخبارات مین مکتوب الیہ نے اپنے خط کی معذرت مین لکھا تھا کہ وہ خط ہیجان اور جوش کا نتیجہ تھا چند مہینون کے بعد دارالعلوم کے طلبہ نے ناظم کے خلاف جب اسٹرائک کردی تھی تو بعض علما نے لکھا کہ یہ اسٹرائک ناجائز ہے، مکتوب الیہ نے اس کے جواز مین الہلال کلکتہ مین جسکے وہ اسوقت سب اڈیٹر تھے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا تھا، دیوبند کے مولوی شبیر حسن نے ان مضامین پر ایک تردیدی مضمون لکھا، دیکھو ان کے لئے الہلال جلد ۴ درج ۵

شبیر حسن نے صاف اظہار کیا، مین نے چاہا کہ اس کا دفعیہ کر دیا جاتا، ہین خیال ہوا کہ شائد تمہاری مرضی کے خلاف ہو، تمہاری ضد اور ہٹ بھی عجیب چیز ہے،

ندوہ والے یہ اخیر چال خوب چلے، آفتاب احمد خان کانفرنس کی حیثیت سے ندوہ کے معائنہ کو آتے ہین، تمنذ حسین ان کے رہنما ہون گے، پورا وار ہے مولوی نظام الدین کو بھی برائے بیت لے لیا ہی،

تمہارے مضامین دیکھتا ہون، مولوی ابو الکلام صاحب اجازت دین تو نام لکھا کرو، ایسے مضامین گمنام ٹھیک نہین، اس سے کیا فائدہ کہ ایک شخص کی زندگی گم ہو جاے، تمہاری قوت اور نمود سے بہرحال ہماری سوسایٹی کو فایدہ ہی ہوگا،

شبلی

اعظم گڑھ ۔ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

۴۶۔ مولوی عبدالباری صاحب ندوی (اسسٹنٹ پروفیسر دکن کالج پونہ)

کے نام

(۱)

عزیزی،

خدا تمہارے عزم و ارادہ میں استقلال و برکت دے، ہمت بلند دار کہ الخ

میں نے جو کچھ کہا تھا وہ قطعی ہے، یہ ممکن ہے کہ کوئی عہدہ دار صاحب مخالفت کریں، اس کا البتہ کوئی قطعی فیصلہ میں نہیں لکھ سکتا، انشاء اللہ اوایل جولائی میں وہاں پہنچ جاؤنگا، موسم یہاں نہایت خنک اور خوشگوار ہے، شب کو رضائی کی ضرورت ہوتی ہے،

وقف کے متعلق مسٹر جینا سے مفصل بحث ہوئی،

یہاں ایک جلسہ بھی میری تحریک سے ہوگا، گورنر بمبئی وقف کے مؤید ہیں،

بحتری کا حماسہ ہات آیا،

شبلی، بمبئی

(۲)

عزیزی،

ہاں مجھکو بہت تعجب ہوا کہ تم آئے اور بغیر ملے چلے گئے میں نے دوبارہ دریافت کیا تھا، اقبال[۵۲]

---

[۵۱] عربی دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد انگریزی کی تحصیل کی [۵۲] اقبال احمد بی۔اے وکیل الہ آباد، مولانا کے ایک عزیز،

بہت خوشی سے تم کو اپنے گھر پر رکھتے، افسوس تم علی گڈھ[۱] سے چلے گئے، خیر اب استقلال سے ایک جگہ جم کر رہو

آئندہ مراحل کیلئے بھی مجھسے جو کچھ ہو سکتا ہی مین ہمیشہ موجود ہون،

اب کی لیگ کو مجبوراً اپنی اسکیم (بظاہر) بدلنی پڑی سلف گورنمنٹ کا حاصل کرنا رزولیوشن مین داخل کیا گیا، اور باتفاق منظور ہوا، تاہم حسب موقع تاویل کیلئے سوٹ ایبل کی قید بڑھادی گئی، جلسہ کا عام رنگ جمہوریت کا تھا، گو اس مین مغالطہ بھی دیا گیا،

سیرت بدر تک پہنچی،

(۳)

ہان بھائی اب مین اپنا سایہ رہگیا ہون،

یہ حیرت انگیز بات ہی کہ بھوک مین کمی نہین، لیکن اگر دونون وقت کھاؤن تو کئی دن کھانے کے قابل نہین رہتا،

علی گڈھ کے لڑکے اب ہم لوگون سے بھی آگے ہین، بلکہ سچ یہ ہی کہ ان کی حالت شورہ پشتی تک پہنچ گئی ہی، آزاد[۲] وہان جائین تو لڑکے ان کی گاڑی کھینچین،

جمون سے ایک انجمن کا سخت تقاضا آیا ہی، اخیر مارچ مین کوئی جلسہ ہی کشمیر کا ارادہ تو کرتا ہون اور کشش کے اسباب ہی ہین خصوصاً یہ حکومت کے بڑے ارکان میرے دوست اور شاگرد ہین، لیکن مارگزیدہ از ریسمان می ترسد، ایک دفعہ اسقدر صدمہ اٹھا چکا ہون کہ

[۱] یعنی علی گڈھ کالج سے، [۲] مولوی ابو الکلام آزاد،

ابتک نہین سنبھلا[۹۱]،

سیرت چل رہی ہی، اب نظر آتا ہی کہ واقعی ایک ایسی تصنیف کی سخت ضرورت تھی، یہ دوسری بات ہی کہ مین پورا کر سکونگا یا نہین،

چند اخلاقی اور تاریخی نظمین لکھنی شروع کی ہین، ایک دو الہلال مین نکلی ہین، قرن اول کے اخلاقی واقعات نظم مین آجائین تو اچھا ہی،

راجہ[۹۲] صاحب بغیر اس کے نہین پگھلتے کہ شیعہ ممبر بنائے جائین اور اسکو احتشام علی وغیرہ منظور نہین کرتے کہ اُن کی نمود مین فرق آجائیگا،

آغاخان کی لیڈری ع خوش درخشید و لے دولت مستعجل بود،

اب کی مسلم لیگ کی صدارت میان شفیع[۹۳] کو ملی، لوگ کہتے ہین کہ روح اور فرشتہ کا تناسب ہی لیکن ع اس گنہگار کو درکار تھا ایسا ہی شفیع[۹۴]،

شبلی

لکھنؤ، یکم مارچ ۱۹۱۳ء

(۴)

عزیزی،

السلام علیکم، آزاد کا کیا ٹھکانا، وہ کشمیر جائین تو زنانہ کو کیا کرین یہ بلا ان کے ساتھ

---

۹۱ پہلی بار کشمیر جاکر مولانا سخت بیمار پڑ گئے تھے، ۹۲ راجہ سر علی محمد خان والی محمود آباد، ۹۳ آنریبل میان محمد شفیع لاہور ۹۴ اس موقع پر مولانا نے جو نظم لکھی تھی اس کا ایک مصرع ہی،

ہے، مین وہان کے ملیریا سے سخت خایف ہون، اسلئے ہمت کر کرکے رُک جاتا ہون، غالباً
منصوری جاؤن یا پھر وہی بمبئی،

سیرت سادہ طور پر فتح مکہ و حنین تک پہنچ گئی، اب اطمینان سے اس کو دوبارہ دیکھنا
ہے کہ چھپنے کے قابل ہو، عبد السلام کو بھی بلا لیتا ہون،

امتحان کے بعد تا افتتاح اسکول تم کہان رہوگے،

الہلال کو گویا اب کی فتح ہوئی یعنی ڈیپوٹیشن ٹوٹ گیا لیکن راجہ صاحب وغیرہ
اسلئے مجھ سے ناراض ہین، حالانکہ مین نے اس مین کوئی دلچسپی نہین لی،

شبلی

۳۱- مارچ سنہ ۱۹۱۳ء

(۵)

عزیزی،

سلام و دُعا، خط ملا، کشمیر کیا آؤن، اب بمبئی کے قابل بھی نہین رہا، یعنی دن بھر دروازے
بند رکھتا ہون، ہوا ذرا خنک ہوگئی ہے تو اس کی برداشت نہین ہو سکتی، ایک مرتبہ صرف
اسی بے احتیاطی سے بخار آچکا، بھائی ستیل تمام ہوچکا، اب مجھ مین کچھ نہین رہا، غذا
۲۴ گھنٹون مین سب ملا کر پاؤ بھر، بات کرنا گران ہوتا ہے، حالانکہ بخار وغیرہ کی
کچھ شکایت نہین،

میرے خلاف اس قدر طوفان برپا رہا لیکن لکھنے کی طاقت نہ تھی اور اب تک

کوئی مفصل تحریر نہ لکھ سکا، ...... کو بہت دنون سے جانتا ہون، ان کا سفلہ پن تو ہمیشہ سے معلوم ہی
لیکن اسقدر بدنفسی کا خیال نہ تھا، سخت خیریت یہ ہی کہ اب تک میری طرف سے ان کی نسبت
کوئی بات وجود مین نہین آئی، مین نے کسی کی شکایت تک نہین کی،

ابتدا یون ہوئی کہ ...... وغیرہ نے ان کو یقین دلادیا کہ اُس سے آپ کی آزادگوئی
ثابت ہو گی، اس کھڑکی مین وہ آے اور پھر یہ لوگ اور بڑھاتے گئے، یا شاید اور کوئی وجہ ہو،
بھائی بات یہ ہی کہ،

خاطر یک دو کس ارشاد شود از تو بس است
زندگانی بہ مراد ہمہ کس نتوان کرد

یہان بعض عمدہ کتابین ہات آئین، انساب سمعانی نہایت نایاب اور ضخیم کتاب یورپ
نے فوٹو مین چھاپی، جامع مسجد کے کتبخانہ مین قفال کی کتاب محاسن الشریعۃ کا قلمی
نسخہ ہے جو نایاب ہی،

سیرت ہوتی جاتی ہے، غزوات پر ریویو لکھ رہا ہون، افسوس سید سلیمان کو آزاد
نے چھین لیا، عبدالسلام اچھے ہین لیکن لایغنی مغناہ،

بھائی مین تو اب چراغ سحر ہو رہا ہون، تم لوگ اب اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو، مین
اپنے عیوب کو سب سے بہتر جانتا ہون، المرء اعرف بنفسہ، لیکن علمی صحیح مذاق کا پھیلانا اپنا
کام سمجھتا رہا، اگر اس مین ذرا بھی کامیابی ہوئی ہو تو مسلم گزٹ کے مصنوعی معایب کے قبول کرنے
پر آمادہ ہون، سخت افسوس یہ ہی کہ ہر حیثیت سے زمانہ مین خرابازاری بڑھ گئی ہے، نیک و بد

کی تمیز مطلق نہین، ابھی آغاخان، علی محمد خان، محمد علی کو آسمان پر چڑھایا، ابھی اُوپر سے زمین پر دے پٹکا، اپنی گرہ کی عقل نہین، مسلم گزٹ کی ہر تحریر کو ایک لونڈا پڑھ کر سمجھ سکتا ہی کہ معاندانہ اور یک طرفہ ہے، لیکن سیکڑون احمق اس کی حریت کے قائل ہین،

ایک نظم الہلال مین اپنے نام سے بھیجی ہی، زیادہ پُرجوش ہی، لوگ اور بُرا مانین گے،

مدینہ یونیورسٹی کی تجویز مین، قسطنطنیہ کو لکھنؤ سے توارد ہوا، خیر لیکن بہت ضروری چیز ہے، افسوس ہے کہ اب ہمت نہین کہ اس کے متعلق کچھ کر سکون، پہلی سی بات ہوتی تو مدینہ جانا کیا مشکل تھا،

شبلی

بمبئی ۔ ۱۰۔ جون سنہ ۱۹۱۳ء

(۶)

عزیزی،

خط پہنچا، ہان آنکھ خوب پختہ ہو گئی، یہ سال تو گیا، جیتا رہا تو اگلے برس قدح ہوگی،

مئی تک تو ضرور بمبئی چلا جاؤنگا، پارسال اپریل مین گیا تھا، اپریل مین میرا اکمرہ ناقابل برداشت ہو جاتا ہی، یارون نے میرا صندوق جس مین ہزار (۲۰۰۰) کے نوٹ اور ضروری کاغذات تھے میرے نوکر کو ملا کر سرقہ کرا دیا، پولیس نے بھی یون ہی تحقیقات کرکے اغماض کیا،

دار العلوم مین اندھیر مچا ہوا ہی، مولوی تک روکا گیا تین دن کی سخت مطارقہ کے بعد بہت سی شرائط پر اجازت ملی

سیرت نبوی عنقریب طبع جائگی، گو ابھی پہلا حصہ بھی مکمل نہین ہوا،

شبلی ۔ الہ آباد، ۹۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۷)

سلام علیکم، جو خبریں تم نے سنیں، ایک بھی صحیح نہیں، اب میں کشمیر کے سفر کے قابل کہاں ہوں، ع از ضعف بہر جا کہ نشستیم وطن شد،

شبلی

۱۶- مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۸)

عزیزی،

میں اب تک یہیں اعظم گڈھ میں رہا اور گھر جو تین چار کوس ہی نہ جا سکا، ارادہ جانے کا تھا لیکن اتوار یا دوشنبہ تک تمہارا انتظار کرونگا، فرضاً اگر گھر گیا بھی تو اُس وقت تک آجاؤنگا، میں واقعات حال[1] سے اسقدر افسردہ ہو گیا ہوں کہ اب کسی بات سے طبیعت شگفتہ نہیں ہوتی،

شبلی

اعظم گڈھ۔ ۱۶- اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] بھائی کی وفات،

(۴۷) مولوی معین الدین ندوی کے نام

(۱)

عزیزی معین الدین! جو مصیبت مجھپر پڑی، شاید تمہین معلوم ہین، عزیز بھائی اسحاق نے جو میرا دست و بازو تھا انتقال کیا، مین مدت تک کسی کام کے قابل نہین رہا،

دارالتصنیف کا بس انتظام ہوگیا تھا، شوال مین یہ کلاس کھل جاتی لیکن اب کیا کہون،

شبلی، الہ آباد، ۱۴-اگست سنہ ۱۹۱۴ء

(۲)

عزیزم،

جواب طلب باتین پہلے لکھ چکا ہون، ندوہ کے طلبہ کا مختلف مقامات ملک مین پھیلنا مقاصد ندوہ کیلئے زیادہ مفید ہی، بہ نسبت اسکے کہ ندوہ ہی مین رہین، یا پرائیوٹ تعلقات پر اکتفا کرین،

سید سلیمان کیلئے بھی مختلف کوششین کر رہا ہون، اگرچہ سر دست صرف ۳-۴ مہینے کیلئے مجھکو انکی ضرورت ہی

انتظامی جلسہ مین سالانہ جلسہ کی تاریخ معلوم ہوگی، اگر تار کے ذریعہ سے مطلع کرو تو بہتر ہے،

سعود علی بڑے تقاضہ سے مجھکو بلاتے ہین، یون بھی آنے والا تھا لیکن وہان کہین میری جمعیت خاطر مین فرق نہ آئے، خلاف مزاج باتونکے دیکھنے سننے کا اب قابل نہین رہا،

شبلی - ۴ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۴۸) مولوی سیّد ابوظفر دسنوی ندوی کے نام

(۱)

سؤر[۵۱] کے چند خصائل بد ہین، قرآن مجید مین تو صاف حرمت کی تصریح ہی حرمت علیکم المیتہ والدم ولحم الخنزیز، توریت[۵۲] وانجیل کا حال مجھکو معلوم نہین،

عوام کو رام کرنا تو بہت آسان ہی آنحضرت صلعم کے صحیح اخلاق، تواضع، فیاضی، عفو وغیرہ کا بیان مؤثر طرح کیا جائے تو عوام پر بھی نہایت قوی اثر ہوتا ہی،

وقف اولاد کا ڈیپوٹیشن عنقریب کلکتہ جائیگا،

سنسکرت کے پڑہنے والے نہین[۵۳] ملتے،

تم وہان کیونکر پہنچے؟ شبلی

۶ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

(۲)

مین آج کل سخت عدیم الفرصت ہون،

---

[۵۱] ایک عیسائی نے مکتوب الیہ سے سؤر کی وجہ حرمت پوچھی تھی، مکتوب الیہ نے مولانا سے دریافت کیا

[۵۲] توراۃ نے بھی سور کو حرام بتایا ہی، انجیل کو حلال وحرام سے تعلق نہین، [۵۳] یعنی ردّ آریہ کی غرض سے دار العلوم مین طلبہ نہین ملتے،

ابن خلدون اور ابن خلکان مین ابن خلکان زیادہ معتبر ہے، گو ابن خلدون فلاسفر ہے، خطیب بغدادی چوتھی صدی مین تھا،

شبلی - ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

(۳)

نعمت خان عالی سخت متعصب شیعہ تھا، عالمگیر کے بادرچیخانہ کا مہتمم تھا، سیرت غزوۂ بدر تک پہنچی - ناظم کوئی مقرر نہین ہوا،

شبلی - ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء

(۴)

عزیزی، السلام علیکم،

سوٗر نہایت بے عزت جانور ہے، کوئی جانور ایسا نہین ہے کہ اپنی جفت کی نسبت اسکو عزت نہ ہو اور دوسرے سے اس کا تعلق پسند کرے، لیکن سوٗر اس سے مستثنی ہے، اس کے علاوہ طبعاً اس کی غذا فضلہ ہی، اور وہ نہایت ذوق سے کھاتا ہی، مجھکو خود یہ مشاہدہ گذرا ہے،

حضرت عیسیٰ نے شادی نہین کی تو یہ ان کی رہبانیت تھی، ان کی یہ عام تعلیم تھی، اُن کا مقولہ ہی کہ "سوئی کے ناکہ سے اونٹ نکل جاسکتا ہی لیکن صاحب دولت خدا کی سلطنت مین داخل نہین ہو سکتا" شادی نہ کرنا تمدن کے خلاف ہی، اس لئے وہ کسی خاص آدمی کے لیئے جائز ہو سکتا ہی، لیکن سوسائٹی کے لئے مضر ہے،

رسول اللہ نے ۲۵ برس تک خدیجہؓ کے سوا جو شادی کے دن ۴۰ برس کی تھین،

کسی سے شادی نہین کی، یہ شباب کا بلکہ انحطاط کا زمانہ ہی، اسلئے اگر مقصود ہوائے نفس ہوتی تو اس زمانہ مین اور شادیان کی ہوتین، جو شادیان کین اکثر پولیٹیکل تھین یعنی اُن کے ذریعہ سے بڑے بڑے عرب کے قبایل سے اتحاد پیدا ہوا اور اُن مین اسلام پھیلا،

ازواج مطہرات کی تفصیلی حالات دیکھو تو صاف معلوم ہوجائیگا، اس بحث پر سرسید و مولوی امیر علی نے اچھا لکھا ہے، کم از کم مولوی امیر علی اور سرسید کی تصنیفات پڑھنی چاہیئے،

شبلی، ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء

(۵)

۱- ہندوستان نہ دارالحرب ہی نہ دارالاسلام بلکہ دارالامن ہے[^1] کسی کا مال غصب کرنا کسی حالت مین بھی جائز نہین،

۲- بنک کا سود میرے نزدیک جائز ہے، شاہ عبدالعزیز صاحب کا فتوی اس کے متعلق چھپ گیا ہے،

۳- وقف کی کارروائی جاری ی، ابھی وفد پیش نہین ہوا

شبلی

۱۲ فروری سنہ ۱۹۱۳ء

(۶)

دارالامن کے احکام مین تنوع ہے، یعنی وہان سے ہجرت واجب نہین اور نہ جہاد

[^1]: مولانا مرحوم نے فقہ حنفی کی رو سے ہندوستان کے دارالحرب ہونے اور منافع بنک کے سود نہونے پر ایک پورا رسالہ لکھا ہی جو عنقریب طبع ہوگا

جائز ہے لیکن ربا جائز ہے جس طرح کا ربا[1] بین الحربی والمسلم

وقف کے مسئلہ مین انشاء اللہ کامیابی ہوگی، اسی مہینہ مین اس کا فیصلہ ہوجائیگا

مین پیکیٹ وغیرہ بھیجنے کا کام نہین کرسکتا، سید سلیمان کو لکھو وہ مجھ سے البلاغ لے

لین اور تم کو بھیجدین،

جلسہ سالانہ مین آؤ،

شبلی، ۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء

(۷)

سلام مسنون، یہان کی سند گورنمنٹ مین مسلم نہین ہی،

المشیر[2] دیوبند سے تنخواہ پاتا ہے جی چاہے تو جواب لکھ سکتے ہو، ان بیچارون کی

روٹی یون ہی چلتی ہے،

شبلی

لکھنؤ، ۱۹ مارچ ۱۹۱۳ء

(۸)

عزیزی،

دعا، یہان نوکری ملنا باہر کے لوگون کو سخت مشکل ہی، مین یہان ۸ برس تک

ملازم رہا، اس زمانہ مین بھی کسی عزیز کو کوئی ملازمت نہ دلا سکا،

---

[1] فقہاے احناف کے نزدیک [2] مرادآباد کے ایک اخبار کا نام،

میرے لئے جو کچھ ہوجاتا ہی وہ مخصوص حالت ہی اور بغیر میری کوشش کے ہوتا ہی،
تم اگر تصنیفی لیاقت مین ترقی کرتے تو مین سیرت مین لے لیتا،

شبلی

۳۰- اکتوبر ۱۹۱۳ء - حیدر آباد - کاچی گوڑہ

(۹)

عزیزی،

دعا، تمہارے ایک ہم وطن اور شاید قرابتی بھی مولوی عبدالغنی صاحب اسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل جو علمی مذاق بھی رکھتے ہین، ان سے مین نے تمہارے متعلق ذکر کیا تھا، اونہون نے کہا کیا وہ یہان ۵۰ روپیہ کی ملازمت منظور کرینگے، میرے حوالہ سے تم ان کو خط لکھو، شاید وہ کوئی صورت نکالین، میری تائید کی ضرورت ہوگی تو مین موجود ہون، بات یہ ہی کہ مین نے اپنے بیٹے کے لئے بھی کبھی سفارش نہین کی، لیکن موقع آجاے تو ہر طرح کی تائید کرسکتا ہون، مین نے تمہاری تعریف بھی ان سے کردی ہی،

یہان تعلیمات کے افسر لطیفی صاحب ایک شخص بمبئی کے ہین، وہ پنجاب مین سویلین تھے، انگریزی دان ہین، عربی سے واقف نہین،

شبلی

۱۱- نومبر ۱۹۱۳ء حیدر آباد، کاچی گوڑہ

ضمیمہ مکاتیب جلد اول

۴۹۔ صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علی حسن خان صاحب کے نام

(۱)

مطاعی! ایک نہایت ضروری امر گذارش ہے، آپ کو معلوم ہوگا کہ یورپ مین علوم شرقیہ کے علما کا ایک مجمع ہے جسکو اورینٹیل کنفرنس کہتے ہین، یہ نہایت معزز کنفرنس ہے، اور تمام یورپ و مصر و شام کے علما جمع ہوتے ہین، اس دفعہ اس کا اجلاس اٹلی مین ہے، ریاست حیدر آباد نے سید علی بلگرامی کو اسکی شرکت کیلئے بھیجا ہے اور پنجاب گورنمنٹ نے ہمارے مسٹر آرنلڈ کو مین بھی انشاء اللہ جاؤنگا، آپ قصد کرین تو متعدد فایدے ہین

(۱) ریاست کی ناموری،

(۲) آپ کو یونیورسٹی کا فیلو ہونا آسان ہوگا،

(۳) آپ کی عہدہ ڈایرکٹری کی گورنمنٹ کے نزدیک نہایت وقعت بڑھجائے گی،

(۴) واپسی کے وقت مصر و قاہرہ کی سیر،

لطف صحبت الگ، خرچ بہت سے بہت ایکہزار ائے مع خرچ واپسی، جواب سے مطلع فرمائے،

شبلی نعمانی، ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

(۳)

مخدومی، تسلیم، والا نامہ ورود فرما ہوا، آپ کو نہین بلکہ ریاست کو مبارک باد دیتا ہون کہ اسکے علمی ترقی کے آثار شروع ہو گئے،

آپ یقین فرمائین کہ مین آپ کے حق مین دعائے خیر کیا کرتا ہون اسس لئے نہین

کہ آپ دولت مند ہین، اس کو تو مین کمینہ پن سمجھتا ہون بلکہ اس لئے کہ آپ کی ذات سے ایک ایسی زمین کی تربیت کی امید ہی جہان کبھی علم کی ہوا بھی نہین چلی تھی،

آپ کی یہ تجویز کہ مین قوم کے روپیہ سے جاؤن، آپ کے علمی مذاق کی دلیل ہے لیکن اس کے دو پہلو ہین (۱) میری مالی اعانت، تو اس کی ضرورت نہین، اور اگر کسی قدر ہے تو اس کو حمیت نفس نے رفع کر دیا ہی (۲) قوم کی علمی قدردانی کا ثبوت، تو اس قدردانی کا ثبوت اور لوگون پر بھی ہو سکتا ہی،

[illegible]

مولانا! اصل یہ ہی کہ ابھی ملک کی یہ حالت نہین کہ اس قسم کے کام تحسین کی نگاہ سے دیکھے جاوین، آپ کو تو یہ پہلو پیش نظر ہی کہ قوم نے ملکر ایک اچھا کام کیا، اور عام زبانون پر یہ ہو گا کہ شبلی دریوزہ گری کرکے یورپ گیا،

مین جس وقت اچھا ہو گیا یعنی گھر سے نکلنے کے قابل ہوا تو سب سے پہلے آپ کی ملازمت کا قصد کرون گا، لیکن ہنوز دہلی دور است، آپ کو میرے اشتداد علالت کا اندازہ نہین، مختصر یہ ہی کہ مین نے وصیت نامہ تک لکھوا دیا تھا، اور باوجود عدم دولت مندی کے اس بیماری کی بدولت قریباً میرے ہزار روپیے صرف ہوئے،

اسی زمانہ مین سفیر کابل مقیم شملہ نے دس ہزار روپیہ نقد کے معاوضہ پر ابن خلدون کے ترجمہ (بحکم امیر صاحب) کے لئے مجھکو لکھا، مین نے انکار کیا، اگرچہ اب صحیح ہو کر بھی مین نے انکار لکھا،

ہان ایک خوشی کی بات یہ ہی کہ امیر صاحب انگریزی علوم وفنون جدیدہ کے ترجمہ

کا ایک محکمہ قائم کرتے ہین، فارن آفس سے مشورہ بھی لے لیا ہی،

اس مین ۴ انگریز اور ۱۶ مترجم نوکر ہون گے مجھکو بہ مشاہرہ معتد بہ اس محکمہ کا سکرٹری کرنا چاہتے تھے لیکن مین نے اس لحاظ سے انکار کیا کہ کلکتہ مین پابندی کے ساتھ رہنا مین پسند نہین کرتا، اور محکمہ وہین قائم ہوگا، تاہم میرے ذریعہ سے مترجمون کا انتخاب ہو رہا ہی جب صحراے افغانستان مین یہ اونچ پیدا ہوئی ہی تو بھوپال کا مرغزار تو بڑی قابلیت رکھتا ہی، والتسلیم

مکاتیب سلاطین کا نسخہ قلمی آج ارسال کرتا ہون رسید عنایت فرمائیگا،

شبلی

اعظم گڈھ، ۹۔اگست سنہ ۹۹ء

(۴)

مکرمی،

والانامہ اور روداد پہنچی،

مین ایک مہینہ سے حیدر آباد مین ہون، آتے ہوئے خیال تھا کہ آپ سے ملتا آونگا لیکن سرکار عالیہ کی علالت سے خیال ہوا کہ آپ پریشانی کی حالت مین ہون گے بہرحال یہان آیا تو نواب مدار المہام بہادر نے مجھکو روکنا چاہا، یہان ایک خدمت امور مذہبی کی ہی جسکا بجٹ کئی لاکھ کا ہی، یہ خدمت مجھے دئے جانے کی تجویز ہوئی لیکن ابتک مین نے منظور نہین کی،

یہان ایک بڑا جلسہ میرے لکچر کے لئے ہوا جسمین قریباً ڈیڑھ ہزار بزرگون کا مجمع تھا، لکچر کا سبجکٹ علم کلام تھا، ایک صاحب قلمبند کرتے گئے تھے چنانچہ جسقدر قلمبند ہوا وہ چھپکر شائع ہوگا اور خدمت اقدس مین پہنچیگا،

مین مولوی سید علی صاحب بلگرامی کے دولت خانہ پر مقیم ہون، ان سے آپ کا ذکر بھی آیا، آپ سے بھوپال کی ملاقات کا ذکر کرکے آپ کی تعریف کی مین مناسب سمجھتا ہون کہ آپ جناب نواب صاحب[۱] مرحوم و مغفور کی عربی تصنیفات مطبوعۂ مصر و ہندان کو تحفۃً ارسال فرمائین،

[۱] نواب صدیق حسن خان،

روداد مرسلہ مین نے دیکھی اور نہایت مسرت ہوئی، خدا کرے روز افزون ترقی ہو، مین تو چاہتا ہون کہ واپسی مین خود مدارس کو دیکھکر ایک یادداشت لکھون لیکن آپ فرمائین تو روداد ہی پر اپنی راے لکھکر اخبارات وغیرہ مین بھیجدون انگریزی روداد مولوی سید علی صاحب سے نے لی مدت کے بعد آپ سے ہمکلامی کا لطف ملا، اس لئے خلاف عادت درازنفسی تک نوبت آئی، والسلام

شبلی نعمانی

۲۷ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

(۵)

مکرمی،

آپ کا اس سے پہلے کوئی والانامہ نہین آیا،

کالج مین جو رقم آپ دیچکے بھلا وہ کیا ملتی ہی، اردو کیلیے جو جلسہ لکھنؤ مین بصدارت نواب محسن الملک ہوا تھا، اس کے لئے جو بنور سے چندہ آیا تھا، اس کو مین مانگ رہا ہون وہ تو ملتا ہی نہین، کالج کے چندہ مین سے بھلا کون دیتا ہی،

آپ اپنے فرایض پوچھتے ہین، کیا قواعد انجمن آپ کے پاس نہین بھیجے گئے ارشاد ہو تو اب بھیجدون،

ندوۃ العلما کی طرف سے میری اڈیٹری مین ایک ماہوار علمی رسالہ نکلنے والا ہی انشاء اللہ زور کا پرچہ ہوگا، آپ کبھی کبھی اس مین اظہار خیالات فرمائین،

انجمن کی طرف سے مین مصحفی اور میر تقی وغیرہ کی مصنفہ تذکرۃ الشعرا چھپوانا چاہتا ہون کیا آپ کے کتب خانہ مین ان تذکرون مین سے کوئی ہی؟

مین آج کل مثنوی مولوی روم پر ایک بڑا مفصل ریویو لکھ رہا ہون، مع سوانح عمری مولانا روم،

شبلی

۲۱- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۶)

مکرمی،

والانامہ پہنچا، دریافت خیریت سے اطمینان ہوا،

میرا اب کے سخت ہرج ہوا، مدتون سے تصنیف کا کچھ کام نہ کرسکا، اس لئے مینے

ریو انجمن ترقی

ندوہ سے چند مہینوں کی رخصت لی، یہاں نہایت تنہائی اور سکون کا مکان ہی، شہر سے دور باغ ہے، بنگلہ ہی دور دور تک آدمی کا پتہ نہین، کتب خانہ ہی، غرض بڑے اطمینان سے مصروف تحریر ہون،

بمبئی اور حیدر آباد چلئے لیکن وہ ممالک گرمی اور برسات کے کام کے ہین جب کہ یہان آگ برستی ہی، یا سخت گھمس ہوتی ہی، اس وقت تک مین کچھ لکھ لون گا غرض کم از کم، ایک مہینہ کے بعد چلئے، آئندہ جو راے ہو اس سے مطلع فرمائیگا،

نواب صدر الدین خان بڑودہ اپنے چھوٹے بچہ کو ندوہ مین بھیجتے ہین، مین نے لکھدیا ہی کہ ابھی ٹھیر جائے،

ہسٹری آف پرشین لٹریچر مصنفہ براون، میرے کتبخانہ مین بھین نکلی لیتا آؤنگا،

جناب نواب صاحب کی خدمت مین تسلیم،

شبلی

اعظم گڈھ، ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

(۷)

مکرمی،

تسلیم، جلسہ[1] قرار پاگیا، ایک ہزار تخمینہ مصارف ہی حصہ رسدی آپ پر بھی آیا ہی، فیاض القوانین کی نقل کا بہت اصرار ہی، کسی کاتب کو وہین مقرر کر دیجئے کہ وہین بیٹھکر نقل کرے اجرت وہ خود دینگے بلکہ دے رہے تھے، مین نے کہا پھر منگوالون گا،

[1] آئندہ خطوط ندوہ کے اصلاحی جلسہ کے متعلق ہین جسکے نواب صاحب ممدوح سکریٹری تھے اور جس کا ہونا دہلی مین قرار پایا تھا،

کاتب نہ ملے تو قمی صاحب جو مقبرہ گولا گنج مین رہتے ہین اُن کو بلوا لیجیے،

شبلی

۸-اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

(۴)

مکرمی، تسلیم

خط پہونچا، واقعہ یہ ہے کہ یہان کا جلسہ عام وہین کی اصلاحی کمیٹی کی فرع ہی، اس بنا پر تار صرف سکرٹری کے نام بھیجا گیا، باقی حکیم صاحب اور دیگر صاحبون کے نام الگ خطوط جائینگے، حکیم صاحب کل کام کرتے ہین لیکن ان کی کثیرالاشغالی کا یہ حال ہی کہ ان کا ایک دن کا کام مہینہ ایک مہینہ مین بھی انجام نہین دیسکتا، اسلئے ان سے فروگذاشت ہوجائے تو کیا تعجب ہی، مین صحت کے لحاظ سے یہان مقیم ہون،

حاذق الملک حکیم اجمل خان

یہان کے جلسہ کی مخالفت کی کاروائی بہت زور شور سے کردی گئی ہی، اور اخبارات کو اپنے موافق کیا جا رہا ہی، یہ خیال ہی کہ خود لکھنؤ سے مخالفت کی ایک بڑی پارٹی شریک جلسہ ہوگی اور ہر قسم کی ابتری ڈالیگی،

آپ صاحبون کو بھی پوری جمعیت کے ساتھ آنا چاہیے، اگرچہ لڑائی مقصود نہین بلکہ خواہش یہ ہی کہ غیر طرفدار لوگ، معاملہ کا بہ آسانی تصفیہ ہونے کی راہ نکالین،

شبلی

دہلی، ۱۷-اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

(۹)

مکرمی،

مقامی کمیٹی جلسہ کے انتظام مین مصروف ہی ، باہر سے بہت سے لوگ آتے نظر آتے ہین خطوط آرہے ہین، مولوی خلیل الرحمن صاحب، منشی سخاوت علی، نواب وقار الملک، مولوی حبیب الرحمن خان کے مواجہہ مین مختلف جلسے معاملات کے طے ہونے کے ہوے، گو مین شریک نہ تھا، اب تک جو امور طے ہوے بظاہر قابل اطمینان ہین، دیکھئے اگر اخیر تک قائم رہ جائین، ایک خاص امر مین زیادہ بحث ہی اور وہ ۱۰ اکے جلسہ کا انعقاد ہی،

بہر حال دو ایک دن مین آخری نتائج معلوم ہو جائینگے اور مطلع کرونگا، کوئی امر بغیر آپ کی اصلاحی کمیٹی کے منظوری کے طے نہ کیا جائگا، ابھی تک مسودہ ہی،

گرمی حد سے زیادہ ہی، ہر وقت بمبی پیش ہے،

میان مسعود کو بلوا کر خط دکھا دیجئے گا، والتسلیم

شبلی

۲۹- اپریل ۱۹۱۴ء

(۱۰)

مکرمی،

پرسون یہان اصلاحی کمیٹی کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی، بہت دیر تک بحث رہی

مسٹر محمد علی نے اس بات پر زور دیا کہ یہ کمیٹی پچھلے واقعات کی تنقید سے تعلق نہ رکھے بلکہ صرف یہ پیش نظر رکھے کہ اب ایسے قاعدے بنائے جائین اور پبلک مداخلت کو اس قدر قوی کیا جاے کہ کسی کو خود غرضانہ کاروائیون کا موقعہ نہ ملے، غرض یہ قرار پایا کہ ۲۴ مئی کو ایک جلسہ مدعو کیا جاے جس مین تمام ارکان جمع ہون اور پورا خاکہ اس طرح مرتب کر لیا جاے کہ بار بار اجتماع کی ضرورت پیش نہ آئے، ہر طرف کی توسط کے لحاظ سے ان لوگون نے دہلی کو مقام جلسہ تجویز کیا، اور مجھسے کہا کہ تم نواب صاحب کو لکھو کہ وہ تمام ارکان کے نام گشتی خطوط جاری کر دین خط مین جلسہ کی اہمیت ظاہر کیجاے اور لکھا جائے کہ بار بار آپ لوگون کو سفر کی تکلیف نہ دی جائیگی لیکن اسدفعہ تشریف لانا ضرور ہے، ارکان کے نام آپ کو معلوم ہونگے، یعنی مسٹر محمد علی، پیرزادہ مولوی محمد حسین بتوسط حکیم اجمل خانصاحب، مولوی عبد اللہ صاحب فتحپوری، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسر مولوی غلام الثقلین، آپ اور حکیم صاحب، اور مولوی نظام الدین صاحب، کاروائی جلد کر دیجئے، آپ کو دہلی آنا پڑیگا، مین صرف اسی لیئے روک لیا گیا، ورنہ بمبئی جانا ضرور ہی یہان گرمی بہت تکلیف دہ ہی،

آپ کی مقامی کمیٹی کیلئے بہت کام باقی ہین، آپ نقایص موجودہ کی تحقیقات بھی کر سکتے ہین اور شایع کر سکتے ہین، مرزا سمیع اللہ بیگ کی رپورٹ تعلیم ضرور قابل اشاعت ہے،

خطوط اسقدر جلد جاری ہونے چاہئین کہ ۲۴ تک لوگ دہلی آسکین، مولوی غلام الثقلین

کو خاص طرح سے تاکیداً لکھئے،

میرے خاص ضروری کام جو پیارے صاحب سے متعلق ہین، اسکے لئے دوسرا صفحہ ملاحظہ فرمائیے،

شبلی

(۱۱)

مکرمی،

تسلیم، حکیم صاحب شملہ چلے گئے، جلسۂ مشورہ صرف ایک ہوا، اس کی کیفیت لکھ چکا ہون، حقیقت یہ ہی کہ طریقۂ کاروائی ۲۴ مئی کو اچھی طرح تعین ہوسکیگا کہ دونون کمیٹیون مین کام کیونکر تقسیم ہو، بے شبہہ پچھلے واقعات اور خرابیون کے پیچھے پڑنا چندان سودمند نہین لیکن اب جو کچھ ہو رہا ہی، اس کی خبر تو رکھنی چاہئے،

وہان کے ارکان کو صرف اصلاح کی ضرورت پر متوجہ کرنا چاہئے، اور جب نیک نیتی اور بے غرضی سے کام ہوگا تو آپ کا دائرہ خود بخود بڑھتا جائیگا، اڈیٹر مسلم گزٹ کو ہموار کرنا ضرور ہے،

تعجب ہی کہ مسٹر محمد علی سے بھی وہ لوگ ناراض ہین، حالانکہ وہ وہی کہتے ہین جو ڈاکٹر ناظر حسن وغیرہ کہتے ہین، نظامت کی نسبت نواب اسحاق خان نے تو جلسہ عام مین تسلیم کرلیا کہ ناقص اور بے ضابطہ ہی، یہ بھی یقینی ہی کہ موجودہ ارکان سب بے قاعدہ ہین، اور نئے سر سے انتخاب کی ضرورت ہی، اسیوقت نظامت کا بھی قطعی فیصلہ ہوگا،

جلسۂ عام وہ لوگ لکھنؤ مین کرنا چاہتے ہین اور نظامت کو باقاعدہ بنانا چاہتے ہین

اس کے متعلق بغیر مواجہہ اور آپ کے مشورہ کے کوئی راے عرض نہین کرسکتا،

کیا یہ توقع ہی کہ حکیم عبدالولی صاحب اور مولوی نظام الدین حسن صاحب دہلی مین آئین، دہلی کی روداد، آپ یا مولوی نظام الدین حسن صاحب کی طرف سے مختصراً قلمبند ہوکہ سرکار بھوپال کے پاس جانی چاہیئے، اور یہ کہ اس کا پہلا اجلاس ۲۴ مئی کو دہلی مین ہوگا، ارکان کا نام بہ تفصیل لکھا جائے، اور یہ امر کہ اگر منتظمین نے اصلاحین منظور کین، اور ان پر عمل کیا تو اطلاع دیجائیگی،

شبلی، ۱۹- مئی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۲)

مکرمی،

کئی خط جواب طلب لکھ چکا ہون، مخالفون نے اب یہ مشہور کرنا شروع کیا ہی کہ مین نے ندوہ کا نصاب تعلیم ملحدانہ رکھا تھا جو ابتک جاری ہی، نواب اسحاق خان کی یادداشت مین بھی اس کا اشارہ ہی،

نصاب تعلیم مطبوعہ، ندوہ سے کسی کے ذریعہ سے منگوا کر ایک میرے پاس بھیجدیجئے اور زیادہ مل سکے تو زمیندار اور وکیل مین بھیجدیجئے کہ اس مین سے عربی کتابون کے نام چھاپ دین اور مخالفین سے پوچھین کہ اس مین کونسی کتاب ملحدانہ ہی،

مسعود علی کہان ہین، مسودات رجسٹرڈ اور بیمہ کرا کے بھجوائیے، بذریعہ ڈاک کے،

شبلی، ۷- جون سنہ ۱۹۱۴ء بمبئی

(۱۳)

مکرمی،

معلوم نہین آپ کیا کر رہے ہین، مین نے جو ترمیمات بھیجی تھین ان کو آپ نے کیا کیا، ندوہ نے اپنے قواعد اخبارات مین شائع کر دیئے،

اصل نقطۂ بحث یہ ہی کہ موجودہ کمیٹی اور ارکان باضابطہ ہی، اور یہ قائم رہیگی، تغیر صرف اسقدر ہی کہ جن ممبرون کی جگہ خالی ہوتی جائیگی، جدید قاعدہ کے موافق ان کی جگہ نئے ممبر منتخب ہون گے،

لیکن اصل بات یہ ہی کہ چونکہ ایک دفعہ محض بےضابطہ اور دھاندلی سے ۳۵ کے بجائے ۱۵ ممبر کی تعداد کر دی گئی، اور ایک ہی جلسہ مین ۵ اجدید فوراً انتخاب کر لئے گئے، جو ایک خاص پارٹی کے تھے، اس لئے ان کی کثرت ہمیشہ کمیٹی کو یک طرفہ رکھتی ہے، موجودہ قواعد مین اس کثرت کی کوئی دوا نہین، وہ سب ممبر باقی ہین اور جدید ممبرون کے انتخاب مین ہمیشہ اس کثرت کا اثر باقی رہتا ہی،

پیرزادہ صاحب کے دستور العمل مین ایک حد تک اس کا علاج ہی، لیکن آپ کی طرف سے کوئی کارروائی نہین ہوئی، آپ کو اپنا دستور العمل بعد غور اور مشورہ فوراً شائع کر دینا چاہئے تھا، ورنہ اب فوراً کر لینا چاہئے، اخبارات کو بھی متوجہ کیجئے،

ابھی صرف ایک ٹکرا دستور العمل کا چھپا ہی، پورا چھپ جائے تو مین اچھی طرح سے تنقید کر کے آپ کے پاس اپنی رائے بھیجدون گا، کلّی امور، تقرر ممبران، اور تقرر ناظم

اور شرکت قوت قومی ہی بجدید دستور العمل مین جو کچھ قومی قوت کی شرکت تھی وہ بھی جاتی رہی
اب ساری قوت صرف چند ارکان کے ہات مین ہی،

مولوی ابو الکلام صاحب کو بھی لکھیے، منتظر جواب.

شبلی

۶ جولائی ۱۹۱۰ء

(۱۴)

مکرمی،

مین بمبئی آگیا،

ندوہ کی اصلاحی اسکیم، فوری اور معمولی چیز نہین، موجودہ انقلاب نہ ہوا ہوتا تب بھی اس کی ضرورت تھی، ندوہ کو اپنی اصلی وسعت پر لانا ہی، نہ صرف ایک دار العلوم کی درستی،
پہلے آپ حکیم صاحب[1] کے ذریعہ سے مطبوعات ذیل ندوہ کے دفتر سے دو دو جلدین طلب کر لین،

۱۔ مسودہ دار العلوم،

۲۔ رپورٹ سہ سالہ دار العلوم،

۳۔ ابتدائی رپورٹین ندوہ کی یعنی ابتدائے قیام سے چند سال تک،

۴۔ مضامین اربعہ،

[1] حکیم عبد الولی مرحوم المتوفی ۱۹۱۴ء

اِن سے معلوم ہوگا کہ ندوہ کا اصلی مقصد دو چیزین تھین،

نصاب کی اصلاح، اس مین دو مقصد پیش نظر تھے، ایک یہ کہ ہر فن کے اہل کمال پیدا ہون جس کا ذریعہ درجۂ تکمیل قائم کرنا تھا،

دوسرے جدید ضرورتون سے باخبر علما کا پیدا کرنا جسکے لئے انگریزی زباندانی اور علوم جدیدہ کی تعلیم بھی ضروری تھی، اس بنا پر یہ دو امور دار العلوم کی تعلیم مین اصل الاصول ہین ورنہ مدارس قدیمہ پہلے سے موجود تھے،

دوسرا مقصد رفع نزاع تھا، یعنی باہمی تعصبات کا کم کرنا، اور مقاصد مشترکہ مین تمام فرقہ ہائے اسلام کا مِل کر کام کرنا، مثلاً اشاعتِ اسلام وغیرہ،

مطبوعات ذیل مل جائین تو چند روز کیلئے مجھکو بھی بھیج دیجئے،

اصلاحی اسکیم کا دوسرا مرحلہ، دستور العمل کی درستی ہے یعنی ممبرون کا صحیح طریقہ انتخاب اور سب کمیٹیون کا تقرر جیسا کہ علی گڈھ مین سنڈیکیٹ ہے،

یادداشت کی کاپیان اہل الرائے لوگون کے پاس بھیجنی چاہیئے، ساتھ ہی دستور العمل کی ایک ایک کاپی، اور خواہش کرنی چاہیئے کہ اور لوگ بھی ان کاغذات کو دیکھکر اصلاحی اسکیم کے متعلق اظہار رائے کرین، یعنی جو بات خیال مین آئے تحریر فرمائین،

مین یہان بالکل سکون کی حالت مین ہون، اگر ذرا بھی انتشار ہوا تو سیرت کے کام مین خلل پڑیگا، اسلئے وہان کی استبدادی اور سازشی کاروائیون کے

حالات سُننا نہین چاہتا،

شبلی

بمبئی،

(۱۵)

مکرمی،

تسلیم، والانامہ پہنچا، معلوم ہنین دستور العمل تمہید، اور اصلاح عبارت کے ساتھ چھپا ہی یا دہی پیرزادہ[۱] صاحب کی لڑھر عبارت ہی،

دستور العمل کثرت سے چھپے، تمام اہل الرائے کے پاس بھیجا جائے، رائین طلب کی جائین، پھر سالانہ جلسہ کا بندوبست ہو، یہ عملی صورت ہی،

میرا تو یہ حال ہی کہ مین نے اچھا وسیع قطعہ دار المصنفین اور دار التکمیل کیلئے لے لیا ہی اور جو قوت اور افادہ وہان بیکار جارہا تھا اُسکو موزون اور مناسب موقع پر صرف کرونگا،

دو تین مہینہ کے بعد آپ کو تکلیف دونگا کہ آپ خود بھی دیکھ لین،

اگر آپ کے ہان اب بھی کچھ فالتو اور زائد کتابین ہون تو دار المصنفین کے کتب خانہ کو عنایت کیجئے، سات المماریان تو ابتک ہو چکین،

شبلی

اعظم گڈھ - ۲ نومبر[۲] سنہ ۱۹۱۴ء

---

[۱] پیرزادہ محمد حسین صاحب دہلوی سابق جج، مترجم رحلۂ ابن بطوطہ، [۲] وفات سے ۱۲ دن پہلے کا خط،

۵۰۔مولوی محمد ریاض حسن خانصاحب المتخلص بہ خیال و دانش

رئیس رسول پور ضلع مظفر پور کے نام

(۱)

مخدومی، مکرمت نامہ کا شکریہ، عربی اخبار خود میرے پاس بہت سے آتے ہیں، یعنی ثمرات الفنون، اسلام طرابلس، المنار، الہلال، لیکن معلوم نہین آپ کس مذاق کے طالب ہین، اگر علمی مضامین چاہتے ہین تو مصر کا ماہوار رسالہ المقتطف طلب فرمائے اور اگر پالیٹکس وغیرہ مقصود ہی تو قاہرہ کا اخبار المؤید۔ میرے پاس جو اخبار آتے ہین، ان کو فرمائیے تو ملاحظہ کے لئے بھیجدون،

ہان الفاروق کی قیمت لوگون کے اصرار سے ؁ کردی گئی، لوگون کو مطلع کر دیجئے

شبلی۔ ۱۰۔اگست ۱۸۹۹ء

(۲)

مکرمی، والانامہ پہنچا، مشکور فرمایا، آپ کا نام ارکان اعانت کی فہرست مین درج کیا گیا اور مستقل خریدارون کے رجسٹر مین بھی درج کیا گیا، آپکے خط کے آنے سے پہلے دو جگہ سے اطلاع آئی، ایک اور صاحب نے نامہ دانشوران کا ترجمہ شروع کر دیا ہی، لیکن ابھی دفتر مین نمونہ نہین آیا، اطلاعاً عرض ہی، نامہ دانشوران کے ترجمہ مین بعض بعض جگہ

ابہام وتفصیل کے لئے اور کتابون کی طرف بھی رجوع کرنا پڑے گا، غالباً آپنے خود اس کا اندازہ کیا ہوگا، کتاب مذکور بدت تک میرے استعمال مین رہی ہے لیکن اس وقت پیش نظر نہین اس لئے صفحات کی تعداد محض تخمینی لکھدی گئی - اس کتاب کی دوسری جلد بھی شایع ہوگئی ہے، المرأة المسلمة، یہان ملتی ہے ۱۲؍ قیمت ہی،

شبلی، ۲۲- جون ۱۹۰۳ء

دفتر انجمن ترقی اردو، حیدرآباد (۳)

مین نے آپ کو آج جو خط لکھا ہی، اسمین جواہر القرآن کا نام غلطی سے لکھا گیا، اس کے بجائے نجوم الفرقان سمجھئے، بو علی سینا کے حالات مین نامۂ دانشوران والون نے سلطان محمود کے تعصب مذہبی اور ابن سینا کی گرفتار کرنے کا حکم اس کی طرف سے لکھا ہی، یہ محض غلط ہی، نوٹ مین اس کی تردید کرنی چاہئے،

شبلی، ۲۷- اگست ۱۹۰۳ء

(۴)

مولوی شہباز کی سوانح عمری مین نے بھی دیکھی ہی بہت اچھی ہی، لیکن ناتمام ہی اوران کا بیان ہے کہ تکمیل کا سامان نہین کیمسٹری کی اصطلاحات کا ترجمہ نہین بلکہ صرف اصلی الفاظ چھپوا لئے گئے ہین کہ مترجمین کے پاس الگ الگ جلدین بھیجدی جائین، والسلام

شبلی

حیدرآباد، ۱۲ جنوری ۱۹۰۴ء

(۵)

مکرمی،

خط پہنچا، مسودہ بوقت فرصت دیکھون گا کہین کہین تغیر و ترمیم کی ضرورت معلوم ہوتی ہے، بوعلی سینا کے متعلق حبیب السیر وغیرہ مین جو کچھ ہے اور جس کی تقلید نامہ دانشوران مین کی ہے لغو محض ہے،

طبقات الاطبا اور تاریخ الحکما شہرزوری جو نہایت معتبر کتابین ہین اور ابن سینا کا مفصل حال انمین ہے اور خوارزم کے تعلقات اور مفارقت کا بھی ذکر ہے، ان مین کہین اس واقعہ کا پتہ نہین، یہ شیعون کی گھڑت ہے،

شبلی ۷۔ ستمبر ۱۹۰۵ء

(۶)

تسلیم[1]، خط اور تار ملا قطعی ارادہ تھا بلکہ اب بھی ہے کہ ۶ جنوری تک وہان پہنچ جاؤن لیکن جناب نواب صاحب ڈھاکہ اصرار فرماتے ہین کہ دو تین دن اور رہ جاؤ، ان کی بات اٹھائی نہین جاسکتی، اگر دو تین دن کا معاملہ ہے تو پہنچ ہی جاونگا، اور اگر ریاستی شان کے موافق اس مین کچھ امتداد ہوا تو مجبور ہونا پڑے گا، نواب صاحب فرماتے ہین کہ ندوہ کے متعلق مین مفصل گفتگو کرنی چاہتا ہون، اور ایک عام جلسہ مین تم اس کے مقاصد بھی بیان کرو بہرحال یہ حالت ہے، وہان کے جلسہ کیلئے اتوار کی پابندی کیا ہے، رات کو جلسہ ہوگا،

شبلی، ۳۱ دسمبر ۱۹۰۶ء، ڈھاکہ

[1] یہ خط غالباً ۱۱ کے بعد پڑھیں،

(۷)

خط پہنچا، نہایت[۱] افسوس ہوا، مین اس دولت کو آغاز شباب مین کھو چکا ہون۔ لیکن ابتک یہ حالت ہی کہ کسی کو جب دیکھتا ہون کہ اس کے والدین سر پر موجود ہین تو بخدا عجیب حسرت ہوتی ہی، آپکے رنج و افسوس کا کچھ مین ہی خوب اندازہ کر سکتا ہون،

دیوان پر حسب ارشاد نام لکھدیا ہی، اس وقت اتفاق سے لفافہ نہ تھا، اس لیئے کارڈ سے کام لینا پڑا معاف فرمایئے گا،

شبلی

۲۲ مارچ ۱۹۰۶ء، لکھنؤ، ندوہ

(۸)

تسلیم، والانامہ اور رباعیان پہنچین، رباعیون کا کیا کہنا، کاش ان کا موقع استعمال بھی صحیح ہوتا، میری شاعری محض عطائی ہی، نہ کبھی اسمین اشتغال رہا نہ برسون کچھ کہنے کا اتفاق ہوتا، اب کے ندوہ کے اجلاس سالانہ واقعہ ۱۴۔ اپریل مین فارسی لٹریچر (نظم) کی پوری ہسٹری دکھائی جائیگی، یعنی ابتدا سے اس وقت تک کا کلام بہ ترتیب زمانہ جمع کیا جائیگا،

نادر الوجود دواوین بہم پہنچائے گئے ہین، اس کے ساتھ قطعات و فرامین شاہی کی بھی نمایش ہی، جلسہ بنارس مین ہے، کیا آپ تشریف نہین لا سکتے، حامد اچھے ہین

[۱] مکتوب الیہ کی والدہ ماجدہ نے انتقال کیا تھا۔

لیکن یہان نہین ہین، اخوان کی خدمت مین سلام شوق،

شبلی

لکھنؤ، ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء

(۹)

مین پٹنہ سے فوراً کلکتہ چلا آیا، یہین آپ کا تار ملا آپ جو بند وبست کرین اس سے مطلع فرمائین، ندوہ کے مکان کی بدحیثیتی اسکو ابھرنے نہین دیتی، اس لئے ہر طرف سے ہٹ کر اب ادھر توجہ کرنی پڑی، اسی بنا پر کلکتہ کا سفر بھی ہے، اگرچہ ابھی کوئی صورت نہین پیدا ہوئی، ایک معقول شاہی عمارت بہت ارزان لکھنؤ مین مل رہی ہے خیال ہے کہ اسی کو لے لیا جائے، بہرحال جو صورت ہو اس سے اطلاع دیجیے گا، ادھر نہ آسکا تو بعد کانفرنس سہی،

شبلی

کلکتہ، امرتلا لین نمبرہ

(۱۰)

تسلیم،

مجکو یہ خیال نہین ہو سکتا تھا کہ آپ بغیر میرے پہنچے اعلان دیدینگے، بہرحال آپ کی زحمت و تکلیف کا افسوس ہی، اگرچہ آپ خود بکمال محبت اسکو زحمت نہ خیال فرمائین مین ۳۰ دسمبر تک تو ڈھاکہ رہون گا، نواب سلیم اللہ خان صاحب کے خاص خطوط بڑے

اصرار سے آئے، اُدھر نواب محسن الملک کا تقاضا غرض کانفرنس جانا اور اخیر وقت تک رہنا ضرور ہی، واپسی کے بعد ایک دن آرام لینے کیلئے کلکتہ مین بھی قیام ضرور ہے پھر آٹھ جنوری کو آگرہ مین امیر صاحب کا جلوس دیکھنا ہی، اس اثنا مین وہان آنا ہوسکیگا میرا خیال تھا کہ آپ خود بھی شریک کانفرنس ہونگے لیکن تعجب ہی کہ آپ کی تحریر مین کوئی اشارہ نہین، اسکے جواب مین جو کانفرنس کے پتہ سے بھیجیے گا تحریر فرمائے کہ کیا جلسہ مظفرپور کے لیے تعطیل کے دن کی ضرورت ہوگی، رات کا وقت مناسب ہوگا، جسکے لئے تعطیل کی پابندی نہین، والتسلیم،

شبلی، ۲۲-دسمبر ۱۹۰۶ء

(۱۱)

مکرمی،

تسلیم، مین تیسری چوتھی جنوری تک انشاءاللہ مظفرپور پہنچ سکونگا، اس لئے ان مین سے کوئی تاریخ مقرر کرکے مجکو بذریعہ خط یا تار کے ایجوکیشنل کانفرنس ڈھاکہ کے پتہ سے مطلع کیجئے، پرسون یہان میرا لکچر تاریخ اور اسلام پر تھا، مرزا شجاعت علی صاحب خان بہادر صدر انجمن تھے، ڈھاکہ مین کیا آپ نہ ہون گے،

شبلی، ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء

(۱۲)

مکرمی، تسلیم کل کے خط مین آپکے اشعار کی داد رہ گئی، واقعی آپ کا کلام بہت

شستہ اور صاف ہوتا ہی، مجکو اسقدر گمان نہ تھا، کل ہی آپ کی نظم اردو بھی ایک پرچہ مین دیکھی، کیا کہتا ہی، یہی مجکو نہین پہنچی، پارسل پہلے آچکا تھا، خط اور بلٹی کل پہنچی، طرہ یہ کہ اسٹیشن ماسٹر نے ایک اور شخص شمشیر خان نامی کو دیدی، اُن کی بھی ایک بلٹی مظفر پور سے پہنچی کی آئی تھی، کہتا ہی کہ مجکو اشتباہ ہوا، ایک عجیب بات یہ ہی کہ بلٹی مین جو آپکے یہان سے آتی ہے کبھی وزن نہین لکھا ہوتا، چنانچہ بلٹی واپس ہے، اس سے ان لوگون کا یہی مقصود ہوتا ہوگا کہ جس قدر وزن چاہین بیان کرین، پہلی دفعہ بھی ٹوکرا بہت ساخالی تھا، مین نے طول اس لئے دیا کہ آپ شاید اورون کو جو بھیجتے ہون وہان بھی یہ معاملات پیش آتے ہون اور لوگ آپ کو اطلاع نہ دیتے ہون، زخم اب براے نام ہی تکلیف مین بھی کمی ہی، مولوی اعجاز حسین صاحب کی خدمت مین تسلیم،

شبلی، ۲۶ جون

(۱۴۳)

تسلیم،

والا نامہ پہنچا، شکریہ، ہان تشنج تو نہین لیکن ابھی زخم کی جگہ خام ہے کل میر اکبر حسین صاحب جج سابق کے ہان سے دعوت کا رقعہ آیا تھا مین نے یہ جواب لکھا،

آج دعوت مین نہ آنیکا مجھے بھی ہی ملال	لیکن اسباب کچھ ایسے ہین کہ مجبور ہون مین
آپ کے لطف وکرم کا مجھے انکار نہین	حلقہ درگوش ہون ممنون ہون مشکور ہون مین
لیکن اب مین وہ نہین ہون کہ پڑا پھرتا تھا	اب تو اللہ کے افضال سے تیمور ہون مین

دل کے بہلانے کی باتین ہین یہ شبلی ورنہ   جیتے جی مردہ ہون مرحوم ہون مغفور ہون مین

شبلی، الہ آباد، ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۱۰ء

(۱۴)

مکرمی،

مین بمبئی جارہا ہون، راہ مین بھوپال ٹھہرنا پڑا، یہان آپ کا خط ملا، مجکو معلوم نہ تھا کہ آپ کا عزیز[1] ندوہ مین تعلیم پارہا ہے، جب معلوم ہوا تو مین نے اُسکو بلایا اور واقعی اُسکو دیکھکر مین نے محسوس کیا کہ مین اپنے کسی حقیقی عزیز کو دیکھ رہا ہون، افسوس ہے مین فوراً سفر کو روانہ ہوا ورنہ اس کی تعلیم وغیرہ کی اچھی طرح جانچ کرسکتا، مین بمبئی یا پونہ جانے بجارہا ہون، وہان سے حیدرآباد کا قصد ہی، غالباً شاہ سلیمان صاحب بھی ہونگے، ندوہ کی تعمیر کی حالت دیکھکر دل بیٹھ جاتا ہی اور سب منصوبے غلط ہوجاتے ہین،

شبلی، ۱ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء

۱۵

مکرمی،

تسلیم، آپ کا خط جب آتا ہی تو بخدا تھوڑی دیر رشک مین مبتلا رہتا ہون کہ کاش یہ خط مجھکو نصیب ہوتا، وقف کے متعلق لوکل کمیٹی قائم ہوگئی ہی، اور عام آرا کے مطابق اس مسئلہ پر ایک رسالہ لکھ رہا ہون، جو تمام علما کے دستخط سے مزین ہوگا پھر انگریزی مین

[1] مکتوب الیہ کے بھانجے مولوی ابوالمجد سید محی الدین احمد صاحب جعفری ندوی ۱۲

ترجمہ ہوکر میموریل کے ساتھ گورنمنٹ مین جائیگا، شعر العجم کا پہلا حصہ مدت ہوئی مطبع مین چھپ چکا لیکن ہنوز روز اول ہی، دوسرے حصہ مین حافظ کا حال ختم ہو چکا ہی، امیر خسرو کی باری ہی ان کے متعلق بہت استیعاب کرنا چاہتا ہون، ان کی نہایت نادر تصنیفات سب مہیا ہو گئی ہین، عطیۂ بہاولپور کا حال علیحدہ مطبوعہ مضمون سے معلوم ہوگا، اب فی الجملہ انگریزی گورنمنٹ کو بھی توجہ ہوئی ہے، نتائج کچھ دنون مین ظاہر ہونگے، پانون بن گیا، آمد تو نہین آورد ہی، رفتہ رفتہ شاید ترقی ہو، والتسلیم

شبلی، لکھنؤ، ۱۱ مارچ ۱۹۰۸ء

(۱۶)

تسلیم،

جی ہان، ہمارے خاندان مین بندوق کا ٹکس بندھ گیا ہی یعنی سالانہ ایک جان عزیزی اسحق کی نواسی تھی جو اب کی بھینٹ چڑھی، دو تین سال کی عمر تھی، ایک اور بچہ زخمی ہوا لیکن رو بہ صحت ہی، وقف کا رسالہ مین لکھ چکا، اب چھپ کر شائع ہوگا، پھر انگریزی مین ترجمہ اور عام میموریل وغیرہ، شعر العجم علی گڈھ مین طبع ہو رہی ہی، دوسرا حصہ امیر خسرو تک پہنچا ہی،

شبلی، ۱۲ اپریل ۱۹۰۸ء

(۱۷)

مکرمی، والا نامہ پہنچا، حالات معلوم ہوئے، خدا کا شکر ہی کہ اب آپکے بھائی صاحب

افاقہ ہی، مجکو واقعی شکایت تھی کہ آپنے ان کا حال کیون نہین لکھا، یہ ظاہر ہے کہ یہ ایک
قسم کی اجنبیت کی صریح دلیل تھی، مین یہان تحریک وقف کے متعلق آیا ہون کہ سب لوگونکو
متفق الراے کرون، عنقریب ایک جلسہ ہوگا، غزلین ہو رہی ہین لیکن بہت پھیکی
ایک دو شعر لکھتا ہون، مطلع

توبہ از بادہ نہ کار من ناکس باشد　　این قدر ہم اگرم عقل بود بس باشد
چہ عجب گر نگہ مست تو افتد بر ما　　بادہ بیرون فتد از جام چو سرشار افتاد
شیوۂ مہر ز خوبان نتوان داشت طمع　　کہ مرا کار بہ این طایفہ بسیار افتاد
محتسب از پے وجمعے ز حریفان بکمین　　شبلیا رندی پنہان تو دشوار افتاد

(۱۸)

مکرمی،

تسلیم، مین بہت مستعجل تھا، اسلئے آپ کو اطلاع نہ دے سکا کہ رسول پور جانے
کے لئے مین وقت نہین نکال سکتا تھا، رسالہ کا انگریزی ترجمہ کون کرے گا، مسلمان
اتنے قابل کہان اور ہین تو کوئی کام بغیر اجرت کیون کرینگے اور اُن کی اجرت کہان
سے آئیگی، پھر یہ بھی ضرور ہوگا کہ پہلے اردو مین ترجمہ ہو، رسالہ[۱] چھپ رہا ہی، مین نے
اس کے کچھ پروف المنار کے اڈیٹر سید رشید رضا کے پاس بھیجدیے تھے، انھون
نے بڑی شکرگزاری کی اور لکھا کہ مین نے علماے مصر کو آمادہ کرنا چاہا لیکن ان
لوگون نے ہمت نہ کی، المنار مین یہ رسالہ بہ تدریج شائع ہوگا، خوشی کی بات ہی کہ

[۱] الانتقاد علی التمدن الاسلامی

ہندوستان کی آبرو مصر مین قائم رہی، ہان سب سے ضروری بات یہ ہی کہ آپ ندوہ کے سالانہ جلسہ مین تشریف لائین، اسکے نہایت مقدم امور طے کرنے ہین جن مین ایک نومسلمون کی حفاظت اسلام ہے، جسکو مین بڑے پیمانہ پر شروع کرنا چاہتا ہون، آپ جدید عمارت دیکھکر بھی خوش ہون گے، مولوی اعجاز حسین صاحب کو بھی ضرور لائیے، جرجی زیدان کی صرف ایک[1] حصہ کا انگریزی مین ترجمہ ہوا ہی، مارگولوس نے کیا ہی جو اسلام کا سخت دشمن ہے، اور درحقیقت اسی انگریزی ترجمہ نے مجکو رد لکھنے پر آمادہ،

[1] تمدن اسلامی

شبلی، لکھنؤ، ۱۲ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

(۱۹)

این خط شوق دعوت خاص است عام نیست

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ اس سال ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ چوتھی اپریل سے تین دن تک منعقد ہوگا، اُسمین نہایت اہم مذہبی اور قومی مطالب پیش ہونگے اور طریقہ کارروائی آغاز کیا جائیگا، یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ محض اس جلسہ کی شرکت کیلئے سید رشید رضا جو مصر و شام کے سب سے بڑے عالم ہین مصر سے روانہ ہو چکے اور ۲۲ مارچ کو بمبئی مین آجائینگے،

سید صاحب اس رتبہ کے شخص ہین کہ جب کبھی ترکی سلطنت مین جاتے ہین تو گورنمنٹ کی طرف سے ان کا سرکاری استقبال کیا جاتا ہی، اس بنا پر ضرور ہے کہ

تمام بہی خواہان قوم اس موقع پر تشریف لائین اور جو مشکلات اس وقت قوم کو درپیش ہین ان کو حل فرمائین، اس بنا پر مین آپ کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ آپ ضرور اپنی تشریف آوری سے مجکو مطلع فرماہین تاکہ آپکے قیام وغیرہ کا انتظام کیا جاے

شبلی نعمانی، مارچ ۱۹۱۲ء

(۲۰) بالن جی ہوٹل بمبئی،

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، سیرت نبوی جو تصنیف ہی مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرتؐ کے متعلق لکھا ہی اس سے پوری واقفیت حاصل کی جاے تاکہ ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت الزامی کے طور پر پیش کئے جائین اور جہان انھون نے غلطیان اور بد دیانتیان کی ہین، نہایت زور وقوت کے ساتھ ان کی پردہ دری کی جاے، اس بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہین، جو آنحضرتؐ کے متعلق تصنیف ہو چکی ہین، لیکن ان سب کا اردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہی، اس لئے یہ راے قرار پائی ہے کہ جن صاحبون کو اس سے ذوق ہو، ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجدی جاے، وہ مطالعہ فرماکر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جاے، اس بنا پر آپ سے درخواست ہی کہ کیا آپ بھی اس کام مین حصّہ لینا پسند فرمائین گے،

شبلی نعمانی

(۲۱)

جناب من،

تسلیم، ہان جواب خط کی مجکو شکایت تھی، تاہم یقین تھا کہ کوئی قوی سبب ہوگا، مسئلہ وقف مین واقعی سو کے سو نمبر ملے، جو دفعات مین نے نکال دیئے جا ہے اور جسکے متعلق الگ تحریر چھاپکر شائع کی تھی سب نکل گئے مین نے مسٹر جناح سے ان کے نکالنے کا وعدہ لے لیا تھا،

جمعہ کے موریل کے متعلق غزنوی کے سوال پر گورنمنٹ نے جو جواب دیا مسٹر شفیع نے لکھا ہے کہ اب اس تحریک کی ضرورت ہی یا نہین، آپ کی کیا رائے ہی

اشاعۃ الاسلام ایک ہلکا خاکہ ہی، میرا نصب العین ایک مذہبی عام انجمن ہے ندوہ ہوسکتا تھا لیکن وہ مولویون مین پھنس گیا اور یہ فرقہ کبھی وسیع الخیال اور بلند ہمت نہین ہوسکتا، حالانکہ اب تمام تفرقہ ہاے باہمی کے نظر انداز کرنے کا وقت ہے، ہر صوبہ مین مستقل انجمن ہونی چاہئے، دورہ کا ارادہ تھا، لیکن گرمی کی آمد ارادون کو سرد کئے دیتی ہی منصوری اور کشمیر کا مسئلہ پیش آگیا جو طے پا جاے،

سیرت فتح مکہ تک پہنچ گئی گو ابھی نظر ثانی اور ثالث باقی ہی دقت اسی حصہ مین ہے، آگے بہت جلد جلد کام ہوگا، سب مباحث اور ان کے خاکے پیش نظر ہین، یورپ کے خیالات کا بڑا حصہ سامنے آگیا، سب تارون کی ایک ہی صدا ہی کچھ غلط فہمیان، کچھ ناواقفیت کچھ تعصب باقی ہیچ، ایک جلد خاص یورپ کے نذر

ہوگی، یورپ کی ذخیرۂ تاریخی پر ایک الگ دیباچہ قریباً ۱۰۰ صفحون کا ہوگا، تمام تصنیفات اور مصنفین کے نام اور حالات اور ریویو یہ مباحث ان سے الگ ہین،

شبلی، ۱۸ مارچ ۱۹۱۳ء

(۲۲)

مکرمی، تسلیم، والانامہ پہنچا، فتاویٰ ابن تیمیہ کو دریافت کرتا ہون، اگر ہوگا تو بھجوا دون گا، اب کے مین یہان تفریح و غزل کے لئے نہین آیا، بلکہ اسلئے کہ بظاہر جو تھوڑی سی زندگی نظر آتی ہی، اس کو سیرت نبوی کی خدمت مین صرف کردون اس لئے جو کچھ کر سکتا ہون سیرت ہی پر صرف کرتا ہون،

انساب سمعانی کا نہایت عمدہ نسخہ یورپ نے فوٹو کے ذریعہ سے چھاپا ہی اور باوجود ضخامت کبیر کے صرف ۱۶-۱۷ روپیہ قیمت رکھی ہے مین نے ایک نسخہ لے لیا ہے

اگر آپ صرف سیر بھر تازہ اور عمدہ گھی بھیجین تو مین ممنون ہونگا لیکن شرط یہ ہے کہ اگر سیر بھر سے ایک ماشہ بھی زیادہ ہوا تو گو گستاخی ہو مگر واپس کردون گا، اور تازگی کے لئے یہ شرط ہی کہ اسکو بنے ہوے دو تین روز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا ہو، یہان گھی کے سوا ہر چیز ملتی ہی مین نے وطن کے بھی مختلف قرابتون مین فرمائش بھیجدی ہی، اور مقدار وہی مقرر کی ہی جو آپ سے کی ہی، والسلام

شبلی

بمبئی، ۱۸ مئی ۱۹۱۳ء

(۲۲۳)

مکرمی،

تسلیم۔ آٹھ مہینہ سے ایک وقت کی غذا ہی اور پھر مختصر سے مختصر، سیرت جلد اول قریباً طیار ہے، کا بیان لکھوانی شروع کر دی ہین،

ندوہ کا اب کیا ذکر۔ آکر دیکھئے تو،

برجاے... آواز زاغ است وزغن،

چند روز سے الہ آباد مین ہون،

ہان دار المصنفین کی تجویز الہلال مین کیا نظر سے نہین گزری، ضرور دیکھئے آپ اس کے خاص مخاطب ہین، اس کیلئے خود وہان تک آؤنگا، یہ میرا اخیر کام اور زمرۂ مصنفین کی دائمی خدمت ہی،

شبلی

الہ آباد، ۲۶ فروری ۱۹۱۴ء

(۵۱) ایم مہدی حسن صاحب کے نام

از ۱۸۹۰ء تا ۱۹۱۴ء

(۱)

جناب بندہ! نامہ والا ملا، محمڈن کلب جو قائم کیا گیا ہی بے شبہہ اس کی اعانت ایک ضروری چیز ہے، لیکن افسوس ہے کہ مین اپنی کوئی تصنیف نذر نہین کرسکتا، میری تصنیفات سے جو اسوقت معرض بیع مین ہین، المامون والجزیہ ہین، یہ دونون کتابین سید صاحب نے کالج کیلئے چھاپی ہین، (المامون پر سید صاحب نے جو دیباچہ لکھا ہی اوسکو آپ ملاحظہ فرمائینگے) مجھکو حق تصنیف مین صرف ایک نسخہ عنایت ہوا تھا وہ دے نہین سکتا، گذشتہ تعلیم کی کوئی جلد باقی نہین رہی، پیام یار اُسکو دوبارہ چھاپ رہا ہے، اس وقت تک مین نے اپنی کسی تصنیف کو نہ خود چھاپا نہ اس سے فائدہ اُوٹھایا، اس لئے محمڈن کلب مین کوئی تصنیف پیشکش نہین کرسکتا ہون،

لہ اردو کے مشہور انشا پرداز جناب ایم، مہدی حسن صاحب تحصیلدار (اکبرپور، کانپور) مولانا کے مخلص احباب مین ہین، ان خطوط کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ اولاً کسطرح بیگانہ وار ایک اتفاقی ضرورت سے ایک دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھا ہے، ایک ہی دو خطون کے ردوبدل کے بعد شناسا نظرین ایک دوسرے پر پڑنے لگتی ہین، اور آخر محبت کی ادائین یہان تک بڑھتی ہین کہ ادبی ناز و نیاز کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہی،

ایم۔ مہدی حسن صاحب کی فرمائش ہے کہ ان خطوط کا کوئی حصّہ الگ نہ کیا جائے، اس لئے معمولی اور دوسطری بلکہ ایک حرفی خطوط بھی رہنے دئے گئے ہین،

ریویو کا جو تذکرہ آپ کے خط مین ہے وہ شاید مناسب نہ تھا، گو آپ کا منشا، نہ ہو
لیکن اس سے متبادر ہوتا ہی کہ ریویو گویا کتاب کا ایک قسم کا معاوضہ ہی، حالانکہ مصنف کی
یہ بڑی پست فطرتی ہے کہ وہ لوگون سے ریویو لکھانے کا شایق ہو، اگر کوئی شخص کسی
معقول کتاب پر ریویو لکھنے کی قابلیت رکھتا ہی تو ہر حالت مین اوسکو لکھنا چاہئے، لیکن
ریویو کوئی آسان چیز نہین ہے، ہمارے ریویو نگارون کے لئے یہی بہت ہی کہ اون کی
یہ قابلیت تسلیم کیجاوے، نہ کہ اوس سے کسی مصنف پر احسان رکھا جاوے، ملک مین
شاید ایسے مضمون نگار دو تین سے زیادہ نہین ہین، جن کے ریویو سے کسی مصنف کو
خوشی ہو سکے، خدا کرے آپ کا محمڈن کلب کامیاب ہو، اور بیہودہ قسم کی کتابین،
(ناول وغیرہ) اوسکی الماریون کے آغوش مین نظر نہ آئین، والسلام

شبلی، از علی گڈھ، ۸ مئی ۱۸۹۰ء

(۲)

تسلیم، آپکے مفصل عنایت نامہ مورخہ ۲۷ مئی ۱۸۹۰ء کا اسقدر مختصر جواب، آپکو
بھی تعجب ہوگا، لیکن مین نہایت اضطراب و تعجیل کی حالت مین یہ عریضہ لکھ رہا ہون،
آپ کے حسن اخلاق اور بالخصوص میری گستاخ تحریر سے درگذر کرنیکا ممنون ہون
مین اسوقت علی گڈھ سے دور ہون اور ۲۳ جون تک وہان نہ پہنچ سکونگا۔
خطبات احمدیہ میرے پاس عمدہ نسخہ ہی، شاید مین کلب کو نذر کر سکون، غالباً مین اس
مہینہ کی کسی تاریخ گورکھپور آسکون، والسلام شبلی، ۲ جون ۱۸۹۰ء، اعظم گڈھ

(۳)

مکرما! آم پہونچے، اس غریب نوازی کا مشکور ہون، ہان مجھکو خود افسوس ہے
کہ ایسے محبون کی خدمت سے بہت کم مستفیض ہو سکا، لیکن اُمید ہی کہ خط کتابت کے ذریعہ
سے مخلصانہ تعلقات قائم رہینگے، والسلام
شبلی نعمانی، ۱۳ جون ۱۸۹۰ء

(۴)

جناب من! نامہ والا ورود فرما ہوا، فہرست کیا بھیجتا، کوئی کتاب معقول نہ تھی آپ
فرماتے ہین کہ اردو کی تمام عمدہ کتابون کے نام لکھو، افسوس اردو مین ابھی ہے ہی کیا
میرے دانست مین اردو کی تمام عمدہ کتابین آپ کے پاس موجود ہین، آب حیات،
نیرنگ خیال، حیات سعدی وغیرہ، تہذیب الاخلاق، بس یہی اس زبان
کا گنجینہ ہے، اور غالباً آپ کی لائبریری مین یہ سب کتابین موجود ہین، مولوی آزاد نے
دیوان ذوق ایک خاص ترتیب سے چھاپا ہی، بے شبہہ وہ دیکھنے کے قابل ہے،
آزاد کی باقی تصنیفات دربار اکبری وغیرہ بھی عنقریب چھپینگی، اور امید ہے کہ آپ کی
نگاہ سے گذرین، ہماری زبان مین ردّیان تو بہت جمع ہین مگر کام کی چیز ڈھونڈیے تو
مشکل سے ملیگی، وہ بھی دو چار سے زیادہ نہین، آج کل کالج کے کام نے مجھکو تصنیف سے
بالکل معذور کر دیا ہے، مگر یہ عارضی حالت ہے، صرف شروع سال مین کام بڑھجاتا ہی، امید
ہے کہ نصف اگست سے پورا موقع حاصل ہو، والتسلیم شبلی - ۸ جولائی ۱۸۹۰ء

(۵)

قدر افزائی من، والا نامہ مدت کے بعد ملا، آپنے اپنی معرفی کی ناحق تکلیف اٹھائی آپ کے لطف اخلاق کی پوری تصویر اب تک میری آنکھوں مین ہی جب جب آپنے یہان دفتر سے کتابین منگوائی ہین مجھکو اطلاع ہوتی رہی ہے، مین آج کل الفاروق لکھ رہا ہون طبری کی باقی جلدین آگئین، اب کوئی حالت منتظرہ نہین رہی، البتہ زور قلم اور مساعدت وقت درکار ہے، دعا فرمائے کہ اس پل صراط سے زندہ وسلامت اُتر دون حضرت عمرؓ کی لائف "رہ بردم تیغ است قدم را" والسلام

شبلی، علیگڈھ

(۶)

جنابمن، سفرنامہ میرے ہان سے ملتا ہی، مگر مین آج کل سفر مین تھا، اب علیگڈہ پہنچا ہون، لیکن سردست اِسکی جلدین یہان نہین رہین، آگرہ کو لکھا ہی، جسوقت کتابین آئینگی، فوراً تعمیل ارشاد ہوگی، آپ تار وار نہ بھیجین، والتسلیم

شبلی، ۲۷- اکتوبر ۱۸۹۴ء

(۷)

مخدومی، آپ کی عنایت آمیز لطیف، نکتہ خیز، والا نامہ کا جواب کیا لکھون عنایت نامہ کیا میری ہیچمدانی کا قابل قدر سرٹیفکٹ ہی، مین سچ کہتا ہون کہ اُسکو پڑھکر پہلا خیال جو میرے دلمین آیا یہ تھا کہ یہ لٹریچر کسی تصنیف مین صرف ہوتا تو وہ نہایت

عمدہ تصنیف خیال کیجاتی، فوٹو کا اشتہار غلط چھپا، مین نے اخبار آزاد مین اس کی
تصحیح کردی ہے، الفاروق مین کوشش بھی ہے کہ تمام خوبیون کی جامع ہو، دیکھیے
کہان تک کامیابی ہوتی ہے، امید ہے کہ آپ کبھی کبھی یاد فرمایا کرین، مین سفر مین
تھا، اس وجہ سے خط دیر مین ملا اور جواب مین تاخیر ہوئی، جواب لکھیے تو اعظم گڈھ کے
پتہ سے لکھیے، والتسلیم

شبلی نعمانی، الہ آباد، ۴ ستمبر ۹۸ء

(۸)

جناب من، تسلیم، خط پہنچا، الفاروق، کانپور مطبع نامی مین بڑے اہتمام سے چھپ
رہی ہے، ایک حصہ جس کے ۲۱۳ صفحے ہین پورا چھپکر تیار ہوگیا ہے، لوح طلائی اور لاجوردی بھی
چھپ رہی ہے اور اس کا کاغذ اتنا نفیس دیا گیا ہے کہ ہندوستان مین آجتک ویسا کاغذ
کبھی استعمال نہین کیا گیا، جو قدردان صاحب جرمنی کاغذ پر لوح چھپوانا چاہتے ہین وہ
دیکھینگے تو اس کاغذ کو جرمنی کاغذ پر ترجیح دینگے،

افسوس ہے کہ مین بیمار ہون اور لکھنؤ مین حکیم عبدالعزیز صاحب کا علاج کر رہا
ہون، "الفاروق"، کے کل صفحہ کم وبیش چھہ سو ہونگے، "کلیات قاآنی" اس پتہ سے
منگوا لیجئے، مرزا محمد شیرازی ملک الکتاب محلہ عمر کھاڑی نمبر ۱۲۸ بمبئی، والسلام

شبلی نعمانی

از دفتر ندوۃ العلما، لکھنؤ، گولہ گنج، ۱۹ ستمبر ۱۸۹۸ء

(۹)

جناب من، مُدت کے بعد آپنے یاد فرمایا، میرا یہ حال ہے کہ پورے چھ مہینے سے بیمار ہون اور ابتک بیماری چلی جاتی ہے، ہان الفاروق چھپ گئی، لیکن مطبع سے آتے آتے ڈیڑھ دو ہفتہ صرف ہوجاینگے، اُس وقت تعمیل ارشاد ہوگی، والتسلیم

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ، ۲۱ / ۹۹

(۱۰)

پایہ فزائی من، مُدت ہوئی البشیر مین قاموس الاسلام کے عنوان سے ایک مضمون دیکھا، نیچے مہدی حسن کے دستخط تھے، حیرت ہوئی کہ یہ وہی مرزا پوری دوست ہین، یا نذیر احمد و آزاد کی دو روحون نے ایک قالب اختیار کیا ہی کئی دن تک دیکھتا اور احباب کو دکھلاتا رہا،

دو تین ہفتہ ہوے، وہی برق ایک اور افق پر چمکی، اس سے زیادہ ہوش ربا اور خیرہ کن تھی، مصمم ارادہ ہوا کہ اب کی ضرور مبارکباد لکھون لیکن حیدر آباد کی، مصائب آمیز زندگی کسی دلی جوش کے اظہار کا موقع کہان دیتی ہے، غرض وہ چوٹ زخم کا چور نبکر دل مین رہگئی، آج آپ کا بھیجا ہوا البشیر پہنچا اور وہ چوٹ ابھر آئی، زیادہ کیا کہون، خدا آپ کو، آپ کے دست و قلم کو، آپ کی صنعتگری طبع کو تا کُر رکھے۔ بخدا مجھکو خوشی سے زیادہ آپ پر رشک ہوتا ہی کبھی کبھی خط بھی لکھا کیجئے، مین الغزالی لکھ چکا، اور مطبع مین جا چکی، علم کلام کی تاریخ بھی ختم ہو چکی،

اب جدید علم کلام پر لکھ رہا ہون، یہ دونون حصے ساتھ چھپینگے، اگر یہان اطمینان سے رہنا پیش آتا تو بڑے بڑے کام انجام پاتے لیکن ہر وقت رکاب مین پاؤن ہی جو گھڑی ٹلتی جاتی ہے، اسی پر حیرت ہی مولوی سید علی صاحب پرسون میرے پاس تشریف لاے تھے، ۲۲ مارچ کو ولایت جاتے ہین،

ع دوستان رفتند و من ہم میروم، والسلام

شبلی، حیدرآباد، ۱۸ مارچ ۱۹۰۱ء

(۱۱)

مکرمی، اردو کے ساتھ آپ کو جو عشق ہی اب اس کے اظہار کا موقع ہی دستور العمل ارسال ہی جو کچھ ہو سکے کیجئے،

شبلی، حیدرآباد، ۵ مئی ۱۹۰۲ء

(۱۲)

مجی، ماتمی جدول کا خط ملا،

مدت ہوئی مین نے آپ کو انجمن اردو کے متعلق متعدد خطوط لکھے، جب کسی کا جواب نہ آیا تو تردد ہوا، مدت کی پوچھ گچھ کے بعد پتہ لگا کہ آپ کا رفیق و ہمدم آپ سے چھوٹ گیا، مجھکو بھی افسوس ہوا، لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ آپ جیسے فلسفیانہ مزاج آدمی کو اس مرحلہ مین ذرا ثابت قدم رہنا تھا، خیر اب تو ناچار وہی کرنا پڑا جو عقلا پہلے ہی کرتے ہین،

بدقسمتی سے انجمن نے ابتک صرف ایک کتاب شائع کی یعنی گوتم بدھا، ادرسری کرشن کی سوانح اور فلسفہ اچھی کتاب ہے، عصہ قیمت ہے، آپ چاہین تو بھیجدی جاے،

دبیر وانیس پر محاکمہ مدت ہوئی طیار ہے، لیکن یہان کچھ ایسی الجھنون مین پڑگیا کہ اب تک مطبع مین نہین گیا، شاید عنقریب نوبت آے، قریباً تین سو صفحے ہوگئے ہین

فارسی شاعری کی بارے) دو ایک برس کے بعد آئیگی، البتہ ایک مبسوط تذکرہ میرے ایک شاگرد میری ہدایت سے مرتب کر رہے ہین، پرشین لٹریچر کو مین نے منگوا کر دیکھا، پہلا حصّہ تو کچھ نہین دوسرے کا وعدہ ہے، پروفیسر براون کی فارسی مہارت مسلّم ہے، دوسرا حصّہ نکلیگا تو ضرور اچھا ہوگا،

خیام کی یورپ نے قدر کی، لیکن اگر وہ سحابی استرآبادی سے واقف ہوتے جس کی دس ہزار فلسفیانہ رباعیان موجود ہین تو انکی اور بھی آنکھین کھلتین کئی سو رباعیان اس کی میرے پاس موجود ہین، کبھی سنئے گا،

مین نے ارادہ کیا ہے کہ اردو اشعار کا ایک عمدہ مجموعہ طیار کیا جاے جس کی ترتیب علمی حیثیت سے ہو، کچھ کام ہوچکا ہے، آپ اس کے متعلق کوئی معقول مشورہ دے سکین تو عنایت ہے،

مین مثنوی مولوی روم پر تقریظ لکھ رہا ہون، ایک نئی کتاب ہوگی، سامان ایسے نظر آتے ہین کہ علی گڈھ کے دام مین مین دوبارہ گرفتار ہون اگرچہ یہ وہ دام ہے کہ،

نالہ از بہر رہائی نکند مرغ اسیر   خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود

اس پیرانہ سری مین خدا نے مجھکو پھر باپ بنایا، کتاب سے گھبراتا ہون تو اس سے جی بہلاتا ہون، شاہ صاحب کہان ہین، بیگم صاحب سے کوئی نیا ثمرات آیا یا نہین،

شبلی، حیدر آباد، ۰ مئی سنہ ء

(۱۳۱)

مکرمی، عنایت نامہ پہنچا، آپ کا تو خط بھی ایک دلچسپ آرٹکل ہوتا ہے لیکن اگر اس کی داد دون تو ہم دونون "حاجی" ہوے جاتے ہین،

ایک جلد خاصہ آپ کے لئے زر رو ڈ رہیگی، بے شبہہ غزالی کو بھی بہت کچھ سمیٹا ہے اور اس کے چند در چند اسباب جمع ہو گئے، ایک تو وہی کہ ع رکھون کچھ اپنے بھی مین چشم خونفشان کے لئے، دوسرے حیدر آباد مین رہ کر زیادہ پھیلنا ممکن نہ تھا، بی شبہہ یہ اخلاقی کمزوری ہے، لیکن ضروریات زندگی چند روز تک یہان رہنے پر مجبور کر رہی ہین، اور دوسرے اڈیشنون مین اسکی تلافی کا موقع باقی رہتا ہی، سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مین علماء وغیرہ کو جس سطح پر لانا چاہتا ہون اس کے لئے زینے درکار ہین، الغزالی پہلا زینہ ہے، دوسرا تاریخ علم کلام پھر اصلی سطح یعنی علم کلام جدید ہی جو زیر تصنیف ہی، تاریخ علم کلام آگرہ چھپنے کے لئے جا چکی، رعد غزالی ہی سے عہدہ برا نہ ہو سکے، اس لئے دوسری طرف رخ کرنا پڑا، غزالی مین اگر کھل کھیلتا تو علما برسون بلکہ قرنون کے لیے ہاتھ سے نکل جاتے

اور مجھکو ان سے کٹ کر الگ ہوجانا منظور نہین بلکہ ۶ ہین توڑ دیا ہون ....

قاموس الاسلام، یا لائبریری کے لیے کانفرنس مین ہر طرف سے قبول کی صدا تو آئیگی، لیکن کام کرنے والے تو وہی چند ہین اور ان کا حال معلوم،

آج کل بہت بیمار رہا اور اب بھی ہون، ذرا اطمینان ہو تو وطن آؤن اور آپ سے بھی ملون، آپ نے رعد کو لکھا ہو کہ صورت بھی اچھی چاہتا ہون، لیکن یہ دائرہ مرزاپور سے آگے کہان بڑھ سکتا ہی، اس موقع پر بے ساختہ دوست یکتا، وحید یاد آگیا، کہین ملین تو سلام کہدیجیے گا، والسلام

شبلی (ناظم علوم و فنون) ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء

(۱۴)

حبیبی، مدت کے بعد زیارت ہوئی، بہت لکھنے کو جی چاہتا ہی لیکن سخت لرزہ و بخار مین مبتلا ہون، تقریظ مثنوی کمبخت رعد کے قبضۂ غصب مین ہی، دو برس ہو چکے،

شبلی ندوہ لکھنؤ، ۲۳ نومبر ۱۹۰۵ء

(۱۵)

جناب من، السلام علیکم و رحمتہ اللہ، عنایت نامہ پہونچا، آپ کا پتہ تبدیل کردیا گیا، ہر دو حضرات کیخدمت مین ویلو بھیجدے گئے، مجھے امید ہی کہ آئندہ بھی خریدارون کے بڑھانیکی کوشش کرکے ندوہ کو ممنون احسان کرتے رہین گے، شعبان مطابق اکتوبر کا الندوہ بنارس آپ کی خدمتمین بھیجا گیا تھا غالباً بنارس سے آپ کے

یہان پہونچے، رمضان کا پرچہ زیر طبع ہی، انشاء اللہ تعالی چھپکر آپکے مقام پر پہونچے گا،

شبلی نعمانی، الندوہ، لکھنؤ

(۱۶)

مین نے اب کی بڑی سخت تکلیفین جھیلین، دو مہینہ تک لرزہ و بخار مین مبتلا رہا۔ اب بھی سخت ناطاقتی ہے، مضمون اُردوی معلی یا اخبار وکیل، یا مخزن لاہور مین بھیجد یجیے،

خریدارون کے پیدا کرنے کا شکریہ،

مین اب آپ سے بہت قریب ہون ضرور دو ایک روز کیلیے تشریف لائے ورنہ بڑی شکایت ہوگی

شبلی، الہ آباد، کوٹھی لیاقت حسین کوتوال، ۶ جنوری سنہ۱۹۰۶ء

(۱۷)

خط کا جواب لکھ چکا ہون، دوبارہ لکھتا ہون کہ اگر ممکن ہو تو ضرور ملنے آیئے،

شبلی، ۶ جنوری سنہ۱۹۰۶ء

(۱۸)

آپ کا والا نامہ موسومہ مولوی عبدالحیٔ صاحب دیکھا، مین علالت کیوجہ سے تین مہینہ سے کچھ نہ لکھ سکا، اخیر مضمون بھوپال مین لکھا تھا، اب ندوہ کی سالانہ جلسہ کی طیاریان ہین، جو ۱۴، اپریل کو بنارس مین ہوگا، تمام وقت اس کے اہتمام مین صرف ہوتا ہی،

بے شبہہ ۳۲ صفحے بہت کم ہین، لیکن لوگون کو صفحات سے زیادہ روپیہ عزیز ہی، اس لئے مجبوری ہے۔ اس کم قیمتی پر پانسو خریدار بھی ابتک ہم نہین پہونچے،

اب کے ندوہ کے جلسہ مین کتب نادرہ اور فرامین شاہی کی نمائش بھی ہوگی، عمدہ سرمایہ جمع کر رہا ہون، یاقوت مستعصمی کا قران بھی ہات آگیا ہے، وغیر ذلک، والسلام

شبلی، ندوہ، لکھنؤ ۔ ۴ مارچ سنہ

(۱۹)

مکرمی، تسلیم، ہان کچھ کام کرنے لگا ہون، لیکن ندوہ کے سالانہ جلسہ کے قریب آجانے سے تصنیفی کام مین دقت ہوتی ہے، تقریظ مثنوی بہت کچھ چھپ گئی ہے، البتہ موازنہ مدتون تک کیلئے رک گیا، مسودات سے مرتب کرنا ہے، اور سردست اسقدر فرصت نہین، مبیضہ حیدرآباد مین ہے وہان سے ملنے کی امید نہین،

آزاد کو تو آپنے مخزن وغیرہ مین ضرور دیکھا ہوگا، قلم وہی ہے، معلومات، یہان رہنے سے ترقی کر گئے ہین، خیام کی لائف اب کہان ہو سکتی ہے، مین شعر العجم مین مصروف ہو گیا ہون، یہ کتاب فارسی لٹریچر (نظم) کی تاریخ ہے،

بندہ زادہ اس سال نائب تحصیلداری مین لے لیا گیا ہے، کالج کی کامیابی مبارکباد کے قابل ہے شہزادہ کے قدم مبارک ہین، والتسلیم

شبلی، ۱۲ مارچ سنہ

دیوان تحفۃً ارسال ہے، کوئی کتاب تو آپکے پاس مصنف کی پیشکردہ ہو۔

(۲۰)

جنابمن، مین کل یہان آیا جسقدر جلد آپ تشریف لاسکین مجھپر عنایت ہے، شبلی، ۱۱۔ اپریل سنہ

(۲۱)

قلت فرصت کی وجہ سے کارڈ پر جواب لکھتا ہون،

والانامہ پہنچا، آپکے حسن ظن کا شکریہ ادا کرتا ہون، رقم موعودہ ابتک نہین پہنچی

جلسہ کامیابی سے ختم ہوا، تقریباً دس ہزار روپیہ کا (سرمایہ مستقل کی مدمین) چندہ ہوا،

شبلی، ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء

(۲۲)

وان کریمر ایک مستند شخص ہے، لیکن اسکی عربی دانی کا حال مجھکو بھی معلوم نہین

اس کتاب کے ترجمہ کے متعلق، مترجم نے مجھکو خط لکھا تھا، آپ اس کے مقتبس مقامات کا اگر

ترجمہ کرتے تو مین الندوہ مین نوٹ کے ساتھ شایع کر دیتا،

اب کے ندوہ کی وجہ سے الندوہ مین دیر ہوگئی، مزید برآن یہ کہ میان حامد کا

بچہ سخت علیل ہوگیا، اور مین غایت پریشانی مین غازی پور گیا، اور آج اگر پھر واپس

جاتا ہون، صاحب عالم کی زبان اور خیالات کا کیا کہنا، مین نے بچہ سمجھکر توجہ نہ کی، لیکن

قوم کے مذاق کا یہ حال ہے کہ بعض گریجویٹ مجھ سے اس کے جواب کے خواستگار ہین

ان کے نزدیک وہ تحریر لاجواب تھی، مین کہتا ہون کہ اسی لئے ندوہ کی ضرورت ہے

کہ موجودہ نسلین تعلیم پاکر نکلین گی،

خط لکھنؤ کے پتہ سے بھیجئے۔

شبلی، ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء

(۲۳)

یہ چند سطرین، آپ کی دلچسپ طولانی خط کا جواب تو نہین ہوسکتین، لیکن عرض حال کے لئے کافی ہین، الندوہ مین اب کی بہت دیر ہوئی، مین جلسہ سے پہلے بضرورت بنارس گیا اور اہتمام مین مصروف رہا، فارغ ہوکر فوراً پرچہ طیار کرکے بھیجدیا لیکن مدراسی صاحب رعد کے اوتار ہین، اتک پرچہ چھپنا بھی شروع نہین ہوا، مین پوتے کو بیمار چھوڑکر چلا آیا اور سخت تاکید کررہا ہون، شاید اس مہینہ مین پرچہ نکل جائے، دوسرے پرچہ کا بھی پورا ذخیرہ مطبع مین جاچکا ہے، سخت افسوس ہے کہ ندوہ کی بدولت الندوہ اور الندوہ کی بدولت ندوہ کو نقصان پہنچتا ہے، کوئی ہات بٹانے والا نہین، مین اب صرف ہمت ہی ہمت رہگیا ہون، آپ دیکھین گے تو ذرا دیر کے بعد پہچانین گے، روزبروز گھلتا جاتا ہون، اور بے وجہ بے سبب

خیر می گذرد، درہمہ حال شکر باید کرد، کہ مبادا ازین بتر گردد،

شبلی، لکھنؤ ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء

(۲۴)

تسلیم، والا نامہ مع اقتباسات پہنچا، مین آج بمبئی مین ہون، ڈاک یہین واپس آکر ملی وان کریمر کے ان خیالات نے کسیقدر افسردہ کیا، یہ تو وہی پرانے تیر ہین جو پادریون کے ترکش مین ہمیشہ طیار ملتے ہین، الندوہ مین اس کا شائع کرنا بھی خلاف مصلحت تھا لیکن شائع کردونگا، ایک پادری نے ایک مستقل کتاب اس موضوع پر لکھی ہے کہ قرآن کن کن کتابون اور افسانون سے ماخوذ ہے، متعدد زبانون مین اس کا ترجمہ شائع کردیا ہے، اردو

اور فارسی مین اس کا نام ینابیع الاسلام رکھا ہی،

شبلی، از بمبئی، فلارنس ہوس، اپالو بندر، ۲۔ اگست ۱۹۰۶ء

(۲۵)

تسلیم، خط پہنچا، آپکے مضمون کی اشاعت کو بلحاظ مصالح منیجر صاحب الندوہ نے روک دیا خیر اور کسی پرچہ مین نکل جائیگا ضروری تصحیح کردونگا،

یہان کا موسم آج کل اسقدر فرحت انگیز ہے کہ وہان سے اندازہ بھی نہین ہوسکتا، نالی کو عرش پر بھی بیگار، یہان بھی لکچرون کی کر ہے، کل ایک لکچر تھا، آئندہ بہت بڑے مجمع مین لکچر دینا ہے، لطف یہ ہی کہ سامعین سب بنئے اور تاجر ہین، جو ہماری اردو تک نہین سمجھتے ان مین ہماری پیری کیا چل سکتی ہے، کتاب کو لکھدیا ہی، والسلام

شبلی، ۱۰۔ اگست ۱۹۰۶ء بمبئی، فلارنس ہوس، اپالو بندر

(۲۶)

آپ کو مفصل خط لکھنا چاہتا تھا، لیکن چار دن سے بخار مین مبتلا ہون، یہان کی موسمی حالت آج کل کشمیر سے ملتی ہے، گلابی سردی ہی، شاہ وحید عالم صاحب نے آنیکا قصد کیا ہی، دیکھئے پورا بھی کرتے ہین یا نہین، موازنہ، مطبع مین جاچکا، یہان سے مین نے مرتب کرکے بھیجا،

۱۹ برس کے بعد غزل لکھنے کا اتفاق ہوا، یہان کی دلچسپیان غضب کی محرک ہین، آدمی ضبط نہین کرسکتا، اپالو یہان ایک عجیب سیرگاہ ہی اور چوپاٹی اس کا جواب ہی، خواجہ حافظ کے مصرعہ کو یون بدل دیا ہی، کنارِ آب چوپاٹی و گلگشتِ اپالو را، اس غزل کا ایک شعر یہ ہے

بہرسو، از ہجوم دلبران شوخ بے پروا   گذشتن از سرِ رہ مشکل افتادست ہرورا

تین چار غزلین لکھین جو کبھی آپ کی نظر سے گذرینگی،

شبلی، کلیر روڈ، بنگلہ دھن کا سٹ ۱۱، ستمبر ۱۹۰۶ء

(۲۷)

تسلیم، آپ کے الہ آباد آجانے نے مجھکو الہ آباد کے سفر پر فوراً آمادہ کر دیا، لیکن مسہل لینا پڑا، اور ابتک ضعف ہی، بہرحال اب الہ آباد کی تعداد سفر مین ضرور اضافہ ہوجائیگا، براون کی کتاب کو مین نے بمبئی مین ڈھونڈھا، اسوقت تک نہین آئی تھی، اچھی چیز ہو تو مجھے مطلع کیجئے گا، دیکھنا ہی کہ شعر العجم اس کا ممنون ہو سکتا ہے،

اسی غزل کا ایک شعر یہ ہی

فغان از گرمی ہنگامۂ خوبان زردشتی   بہم آمیختہ از زلف و عارض ظلمت و ضورا

پارسی، نور و ظلمت دو خدا مانتے ہین،

پرچہ کی خرابی طبع کا مجھہ پر سخت برا اثر ہوا، اب انتظام بدل دیا گیا، اب کی "مسلمانون کی بے تعصبی" کا دوسرا حصّہ نکلے گا، اور غالباً آپ پسند کرین، بالکل اچھوتا مضمون ہوگا،

سوانح مولانا پر شروانی کا ریویو آیا ہی، اسی پرچہ مین نکلیگا،

موازنۂ انیس غایت عمدہ چھپ رہا ہی، مسودات کی ترتیب نے شعر العجم مین ہرج ڈال دیا ہی چار مہینہ سے کچھ نہین لکھا گیا،

ہمارے ہان یعنی ندوہ مین عبد السّلام نہایت قابل لڑکا ہے جو غالباً ثانی ہونے والی

دیکھو مولوی عبد السلام ندوی

کرسیلون کا مستحق ہوگا،

شبلی، ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء

(۲۸)

اب کے مخزن مین میری ایک غزل شائع ہوئی ہے، دیکھئے گا، البتہ جا بجا غلط چھپی ہے، کا فرون کا ذکر اس مین بھی ہے،

شبلی، لکھنؤ، ۲۶ اکتوبر ۱۲ء

(۲۹)

مجبی، شرکت کانفرنس کے لئے ڈھاکہ جا رہا ہون، راہ مین آپ کا خط ملا، دوسری قسط کیسی؟ البشیر مین ابھی تو آپ کا کوئی مضمون نہین نکلا، براؤن کا دوسرا حصہ مین آپ سے منگوا دونگا، اس کے اقتباسات کا ترجمہ آپ کر کے دیتے تو الندوہ مین شایع ہوتے، اب کی الندوہ مین عالمگیر کا مضمون ملاحظہ کیجئگا،

عبد السلام[1] نہایت ہونہار ہی، وہ پورا مصنف ہو سکتا ہی اور ہوگا، انگریزی نہین جانتا لیکن پڑھ رہا ہی، ندوہ اس قسم کے جواہر کا چمکانے والا ہے، لیکن علی گڈھ کی بے مہری ندوہ کو ابھرنے نہین دیتی سخت افسوس ہے، موازنہ آگرہ مین اہتمام سے چھپ رہا ہے، تقطیع اور خط تمدن عرب کا ہی، براون نے لب اللباب کا دیباچہ فارسی مین لکھا ہے، مسلمانون سے اچھی فارسی لکھتا ہی، کیا کانفرنس کا قصد نہین، آگرہ تو ضرور چلئے، میری ایک فارسی غزل

---

[1] مولوی عبد السلام صاحب ندوی، دیکھو، ۲،

دکن ریویو مین چھپی ہے، مخزن کی غزل تو ضرور نظر سے گذری ہوگی، والسلام

شبلی، بانکی پور، ۱۳ر دسمبر ۶ء

اب مین کلکتہ پہنچ گیا، پتہ یہ ہے، ا مرتلا لین نمبر ۵

(۳۰)

تسلیم والانامہ کلکتہ مین ملا، دفتر مین بھیجدیا ہے، وہان سے تعمیل ہوگی، غیر مجلد اب کوئی باقی نہین، والسلام

شبلی، امرتلا لین، نمبر ۵، ۱۷ دسمبر ۶ء

(۳۱)

تسلیم، البشیر پہنچا، اپنی مدّاحی کا شکریہ ادا کرنا موزون نہین، اس لئے کچھ نہین کہتا، شاہ وحید عالم کلکتہ آرہے ہین، آپ کیون قصد نہ کرین،

خان خانان کی نہایت مبسوط[1] اسی زمانہ کی تصنیف، سوسائٹی مین ہی، آج کل اس کے مطالعہ سے لطف اٹھارہا ہون،

شبلی، امرتلا لین، کلکتہ نمبر ۵ ۱۹ ر دسمبر ۶ء

(۳۲)

مکرمی، تسلیم، اس سفر مین آپ کے نہونے کا سخت افسوس ہے، شاہ صاحب تو عشق مجازی سے بھی کوسون دور ہین، وہ کیا ساتھ دینگے، وہان توہات کے سوا آنکھ کا بھی کام نہین، خان خانان کا تذکرہ دیکھ کر واقعی مفت خوری کا بار بار تقاضا ہوتا ہی، کہ بے

[1] لائف (حاشیہ: ۵ مکمل چھپی)

ہات پانون ہلائے مفت مال ہات آتا ہی، لیکن شعر العجم کی نگاہین تیز پڑنے لگتی ہین، افسوس ہے کہ سفرون کی گردش، ہفتون کے کام ساون پر ڈال دیتی ہی،

یہان ڈاکٹر راس نے اسلامی لٹریچر اور صنائع کے بڑے نوادر جمع کئے ہین، ان مین اورنگ زیب کے ہات کا قران مجید بھی ہے، زیب النسا، اور دارا شکوہ کی تحریرین بھی ہین، کاش آپ آسکتے، موازنہ مین اشعار کا اقتباس اتنا آگیا کہ تقطیع بڑی نہ ہوتی تو کتاب ضخیم ہوکر بھدی ہوجاتی، بوٹا سا قد، ہندوستان کا مذاق ہی، ایران مین تو کشیدہ قامتی مرغوب ہے

سخن بہ ذکر قیامت دراز کن واعظ مگر ز طول بہ بالائی آن نگار کشد

۶ رعنائی آفریدۂ قد بلند تو، برادر عزیز میان اسحاق کل پہنچینگے، اور احباب آتے جاتے ہین، آج میرا لکچر ہے مسلمان اور فن تاریخ عنوان، والتسلیم

شبلی، ۱ مزالاین نمبرہ کلکتہ

(۴۳)

ٹھیکر کو لکھدیجئے کہ براؤن کی کتاب جلد دوم، میرے پاس وی پی بھیجدے، الہ آباد ٹھیکر کی گلی کے پتہ سے،

شبلی، ۲- اپریل شہ۶

(۴۴)

مکرمی، مین ذرا کی ذرا باہر گیا تھا، آپ آئے اور نکل گئے، مین دو ہی تین دن کا مہمان ہون، وہ بھی آپ کا نہین، الہ آباد کا، کل ایک غزل قلم سے نکلی، میر اکبر حسین صاحب کو بھیجی، وہ

بہت رہیجیے، ان کا خط بھیجتا ہون، لیکن اسپر یقین نہ کر لیجیے گا ورنہ پھر غزل پھیکی نظر آئیگی،
ہان موازنہ کے اجزا، جدید غزلین اور خود مین، سب کچھ ہی لیکن آپ کو کیا،

شبلی، ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۵)

بلا مبالغہ اور بلا تصنع کہتا ہون کہ برادن کی کتاب دیکھکر سخت افسوس ہوا، نہایت عامیانہ
اور سوقیانہ ہی، برادر اسحاق سے پڑھوا کر بھی سنا، خود بھی الٹ پلٹ کر دیکھا، فردوسی کی نسبت
صرف دو تین صفحے لکھے ہین، جسمین اسکے اقتباسات بھی شامل ہین، مذاق اتنا صحیح ہے کہ آپ فردوسی
کا درجہ سبعہ معلقہ کے برابر بھی نہین مانتے، اور فرماتے ہین کہ کسی حیثیت سے یہ کتاب اور شعراے
فارسی کے کلام کے برابر نہین ہین، مع سود اور ہرجہ کے آپسے اس کے دام واپس لونگا،

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

شبلی، ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۶)

آزاد[1] کی کتاب آج دیلو آئی، جانتا تھا کہ وہ تحقیق کے میدان کا مرد نہین، تاہم وہ ادھر ادھر
کی گپین بھی ہانک دیتا تو وحی معلوم ہوتا، لیکن خدا کا شکر ہے کہ گیارہ لکچر تک، اس نے میری سرحد
مین قدم بھی نہین رکھا، بارھوین مین یہ میدان مین اترا ہی لیکن زور پہلے صرف ہو چکا تھا، اس لئے
یون ہی سرسری چکر لگا کر نکل گیا، میرے لئے بہت وسعت ہی بحالت مجموعی، کتاب برادن کی کھتونی
سے کہین بہتر ہے،

شبلی، اعظمگڈھ، ۲ مئی سنہ ۶

---

[1] شمس العلما محمد حسین آزاد،

(۳۷)

مین آزاد کی طرف سے بالکل مطمئن ہوگیا تھا، لیکن آپ نے پھر ڈرا دیا، مجھکو پہلے سے معلوم ہوتا تو مین اس مضمون پر بات نہ ڈالتا، خیر اب تو دل افگندیم الخ

شاہ صاحب کی قبل از وقت جدائی نے واقعی سخت صدمہ پہنچایا، شعر و شاعری پر اب میرا قابو نہین بلکہ مین اسکے قابو مین ہون، ورنہ قطعہ تاریخ لکھنا محبت اور اخلاص کا فرض تھا، سلطان ابوسعید ابوالخیر پر پروفیسر براون نے بہت کچھ لکھا ہے، صرف صفحون کی تعداد دیکھکر لکھتا ہون یہان کوئی ایسا نہین کہ سرسری طور سے بھی سنا دے، والسلام

شبلی، اعظم گڈھ، ۸ مئی سنہ ۶

(۳۸)

جنابمن، آپ کی باربار دوستانہ و مخلصانہ مزاج پرسی سے دل مین عجیب اثر پاتا ہون زخم اگرچہ بھر گیا ہے لیکن رگون مین اسقدر تشنج اور کھچاوٹ رہتی ہے کہ راتون کو نیند نہین آتی زیادہ کیا عرض کیا جائے،

شبلی، از اعظم گڈھ، ۱۲ جون سنہ ۶

(۳۹)

مکرمی، تسلیم، ندوہ مین رہ کر مین تصنیف سے قریباً معذور ہوگیا تھا، اس لئے مین نے تین مہینہ کی رخصت لی کہ اطمینان سے شعرالعجم کو پورا کرون،

بلا سے گو مژۂ یار تشنۂ خون ہے — رکھون کچھ اپنی بھی مژگان خون فشان کیلئے

براؤن کی تاریخ ادب فارسی کی پہلی جلد میرے پاس موجود ہے لیکن وہ چندان میرے کام کی نہین دوسری جلد آپ کے پاس ہے وہ فوراً بھیجدیجئے، والسلام

شبلی از اعظم گڈھ

(۴۰)

مین تو سمجھا تھا کہ بڑے دربار سے فارغ ہوکر اب چھوٹے دربار کی باری آئیگی لیکن شاید ابھی تک اُسی کا خمار ہے، خیر، سخندان فارس بھیجدیجئے، اور ترجمہ لین پول عالمگیر ہو تو وہ بھی،

شبلی، الہ آباد ۱۴ نومبر سنہ ۶

(۴۱)

کلہ جاتا ہون، مل لیجئے، آج میر اکبر حسین صاحب کے ہان سے دعوت کا رقعہ آیا تھا، مین نے جواب مین لکھ بھیجا،

آج دعوت مین نہ آنیکا مجھے بھی ہے ملال — لیکن اسباب کچھ ایسے ہین کہ مجبور ہون مین

آپ کے لطف وکرم کا مجھے انکار نہین — حلقہ درگوش ہون ممنون ہون مشکور ہون مین

لیکن اب مین وہ نہین ہون کہ پڑا پھرتا تھا — اب تو اللہ کے اقبال[۱] سے تیمور ہون مین

دل کے بہلانیکی باتین ہین یہ شبلی ورنہ — جیتے جی مردہ ہون مرحوم ہون مغفور ہون مین

۲۳- نومبر سنہ ۶

[۱] مکتوب نمبر ۳۰ مین اقبال کے بجاے افضال ہے اور وہی صحیح ہے، دکن ریویو مین یہ نظم اوسی زمانہ مین چھپی تھی،

—— ... ——

(۴۲)

آپ برنیر بھول کر نہ لے گئے رشید کے ہاں رکھوا دیا ہے، لے لیجئیگا میں دو بجے روانہ ہونگا

شبلی ۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء، الہ آباد

(۴۳)

"شبلی[1]"

(۴۴)

سلام شوق، آج ڈپٹی صاحب ملے، معلوم ہوا کہ اب آپ تحصیلداری کے زینہ پر قدم رکھ چکے، یعنی رپورٹ ہو چکی، نہایت خوشی ہوئی اور بے اختیار مبارکباد کو جی چاہا، ابھی پیشگی کی مدین محفوظ رکھئے، پاؤں بنا، لیکن ع رفتار میں اب تلک کجی ہے،

بمبئی میں بڑی دلچسپیاں رہیں، جو موزوں ہو کر قلم سے نکلیں، ۱۶ صفحے ہو گئے تو چھپنے کو دیدئے اس میں کچھ پچھلے سال کا بھی حصہ ہے، بعض غزلیں زیادہ شوخ ہو گئیں جو شاید ایک پنجاہ سالہ مصنف کے چہرہ پر نہ کھلیں، لیکن حافظ تو کہتے ہیں ع ہر گہ یاد روی تو کردم جوان شدم، اور ایک پرانا تجربہ کار کہتا ہے، ع عشق در ہنگام پیری، چون بہ سرما آتش است، کیا یہ فلسفہ صحیح ہے؟ ابھی نہیں ۱۵ برس کے بعد جواب دیجئے گا،

شبلی، لکھنؤ، ۲ مارچ ۱۹۰۰ء

---

[1] مولانا الہ آباد تشریف لائے تو ڈاک کے ذریعہ سے مجھے ایک کارڈ ملا جس پر صرف ممدوح کا نام تھا میں فوراً ملنے کے لئے حاضر ہوا، کارڈ گویا ورق الزیارہ تھا،۔ مہدی حسن،

(۴۵)

پہلے ہی پیشگی مبارکباد بھیج چکا ہون،
آے جم جم آے نت نت آے،

شبلی، ۵ مارچ سنہ ۶؁ لکھنؤ

(۴۶)

مین سخت مجبوری کی وجہ سے پٹیالہ جارہا ہون، اگر آپ ۱۲ تک آگئے تو ملاقات ہوگی،
ورنہ خیریت،

شبلی، ۱۰ مارچ سنہ ۶؁ لکھنؤ

(۴۷)

مکرمی، تسلیم، نوازشنامہ حیدرآباد مین ملا، سرکار نظام علوم شرقیہ کی یونیورسٹی قائم کرنا چاہتی ہے، اس کے نصاب وغیرہ کے لئے مجھکو بلایا ہی، چند روز یہان قیام رہیگا، یونیورسٹی کی نظامت مجھکو دیتے ہین، مشاہرہ بھی معقول ہے، لیکن اب کسی کے آگے کیا سر جھکاؤن، الندوہ اب ہمیشہ اسی مطبع مین چھپیگا، ندویت آپ کی سمجھ مین نہین آتی لیکن انصاف کیجیے جن لوگون کی آپ قدردانی کرتے ہین وہ کس کان کے جوہر ہین، کالج کے، یا ندوہ کے، آئندہ اگر ایسی لوگون کی ضرورت نہین تو اور بات ہی" بمبئی کی زندہ دلی،، مین سمجھتا تھا کہ آپ نے اسپر نوٹس لیا ہوگا آج یقین ہوا کہ جو رہ گیا تھا، جس فتح کی آپ نے بشارت دی ہی، نئی نہین، ولایت، ان فاتحون کا جولانگاہ رہ چکا ہی، یورپ با این تہذیب سال بھر مین ایک دن پاگل ہوجاتا ہی، بمبئی کے دن اسی دن کے سلسلہ مین شامل ہین،

افسوس ہے یہان کے قیام تک، الندوہ اور شعر العجم سے غیر حاضر رہونگا،

یہان ایک کتاب فنون جنگ پر ہاتھ آئی لیکن نہایت قدیم تصنیف ہی اور قدیم الخط ہے، پڑھی بہت کم جاتی ہی، اور اس قابل نہین کہ عربی سے اردو مین آسکے، والتسلیم

شبلی، حیدرآباد بذریعہ معتمد صاحب عدالت وکوتوالی۔

۳ جولائی ۱۹۰۷ء

(۴۸)

مکرمی! یہان مجھکو بہت دیر ہوئی جاتی ہے، اور مین گھبرا جاتا ہون، ایک دن کا کام یہان مہینون مین ہوتا ہی، یونیورسٹی کے لئے سب سامان مہیا ہین لیکن آدمی نہین اور آدمی جو تو سازشون کی وجہ سے کچھ نہین کرسکتا، مین ملازمت تو کسی طرح نہ کرون گا، البتہ اگر سامان اچھے ہوئے تو برس دو برس رہ کر کام کو چلا دونگا کہ آئندہ چلتا رہے، آپکے قاضی صاحب یہان کے کام کے نہین، عربی مین وہ بالغ الاستعداد نہین، عربی کا ایم، اے ہونا بہ جوے نمی ارزد، اگر انھون نے بی، اے مین سائنس لیا ہو تو ان کی کافی قدردانی ہو سکتی ہے

عمادی امرتسر چل دئیے مین یہان ہون، خدا کے لئے فوراً کوئی مضمون الندوہ کے لئے عنایت فرمائے، براون کی کتاب کا اقتباس یا ترجمہ آپ آسانی سے بھیج سکتے ہین ٹرکی پارلمنٹ تو خارج از وہم چیز ہے، کچھ دن گذرین تو اس خواب کی تعبیر معلوم ہو،

یہان ایک کتاب آلات حرب وغیرہ پر عجیب غریب دیکھی، تیسری صدی ہجری کی تصنیف ہی، دستہ گل کی کم مایگی پر افسوس آتا ہی بمبئی پہنچون تو کچھ پھول اور ہاتھ آئین، افسران تعلیم بار بار ندوہ کا معائنہ کر رہے ہین اور مکاتبات کا سلسلہ قائم ہے دیکھیے

کہان تک ہمت کرتے، فرید وجدی کا نمبر نکلا، تو فوٹو بھی ہات آیا، الندوہ مین آپ بھی دیکھئے گا

لیکن لفظی تصویر، شبلی حیدرآباد، ۹- اگست ۱۳ء

(۴۹)

مکرمی، عنایت نامہ پہنچا، دیکھئے کاغذی نوٹ کب آتا ہی،

آلات الحرب کا مختصر تذکرہ، آلاتِ حرب کے چند نقشون کے ساتھ الندوہ مین نکلیگا،

فرید وجدی کا دو حرفہ تذکرہ ہی اور کچھ نہین، افسوس ہے کہ الندوہ مین فوٹو نہین نکل سکتا، صورت تو نہین لیکن وضع وہی ہی جو ہمارے کرم فرما (مسٹر مہدی) کی ہی، نارمل اسکول مین قاضی صاحب ضرور لے لئے جاتے لیکن وہ ٹریننگ کے تعلیم یافتہ نہین، پایونیر مین یہ قید غلطی سے رہ گئی، معتمد تعلیمات سے تفصیلی گفتگو آچکی ہے،

اب کا الندوہ بالکل ٹھوس ہے، اگلے پرچہ مین کفارہ ہوگا،

ٹرکی کی جدید زندگی نے اس کے ہواخواہون کو مخمور کردیا ہی، کیا بتاؤن عربی اخبارات مین آج کل کیا نشہ ہوتا ہی، سو سو دفعہ پڑھتا ہون اور سیر نہین ہوتا، آپ کو مبارک ہو کہ آزادی کے جو جلوس نکلے، ان مین بیس ہزار کی جمعیت کا ایک کمانڈر، ایک جنس لطیف تھی،

اس فوج کا کیا عالم ہوگا! جو قدرتی اور نیچرل فاتح القلوب ہین ان کی سپہ سالاری کیا قیامت ڈالیگی، یاد رکھئیگا ایران اور ٹرکی کی پارلیمنٹ، یورپ کا اثر نہین، گو توارد ہے، امرھم شوریٰ کا سبق مسلمانون کو اب یاد آیا، اور چونکہ گھر کی چیز تھی کسی کے نکسیر تک نہ پھوٹی، خدا کی قسم، یہ جوش، یہ صداقت، یہ مسرت، یہ اعتدال، دنیا کی تاریخ دکھائیگی تو اسلام ہی کے آئینہ مین

دکھائیگی، خیال فرمائے، آٹھ لاکھ آدمیون کا دربار قسطنطنیہ مین کوہ شکن موجین لے رہا تھا اور ایک تنکے کا بال بیکا نہ ہوا، معاویہ کے گناہون کا کفارہ عبدالحمید نے ادا کیا،

ندوہ کو گورنمنٹ نے نہایت خوش منظر اور وسیع زمین دی، اب بنیاد قائم ہوگئی عمارت بنی اور سب کچھ ہوگیا، شکریہ اور دیگر ضروری کارروائیون کی شرکت کیلئے فوراً حیدرآباد سے آنا پڑا، اور اب پھر جانا ہی، پرسون یہان شکریہ کا عام جلسہ ہے کمشنر وغیرہ شریک ہونگے،

شعرالعجم کا دوسرا اور تیسرا حصہ بھی قریب الختم ہے، ۲۲، ۲۲ صفحون کی کاپیان بھی مطبع سے آچکین، اور لکھتا، لیکن ایک جنس لطیف کا خط سامنے ہی اور جواب لکھنا ہے،

اس فرعونیت کو دیکھئے کہ ان شاہنشاہون کو بھی ابتدائً نہین لکھتا پھر آپکو شکایت کا کیا موقع،

شبلی۔ لکھنؤ، ۲۸ اگست سنہ ء

(۵۰)

مجبی: مجھکو بڑی شکایت تھی کہ آپ الہ آباد مین ہین اور بات نہین آتے آج معلوم ہوا کہ گورکھپور رقیب نکلا، لکھنؤ سے اطلاع آئی کہ ہز آنر نے سنگ بنیاد رکھنا منظور کرلیا، فوراً آنا پڑا کہ زمانہ کم اور کام بہت ہین، آپ کو بھی تکلیف کرنی ہوگی، پاکٹ بک مین ۲۸ نومبر کہین چڑھا لیجیے گا، ٹرکی کے ہاتھ سے برائے نام چند صوبے نکل گئے، بلگریا مدت سے آزاد تھا، عبدالحمید کی دھاک کے سامنے ہمت نہین پڑتی تھی، خیر یہ نظر بد کا اسپند ہے، اندرونی حالت کی درستی کے بعد یہ ریزے پھر ہاتھ آجائینگے، ینگ ٹرک اس نکتہ کو خوب سمجھتے ہین، ورنہ کچھ دنون آپ اور جوان رہتے، سبحان اللہ تو گویا اب جوان ہون، اور اگر اب جوان ہون تو قسم لیجیے جو مرتے دم

تک بوڑھا ہون، ع آن قدر عشق بو زرم کہ جوان گردم باز

حال مین خیر مقدم لکھا، ۹ اکتوبر کو لوگ بمبئی آگئے، لیکن خیر مقدم مین جہان جہان اصلی

رنگ ابھرا تھا، ان پر سیاہی پھیر دی، دو شعر آپ بھی سن لیجیے،

شیشہ ہاے دل عشاق بچینید ز راہ | گر گزندش رسد از در نہ پامی آید

مژہ نید آب بہ خاکِ سر راہش کین کار | شیوۂ ہست کہ از دیدۂ ما می آید

شبلی، ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۸ء

(۵۱)

استغفر اللہ! وہ تو کسی بیجا پا لولی کی تصویر ہے، آپکے حسن ظن کی داد دیتا ہون، اس مذاق

کا آدمی، شعر العجم لکھ چکا،

شبلی، ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء

(۵۲)

افتتاحی جلسہ ۲۸ کی شام کو ہوگا، شعر العجم کے دیباچہ مین پہلے ہی لکھدیا ہے، لیکن تنقید

بہت کچھ ان حصّون مین بھی ہی، بلکہ زیادہ ہے، بمبئی کا مہمان آج کل حسن اتفاق سے بہن ہے

یہ لفظ یعنی اسکا پہلا جزء کبھی اس سے عمدہ موقع پر استعمال نہین ہوا ہوگا، لیکن بدقسمتی دیکھیے

کہ ندوہ کے بدمزہ کامون نے دماغ کو اسقدر ابتر کر دیا ہے کہ ایسے موقع سے بھی فائدہ نہین اٹھا

سکتا، نہ وقت نہ دماغ، حسرت کا بھی اس سے بڑھکر منظر دنیا نے نہ دیکھا ہوگا، ان صحبتون مین

لہ مولانا نے کسی شخص کے حسن وجمال کی تعریف کی تھی، اتفاقاً اسکی ایک نقلی تصویر مکتوب الیہ کو ہاتھ لگی اور وہ ان کے پاس بھیجی، اسپر مولانا جھلا کر لکھتے ہین،

اسکی قابلیتون کے حیرت انگیز پہلو نظر سے گذر رہے ہین، اردو، فارسی، انگریزی، فرنچ، زباندانی مصوری، نقشہ کشی، پالٹیکس، قوت تحریر "آنچہ عالم ہمہ می داشت تو تنہا داری"، افسوس غیرت اور محبت کی کشاکش تھی ورنہ آپ بھی وہ دیکھتے جو مین کہتا ہون،

شبلی، ۲۴ نومبر سنہ ۱۳ء

(۵۴)

مجھی، ندوہ کے بد مزہ اشتغال نے دل اور آنکھون کو اپنا کام کب کرنے دیا کہ کچھ دیکھتا دکھاتا اب تک وہ خمار نہین اترا، سو سو طرح چاہتا ہون کہ اس دام سے دو دن کیلئے بھی چھوٹ سکون لیکن اور زیادہ الجھ جاتا ہون، ٹرکی کی ارتقائی حالت کی نسبت، سلطان جمال کی راے بالکل عام دنیا کے مخالف ہی یہان بھی یکتائی کی شان ہے، اُن کا خیال بلکہ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ ٹرکی، ایک یورپین طاقت کا بازیچہ ہے، اور یہ پتلیان صرف بیرونی تارون پر حرکت کرتی ہین، جدید قرض نے اپنا جان ستانی کا کام انجام دیا ہی اور دیتا جاتا ہے،

لیکن باوجود اس عبودیت کے، اس مسلہ مین مین ابتک صاحب ایمان نہین۔ یہ ضرور نہین کہ "سیاست" اور "حسن" کا ایک ہی فرمانروا ہو،

شعر العجم اب میرے نہین بلکہ امراض موسمی کے ہات مین ہی، مطبع والے بیکار پڑے ہین گو دو ہی چار دن کا کام رہ گیا ہی، ممکن ہے کہ آپ جلد مل سکون، ادھر سے بھی ایک راستہ ہی بوئے گل جدید غزلون کا مجموعہ جلد تر آپ کے ہات مین ہوگا،

شبلی، الہ آباد ۲۴- دسمبر سنہ ۱۳ء

(۵۴)

ابھی غلطنامہ اور فہرست مضامین باقی ہے، ذرا اور ٹھہرئے، آج کل کامون کا اس قدر ہجوم ہے کہ اس کی طیاری مین بھی ہفتون کی دیر ہو جائیگی، بوئے گل جلد بھیجتا ہون،

شبلی نعمانی، ۲۸ اپریل ۱۹۰۹ء

(۵۵)

مکرمی! مین اعظم گڈھ مین ہون، اس لئے میرے پتہ سے کسی کو خط نہ لکھئے، تلمذ حسین کی امانت کا بار مجھکو اوٹھانا پڑا،

بوئے گل کی نسبت تمام اہل نظر کی رائے ہی کہ دستہ گل اور اس مین جذب وسلوک کا فرق ہے، واقعی دونون کے شان نزول اسی قدر مختلف ہین جس قدر دونون کے جوش اور سرمستی مین فرق ہے، ایک شعر مین خود یہ راز کھل پڑا ہے،

یا جگرکاوی آن نشتر مژگان کم شد | یا کہ خود زخم مرا لذتِ آزار نماند

لیکن مولانا حالی، سب سے مختلف الرائے ہین، وہ بوئے گل کو حال بتاتے ہین اور دستہ گل کو قال ع بہ بین تفاوت الخ

آپ کی متعصب مولویون سے بالی لڑائی ٹری جلسہ انتظامیہ مین نائب سکرٹری ندوہ نے جو اپنے آپ کو سکرٹری کہتے اور لکھتے ہین تجویز پیش کی کہ شبلی الگ کر دیا جاے، یعنی اس کا عہدہ ہی توڑ ڈالا جاے، یاران قدیم علی گڈھ نے طعنہ دیا کہ اور مولویون مین گھسو، مین نے کہا مین نے یہ سمجھ کر میدان مین قدم رکھا تھا، بہرحال یہ لوگ نہ ہوتے تو ندوہ کی حاجت

ہی کیا تھی، یہ لوگ تو میرے دعوے کیلئے بیان تحریری ہین، قاضی صاحب آ تو گئے، دیکھئے ہم
ہم لوگون مین رہ کر ہم سے بنتے ہین، یا اپنا سا بناتے ہین، دو چار روز بعد لکھنؤ واپس جاؤنگا،
مدت کے بعد گھر کی صورت دیکھی ہے،

شبلی، ۱۰ مئی سنہ ء

(۵۶)

مکرمی، آپ میرے جس دوست کے پولیٹکل خیالات کے قدردان ہین اور جس کا حوالہ آپ
نے ٹرکی کی موجودہ انقلاب مین دیا تھا، اس کے ایک خط کی (جو ابھی میرے نام آیا) یہ الفاظ ہین
"کانفرس اور مسلم لیگ سخت ڈھکوسلے ہین بزدل اور جاہل لوگون کے، انگریز جس قدر مسلمانونکو
بناتے ہین اسی قدر یہ بنتے جاتے ہین" اصل تحریر محفوظ ہی کبھی موقع ہوگا تو دیکھئے گا،
عبدالحمید جس نے ۲۵ برس تک یورپ کی پالیٹکس کے اوراق کا تاش کھیلا ہے، اسکی
اور ینگ ٹرک کی نسبت میرے دوست کی رائے صحیح ہی تو شائد کم وقعت فرقۂ جدیدہ ہند کی
نسبت بھی اس کی رائے قابل وقعت ہوگی، مین تو بخدا ان فقرون پر ایمان رکھتا ہون، گو کافر
کے منھ سے نکلے ہین، .... مین ایک گرل اسکول مع بورڈنگ قائم ہوا ہے، جس کا
سکرٹری اور منیجر وہی سابق الذکر شخص ہے، اس معرکہ گاہ کی تعلیم یافتہ دنیا مین کیا کام کرینگی،
آپ ہی اس کا اندازہ کرسکتے،

شبلی

کلکتہ، ۳ جون سنہ ۱۹۰۹ء

۵۷

قدر فزاے من، بخط نہین لکھتا، بلکہ جاگیر کا ٹکس ادا کر رہا ہون،
بڑے ضبط کا کام ہے کہ اچھے کاغذ کے ہوتے باقی لوگون کو معمولی کاغذ پر خط لکھون اور
اس لئے لکھون کہ یہ اورکسی کی امانت ہی، تاہم اب تک اس معنوی پیمان پر قائم ہون اور صرف
ایک ایسے موقع پر ٹوٹا ہے جسکی آپ بھی صرف اجازت نہین بلکہ حکم دینے کیلئے آمادہ ہون گے،
دکن کی "بجلی" پھر لکھنؤ پر گرنے والی ہے، شعر العجم کے حصہ دوم کے بھی ۱۰۴ صفحے چھپ چکے
سو صفحے اور ہون گے خیام کا جبر مقابلہ یورپ نے آج سے ۵۰ برس پہلے چھاپا تھا، ہمکو آج ملا، ادر
مولویون کو شاید قیامت مین، خیام اس فن مین رؤس مسائل کا موجد ہے، فرنچ مین ترجمہ اور تقریظ
بھی ہی، ایک ضروری کام آگیا ورنہ کاغذ کی روسیاہی کچھ اور بڑھتی، والتسلیم

شبلی، ۱۲- اگست سنہ ۶، لکھنؤ

(۵۸)

قدر افزاے من، مین تو جواب سے مایوس ہو چلا تھا، اگرچہ یہ خوشی بھی تھی کہ نیابت نے تحصیلداری
کی جگہ لے لی، اس لئے کام سے فرصت نہین، تیموری تمدن کو آپ صاف ٹال گئے، گویا کوئی چیز
نہین لیکن ہندؤن کے دل سے پوچھئے،............ اتنی دیانت تو ہو، دوسرے[۱] حصہ
کے صرف ۵۰ صفحے رہ گئے ہین لیکن یہ صرف،، کیا معلوم کتنا وقت لین صلاے[۲] عام مین اسکے سوا کوئی
بات نہین کہ ایک ہی بات کو سو سو دفعہ لکھ سکتا ہی، سرمایہ کچھ نہین، خالی باتون سے کیا ہوتا ہے،

---

[۱] شعر العجم کے دوسرے حصہ کی[۲] رسالہ صلاے عام دہلی پر نقد،

آپ کے احرام جدید کی داد دون یا رشک کرون، ہان بمبئی جاتا ہون، شرط یہ ہی کہ خود گاڑی تک آکر لواجائین، کچھ ایسی بڑی بات نہین، کوئی کیون رشک کرے، قاضی صاحب ہمارے کام کے آدمی نکلے، نیچا سنتے ہوتے تو خوش صحبت بھی تھے، جوان ہوتا تو ان سے باتین کرلیتا، بڑھاپے مین اونچان دینا ذرا مشکل ہے، ایک ماہوار رسالہ نکالنا چاہتے ہین وہ بھی پولیٹکل، علی گڈھ کی خدائی کا بھی ڈر نہین، بارہ دن سے شدید ترکام مین مبتلا ہون خیام کا جبر مقابلہ ہات آیا لیکن یورپ کی بدولت، مختصر سا نوٹ الندوہ مین ملیگا۔ اور لکھتا لیکن ہات مین لغزش ہے، سطرین کج ہوئی جاتی ہین،

شبلی ۱۲ ستمبر ۱۹۰۹ء

(۵۹)

قدر افزاے من! مدت کے بعد آپ کے دربار مین حاضر ہوتا ہون بمبئی سے اب کے بالکل خالی ہات آیا، ایک غزل کا سرمایہ بھی نہ ہوسکا، اس شکایت مین ایک غزل لکھی وہ بھی وہان سے نکل کر، مقطع یہ ہی، ہر چند غلط نیست کہ شبلی دل و دین باخت، این حرف ولے مصلحت آمیز نبودہ است

ندوہ کی طرف سے ذرا اطمینان ہوا، اور اب چاہون تو ایک آدھ مہینہ باہر رہ سکتا ہون الہ آباد بلائے تو آجاؤن لیکن شرط یہ ہے کہ بمبئی کا نعم البدل نہ سہی، برابر سرابر تو ہو، کیا امید ہو سکتی ہے، شعر العجم کے دونون حصے طبع ہوچکے لیکن صاحب مطبع دیوالہ نکال کر کتابین دبا لینا چاہتا ہے کل خاص آدمی علی گڈھ بھیجا ہے کہ جو کچھ ہات آے اسپر قبضہ کرلے،

۱؎ دوسری شادی ۲؎ قاضی تلمذ حسین صاحب ایم، اے دار العلوم ندوہ مین آگئے وہ ذرا اونچا سنتے ہین،

صلائے عام کے ساتھ آپ کی حد سے زیادہ خوش اعتقادی دیکھ کر بے اعتقادی پیدا ہو چلی، کہ آپ مشرک نکلے، ہندوستان بھر مین آپ کی نقادی کا جواب نہ تھا، لیکن کیا اب بھی!

نعمانی، ۴ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۶۰)

پایہ افزاے من. دلّی جا رہا ہون اور کامون کا ہجوم ہے، اس لئے خط نہین بلکہ رسید لکھتا ہون، عیسائی اگر حضرت عیسیٰ کو پیغمبر مانتے تو کیا شکایت تھی، گفتگو تو خدائی مین ہے، صلائے عام کو آپنے نبی درجہ دیا، اس لئے لوگون کو تعجب ہوا، ہم لوگون کا بھی دل اور زبان دو نہین لیکن دل ہی زبان ہے، حصہ دوم بھی جلد پہنچیگا، شروانی نے بھی ریویو کا قلم ہات مین لیا ہی لیکن یہ ظاہر ہے کہ مہدی کی شوخیان کہان، آپ کا عطیہ ختم نہین ہوا، لیکن یہانتک پہنچکر اس کا خیال آیا، اب کے یون ہی سہی، آئندہ کسر نکل جائیگی، یعنی دلی سے آکر،

شبلی، ۲۶ جنوری ۱۹۱۰ء ندوہ

(۶۱)

مکرمی، مین دورہ مین ہون، آج ۴ بجے لکچر ہے، کل دلّی جاؤنگا، اور تا جلسہ وہین رہونگا، مطبع مجتبائی کے پتہ سے مجھکو خط ملسکتا ہے،

الناظر کا مضمون [۱]..... کا ہی، جو کالج کے بی، اے اور میرے شاگرد ہین، اُن کی مدت سے

[۱] رسالہ الناظر لکھنؤ مین ایک طالب علم کے نام سے الکلام پر بلکہ مسلمانون کے علم کلام پر بلکہ خود مذہب پر ریویو نکلا تھا، مولانا کا جدھر خیال گیا وہ صحیح نہ تھا،

مجھ پر عنایت ہے، تاہم شاگردی کا اتنا پاس ہے کہ جب کچھ لکھتے ہیں تو نام بدل دیتے ہیں، پہلے نقاد تھے، اب طالب العلم بنگئے ہیں، کیا آپ دلی نہ آینگے، قصر ایوان سے کبھی سیری نہین ہوتی کہ کبھی کبھی جھونپڑون کی طرف بھی نگاہ اوٹھا لیجیے، شعر العجم کا تیسرا حصہ بھی اخیر ماہ تک نکل جائیگا یہ شاید دونون حصون سے زیادہ دلچسپ رہے، گو مجھکو دلچسپی کی پروا نہین ہوتی، ایک عزیز نے جو میرا سخت معتقد ہے لکھا کہ تمام کتاب پڑھ ڈالی جو ایک حرف بھی سمجھا ہو،

شبلی، ۱۱ر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء، مراد آباد

(۶۲)

مین دو تین دن ہوئے کلکتہ سے واپس آیا، گلابی رنگ چوتھے حصہ کے لئے موزون ہوگا آج کل ہومر پڑھ رہا ہون، اتنا تو نہین جس قدر یورپ نے داد دی ہے، مترجم نے اکثر جگہ اشعار عرب سے موازنہ کیا ہے، چوتھا حصہ لکھ رہا ہون، آپنے انگریزی مین شاعری پر کسی کتاب یا مضمون کا پتہ نہین دیا،

شبلی، ۱۵ر جون سنہ ۱۹۱۰ء، الہ آباد

(۶۳)

سلام علیکم،

شبلی، از الہ آباد، ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

(۶۴)

مکرمی، میری نسبت آپ کا دعوے عموم خود مجھکو بھی تسلیم ہے، لیکن بمبئی کی سی فیاضی کہان تحریر کی بے پردگی سے مجھکو حسن ظن نہین پیدا ہو سکتا، امتحان کیلئے مین خود اکبر پور آنیکے لئے طیار ہون

شعر العجم صرف ۱۰۰ صفحون تک چھپی ہے، تین سو باقی ہین، مطبعون کی بدعہدی سے کچھ نہین کہسکتا کہ کب تک طیار ہوجائیگی، مطبوعہ اجزا کہئے تو بھیجدون، ابھی تک صرف شاعری کی حقیقت سے بحث ہے، چھپنے کی دقت کی وجہ سے مقالات مین بہت اختصار کردیا گیا، ورنہ برسون گذرجاے اسکو دیکھئے کہ اشتہار ہوچکا لیکن کتاب اب تک طیار نہین، جرجی زیدان کی تنقید اردو مین کچھ نہین اصل مخاطب عرب تھا، اس لئے عربی زبان مین تمام زور صرف ہوا، سو صفحہ کی کتاب ہوگئی اور لٹریچر بھی ایسا ہی کہ مصر والے بھی ہندوستان کو کچھ چیز سمجھینگے، وہان کے اخبارات مین ریویو نکلے گا تو آپ کو مطلع کرون گا، دلی کی طیاریان ہین، ارادہ نہ تھا، ایک خاص وجہ سے جانا پڑا، بمبئی مین آپ کی جو غزلین لکھین پھیکی رہین، جوش کا سامان نہ تھا، ترکون نے دکھادیا کہ

بھاری ہون لاغری مین بھی تنہا ہزار پر نالون سے عندلیب کو مین نے دبالیا

(ہزار بلبل کو بھی کہتے ہین)، عربی اخبارات آج کل پڑھنے کے قابل ہوتے ہین،

شبلی، ۲۲ نومبر ۱۹۱۱ء لکھنؤ

(۶۵)

آپ کو تحصیلداری کی مبارکباد ر و در رو دینا چاہتا ہون،

شبلی، الہ آباد، ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

(۶۶)

بایہ افزاے من. خط کا جواب لکھ کر فوراً مشرق کے مطالعہ مین مصروف[۱] ہوگیا نہ صرف

---

[۱] کسی بے درد نے شعر العجم پر تنقید بلکہ تنقیص لکھی تھی مکتوب الیہ نے مشرق گورکھپور مین اس کا جواب لکھا تھا،

شعر العجم کے شائع شدہ حصّون کی محنت وصول ہوئی بلکہ چوتھے حصّہ کی قیمت بھی پیشگی مل گئی، کاش شعر العجم کے مصنف کو ایسے دو فقرے لکھنے بھی نصیب ہو سکتے دائرہ ادبیہ کا لکھنے والا شبلی کا معتقد ہو یقین کرنے کی بات نہین،

نعمانی، ۱۴ دسمبر ۱۹۱۰ء

(۶۷)

آن راز کہ در سینہ نہان است نہ وعظ است　　بر دار توان گفت و بہ منبر نتوان گفت

چشم براہ شبلی، ۱۴ دسمبر ۱۹۱۰ء

(۶۸)

البشیر نے عمر بھر مین یہ پہلی دفعہ ہے کہ اپنے نام کو اسم با مسمیٰ ثابت کیا یعنی آپ کے تمغہ کی بشارت دی، آپ کو ہندوستان نے نہین پہچانا تو کیا ہوا جرمن کی نکتہ سنجی کا کون منکر ہو سکتا ہے، اسپر مجھکو میرے احباب مبارکباد دے رہے ہین، آپ بھی شریک ہون،

شبلی، ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء

(۶۹)

مکرمی، تسلیم تعمیل فرمایش کے وجوب کے لئے حسن کی نافذالامری سے کسکو انکار ہو سکتا ہی لیکن اب ایمان بالغیب کا زمانہ نہین، جو ترکیب آپنے قائم کی ہی وہ فارسی کے اسلوب مین نہین کھپ سکتی، اسلئے ذرا تغیر کرنا پڑا، شعر العجم کو پنجاب یونیورسٹی نے ۱۹۱۰ء کی بہترین تصانیف قرار

۱؎ مکتوب الیہ کے ایک مضمون کی طرف اشارہ ہی،

دیگر انعام موعودہ ۵۰۰ ا میرے پاس بھیجدیا، ع لیکن نہین خواہان کوئی وان جنس گران کا،
غزل کدہ بمبئی مین آگیا ہون لیکن افسوس ہے کہ ابھی آب وہوا مین وہ زور نہین آیا، غزلین ہوئی
ہین لیکن ابھی کسی پرچہ مین ایک آدھ غزل شاید نکلے چوتھا حصہ بطبع مین گیا، گو ابھی ناتمام ہے
شاہنامہ کا فرنچ ترجمہ سات جلدون مین ملا، پانسو قیمت ہے،

شبلی، انگلیر روڈ، بالن جی ہوٹل، بمبئی ۲۰ جون ۱۱ء

درکارِ عشق دیدہ وری شرط بودہ است — تازہ ہر کس نظر کشود، و تماشا بہ ما رسید

(۷۰)

آپ تو پردۂ نسوان کے مخالف تھے، اور اسپر عمل بھی فرمایا لیکن تلافی یہ کی کہ مردون کو پردہ
مین بٹھادیا، اس صورت سے مجھکو بھی اختلاف نہین، بات ایک ہی ہے، مقالات ایک ہفتہ مین اور
عالمگیر کل مرسل ہوگا،

شبلی، ۱۴ نومبر ۱۱ء، کانپور

(۷۱)

مکرمی، تسلیم، شعر العجم کمبخت سمیٹی نہین سمٹتی، چوتھا حصہ بھی اسکو تمام نہ کرسکا، ۴۰۰ صفحون
پر یہ جلد تمام کردی، اب ذرا دستانون، سیرت نبوی کی طیاریان ہین لیکن ۵ ہزار کا تخمینہ ہے،
پانچ کروڑ کے لیئے یہ رقم گران تو نہین، مین وقف اولاد کا ڈپوٹیشن لیکر کلکتہ جا رہا تھا، ہوم ممبر چلدیئے
اب شاید تاریخ بدل جاے، اجلسہ سالانہ ندوہ اپریل مین ہے اسکے خاص طیاریان ہین ڈاکٹر اقبال
اور اور قابل لوگون کو بلایا ہے، ایک ایم اے ہندو مسلمانون کے انسائکلو پیڈیا پر مضمون پڑھیگا
اور دلچسپی کے سامان ہین، عالم بالا یعنی آپکے معبود ادب کی قدردانی تو دد عالمگیر کے ریویو، مین آپنے

دیکھی ہوگی ذلک مبلغھم، اردو کی قسمت کا فیصلہ فروری مین ہوگا، پنڈت سندرلال وغیرہ سے مقابلہ ہے مسٹر برن بھی اُدھر ہی ہین، میری یادداشت پر جلسہ ملتوی ہوگیا تھا اب لکھکر بھیجدی، اردو کو ہندی کرنا چاہتے ہین[1] یعنی آدمی کو بندر علی زعم ڈارون، کیا اکبر پور کی زیارت کو آؤن،

شبلی، ۱۶ جنوری ۱۹۱۲ء

(۷۲)

شعرالعجم فروری مین نکل جائیگی لیکن دروغ وراست برگردن صوفی (قادر علیخان آگرہ) مقالات کے ایک آدھ جز باقی ہین، مین آج کل جلسہ سالانہ ندوہ مین اسقدر مشغول ہون کہ کسی کام کی مہلت نہین، جرجی زیدان کا رد عربی زبان مین، المنار کے پاس بھیجدیا تھا، جو وہان کے مشہور عالم اور رفارمر ہین، بہت شکریہ ادا کیا ہے اور لکھا ہے کہ مین نے یہان کے علما سے پہلے تحریک کی تھی لیکن لوگون کو ہمت نہ ہوئی، اب وہ المنار مین چھپیگا، الہ آباد آجایئے تو آؤن، چھوٹی بھاوج کو سلام یا دعا جو ان کو پسند ہو،

نعمانی ۸ فروری ۱۹۱۲ء

(۷۳)

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، سیرت نبوی جو زیر تصنیف ہے، مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرتؐ کے متعلق لکھا ہے اس سے پوری واقفیت حاصل کیجائے تاکہ ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت الزامی کے طور پر پیش کئے جائین اور جہان انہون نے غلطیان اور بددیانتیان کی ہین نہایت زور و قوت کے ساتھ ان کی پردہ دری کی جائے،

اس بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہین جو آنحضرتؐ کے متعلق تصنیف

[1] یعنی ہندی انجمن یا سبھا [illegible]

[2] یہ جو [illegible] بھیجا [illegible]

ہو چکی ہین لیکن ان سب کا اردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہے اس لئے یہ راے قرار پائی ہی، کہ جن صاحبون کو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجدی جاے، وہ مطالعہ فرماکر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین، اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جاے اس بنا پر آپ سے درخواست ہی کہ کیا آپ بھی اس کام مین حصّہ لینا پسند فرمائینگے،

شبلی نعمانی

(۷۴)

"جناب،، اور "پیارے،، کی خوش ترکیبی کی داد قبول فرمائے، شعر العجم وغیرہ اب بالاے طاق، سیرت نبوی کے لئے بمبئی آیا ہون کہ یکسوی سے کام ہو، سید سلیمان اور پورا اسٹاف یہین آئیگا، ایک لائق گریجویٹ بھی یہین رہی تو بہت چاہا کہ آپ رخصت لیکر بمبئی آجائے، تمام مصارف دفتر کے ذمہ، انگریزی تصنیفات متعلق سیرت نبوی دیکھئے اور ان کے ترجمہ یا اقتباسات دیجئے پھر خیال ہوا کہ یہ درخواست قبول نہ ہوگی،

شبلی، از چمن زار بمبئی، پالن جی ہوٹل،

(۷۵)

مین سفر مین تھا، حیدرآباد سے بہت دیر مین تعمیل ہوتی ہے، کتابین اب ڈیوٹی (کالج علی گڈھ) مین آگئی ہین، وہان سے منگوا لیجئے، شبلی، بنارس، ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء

(۷۶)

مکرمی! تسلیم، ناحق آپ نے اچھا کاغذ بھیجا، ضعف بصر کی وجہ سے اب لکھا نہین جاتا،

مجھکو رنج تھا کہ اب آپ قابل خطاب بھی نہین سمجھتے، بمبئی اور الہ آباد دونون صدا مین بیکار گئین

سیرت مین نہایت تنقید اور جان فشانی سے کام لے رہا ہون، اس لئے ہفتون مین دو تین صفحے کا

سامان ہاتھ آتا ہے، سال اول ہجرت لکھ چکا ہون لیکن ابھی نقش اول ہے نظر ثانی مین کچھ سے کچھ

ہوجائیگا، بعض نہایت سخت مرحلے طے ہو گئے،

شعر العجم اب کہان، ایک آنکھ مین پانی اتر آیا، دوسری بھی ضعیف ہوگئی، سیرت پر خاتمہ ہوجائے

تو یہ حسن خاتمہ ہے، قرآن مین ہے کہ یہودی ذلیل و خوار بنا دیے گئے، لیکن کیا ۵ دسمبر ۱۲ء کی ابد

بھی جس دن کہ ...... ایک یہودی کو ہاتھ آئی، مشہور کیا گیا ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا، اس لئے

تو نہین کہ ۶ مین ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہوگیا، خیر ۶ سبحہ را زنار کردست وکند،

بڑے دن مین ضرور آئے، کمرہ کے برابر کمرہ لے لیا ہے، اس قدر خوش فضا کہ بمبئی مین

بھی جواب نہین، وہ بالکل خالی رہیگا، شاید آزاد آئین تب بھی حرج نہین "دیوانے دو"

حرم سے گو ابتک نا محرم ہون لیکن ایمان بالغیب کا سلام کہدیجئے، بلقان پر نظم لکھی تھی

دیکھی ہوگی اب زیادہ کاغذ (اور وہ بھی اچھا) کیا خراب کرون،

شبلی، ۱۳ دسمبر ۱۹۱۲ء

(۷۷)

الہ آباد آگیا ہون، ہنڈیہ آنے کا خیال ہے لیکن ابھی خیالی ہے، روانگی کے کیا اوقات ہین

اور کس اسٹیشن سے، خود آکر لے چلیے تو کیا کہنا، چھوٹی بھاوج کو سلام،

شبلی، ۱۶ جنوری ۱۳ء

(٧٨)

قدرافزاے من! نیاز، کاغذ اور لفافہ کی نوازش تو خیر ایک نفاست پسندانہ جدت ہی لیکن ٹکٹ کا اضافہ تو صریحاً مخاطب کی کفایت شعاری کا احساس ہے،

واقعی سخت تعجب ہوا کہ آپ وعدہ کرکے میزبانی سے کترا گئے، خیر کوئی مصلحت ہوگی، سیرت ۹ سال سنہ ہجری تک پہنچگئی، لیکن یہ محض خاکہ ہی، نقش تک نہین، اب کہین الگ جاکر پورا کرتا ہون، یہان تو ہر وقت ناگوار صدائین کانون مین آتی رہتی ہین، دیکھئے آپ کی میزبانی کبھی نصیب ہوتی ہی یا نہین، کشاف[٥] کی ہزلیات جو کچھ ہون اسی طرف رکھئے، حسن ظن کو اتنا کیون بڑھاتے ہین، اور بڑھانا ہی تھا تو مطایبات کا لقب زیادہ موزون تھا، میری نسبت جو کچھ مشرق میں[٦] نکلا، نظر سے گذرا لیکن وہی شکایت تو آپ سے بھی ہی، دونون میری تصویر غلط کھینچتی ہین، ایک فرشتہ بناتا ہی، ایک دیو، لیکن ابھی تک تو مین انسان ہون، ترقی و تنزل کی وہ دونون منزلین ابھی آگے ہین، الہلال مین میری خاص نظمین اب چھپینگی، جن مین اخلاق عرب کے واقعات ہین ان کو دیکھئے گا محض تاریخی واقعات ہین انشاطرازی نہین،

شبلی، لکھنؤ، ۴ اپریل ١٩١٣ء

(٧٩)

مکرمی، تسلیم، قدرت نے آپ کی نفاست پسندی پر یہ ظلم کیا کہ آپ کا عنایت کردہ کاغذ اور لفافہ دونون گم ہوگئے، اناللہ

سیرت ابھی مطبع مین جانے کے قابل کہان ہی، نظرثانی ہو رہی ہی، اگر بیماری سے محفوظ رہا

[٥] اس زمانہ مین مولانا نے الہلال مین تذکیر بن [illegible] تلخی [illegible] سی تعریفین
[٦] مشرق مین مولانا کی نسبت ایک مضمون نکلا تھا،

تو شاید اپریل تک ہوجاے، آپ کی تحصیلداری کے ساتھ اضافہ منصب مین یہ مصلحت ہے کہ رشک نہ آے، خدا کا شکر ہے کہ میری اندرونی بدنفسیون کو استعمال کا موقع نہین ملتا، نقاد کا مضمون ماجد[51] میان نے دکھلایا تھا، آپ کے حسن ظن سے تو مدتون سے گرانبار ہون، لیکن آپ اسکو نہ چھپا سکے، کہ آپ نے مجھکو اپنے دربار کے قابل نہ سمجھا اور ماجد پر ٹالا[52] اور لطف یہ کہ ان کے دربار مین آپ سے زیادہ خوار ہون،

یہ بھی ظلم ہے کہ نذیر احمد افتخار عالم[53] کے حوالہ کئے جائین، یہ بڑی بے دردی ہی حقیقت یہ ہی کہ یہ عناصر اربعہ آپس مین ہی ایک دوسرے کے سوانح نگار بنتے تو سوانح نگاری کا حق ادا ہوتا،

اب تو خدا کے لئے بمبئی چلیے، تحصیلداری مین ایک مہینہ کی رخصت کچھ بڑی زیرباری نہین ہے، وہان کے سب مصارف میرے ذمہ، اس مین صرف ایک صرف مستثنیٰ ہی،

سید سلیمان کو مین نے پونا کالج مین پروفیسر مقرر کرادیا کہ مالی تقویت کے ساتھ، حوصلہ مندی بھی پیدا ہوگی، خواجہ کمال الدین لندن کو مسخر کر رہے ہین، آپ لوگون کو تو بہت تعجب ہوگا لیکن ابھی تو صرف اوچھے وار ہین، آئندہ اصلی حملہ آور بڑھینگے، تب دیکھئے گا، سر تو آتا ہی لیکن آپ یا بھاوج صاحب ہر دفعہ دامن بچا جاتے ہین،

ہم جیسے نفوس قدسیہ سے بھی پردہ! اور وہ بھی ساٹھ برس کے بعد،

شبلی، لکھنؤ، ۲۵ جنوری سنہ ۱۴ء

---

۵۱ مسٹر عبدالماجد بی، اے، ۵۲ نقاد آگرہ مین مکتوب الیہ نے عناصر اربعہ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا، جس مین حالی، آزاد، نذیر احمد اور شبلی کے لٹریچر پر ایک ایک شخص کو لکھنے کے لیے منتخب کیا تھا، ۵۳ منشی سید افتخار عالم صاحب مارہروی م

مولف حیات النذیر

(۵۲) اڈیٹر صاحب رسالہ زمانہ کانپور کے نام

۱- فارسی نثر و نظم مین بے شمار کتابین ہین کس کس کا نام لون مختلف مضامین کی جو کتابین بہترین تصانیف ہین، انمین سے بعض کتابون کے نام لکھتا ہون، شاہنامہ، یہ ایشیا کا ایلیڈ ہی عربی مین آجکل ایلیڈ کا ترجمہ چھپا ہی اور اسکی بلاغت اور نکات کو حواشی مین نہایت تفصیل سے لکھا ہی، یہ میرے پیش نظر ہی، اگر اس سے کچھ رائے قایم ہوسکتی ہی تو مین ہر حیثیت سے شاہنامہ کو اس سے بڑھکر پاتا ہون، شاہنامہ کی خوبیان مین نے شعر العجم حصہ ۴ کے لئے اٹھا رکھی تھین، اب تفصیل سے لکھ رہا ہون، غزل مین حافظ کا جواب نہین نثر مین گلستان اور فلسفیانہ شاعری مین مولانا روم اور سحابی کو مین سب سے زیادہ پسند کرتا ہون،

۲- اردو مین حیات سعدی، آب حیات، بعض تصانیف سر سید، توبۃ النصوح، دیوان غالب دیوان میر کو مین دل سے پسند کرتا ہون،

۳- تصانیف کا شوق ابتداءً مجھکو ان تاریخی تصنیفات کے دیکھنے سے ہوا تھا جو یورپ مین چھپی ہین اور ایک موقع پر مجھکو بہت سی یکجا مل گئی تھین جنکو مین نے پہلے نہین دیکھا تھا،

۴- میری سب سے پہلی تصنیف عربی زبان مین ایک چھوٹا رسالہ اسکات المعتدی نام ہی لیکن وہ چونکہ عربی زبان مین تھا اور ایک جزئی مسئلہ پر تھا، اس لئے وہ چندان شائع نہین ہوا، اسکے بعد سب سے پہلی تصنیف مسلمانون کی گذشتہ تعلیم ہے وہ بہت پھیلی اور بار بار چھپی،

مین اپنی تصنیفات مین الفاروق کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہون،

شبلی

(زمانہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء)

فارسی خطوط

(۱)

بگرامی خدمت جناب والد ماجد،

مراد و ماہ می گذرد کہ ترک وطن کردہ ام، و بہ بیگانگان بسر بردہ ام، بست و پنج روپیہ عنایت شدہ بود، سہ روپیہ بکرایہ یکہ از اعظم گڈھ تا جونپور رفت، ہفت روپیہ صرف ریل تا بہ سہارنپور رشد، و پنج روپیہ از آنجا تا بہ لاہور، دہ روپیہ باقی می ماند، اول کہ در اینجا رسیدم دو یک روپیہ بحوائج ضروریہ کہ در وقت قیام جائے پیش می آید صرف شد، و چون در اینجا جائے قیام نہ بود، مکانے بکرایہ یک روپیہ گرفتم، دو ماہ را دو روپیہ کرایہ سے شود، انچہ باقی می ماند بصرف طعام آمد، اگر انصاف رود بچندان کفایت بسر بردہ ام کہ بیش ازو متصور نیست، چون مزاج عالی اندکے برہمی داشت از تکلیف ارسالِ صرف باز ماندم، اکنون کار مشکل افتادہ است، دیگر چہ گویم تاخیر آزار تمام باعث خواہد بود،

حیدادب   شبلی نعمانی

۱۲۸۹ھ

ف مولانا کا سب سے پرانا خط جو مجھکو مل سکا ہے یہی ہے، یہ طالب علمی کا خط ہے جبکہ وہ ادب پڑھنے کو مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری عربی پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور کے پاس گئے ہیں، اس وقت تک اعظم گڈھ سے جونپور تک ریل بھی نہ تھی،

۲

اعلیٰ حضرت!

آداب، بخیریت ہستم و خیریت خواه مزاج اقدس، نامۂ والا رسید و کامروائے جان و دل گردید، در قریب روزگارے عریضۂ مع گلستان مطبوعۂ لندن ارسال خدمت کرده ام، اگر نه رسیده است از نارسائی بخت است، مرادرین میان جرمے نیست، تا چند روزے مدرسہ اینجا تعطیل خواہد یافت، تعطیل تا دوماه خواہد ماند،

حضرت استاذ[۵۲] بوطن خویش یعنی سہارنپور تشریف خواہند برد، اینقدر ناغہ نتوانکرد مراہم عزم سہارنپور است، دیگر ہرانچہ مرضی باشد، طرفہ تماشائے است عزیزی مہدی می نویسد کہ "جناب مولانا مولوی محمد فاروق صاحب در تعلیم بنده تساہلی بکار می برند" و جناب ممدوح مرانوشتہ اند کہ "عزیز مذکور را در تحصیل علم التفاتے نیست" خدائے داند ازین میان حق بجانب کیست، بجناب والده عرض آداب، و به برادر صاحب و حضرت منشی صاحب تسلیم، و لعزیزی محمد اسحاق سلام و دعا،

محمد شبلی عفی عنہ

(لاہور)

۳

جناب عم مکرم عم فیضہ، تسلیم و نیاز

روز دوشنبہ کہ از جنوری چہاردہم بود بعلیگڈھ رسیدم، و از زحمت سفر آرمیدم چون درین مدت از عزیزان ہیچ کس با من نہ بود کہ با و سخن پیوستمے، و در دو دلے گفتمی، غریب وحشتی

---

۵۲ مولانا فیض الحسن سہارنپوری، اُس وقت اورنٹیل کالج لاہور میں

روئے داد و گوناگون اندیشه‌ها بدامن خاطر درآویخت، همه آن سخنها که عزیزان در وطن بمن
میراندند بیاد آمد و دیده دل را بخونابه فشانی خواند۔ در دیده میگردد که انجمنے از یاران ساز پذیرفته
است و هر یکے از هر دری سخن پیوسته، تا سخن بدینجا رساند که بدین مایه برخورداری
که در علیگڈھ داری چونست که تن به رضا در داده، و دست از طلب باز داشته سر بفرمان
حاسدان نهاده، من گاہے خموشم، و وقتی در دفع این مطاعن می کوشم، که یاران انصاف
بالاے طاعت است چون زمام اختیار نه بدست من باشد، دیگر بر من خرده نتوان گرفت
من هم دانم که این کار دون درخور من نباشد و اگر پایهٔ از ارزش خویش فراتر آمده باشم می توانم گفت که آخر
لختی بسامان و قدرے ازین فراوان ترم بایست مگر چه کنم که والد قبله را جز بوکالت روئے و راہے نیست
و با این آزاده دلی اگر بوکالت نساخته باشم، در نظر انصاف مرا درین میانه گناہے نخواهد بود، در ظلِ والد قبله
هستیم همچنین خواهد بود، آه از آن هنگام که دولت روے گرداند و کار بدست من افتد و در آن آشوب دلی
برجاے ندارم و خواست و ناخواست روے بوکالت آرم[2]، و خویش را اندازه نه نهم و مردمان را بهرزه و لاف
فریب دهم، و این خواری بخویش در پذیرم، و هم بدین ذلت و خستگی جسد و شکم باز گیرم، هم درین اندیشه
میگداختم که میان محمد ابراهیم از در درآمدند، دل بایشان پیوند گرفت، اکنون لختے از کشاکش غم در امان هستم،
از حالات عزیزان و کیفیت مدرسهٔ بندول و اعظم گڈھ به تفصیل مطلع خواهد فرمود،
این عریضه را بعزیزی محمد سمیع یا عبدالحمید خواهند سپرد و ضائع نخواهند فرمود[1]،

شبلی نعمانی، ۱۶ جنوری ١٨٩٢ء

---

[1] مولانا کو اپنے فارسی خطوط کے محفوظ رکھنے کا شوق تھا، [2] اللہ رے انقلاب حالات!

بنام مسٹر مہدی حسن صاحب مرحوم

(۴)

بازگلبانگ پریشان سیزنم آتشے درعندلیبان میزنم
جملۂ گل بہر من کردند ومن سربدیوار گلستان می زنم

المہدی[له] باللہ،

حیاک اللہ۔ دی با کالون صاحب برخوردم، از نام ونسب پرسید ہمہ باز گفتم به تعظیم تمام پیش آمد ومعذرت خواست که ارسال صحف اردو نگریستن نه خواہم، دل زده بخانم رسیدم، واز دیوان غیب تفاول خواستم، این شعر برآمد،

انچه سعیست من اندر طلبت بنمودم این قدر ہست که تغییر قضا نتوان کرد

نا امیدی را خیر مقدم گفتم ودر پس زانوے حرمان نشستم، ہمانا دردل خواہی گفت که با اینہمه آزادی به بیتے دل بستن، وکاسه آرزو بر سر پاس شکستن یعنی چه، مگر چه توان کرد که سر بسنگ آمد، وفسحتخانهٔ دل از تراکم افکار تنگ آمد، دو سه سالے است که پائے طلب دراز دامن کشیدم وبجزیسے نرسیدم، عزیزان گویند که بغیر از تعلّم انگریزی نخواہی بسر برد، این خود چه حرفست بجمعے را بین که ہیچ از انگریزی نخوانده اند و باز بمناصب جلیله میرسند، آخر در تحصیلداری وغیره

[له] مہدی مرحوم اپنے منجھلے بھائی کے نام یہ بھی نہایت قدیم خط ہے جب مولانا وکالت کا امتحان دے رہے تھے، کالون صاحب ایک انگریز قانون کا ممتحن تھا،

ادخود مشروط نیست، بی الجملہ ستیزۂ چرخ وآویزش بخت برآنم آورد کہ لختے از عمر بہ بادیہ پیمائی و ہرزہ درائی گذارم، اینک عزم سفر کردہ ام، می بینم تا چرخ را درین پردہ چہ نیرنگ ہست، والسلام،

ش نعمانی

عزیز من مسٹر مہدی حسن، انبتک اللہ نباتاً حسناً

تاحال بر دولتکدۂ ڈپٹی محمد کریم اقامت داشتم، دی[1] مکانے بہ کرایہ گرفتہ ام مگر چنانکہ می بایست نیست، ازین رو از فکر ادبار رسیدہ ام و دست طلب در آستین نکشیدہ، از یکم فروری[2] بہ کالج ہمی روم، ایف۔ اے و بی۔ اے فارسی و انٹرنس و سکنڈ عربی بمن تعلق دارد، سید صاحب ہرچند از کلکتہ در اینجا رسیدہ اند مگر چون از زحمت سفر گونہ ناسازی مزاج دارند، ہنوز بایشان برنخوردہ ام، عزیزی محمد اسحاق را در صف اولین جائے دادہ اند، محیط الدایرہ فرستادن دارد، والسلام

شبلی نعمانی، علیگڈھ، ۲ فروری ۱۸۸۳ء

(۶)

عزیزی مہدی،

السلام علیکم وعلی من لدیکم، والدہ ماجدہ مرا از من پس از ہزار ہزار شوق قدمبوسی آداب رسانید، وعرض دارید کہ شبلی بخیریت تمام است، جز غم دوری حضور دیگر ہیچ غمش نیست، دل خود جمع فرمایند کہ ازین دوری ہا ناگزیر است، و بہ ہمشیرہ معظمہ وعمویہ مکرمہ وجدہ مجدہ وعمہ صاحبہ و دیگر بزرگان آداب وتسلیم

[1] علی گڈھ کالج کے تعلق کے بعد سب سے پہلا سامان قیام، [2] کالج کے درس کا پہلا دن،

اکنون گوش دارید

جواب استفسارہائیکہ اول کردہ بودم ہمہ را تفصیل بنویسد دیگر کسے بجو نپور رود و ظرف سعی کہ در راہ حج می داشتم و اکنون غالباً بر مکان خواہد بود باو بپسر مدد گویند کہ در مدرسہ مولوی ہدایت اللہ خان صاحب بہ طالب العلم حافظ تجمل حسین صاحب بدہد و گوید کہ این رائشلی از مولوی بشارت کریم صاحب استعارۃ طلب کردہ بود، اکنون حوالہ جناب ست کہ بذریعہ آنجناب بمولوی بشارت صاحب خواہد رسید و این مضمون مفصل را در خط تحریر خواہند کرد و باو خواہند داد و نامہ بزودی فرستند و از کیفیت عزیزی اسحاق ہم مطلع کنند، والسلام

بنام مولوی حکیم محمد عمر صاحب

(۷)

یار گرامی مدظلہ السامی،

تسلیم۔ نامہ رسید، دل را رہین دیدہ گردانید، درین فرصت باَدب کار دارم، خود چیزے از ادب میخوانم و دیوان حماسہ بدیگرے می آموزم، در نامۂ پیشین از عزم سفر نوشتہ بودم، تعین مقام اکنون نتوان کرد، لکھنؤ رفتن آنصاحب راے صائب است از پیش رفتن می بایست، اکنون ہم چیزے نہ رفتہ است، چندۂ این شہر تا بدہ ہزار و ششصد رسید، امید قوی است کہ از سہ ہزار بیشتر گرد آید،

مولوی فقیر اللہ صاحب ندانم از چہ رو بامن خاطر گران دارند از دو ماہ بنامہ نواختہ اند سپاس ایزد کہ رُوسیان تبہ کار در روز پیکار کہ با عثمان پاشا کردہ بودند

ہشت ہزار طعمۂ جحیم شدند و بست و چہار ہزار زخمہاے گران بر تن برداشتہ بر بستر خاک طپیدند، نسیم فتح و ظفر بر پرچم علم سلطانی وزید، برادر شاہ روس گرنیڈ ڈیوک نکلسن از بیم ضربت دلیران ترک از میان رمید،

مولوی محمد سلیم سمروی در آغوش عروس گرم کنار و بوس ہستند، مولوی منیر از تصادم مقدمات بسراسیمہ گشتند، یا مولوی نور محمد از من سلام شوق باید گفت چند روز نیست کہ درانجا طرح مشاعرہ نہادہ بودند غزلے کہ گفتہ آمد اینست،

ناتوان عشق نے آخر کیا ایسا ہمکو	غم اٹھانیکا بھی باقی نہین یارا ہمکو
درد فرقت سے ترے ضعف ہی ایسا ہمکو	خواب مین بھی ترے دشوار ہی آنا ہمکو
جوش وحشت مین ہو کیا ہمکو بھلا فکر لباس	بس کفایت ہے جنون دامن صحرا ہمکو
رہبری کی دھن یار کے جانب خط نے	خضر نے چشمۂ حیوان یہ دکھایا ہمکو
دل گرا اُسکی زنخدان مین فریب خط سے	چاہ خس پوش تھا ای واے نہ سوجھا ہمکو
داہ کاہیدگی جسم بھی کیسا کام آئی	بزم مین تھے، پہ رقیبون نے نہ دیکھا ہمکو
قالبِ جسم مین جان آگئی گویا شبلی	معجزہ فکر نے اپنی یہ دکھایا ہمکو

غزلے دیگر ہم گفتہ آمد مگر این نامہ مختصر جاے آن ندارد یک شعر از وانیست این نمط گفتہ آمد،

یون چشم تر مین قامتِ جانان ہی جلوہ گر	جسطرح سے کہ سرو لب آب جو رہے

شبلی

(۸)

رفیق من،

تسلیم، مگر از من دامن التفات برچیدہ اند کہ از پاسخ نامہ روئے درہم کشیدہ اند قسم براستی کہ تامہا فرستادہ ام، اگر نہ رسیدہ باشد مراد رمیان خطائے نیست، از تطاول دہر چہ حفظ قانون مشغول ہستم تسلیم سمروی ہم درین کار اند، در اینجا با جمیل طالب العلم برخوردم مولوی ہدایت علی صاحب را ستائشگری میکردند، غنیمت دانستم کہ آن رفیق بجائے نیکو کسب فن میکند، اگرچہ برگفتہ این سادہ دلان اعتمادے ندارم کہ چشمے نگشادہ اند لکھنؤ آمدن خواستہ بودند باز چہ باز ماندند، آرے مولوی عبدالحئی صاحب ولی دانا و چشمے بینا عطا کردہ اند، مولوی فقیر اللہ صاحب ہمچنین از من برنجند، یارب دوستان را چہ شد کہ بیچرہ ہم از خستگان پرسند، مگر شبلی را بخت بدیار است کہ دوستے ہمچو مولوی محمد عمر صاحب از دبیرا ست، تاہم این دعا بر زبان دارم پیوستہ بعافیت بمانی گو شبلی تو نبودہ باشد،

گستاخی معاف، از ہمچو من دوستے کہ بصد سال میسر نتوان آمد، گسستن چہ مقتضائے خرد است بدیگران از من سلام خوانند کہ گاہے بایشان دلے خوش کردہ بودم،

محمد شبلی بندولی[1]،

بندول ہم وطن،

(۹)

برادر اعظم صاحب، السلام علیکم

نیاز نامہ بخدمت سامی فرستادہ ام، اگر ہنوز پاسخش پرتو ورود نہ افگندہ، دل در اضطراب است کہ نہ رسیدن نامہ از چہ رو است، امیدم ہست کہ جواب این نامہ بزودی تمام تر ارسال خواہند داشت کہ دل ستمزدہ را مایہ تسکین خواہد بود، و زنگ تفکر از آئینہ خاطر خواہد زدود،

زیادہ نیاز، ۷۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء

بنام مولوی حمید الدین صاحب

(۱۰)

در دست دیگرے است سپید و سیاہ ما ۔ با روز و شب بہ عربدہ بودن چہ احتیاج

مایۂ ناز ما!

نامہ ات رسید و آبے بر آتشم زد۔ آرے جز شما مرا دیگر کیست کہ از وے چشم غمخواری توان داشت، خدایت حیات جاودان دہد کہ از غمزدۂ پرسیدی، و بحالش دار رسیدی، جان من! دلے کہ ہیچگاہ بوئے راحت نشمیدہ باشد، و گاہے روئے دولت ندیدہ باشد، خود انصاف دہ کہ چگونہ تاب بیمہری روزگار خواہد آورد، و چسان با این ہمہ سیمرزیہا بسر تواند کرد، عزیزان .... آرے جگر خون کردن دارد، اگرچہ من ازین افسانہا باخبر نہ بودہ ام مگر این قدر دانم کہ .... بگفتن نیرزد، و نوشتن نیرزد، چون سخنے ناسزا بود نخواستم کہ چیزے از وے در گوش کنم مگر این خود بجوئے نیرزد،

ع عیسی این را تحمل شد و مریم بر داشت

مگر در این آشوب ہمہ را شریک دانستن غلط است

...... را چنانکہ من می دانم گناہے نیست، از حضرات مانی الضمیر دل آزردہ بودہ ام اگرچہ با ایشان سیر نیاز ہم ندارم، اینقدر دانم کہ .... را با من سرگرانی کہ ہست ازین روست کہ من با طاعتِ ایشان تن در نمی دہم، و این تا ابد از من نمی آید، در حیرتم کہ چون درین میان تعطیلے نیست، شما چگونہ بمن خواہید پیوست، درین نزدیکی بیتے چند بر روش بحر طویل

اززبان خامہ برون جست آئینہ رازاست پارۂ ازان می نویسم، والسّلام

شبلی نعمانی

علی گڈھ - ۱۷ جنوری ۱۸۹۴ء

(۱۱)

عزیزی، سلام شوق،

دوسہ روزیست کہ درین خرابہ رخت اقامت نہادہ ام - اگر کسے ازمن باز پرسد کہ چسان میگذاری، وچگونہ شب بروزمی آری، جز اینکہ لختے چون آئینہ حیران مانم، ودمے خونِ دل از دیدہ برفشانم، دیگرچہ توانم گفت اسحاق نیست کہ مرا از دستِ بُرد وحشت امان دہد، تونیستی کہ سخنہاے دلپذیرت درتن مردہ ام جان دہد، اگر میان محمد ابراہیم ہم بچارۂ کارم نرسیدندے، من بے ساز وبرگ چشم برراہِ مرگ بودہ ام،

عزیزمن! ہمگی دران باید کوشید کہ اززبان انگریزی آنمایہ در قریب فرصتے اندوختہ باشی کہ دردبے زحمت تکلّف حرف زدن توانی، تاہم شمارا برہمگنان مزیتے باشد، وہم مدرسہ را از شما زیب وزینتے، چند آنکہ کار آگہان این قضیہ را فیصل کردہ اند،

عزیزی محمد عثمان را سفرنامہ ناصرخسرو باید آموخت، شما با وبرخورید وازاو قیمت سفرنامہ کہ کم وبیش عص خواہد بود، خواستہ بمن باز فرستید، تاکتاب مذکور باو فرستادہ باشم نامۂ ازمن کہ بہ مہدی حسن بود در نامۂ میان عبدالحمید ذکرش بیان آمدہ است، ہمین کہ برجانب دیگرش بازمی نویسم،

ہرچند دانم کہ فرد مایگان سخنہاے .... را برخود گرفتہ باشند، دبزمہا آراستہ

تاہم بن بازتوان گفت کہ ایشان چہ ہرزہ اندیشیدہ اند وچہ لا نہا بافتہ حیف، والسلام

شبلی

بنام مولوی محمد عمرؓ صاحب

(۱۲)

حیاک اللہ، نامہ ات رسید، خدایم نیامرزد اگر در رد اے کارت پہلو تہی کردہ باشم، راست است کہ درین نزدیکی بمن رسیدن سودے نہ بخشد، غازی پور جائے خوش است اگر عزم آنجا کنی بکام خود خواہی رسید، داز من چہ پرسیدہ کہ محمد سمیع مصاہرت الٰہی شاہ را پذیرد یا نہ، ہمانا سمیع را طالع بلند است کہ از ازل بہ مکرمت فقراء ارجمند است، ازین خوشتر چہ خواہد بود کہ اگر حلیلہ اول از پاے در آمد دیگرے نعم البدل بدست افتاد،

ع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

شبلی نعمانی

۱۰- مارچ ۱۸۸۱ء

۱۳

یار دلنواز،

روزگارے بسر آمد و نامہ نہ در آمد، ہمانا پیوند یارے بشکست، خود شوریدہ سر بودم، روے بر تافتن دوستان آشفتہ ترم کرد، بنویسند تا چہ میخواہند و چگونہ میگذارند درین روزہا، کانؔ کشادہ ام و تن بہ آموختن کسان در دادہ، مولوی سلیم نداوی و مردی

؎ دینا بلا ضلع اعظم گڈھ کے باشندہ اور مولانا کے پرانے شاگرد تلہ تدریس مقصد ہے،

ہر دو ہمین جا بسر مے برند، ندانم مولوی محمد فقیر اللہ را چہ در سر پیچیدہ است کہ خان ومان بر باد دادہ اند، وبیہودہ در پئے ہنرہائے ناسودمند افتادہ، از دوری بجان آمدہ ام، مے ہنیم تا کے از دیدار آن یگانہ روزگار دلشاد می نشینم، چندان کہ توانند دل بران گمارند کہ در آنجائے کتابہائے نایافت[1] فراہم آرند، دیدہ براہ ظہیر فاریابی دوختہ بودم، نرسید، دانستم کہ ہر چہ ہست از بخت ناساز ماست، دیگر چہ نویسم،

شبلی عفی عنہ، از بستی[2]، ۱۷ مارچ ۱۸۸۱ء

حیاک اللہ

(۱۴)

نامہ ات رسید، ودل را بسوئے دیدہ کشید، بارے توفیقت رہبری کرد کہ حنا از پائے خامہ کشادی، وطرح مکاتبت درمیان نہادی، پارۂ از ردّ تذکرہ[3] بر زبان قلم آمدہ بود کہ ہمدرین میان مارا بکار امانت گماشتند، واز ہجوم کار وتراکم افکار گمری سبح کردن نتوانستم، وچو ازین کشمکش فارغ نشستم دیگر روئے داد یعنی کارم بہ گودام ومتعلقات او افتاد، وہر چند آن چنان کارے سزائے این ہیچکارہ نبود مگر مرا از امتثال امر حضرت قبلہ گاہی چارہ نبود، اکنونکہ ازین ہرزہ گرد بہا ستوہ آمدہ خود را در این جا رسانیدہ ام، انشاء اللہ در اندک زمانے از عہدۂ ردّ تذکرہ بدر مے آیم، مردمان گویند کہ ایماضات دو رسالۂ دیگر ہم از حافظ صاحب است، تا حال بر علم واستعداد حافظ صاحب اعتمادے داشتم، اکنون آن ہم برخواست، انشاء اللہ در قریب وقتے بہ غازی پور مے رسم ودرین اغلاط د

[1] نادر کتابوں کا شوق نہایت قدیم تھا اسی زمانہ کا یہ ایک خط تھا، [2] علی گڈھ جانے سے پہلے بستی میں چند ماہ وکالت کی تھی۔ [3] کالج جانے سے پہلے غیر مقلدین سے مناظرہ کا بہت شوق تھا، حافظ سلامت اللہ صاحب جیراجپوری اعظم گڈھ میں غیر مقلدوں کے سرگروہ تھے، تقلید وحنفیت کے رد میں چھوٹے چھوٹے رسالے لکھتے تھے، مولانا اُن کا جواب دیتے تھے،

یا نظر ہای مصنف تذکرہ وایماضات ہمہ باز خواہم گفت دریں سفر جناب حافظ حبیب اللہ خان صاحب
و عزیزی مولوی محمد سمیع ہمراہ من خواہند بود، معلوم نیست کہ قصیدہ مولوی عبدالاحد شمشاد بیرون
یا چون نام من اوراہم از یاد بردی، والسلام

شبلی نعمانی، ۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء

(۱۵)

در سال نود و نہ ۱۲۹۹ ہجری از ہجرت پیغامبر علیہ السلام روزے بعیادت برادر قاضی محمد سلیم
رفتہ بودم، از ہر دری سخن مے رفت، پس از ساعتے گفتند کہ امروز بخواب دیدہ ام کہ شمادر شان
من بیتے چند موزون کردہ اید، مرا در گمان بود کہ این سخن ہرزۂ بیش باشد، روز دیگر تاریخ وفات
ایشان بخواست، اندر دل مے ریختند و ہر چند کہ از ترتیب نظم او خویش را باز می داشتیم کہ این خود فال
بد است مگر مصرع تاریخ ہم ناخواستہ در دل فرود آمد، و دران ساعت چیزے از گفتہ برادر ممدوح بخاطر
نبود، روز دیگر خواب شان بیادم آمد و از واقعہ حیرتے عجب بر دل مستولی شد پس از اسبوعے کہ
ایشان سر بخاک نہادند و جان بجہان آفرین سپردند، بر صدق رویائے شان بس عجب کردم و دانستم
کہ عالم قدس را ازین جنس رازہا است کہ مرغ اندیشہ را تا حد او مجال پرواز نیست و ہذا ہو البیت
المقدم ذکرہ چون خواستم ز بہر خرد سال مرگ او از روئے درد گفت کہ قاضی سلیم مرد

شبلی نعمانی، ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۳ء

نور نظر محمد عمر سلمہ

(۱۶)

حیاک اللہ، نامہ ات رسید و نارسیدنت را عذرے مقبول آوردہ، ہمہ حیرت دوام کہ این

همه شغف از من دور ماندی و تا این زمان خویشتن را در اینجا نرساندی، خدایت شفا دهد، من در خود در
آنجا آمدن خواهم و در پرده کشائی این راز آستین محنت بالا خواهم زد که پائه بزرگ است و حادثه
سترگ، تو هم میدانی که اگر سر این چشمه بند نشد، این قطره دریا شود و این جاده بصحرا می کشد
سمیع در بهر ها به من پیوسته بود، وی گفت که اگر زمین بجوش فیها از من نباشد من از جمله دعای
دست در آستین می کشم، گفتم که این همه بجوی نیرزد، چون در این جا میرسم مرده از روی
کار بر نخورد و تا حال بدین لا بها نتوان فریفت، والسلام

شبلی نعمانی ۲۹ - اکتوبر ۱۸۸۲ء

(۱۷)

عزیزی محمد عمر سلمہ

حیاک الله، از نارسیدنت چه مایه خون جگر خورده ام، خود میدانی که آشفته تر اجیم تاب این
چنین تا فرینها نیارد، اکنونکه دندان بدل فشرده ام، اگر درنگ ورزیدی و زود تر به من نه رسیدی
دیگر با من بر خوردن نتوانی که زمانه قریب از این جا رخت سفر می بندم و در اعظم گڈھ رسیده بعزیزان
وطن می پیوندم، ندانم تا درام معلوم حق بجانب کیست، همانا تو دانسته باشی، دگر چنین است مرا هم مطلع
باید کرد، دیگر چه نویسم،

شبلی نعمانی، ۲۹ - اکتوبر ۱۸۸۲ء

(۱۸)

ای نور دیده شبلی سلامت باش و صد سال بزی،

بیش از هفته گذشته است که نامه ات چون دم عیسے بسر کارم رسید، ای جان کسے این
خود غلط است که دم رجعت به جونپور نفسے راست کرده بودم و گرنه چه امکان میداشت که با تو بر نخوردمی

آرے اگر ازین رو دلت گرفته است که چرا در آنجا بار اقامت نه نهادم معذورم دار، قسم براستی که
یارای دوریم نبود، دگر پس از رسیدن بدولت وصالت فراق غمی دیگر میداشت،

خومی کنی به هجر تو در روز زندگی — دل کندن از رخ تو به یکبار مشکل است

از نا سماعات بحال مدرسه[1] دلم بدرد آمد که سپهر دون لطف الرحمن عہ وغیره را بکار تعلیم و تعلم
گماشته است، آوخ از دست فلک که همان جای افادت مفتی محمد یوسف صاحب، اکنون این
شعر بر زبان حال دارد،

از هجوم جغد در ویرانه ما جا نماند — آن قدر آباد شد آخر که ما بیخواستیم

بنویس تا عبد العزیز و محمد از الہ آباد باز آمد یا نه، والسلام

شبلی نعمانی، ۱۵ نمبر ۱۸۸۲ء

(۱۹)

هان وهان ای فرزانه مولوی محمد عمر،
اگر با اینهمه که سپهر کج باز مصائب و حوادث متواتره بر سر شما ریخت نامه ننوشتم و بتشفی خاطر
اندوهگین شما حرفی نزدم زینهار گمان نبری که دل از مهر برکندم، من و خدای من که از فرط اندوه
مرا یارای آن نبود که خامه در دست گرفتمی و نامه که ابی براتش حرمانت زند بنوشتمی، آوخ که
جناب حافظ صاحب کمر همت شکست و عنان صبر از دست رفت، چه خوب بودی اگر خود تشریف
ارزانی داشتندی و عزیزان غمزده را بجای ره نواختندی، آخر خواه ناخواه دندان بر دل فشارید
و به شکیب در سازید که الصبر مفتاح الفرج، حمید چیچک برآورده بود، اکنون صحت یافت،
امروز که روز طوی میان محمد عظیم است به اہلومی رودم دعا جلانه دو سه حرفی بر وی کاغذ نوشته ام،

[1] مدرسہ عربی جونپور، عہ مولوی لطف الرحمن ... بنگالی ... مفتی محمد یوسف صاحب ... اول مدرس ...

از حالات امتحان خبرے نیست عبدالمجید و عبدالحکیم و عبدالرحیم وچند کسانے دیگر ممنوع شدند، والتسلیم،

شبلی نعمانی

بنام مولوی محمد سمیع صاحب

(۲۰)

حیاک اللہ، زندہ باشی وجان من باشی،

غریب ترحالیست منکہ از آشفتہ سری وشوریدہ مزاجی تن باآمیزش کس نمیدادم، اکنون از فرخی طالع وہمایونی بخت کارم بخار وخس افتادہ است، مگر من وخدائے من کہ این ہمہ محنت پژوہی ونفس گدازی ازان دوست تر دارم کہ ترہاتی چند درہم بافند ودروغ راست مانا ابیش کسان جلوۂ ظہور وفروغ قبول دہند، نفسے چند کہ ازپیشگاہ ایزد دانا ودیعت آوردہ ایم، سزاے آنست کہ سررشتہ اش باین چنین کارہا بند باشد، دیگران ندانم تا درسرچہ دارند من خود درین خیال از کشمکش وآویزش فکر فارغ نشستہ ام کہ بااینہمہ خوار یہا ہمان شبلی ام کہ بودہ ام واگر گاہے بختم یاوری کرد، ہمان خواہم بود کہ ہستم، ماہے دو درکار امانت[1] روز ازشب نشناختم ودر راہ طلب از غایت جد وجہد تاب وتوان درباختم، وہرچند کہ درین راہ پرخطر دو اسپہ تاختم ودرآنجا این کار بہرکس وناکس ساختم، مگر بااینہمہ بجائے نہ رسیدم وخواست وناخواست پائے ارادت درد امن قناعت کشیدم، فرمان تقرر ہم بمن ندادند تا بہ سند گارگذاری چہ رسد، استغفر اللہ سخن از کجا تا

[1] دو ماہ تک ابنی کی تھی، چونکہ طبیعت اس قسم کے کاموں سے مناسبت نہ تھی، پریشان حال تھے،

کجا کشید، خیرہ سری از جادۂ شکیبائیم برکران برد، سخن کوتاہ مے کنم،

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ، ۲۵۔ اگست ۱۸۸۲ء

(۲۱)

برادر عزیز رئیس بن الرئیس مولوی محمد سمیع نقلنویس،

السلام علیک، برخوردار عبدالغفار داعیٔ اجل را لبیک گفت و عزیزان خود را داغ حسرت بر دل گذاشت، مرا ہم درین غصہ جگر خون شد و دل بہم برآمدہ، مگر چون از قضاے ایزدی چارہ نیست دل در بند الم نباید داشت، فردا تعطیل است، اگر برسم تعزیت درین جا آمدن خواہی ہم یوم الخمیس بیائی، و جناب عم مکرم شیخ عجیب اللہ صاحب را تپ گرفتہ است، و درتمام اعضا درد مے باشد عزیزی علی احمد را ازین خبر آگاہ خواہی کرد،   والسلام

شبلی، ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء

(۲۲)

چنان ز جور عزیزان مرا جگر خستست   کہ ہر چارۂ غم پیش دشمنان رفتم
چہ سود نرد دغا باختن بہیچ مغے   کہ خود ز دست جفائے فلک زجان رفتم

عزیز دلبند من،

حیاک اللہ، نامہ کہ پیش ازین بال روائی کشادہ است سرتاپا حدیث غم بود، و ندانی کہ آن ہمہ خونریزی نفس و گرمیٔ ہنگامۂ فریاد، از دست بیداد سپہر کج نہاد بود است، بدقسمتی نگر کہ ہر کس از دست عدو بفغان آید و من از تطاول یار بد خو بجان آمدہ ام، خود انصاف دہ، کہ چو عزیزان

را شیوه جز طریق دعا پیمودن نه باشد درین دیر خراب، زنده بودن و ساعتے بر بستر راحت خوش غنودن ہیچگونہ امکان دارد، حادثۂ تازه دل خون دیده ام خون کرده است وہیچکس منیست که دردل بدرگفت آید، آوخ که از ساده دلی بنا کسے سر وداد، داشتم که مرا به لابه فریفت و دغا ورزید، با من عهد وفا بست و خود از من برید، حیف که بیہوده این غم سر ودم، وآنچه با تو گفتنی بود فراموش کردم سخن این است که در این چار سی و من نه باشم به بند دل آئی و تغافل نه نمائی که دوستی را نشاید و ترا نباید،

الخاطی الشبلی النعمانی الجانی

(۴۴)

منم آن قطره که صد سینهٔ و دل کردم داغ   تا زنوکِ مژه غلطیده بدامان رفتم

ایّها السمیع،

نامه ات رسید، اگر بر من و بر حالم اشک از دیده ریختی غمین مباش که مرا ہم درین ماتم دل خون شد و ناخن غم جگر کاوی کرد و خار خار اندیشه نشتر مغز جان فرو برد مگر چه توان کرد که سپهر مردم ناشناس است و مردمان خود نشناس، اگر خود را ستوده باشم ہرزه خیالی و بالا خوانی خواهد بود مگر ازین قدر نتوان گذشت که کس نشناخت که من کیستم و چه فن دارم، خود انصاف ده که جائیکه گل از خار و نور از نار نشناسند ونقرهٔ ہیچمیرزی بے سروپائے را با سکه دجان دانش سگال بلند پایه برابر نهند، چگونه توان زیست تا بجز دی بیتی از غالب یا دگرفته و دیده نازک کرده که من سخنگوے آتش زبان ہستم و دو دن پایه پارهٔ حدیثے بر زبان رانده و گره برابرو زده که من محدثِ تحقیق نشان ہستم، آه ازین نشستے به اصل سخن نارسیدگان که ہیچ اند و ہمه پچند و حیف ازین پارهٔ در گران خوابِ غفلت خفتگان که دون اند،

دیگر دون پایگان در آو یزند، بارے عنان خامہ ازین رہ می پیچم کہ فسانہ دراز است وشب کوتاہ

اکنون از حالات خویش بر طراز و بر نوشتہ ام کار بند،

نامہائے حضرت مولانا فیض الحسن پے در پے میرسند جمہرۃ العرب از جناب مولوی محمد فاروق

صاحب طلب دارد بمن بنویس،

محمد عثمان را بگوے کہ سبق از کسے گرفتہ باشد کہ دو سہ اسبوعے بمن رسیدن نتوان، کتاب متکبر

از حکیم حفیظ اللہ صاحب گرفتہ در کتبخانہ اش نہ، دیگر چہ نویسم، بخدمت قبلہ وکعبہ جناب حافظ حبیب اللہ

خانصاحب ومنشی خدا بخش صاحب وحافظ حسن علیصاحب وحضرت فخر ما مولوی محمد سلیم صاحب

ودیگر بزرگان آداب وتسلیم، ولعزیزی محمد اسحاق سلمہ سلام ودعا،

دیگر آنکہ دو دکان ٹھیکر کمپنی (کلکتہ) کہ عزیزی مہدی کتبہائے انگریزی وسلم الادب از تر داد

طلب داشت نشانش از مہدی اگر در آنجا باشد ورنہ از ماسٹر صاحب یا مسٹر سنو ہر داس صاحب با

انگریزی دریافت کردہ فوراً بخدمت عموی مجیب اللہ صاحب در کلکتہ نوشتہ بفرستید کہ عم موصوف

را نشان کمپنی مذکور معلوم نیست،

محمد شبلی نعمانی

این نامہ اگر بہ اغیار رسد بہ خواہد بود کہ بر من خردہ خواہند گرفت وبر بالا خوانیم خندہ خواہند زد،

(۲۴)

محمد سمیع،

نامہ ات رسید، تر ّ اقی بیش نیست، اگر انجاح کار بر تعطیل موقوف است، ہوی خود پیش آمدہ

است، تو نہ سزائے آنی کہ کارے از دستت کشاید ومن نہ در خورآنم کہ پیش سید محمد کالاہی راستم

را قدر و قیمت فزاید، خدا بخش ہمان کس است کہ تسوید رسالہ ام کردہ بود و اکنون بکار تعلیم بسر ہمی برد،
از عم مکرم شیخ مجیب اللہ عجب دارم، ایشان صرف طبع اسکات المعتدی[1] بذمہ خود گرفتہ بودند،
اکنون وزر باقی حافظ حسرت صاحب ہم ادا نمے شود، و نسخ اسکات از عقب ہمے رود، و توچگونہ
بمن توانی رسید کہ در آنجا بند ہستی، ہمانا از جامہ گذاردن حلیلۂ خویش پریشان خاطر گشتہ، غمین
مباش کہ این بازی چرخ است ع یکے ہمیرد و دیگرے ہمے آید،

وبخدمت احباب و اعزہ تسلیم پذیرا باد، والسلام

محمد شبلی نعمانی

(۲۷)

عزیز دلبندم مولوی محمد سمیع سلمہٗ السلام علیکم،

چون سر رشتۂ صبر از دست دادن و با بخت و سپہر ستیزہ بنیاد نہادن سودے ندارد، دہا صلے
بنا رد، لب ازین گفتگوہا فروبستہ ام و دندان بدل فشردہ در پس زانوئے شکیبائے نشستہ ام، تاحال
بر مکان ظہور طیی[؟] صاحب اقامت داشتم، اکنون دو سہ روز لیست کہ مکانے دلکش بکرایہ نہ روپیہ گرفتہ
ام ہرچند از مدرسہ[2] بعدے تمام دارد، مگرچہ توان کرد کہ از و قریب تر اسکان نداشت، و رتہ نادرہ
و عرفی در درس است، در اینجا رزمیہ مرزا صائب بدست مے افتد، مگر از دو ورق بیش نیست،
امروز در کالج تعطیل است و موجبش آنکہ جناب سرسالار جنگ بہادر کہ ریاست حیدرآباد بہمین
تربیتش در نظم و نسق از ہمہ ریاستہا سبق بردہ بود، دی روز آدینہ جان بجہان آفرین سپرد،

---

[1] قرأت فاتحہ کے باب میں مولانا کا ایک عربی رسالہ مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے جواب میں، [2] محمڈن کالج،

حیف کہ کارہائے ساختہ درہم گشت و ریاست را روزے بد پدید آمد، ہمراہیان بخیریت ہستند و بشما سلام میرسانند، والسلام

شبلی نعمانی علیگڈھ ۱۰ فروری ۱۸۸۳ء

(۲۶)

.. عزیز دلبند مولوی محمد سمیع حیاک اللہ، نامہ شما رسید و دل را بسوئے دیدہ کشید چنانکہ نوشتۂ عزیزان را چندان کہ زمان فراق درازی میکشد، دل بہ شکیبائی میگراید و مرا چنانکہ دانستہ روزی کہ پیش مے آید محنت و غم میفزاید اگرچہ توان کرد کہ کارہا در پیش است و زمام اختیار نہ بدست خویش، اینجا کہ آرمیدہ ام و این مذلت بر خویش پسندیدہ، ندانم تا چرخ را درین پردہ چہ نیرنگہا است، بالجملہ چون این افسانہ دراز است لب ازین ہرزہ باید فروبست و باصل مدعا توان پیوست، نجدیان کہ درائے شورش آغاز نہادہ اند ہمہ خیرتم کہ والا برادر مولوی فقیر اللہ صاحب جرالبسر کار الشان نمے رسند، من انشاء اللہ در پایانِ ماہ مئی ۱۸۸۳ء در آنجا رسیدن توانم، رزمیہ صائب و قصائد قدر طالب آملی و قلی سلیم در قریب وقتے بشما مے رسد، عبد الغفور و عثمان و اسحاق بخیر ہستند و بہ تعلیم انگریزی و فارسی و عربی مشغول، واجب التعمیل، بیاض فارسی من کہ چون بیت المقدس برون سوا تیرہ و درون سواد از عذار خوبان ہم خوبتر است، بہ سعی و جستجو پیدا کردہ بمن بفرست و زنہار کہ این کار را ہرزہ انگاری، و در امتثال این امر درنگ روا داری، دیگر سلام شوق بگرامی خدمت احباب باید گفت، چون این نامہ ہم در کالج بہ تعجیل نوشتہ ام، سخن بہ تفصیل نہ راندہ ام، والسلام

شبلی نعمانی مدرسۃ العلوم، ۲۱ فروری ۱۸۸۳ء

---

۵۱ مولانا علیگڈھ کالج کی فارسی مدرسی کی خدمت سے خوش نہ تھے،

(۲۷)

شبلی خستہ زغربت بوطن مے آید　　　　یا گر مرغ چمن سوئے چمن مے آید

بہ ۲ مئی ۱۸۸۳ء از اینجانب رخت سفرے بندم واگر خواستہ خدا ایست تا ۲۷ بعزیزان وطن می

می پیوندم در لکھنؤ نفسے چند آرمیدن خواہم، از عزیزان جز اسحاق و نصیر ہمپائے من اند۔

نیرنگ خیال بنظر درآمد و عجب نیست کہ از بہر شمار یہ آرم، کتابے بدان ارزش نیست، مولوی محمد حسین آزاد

در آبحیات چیزے افزودہ اند و دیگر بطبع در دادہ، درین نسخہ دو بارہ از حالات مرزا دبیر و انیس و میر حسن

و مومن خان توان یافت، در اینجا طرح مشاعرہ انداختہ اند بہ تقاضائے احباب غزلے گفتہ آمد کہ

باخویشتن خواہم آورد، درین نزدیکے از ہجوم کار بدوستان نامہ نوشتن نتوانستہ ام، اینک خود میرسم

کہ عذر تقصیر خواہم،　　　　شبلی نعمانی ۲۰ مئی ۱۸۸۳ء

محمد سمیع،　　　　(۲۸)

باین ناتوانی کہ خامہ بدست گرفتن نیارم، از عہدہ نگارش کہ گران تا گران است، چگونہ بدر

توانم آمد، ۱۷ مہا میفر ستم و پاسخے نمیرسد، بیش از نیمہ ماہ است و تپ دست از آویزش باز نہ نہادہ

در تلاش الیف، اے فراوان کوششہا میرود، ۶ تا در سیانہ خاستہ کرد گار چیست،

یا عبد الغفور بگوئید کہ در مڈل عربی راپذیرا نداشتہ اند، فارسی باید آموخت، نمونہ کہ مے رسد

از جنس او و دو طاقہ سنگی گرفتہ بزودی اتمام فرستادن دارد، قیمت پس از رسیدن بعفور خواہد رسید

واگر صرف ڈاک زیادہ نباشد، طریق ویلوپیبل ہم اختیار توان کرد، چندہ ششماہی عین قریب میفرستم

از نامہ عبد الغفور پیدا شد کہ در مڈل اسکول سہ چہار متعلمان نو داخل شدہ اند، از نام و نسب ایشان

بمن باز باید نوشت، والسلام — شبلی، ۱۶ ستمبر ۱۸۹۸ء

(۲۹)

عزیزی،

حامد به سادگیہاے خود که دروغ راست مانا بود، مرا فریفت، چندانکه گاہے خوئے وروش او را به نگاه ژرف نگریستن نه خواستم، درین نزدیکی یکباره پرده از میان برخاست و پیدا شد که این تیره بخت بدترینِ نوجوانان این ناکس کار از اندازه گذار نده بود ہیچ نه گفتم و دندان به دل افشردم،

طبیب جونپور اگر در چاره گری این رنجوری دستگاہی خاص داشته باشند خوب است ورنه مرا آگہی دہید که چاره دیگر اندیشم،

اگرچه مرا پیوند مہر با حامد یکباره گسسته شد و نمے خواہم که دیگر او را نزد خویشتن خوانم، امّا این قدر ہست که چون دو خانه را ہمین یک چراغ است از سر چاره گری نتوان گذشت، اندازه باید کرد که آن تیره درون آیا از کرده خویش پشیمانی دارد یا شوخ تر و خیره تر گشته است، من ہم رنجور ہستم و اکنون به اطبائے لکھنؤ روئے آورده ام، والسلام

شبلی نعمانی مکان خواجه عزیز الدین صاحب لکھنؤ، ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء

(۳۰)

عزیزی،

از واژگونی بختم حامد به بیماری سخت گرفتار شد، چون جز از شما کسے مرا مایهٔ اعتبار و محرم اسرار نیست، نزد شما مے فرستم، به ہر طورے که توانید به علاجش کوشید، در مصارف دوا و پیشکش اطبا ہر قدر که مبلغ که بکار آید از من خواسته باشید که بفورے فرستم، افسوس! افسوس!

شبلی، ندوة العلما، کانپور

بنام اکبر صاحب

(۳۱)

اکبر اے راحت جان و دل من،

از شبلی آشفتہ سلام و دعا، دل خوش دارید کہ زود بمامول خود می رسید، از دلی محمد و محمد عمر کہ دلبند من اند خجلت مے برم کہ گویند چون بہ سفر رفت از عہد وفا برگشت و پیمان بازی شکست، خدای راست می داند کہ مراسر اخلاص ہمانست کہ بود مگر با تقدیر چون ستیزم و با قضا چگونہ آویزم، راز مہدی عزیز کیست او ہم از دور افتادگی قربن حصول کار نیست، اینجا نہ صورت قیام خوست و نہ سامان طعام مرغوب، من بہر طور کہ میگزد رمے گذارم، اگر اکبر رسیدم شریک من خواہد شد، اللّٰہم سہل لی امری، اے راحتِ دل اکبر از بہر نوید کہ نوشتۂ در نثر باشد یا در نظم و نظم فارسی یا اردو، اگر اینجا آمدن خواہید نحو میر ہر قدر کہ خواندہ باشید باز خواند بیاد ش کوشید و ہمچنین فصول اکبری، جونپور یا غازیپور رفتن کہ در دل دارید از سادہ دلی است، استاد شفیق یافتن دریں حالت کہ از نحو بلکہ از صرفِ ہم فارغ نہ نشستہ اید خیلے محال است، ہر جا یوسف شبلی نتوان یافت، خدایا روزی نصیب کن کہ من و اکبر غمخوار ہم باشیم، آمین، والدعا،

بمنشی صاحب و برادر صاحب و حافظ حسن علی صاحب و حکیم صاحب و دیگر صاحبان تسلیم.

دختر نصیر و سمیع را سلام و دعا،

بنام جناب فرحت احمد صاحب

(۳۲)

مبارک۔ سپاس ایزد کہ برادر شما عزیزی مہدی حسن در الیف۔ اے کامیاب نشست

اے خوش آنکہ بہ علیگڈھ رسم و تواز پیش رسیدہ باشی وچون از آمدنم آگہی اندوز شوی دوان سوے من آئی داز جوش طرب حرف مبارک باد، برلبت گرہ گردد، لبے بتبسم واکنی وباآواز گوئی کہ برادر مہدی حسن فال ظفر بنام خود یافت دپس ازان دوسہ گامے تیز تر آئی ومن در آویزی وگوئی کہ ہلہ! ہان! شیرینی کجاست ومن گویم کہ درلب تو، بارے انجمنے از یاران فراہم آید وہریک گفتگو باز کند وگپے زند، یارب ہمچنین باد، بار دیگر مبارکباد

این نامہ را نزد خود نگاہ باید داشت ، کمترین ہواخواہان شما

شبلی نعمانی

۲۳ جون ۱۸۸۴ء

بنام ہز ہائیس آغاخان بالقابہ

(۳۴)

بہ پیشگاہ بندگان عالی مرتبت ، ابقاکم اللہ تعالیٰ ،

چنانکہ ارشاد رفتہ بود، ماہمہ ارکان ندوہ، امیدوار ہستم کہ خدام والا، فردا یا پس فردا وقتے معین فرمانید کہ طلاب ندوہ قابلیت واستعداد خود را در پیشگاہ سامی عرضہ توانند داد، ارکان ندوہ وبزرگان شہر ہم شرف اندوز خدمت توانند شد،

شبلی نعمانی،
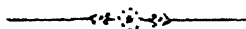
عربی خطوط[1]

(۱)

سلام علیکم

ھذا دیوان الصبابة[2] یصل الیکم، واما انّی فلا یمکننی حضور نادیکم الا انی اشتغلت بامور غیر طائلۃ او قعدت ھمتی، وصرفت عنانی لغایۃ الی الدنیا الدنیئۃ وبرئت من تحصیل کمال العلم والادب ذمّتی، فانی بحمد اللہ خلقت وکسب الفضل سیط من دمی، فھو لا یفارقنی ان شاء اللہ فی حالتی وجودی[3] وعدمی، بل لانی لملازمتی ھذہ العھدۃ الرذیلۃ[4] ادوم اتفکر فی حالتی، فیزید ھمی وتزداد ملالتی، ربید کم الانصاف، ما ھذا الا لجور والاعتساف، فصبر جمیل وھو حسبی ونعم الوکیل،

(۱۲ اش نعمانی)

---

[1] مولانا کے عربی خطوط زیادہ تر علماے مصر کے نام ہوتے تھے وہ مل نہیں سکتے اسلیے انھیں خطوط پر اکتفا کرنی پڑی۔

[2] مولانا کا سب سے قدیم عربی خط، علی گڈھ جانے سے پہلے۔ [3] یہ پیشنگوئی پوری اُتری،

[4] شاید امانت یا وکالت،

بنام نواب سید علی حسن خان صاحب

(۱۰)

نمی دانم حدیث نامہ چون است

ہمین دانم کہ عنوانش بہ خون است

تزعزعت ارکانُ المِلّۃ!

اعلمنی انتقل السید احمد خان بہادر الی جوار رحمۃ ربہٖ[1] وذلک یوم الاحد ۲۷ مارچ وتفرّق شملنا۔

انی لا اقدر علی ان اشتغل بشیءٍ اِلّا بعد برھۃٍ من الزمان،

والسلام

شبلی نعمانی۔ علی گڈھ ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء

بنام مولوی سید عبدالحی صاحب

(۳)

لا یہمنی الاعزال النائب ووضع الوزر عن الندوۃ، ولمّا فزنا بھذہ البغیۃ فلاجدال ولا خصام مع احدٍ اما اخراج الطلبۃ الجانین علی انفسھم فمما لا بد منہ ولکن فصل ھذہ القضیۃ لا یکون الا بعد العود الی لکھنو۔

شبلی۔ ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

---

[1] سرسید احمد خان کے وفات کی اطلاع،

فہرست مکاتیب جلد دوم

فارسی خطوط

عربی خطوط

دار المصنفین کی جدید کتابین

مکاتیب شبلی

یعنی مولانا شبلی مرحوم کے خطوط کا مجموعہ، جو مولانائے مرحوم کے علمی، ادبی، مذہبی، قومی اور اصلاحی خیالات روزمرّہ کا ذخیرہ ہے، قیمت جلد اول عہ؎، جلد دوم ۱۲؎ ہر دو ۳؎

ارض القرآن

مولانا سیّد سلیمان ندوی کی جدید تصنیف، سرزمین عرب کا جغرافیہ، اور قرآن مجید مین عرب کے جن اقوام اور قبائل کا ذکر ہے، اُنکی محقق تاریخ، اور یونانی تاریخ، جدید اثری تحقیقات، توراۃ کے بیانات اور قرآن مجید کے اشارات کی باہمی تطبیق، ۳۲۲ صفحہ قیمت عہ مجلد عہ؎

انقلاب الامم

مشہور فرنچ مصنف موسیو لی بان کی کتاب کا ترجمہ جسمین یہ دکھایا گیا ہے کہ قومین دنیا مین کیونکر پیدا ہوتی ہین، اور کیونکر مٹتی ہین، قومون کے عروج و زوال کے کیا اسباب ہین، یورپ کا تمدن کیونکر تباہ ہوگا، جمہوریت اور اشتراکیت پر دنیا کہانتک عملاً کاربند ہوسکتی ہی، از مولانا عبد السلام صاحب ندوی، صفحات ۱۹۲ قیمت عہ؎

تمام کتابین اعلےٰ کاغذ پر عمدہ چھاپی گئی ہین

مسعود علی ندوی منیجر دار المصنفین
اعظم گڈھ